

جشن صدسالہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری وسالانہ جلسۂ دستار بندی کے پر بہار موقع سے

نیشنل تاج الشریعہ سیمینار میں پڑھے گئے اہل فکر و دانش کے گراں مایہ مقالات کا حسین گلدستہ

مجلہ المختار کلیان

کا

تاج الشریعہ نمبر



مدیر اعلیٰ

محمد ادریس رضوی ایم۔اے

مدیر مسئول

احمد رضا احمد

ناشر

غوث الوریٰ اکیڈمی

زیر اہتمام: الجامعۃ الرضویہ کلیان تھانہ، مہاراشٹر

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

ہم مجلہ المختار کلیان کی فراہمی کے لئے

علامہ غلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن، مالیگاؤں)، محترم امتیاز رضا چاندیز (ممبئی)

اور مجلہ المختار کلیان کی مجلس ادارت کے ممنون ہیں

Team www.muftiakhtarrazakhan.com

نوٹ: مجلہ المختار کلیان کے آن لائن ایڈیشن کے صفحات کی ترتیب مطبوعہ نسخے کے مطابق نہیں ہے

بفیض روحانی
زبدۃ الاتقیاء، سراج السالکین حضرت علامہ الشاہ
مصطفٰے رضا خان
مفتیٔ اعظم ہند
علیہ الرحمہ

بظل روحانی
سند الفقہاء والمحدثین، تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ
اختر رضا خان
قادری ازہری
علیہ الرحمہ

بیادگار

حضور مخدوم ملت حضرت حافظ و قاری ظفیر الدین رضوی علیہ الرحمہ سابق خطیب و امام میمن مسجد کلیان

جشن صد سالہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری
وسالانہ جلسۂ دستار بندی کے پر بہار موقع سے

تاج الشریعہ سیمینار میں پڑھے گئے اہل فکر و دانش کے گراں مایہ مقالات کا حسین گلدستہ

مجلہ المختار کلیان کا

تاج الشریعہ نمبر

Dec 2018

۸/ دسمبر ۲۰۱۸ء

راہِ ہدایت

"میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک پر قائم رہنا، وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول، کھانا پینا یا کسی بھی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ ان فرقہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہوسکتا۔ میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر باہر کردیں۔"

[حضور تاج الشریعہ]

مراسلت و ترسیل زر کا پتہ

سہ ماہی
المختار کلیان
مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ
اندرانگر، امبرناتھ روڈ، والدھونی، کلیان، تھانہ، مہاراشٹر

(Quarterly)
AL MUKHTAR
(Kalyan)
Madrasa Islamiya Yatim Khana
Indira Nagar, Ambarnath Road,
Waldhuni, Kalyan, Thane, Maharashtra
Pin: 421301 - 0251-6510203
Email: jamia.rizvia.kyn@gmail.com

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ	:	محمد ادریس رضوی ایم۔ اے
مدیر مسئول	:	احمد رضا احمد
سرکولیشن منیجر	:	محمد جہانگیر اشرف رضوی
اشتہار منیجر	:	محمد ابوصالح رضوی
تزئین کار	:	محمد شمشاد رضوی
کاتب	:	محمد سلمان رضا قادری
کمپوزنگ	:	رضوی کمپیوٹر، کلیان

چیک یا ڈرافٹ اس نام سے بنوائیں
Madrasa
Islamiya Yatim Khana

پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر محمد جہانگیر اشرف رضوی نے بھارت پریس ممبئی سے طبع کرا کر آفس "المختار"، مدرسہ اسلامیہ یتیم خانہ اندرانگر، والدھونی، کلیان، مہاراشٹر سے شائع کیا

قیمت خصوصی شمارہ
Rs. 250/-

زیر اہتمام: غوث الوریٰ اکیڈمی ماتحت الجامعۃ الرضویہ، رضا نگر، بیل بازار، کلیان، تھانہ، مہاراشٹر (الہند)

مشمولات

ہدیہ تشکر

مصدر فیوض و برکات، رأس الفقہاء والمحققین، جانشین حضور مفتی اعظم، شیخ طریقت، رہبر راہ شریعت قاضی القضاۃ تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری علیہ الرحمہ والضوان کی ذات بابرکات علمی وروحانی دنیا میں محتاج تعارف نہیں ،انہوں نے اپنی ۷۵ رسالہ زندگی میں امام اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا خاں قادری کے افکار ونظریات کی حفاظت وصیانت، مذہب ومسلک کی ترویج واشاعت اور علمی وفقہی رہنمائی جس انداز میں فرمائی بلاشبہ یہ سب نصرت خداوندی اور خداداد صلاحیت ومقبولیت کی روشن دلیل ہے۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے اس ادارے (الجامعۃ الرضویہ) کو خصوصی نسبت ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ اس ادارہ کی تعمیر وترقی، عروج وارتقاء اور فروغ واستحکام آپ کی دعاؤں کا ثمرہ ہے تو بے جا نہ ہوگا کہ آپ کے قدم میمون سے کئی بار یہ ادارہ فیضیاب ہوا ہے۔حضرت کی زندگی کا ظاہری سایہ گرچہ ہمارے اوپر نہیں رہا لیکن ان کی توجہ خاص اور روحانی فیوض وبرکات سے آج بھی ہم مالامال ہیں۔اس لئے ہماری خواہش ہوئی کہ حضرت کی حیات وخدمات کے حوالے سے ایک سیمینار منعقد کر کے حضرت کی بارگاہ فیض میں تاریخی خراج عقیدت پیش کی جائے۔اور عوام وخواص کے سامنے ان کے فضائل وکمالات اور دیگر گوناگوں خوبیاں پیش کی جائے۔اس سلسلے میں صحافی عصر حضرت علامہ ومولانا احمد رضا احمدؔ، پرنسپل جامعہ ہذا اور فاضل محقق حضرت علامہ مفتی مبشر رضا ازہر مصباحیؔ، شیخ الحدیث جامعہ ہذا سے مشورہ ہوا۔توانہوں نے نہ صرف مفید مشوروں سے نوازا بلکہ اس تحریری منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں ہر ممکن کوشش کی، اصحاب تحریر وقلم سے رابطے کئے اور مقالات لکھنے کی دعوت دی۔بحمدہ تعالی ارباب فکر ودانش نے دعوت تحریر قبول فرما کر ہمارے اس علمی منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہونچایا۔

ہمارے لیے یہ باعث مسرت ہے کہ اصحاب قلم کی نگارشات کا مجموعہ مرتب ومدون ہو کر فردوس نظر ہے جس کا رسم اجرا جامعہ کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کے موقع پر پیر طریقت، جانشین حضور فاتح بلگرام، مخدوم ملت حضرت علامہ الشاہ سید محمد اویس مصطفی واسطی قادری صاحب قبلہ مدظلہ النورانی خانقاہ عالیہ، قادریہ، صغرویہ کے دست اقدس سے عمل میں آرہا ہے۔

ہم بے پناہ ممنون ومشکور ہیں ان علمائے محققین کے جنہوں نے ہماری دعوت تحریر قبول فرما کر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کے اہم گوشے قلمبند فرمائے، پھر وقت مقررہ پر مقالات ارسال فرما کر ہمارے حوصلوں کو قوت واستحکام بخشا۔اور بعض اہل

قلم نے سیمینار میں شرکت بھی فرمائی۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر محب گرامی مولانا احمد رضا احمدؔ اور مفتی مبشر رضا ازہر مصباحیؔ کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ انہوں نے درس وتدریس، امامت وخطابت اور فقہ وافتاء جیسے اہم امور سے وابستہ ہونے کے باوجود قلیل وقت میں مقالات کا مجموعہ مرتب ومدون فرما کر یہ ساعت سعید فراہم کیا کہ جشن صد سالہ امام احمد رضا محدث بریلوی اور جامعہ کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر مجلہ ''المختار'' کلیان کا ''تاج الشریعہ نمبر'' منظر عام پر آیا۔

عزیز مکرم قاری شمشاد عالم رضوی، نے ڈیزائنگ کی ،مولانا ابو صالح رضوی ،مولانا غلام حسنین رضوی، قاری سلمان اور مولانا شمس اللقاء فیضی نے بڑی عرق ریزی سے کمپوزنگ کی ،مولانا قاری شمشیر عزیزی ،اور مولانا محب الرحمن رضوی نے بڑی محنت سے پروف ریڈنگ کی ،سبھوں کے ہم شکر گزار ہیں کہ ان کی جدوجہد سے بروقت مقالات کا مجموعہ منظر عام پر آیا۔

اللہ رب العزت انہیں اور جملہ اصحاب قلم وقرطاس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسیر بارگاہ حضور تاج الشریعہ: محمد مسعود رضا قادری
(بانی ومہتمم الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان)

اداریہ

تاج الشریعہ نمبر کا پس منظر

احمد رضا احمد

پندرھویں صدی ہجری کی ایک عظیم علمی وفکری شخصیت اور ممتاز مذہبی وروحانی پیشوا،فقیہ اسلام،تاج الشریعہ حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری نور اللہ مرقدہ، امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے علوم وفنون کے سچے وارث، حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان قادری قدس سرہ کے تفقہ فی الدین کے کامل مظہر،تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند مفتی مصطفی رضا خان نوری قدس سرہ کے زہد وورع اور تقویٰ وطہارت کے حقیقی جانشین اور مفسر اعظم ہند حضرت مفتی شاہ ابراہیم رضا خان قادری قدس سرہ کے حسن وجمال کے حسین پیکر تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔آپ جامع شریعت وطریقت،مفسر ومحدث،فقیہ ومفتی،ادیب وشاعر،مصنف ومؤلف،مناظر ومتکلم اور مترجم ومحشی ہونے کے ساتھ ساتھ علم وفضل،ذہانت وفطانت،زہد وورع،صبر وشکر،حلم وبردباری اور خشیت وتقویٰ شعاری میں یکتائے زمانہ اور منفرد المثال تھے۔آپ کی پوری زندگی اتباع سنت اور تصلب فی الدین سے عبارت تھی۔

مجدد اعظم امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کی علمی،دینی،ملی،تجدیدی خدمات اور تحقیقی کارناموں کی وجہ سے شہر بریلی کو ''مرکز اہل سنت'' ہونے کا عظیم شرف حاصل ہوا اور حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کی بے لوث خدماتِ دینیہ اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی پرخلوص خدمات جلیلہ سے اس کو مزید استحکام عطا ہوا۔حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے مرکزیت کی شان کو برقرار رکھتے ہوئے بھرپور احساس ذمے داری کے ساتھ اصحابِ فکر ونظر کی علمی وفکری رہنمائی فرمائی اور مرکز اہل سنت بریلی شریف کو روز افزوں وقار واعتبار بخشا اور لمحہ بھر کے لیے اسے مدھم نہ ہونے دیا۔آپ نے امام احمد رضا قدس سرہ کے افکار ونظریات اور مسلک سواد اعظم (مسلک اعلیٰ حضرت) کی ترویج واشاعت اور اس کے فروغ واستحکام میں پوری زندگی وقف کردی۔آپ پوری زندگی اسی مسلک پر عمل پیرا رہے،اسی کی ترجمانی فرمائی اور لوگوں کو اسی پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے رہے۔اس کے خلاف نہ ایک لفظ سننا گوارا فرمایا اور نہ ہی کسی سے مفاہمت برداشت کی۔ ۲۰۰۲ء میں ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' کے زیر اہتمام آزاد انٹر کالج بریلی شریف کے وسیع وعریض میدان میں ایک عظیم الشان ''**عظمت مصطفیٰ کانفرنس**'' منعقد ہوئی جس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ہزاروں کے مجمع کو خطاب کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

''میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک پر قائم رہنا،

وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول، کھانا پینا یا کسی بھی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ ان فرقہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہوسکتا۔ میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو، اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر باہر کردیں۔''

[حیات تاج الشریعہ، مطبوعہ: اسلامک ریسرچ سینٹر بریلی شریف، ص:۸۶]

آپ نے برصغیر ہند و پاک کے علاوہ دنیا کے بیشتر ممالک کے تبلیغی دورے فرمائے اور رشد و ہدایت کی مسند پر بیٹھ کر لاکھوں افراد کے دلوں کو تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیوست کردیا، ایمان وعقیدے کا صحیح تصور اور اصلاح اعمال ونظریات کا حقیقی نور عطا فرمایا اور ان گنت بے دینوں کو دامن اسلام سے وابستہ فرما کر سچا عاشق رسول بنایا۔

تبلیغی اسفار کی کثرت کے باوجود آپ نے تحریر وقلم سے اٹوٹ اور مضبوط و مستحکم رشتہ بنائے رکھا۔ تقریباً ۵۰/ سے زائد قلمی نگارشات قوم کو عطا فرمایا، جن میں سے بعض آپ کی مستقل تحقیقی اور علمی تصنیف وتالیف ہیں اور بعض امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے رسائل کے اردو وعربی تراجم ہیں۔ آپ نے گوناگوں اور متنوع تصنیفی وتالیفی خدمات کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ بھی تحریر فرمائے، میدان فقہ وفتاویٰ میں آپ کی یہ خصوصیت تھی کہ اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں آپ نے فتاویٰ تحریر فرمایے۔ آپ کے نوک قلم سے صادر ہونے والے فتاویٰ قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے اور مختلف فیہ مسائل میں انہیں قول فیصل کا درجہ حاصل ہوتا تھا۔

زبان و بیان، تصنیف وتالیف، افتا وقضا، درس وتدریس اور ان کے علاوہ خدمت دین کے جتنے ذرائع ہوسکتے ہیں، آپ نے ان تمام کو بروئے کار لاکر تاحیات مذہب ومسلک کی وہ عظیم وجلیل خدمات انجام دیں جو لوگوں کے لیے مشعل راہ اور مینارۂ ہدایت ہیں، جنہیں امت مسلمہ تا قیامت فراموش نہیں کرسکتی اور نہ ہی عصر حاضر میں ان کی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔

الجامعۃ الرضویہ کلیان، تھانہ، مہاراشٹر کو آپ کی ذات ستودہ صفات سے خاص تعلق اور خصوصی نسبت حاصل رہی، جس کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اراکین ادارہ کی دعوت پر چار مرتبہ ادارہ میں تشریف لے آئے اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے نہ صرف ادارہ کو شرف بخشا بلکہ اس کے لیے دلی دعائیں اور نیک خواہشات کا اظہار کرکے اداروں میں اس کو عزت ووقار کو دوبالا فرمایا۔ نیز ادارہ کی تعلیمی سرگرمیوں کے تعلق سے اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے نوازتے ہوئے اس کے تعلیمی معیار کو اپنی وسعت فکر سے نہ صرف بلند کیا بلکہ اس کے عروج وارتقا میں آپ کے قیمتی مشوروں نے اہم رول ادا کیا۔ بلاشبہ اس ادارہ کی تعمیری اور تعلیمی ترقی میں آپ کی خصوصی دعائیں اور روحانی فیضان شامل حال ہیں۔

ادارہ سے آپ کی خصوصی نسبت اور گہرے روابط وتعلقات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب بھی آپ کا کلیان کے راستے سے گزر ہوتا تو آپ کلیان (میمن مسجد) بغیر کسی سابقہ اطلاع کے غیر متوقع طور پر تشریف لاتے اور الجامعۃ الرضویہ کلیان کے اساتذہ وطلبہ اور اراکان ادارہ کو اپنی خصوصی زیارت وملاقات سے نوازتے جس سے ادارہ میں خوشی کی

ایک لہر دوڑ جاتی اور آپ کی اس کرم نوازی کا چاروں طرف چرچا ہوتا۔

ادارہ کا یہ پہلا سالانہ جلسہ دستار بندی ہے کہ جس میں حضرت کی موجودگی یا ظاہری زندگی کا سایہ نظر نہیں آتا جس کا احساس نہ صرف ہمیں بلکہ ہمارے تمام احباب و متعلقین کو ہے، حضرت کا اس ظاہری دنیا میں نہ ہونا ایک ایسا خلا ہے جس کا مستقبل قریب میں پر ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

محب گرامی حضرت مولانا مسعود رضا قادری اور مولانا جہانگیر اشرف دونوں صاحبان نے یہ تجویز پیش کی کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اگر چہ ہمارے درمیان نہیں ہیں؛ لیکن ہم ان کی روحانی سرپرستی سے محروم بھی نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم ان کی علمی، فکری، تصنیفی، تالیفی اور تبلیغی خدمات کے حوالے سے ایک اہم سیمینار کا انعقاد کیا جائے اور ارباب علم وادب کے علمی و فکری مقالات کے مجموعۂ کو کتابی شکل میں مرتب و مدون کر کے اسی تاریخ ساز موقعے پہ اس کی رونمائی کی جائے۔ چناں چہ اس سلسلے میں محب گرامی، فاضل علوم اسلامیہ، مفتی محمد مبشر رضا ازہر مصباحی اور مجھ فقیر راقم السطور سے بھی مشورہ ہوا اور پھر سبھوں کی مشترکہ کوششوں سے اصحاب فکر و قلم سے رابطہ کیا گیا۔ ارباب فکر و قلم نے بھی ہماری اس تجویز کو نہ صرف سراہا بلکہ اپنی تمام تر دینی، علمی، تدریسی، تصنیفی، تالیفی اور تبلیغی مصروفیات کے باوجود حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زندگی کے اہم گوشوں پر اپنی قیمتی معلومات و آرائیں سپرد قرطاس کیں اور انھیں مقررہ وقت پر ارسال فرما کر ہمیں شکریہ کا موقع عنایت فرمایا۔

زیر نظر مجموعہ میں بیس حضرات کے مضامین شامل اشاعت ہیں، کوشش کی گئی ہے کہ آپ کی روشن و تابناک حیات کے ضروری اور اہم گوشے قلم بند کر دیے جائیں، لیکن قلت وقت کی وجہ سے آپ کی زندگی کے تمام ابواب کا احاطہ نہ ہو سکا، پھر بھی جتنا لکھا گیا یہ بس حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی روحانیت کا صدقہ و ثمرہ ہے۔

ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے تمام اصحاب فکر و نظر کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے گراں قدر اور مبسوط مقالات ہمارے اس مجموعہ کے لیے تحریر فرمائے۔ رب کریم سے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جملہ ارباب فکر و دانش اور اصحاب لوح و قلم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ادارہ ہذا کے اس خراج محبت کو قبول فرما کر اسے حضور تاج الشریعہ علیہ کے روحانی فیضان سے مالا مال فرمائے اور اسے روز افزوں شاہراہ ترقی پر گامزن رکھے۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ واکرم التسلیم

ترے فراق کے شعلوں میں جل گیا ہوں میں
کباب دل سے مرے آ رہی ہے عود ہو

☆☆☆

تاج الشریعہ: مرشد کامل

مفتی محمود اختر القادری

جن عظیم الشان شخصیتوں کو خالق ارض وسمٰوات نے بے شمار خوبیوں اور ظاہری وباطنی کمالات سے مالا مال فرمایا ہے ان میں ایک نمایاں شخصیت حضور تاج الشریعہ فخر ازہر قاضی القضاۃ فی الہند کی ذات گرامی ہے۔آپ کے محاسن واعلیٰ مدارج کا شمار مجھ جیسے کم علم، کج فہم اور کوتاہ قلم کے بس کی بات نہیں۔آپ علم وفن، زہد وتقویٰ، خاندانی کرامت ووجاہت، پاکیزہ اخلاق و عادات، علمی رعب ودبدبہ، بحث وتحقیق، فصاحت وبلاغت، فقہ وافتاء کی مہارت تامہ، درس وتدریس، شعر وسخن اور احقاق حق و ابطال باطل میں اپنے زمانہ میں منفرد المثال اور عدیم النظیر تھے۔قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے تو امام جلال الدین سیوطی کا گمان ہوتا۔بخاری شریف کا درس دیتے تو امام بخاری کی یاد تازہ ہوجاتی۔مسائل شرعیہ کی تحقیق فرماتے تو امام ابن الہمام اور علامہ ابن عابدین شامی کا شبہ ہوتا۔اور فرقہائے باطلہ کا دلائل وبراہین سے ردبلیغ فرماتے تو اپنے جد امجد امام اہلسنت سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی کی سچی جانشینی کا حق ادا کرتے۔

رب قدیر جل وعلا نے آپ کو خاص وعام میں جو بے پناہ مقبولیت عطا فرمائی تھی ویسی مقبولیت اور ہردلعزیزی تو میں نے اپنی زندگی میں کسی کی بھی نہیں دیکھی، آپ کے پرنور وپرکشش چہرہ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے دنیا بے چین رہتی تھی، جس آبادی سے گزر جاتے انسانوں کا سیلاب امنڈ پڑتا تھا، جس جلسہ یا کانفرنس میں تشریف فرما ہوتے تو جملہ حاضرین وناظرین کی توجہ کا مرکز بن جاتے ؎

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

تقریر وتحریر، وعظ ونصیحت تبلیغ کے مؤثر ذرائع ہیں مگر رب العزۃ نے آپ کے چہرے ہی کو مبلغ بنادیا تھا۔نہ جانے کتنے گمراہ اور تاریکیوں میں بھٹکنے والے صرف ان کے دیدار کا شرف پاتے ہی تائب ہوکر داخل سلسلہ ہوگئے۔کتنے گم گشتہ راہوں کو ان کی ایک جھلک دیکھنے سے راہِ حق نصیب ہوگئی۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی پوری زندگی مسلک اہلسنت پر کہ جسے پہچان کیلئے اس زمانہ میں مسلک اعلیحضرت کہا جاتا ہے مضبوطی سے قائم رہے اور اسی مسلک حق کی تبلیغ واشاعت کرتے رہے۔فِرق باطلہ کا ردبلیغ کرتے ہوئے ان سے دور ونفور رہنے کی تاکید وتلقین کرتے رہے کہ خود حدیث شریف میں بدمذہبوں

کے بارے میں ارشاد گرامی ہوا ''ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم '' (تم اپنے آپ کو ان سے بچاؤ اور ان کو اپنے سے دور رکھو) اعلیحضرت عظیم البرکت نے ساری زندگی یہی تفہیم و تلقین فرمائی۔ بدعقیدگی، بدمذہبی اور صلح کلیت کا رد کرتے رہے۔ اور بدعقیدوں بدمذہبوں اور صلح کلیوں سے دور و نفور رہنے کی تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ تحریک ندوہ اور تحریک خلافت کی مخالفت پوری شد و مد سے فرمائی۔ کتابیں لکھیں، سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کو ان تحریکوں سے بچانے اور ان سے دور رہنے کیلئے زور و شور کے ساتھ تحریک چلائی۔ اپنے جد کریم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ بھی پوری زندگی تمام مذاہب باطلہ سے دور و نفور رہے اور سب کو ان سے دور و نفور رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں کسی تساہلی یا مداہنت سے کام نہ لیتے، بلکہ کسی کو بدمذہبوں سے میل جول اور اتحاد و اشتراک کرتے دیکھتے تو پہلے تنبیہ کرتے، پھر بھی اگر باز نہ آتے تو ایسے لوگوں سے بھی دور رہنے کا حکم دیتے۔ آپ کسی کو بھی داخل سلسلہ کرتے تو اس سے اس طرح عہد لیتے۔

''اہلسنت کے سچے مذہب پر قائم رہوں گا، بدمذہبوں سے بچتا رہوں گا، ہر گناہ خاص کر جھوٹ بدی غیبت بدمذہب کی صحبت گانے بجانے تماشوں سے بچتا رہوں گا'' یہاں بدمذہبوں سے بچنے کی تاکید مکرر ارشاد فرمائی کیونکہ ان کی صحبت ایمان و عقیدہ کیلئے سُم قاتل ہے۔

حضور تاج الشریعہ پر سیدی آقائی مرشدی سرکار مفتی اعظم عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے پناہ عنایتیں اور نوازشات تھیں، یہاں تک کہ اخیر عمر شریف میں آپ سے کوئی داخل سلسلہ ہونے آتا تو آپ ارشاد فرماتے ''اختر میاں کہاں ہیں؟ ان سے کہو انہیں داخل سلسلہ کرلیں'' سرکار مفتی اعظم کی نگاہ کرامت نے آپ کو بھی با کرامت بنا دیا تھا۔ حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب پورنوی اپنے مضمون میں ایک واقعہ درج کرتے ہیں کہ ''حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال سے چار دن قبل محرم کے پہلے عشرہ کی بات ہے۔ رحمان پور ضلع کٹیہار کے مسلمانوں کا ایک گروہ اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی شریف حاضر ہوا تو حضور مفتی اعظم حد درجہ علیل و صاحب فراش تھے۔ عام زیارت کا وقت ہوتا تو حضرت کی چارپائی آنگن میں لگا دی جاتی، لوگ جوق در جوق آتے اور فیضیاب ہوتے۔ یہ دیکھ کر ان میں سے بھی بہت حضرات کے دل میں بیعت ہونے کی خواہش پیدا ہوئی تو آپس میں مشورہ کیا۔ اس وقت زیر تعلیم ایک احسان نامی نوجوان (جو آج کٹیہار کے سینئر وکلاء میں شمار ہوتے ہیں) نے کہا: یہاں مرید ہونے سے قوالی چھوڑنی پڑے گی، اس لئے میں تو مرید نہیں ہوؤں گا۔ بہر کیف جب لوگ اندر جانے لگے تو یہ حضرات بھی ساتھ ہو لئے اور سلام و دست بوسی کے بعد غلامی میں داخل ہوئے، مگر احسان صاحب اپنی سوچ پر قائم رہے۔ واپسی کے مصافحہ پر کچھ لوگوں نے نذریں پیش کیں اور قبول ہوئیں، مگر جب احسان صاحب کا نمبر آیا تو حضور مفتی اعظم نے منع فرما دیا۔ قدرت کو منظور تھا، وہ لوگ جس دن واپس رحمان پور پہنچے، اسی دن رات کو حضور والا نے جام وصال نوش فرما لیا۔ چھ سات مہینوں کے بعد فقیر کی دعوت پر حضرت تاج الشریعہ پورنیہ بہار پہنچے تو موضع سینتل پور جاتے ہوئے راستے میں رحمان پور آیا۔ سورج غروب ہوئے کوئی پندرہ بیس منٹ ہو چکے تھے، اس لئے نماز وہیں خانقاہ لطیفیہ کی مسجد میں ادا کی گئی۔ علم ہوتے ہی پورا گاؤں جمع ہو گیا اور مصافحہ و دست بوسی

ہونے لگی۔ کئی لوگوں نے جن میں احسان صاحب بھی شامل تھے، کچھ نذریں پیش کیں۔ عجب اتفاق کہ سب کی نذریں قبول ہوئیں، مگر احسان صاحب کو منع فرما دیا گیا۔ حالانکہ ان سے تاج الشریعہ کی نہ کبھی ملاقات تھی، نہ تاج الشریعہ کو پتہ تھا کہ حضور مفتی اعظم نے ان کی نذر قبول نہیں فرمائی تھی، جبکہ تاج الشریعہ کی بینائی کمزور تھی، اس پر مستزاد یہ کہ شام کا ملگجا تھا، کیونکہ ابھی بجلی اس گاؤں تک پہنچی نہیں تھی۔ اس وقت احسان صاحب نے تعجب کے ساتھ حضور مفتی اعظم کے نذر قبول نہ فرمانے کی بات سب کے سامنے بیان کی۔ جب ہم لوگ وہاں سے اپنی منزل کیلئے روانہ ہوئے تو فقیر نے حضرت تاج الشریعہ سے احسان صاحب کی نذر قبول نہ ہونے کا سبب جاننا چاہا تو یہ فرما کر خاموش ہو گئے کہ: حضور مفتی اعظم کی کرامت تھی"۔

یہ بھی حضور تاج الشریعہ کی ایک انفرادیت ہے کہ بعدِ وصال چند ہی دنوں میں آپ پر جتنی کتابیں، رسائل اور ماہناموں کے نمبر منصۂ شہود پر آچکے ہیں یا آنے والے ہیں اتنی تعداد میں بہت سی شخصیتوں کے وصال کے بعد سالہا سال گزر گئے لیکن ان پر اب تک کام نہیں ہوسکا۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی سہ ماہی مجلہ "المختار" کا زیر نظر تاج الشریعہ نمبر بھی ہے، جو اس ادارہ کے ذمہ دار حضرات کی جانب سے بارگاہِ تاج الشریعہ میں خراج عقیدت ہے۔ ربِ قدیر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ان حضرات کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور دارَین میں انہیں بہترین صلہ عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی سید المرسلین علیہ الصلاۃ والتسلیم

☆☆☆☆☆☆☆

قاضی شرع ممبئی/ رضوی امجدی دارالافتاء، ممبئی۔ ۳

حضور تاج الشریعہ
امیر اہل سنت علی الاطلاق

ازقلم: مفتی محمد اشرف رضا صدیقی قادری

امیر اہل سنت علی الاطلاق، شیخ الاسلام والمسلمین، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر جمال وکمال حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسر اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، فقیہ اجل، مفتی بے مثال، سیدی وسندی، مرشد اجازت، علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہندوستان میں بادشاہ اسلام کے فقدان کے سبب اپنے عہد کے بلا اختلاف سلطان اسلام تھے، اور برصغیر ہندو پاک کے ہر دینی و مذہبی امور میں مرجع علماء ومشائخ تھے، اور ہر اہم معاملات میں عوام وخواص کی نگاہیں بلا نکیر آپ ہی کی طرف اُٹھتی تھیں۔

آپ کو اللہ رحمن ورحیم عزوجل نے قبولیت فی الارض کا مقام عطا فرمایا۔ ایشیاء ویورپ، افریقہ کے اکثر مسلم ممالک کے علماء اہل سنت و جماعت آپ کو اپنا دینی امام ومقتدا سمجھتے تھے اور اپنی علمی و تحقیقی خدمات آپ کے سامنے پیش کر کے اصلاح وتصدیق چاہتے تھے اور دینی امور میں آپ کی تحقیقات کو عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے اور ان کو بسر وچشم قبول کرتے تھے۔

آپ کی تحقیقات میں اللہ ورسول کی رضا پیش نظر رہتی تھی، آپ اپنے اسلاف واکابر کے نظریہ سے سرمو انحراف پسند نہیں کرتے تھے، اور آپ ہر اس تحقیق کو جو عوام کو خوش کرنے کے لئے منشہ شہود پر لائی گئی ہو یکسر مسترد فرمادیتے تھے۔

مذہب اہل سنت و جماعت کی آپ نے ہر جگہ ترجمانی فرمائی، حق کہنے میں بڑے سے بڑے ظالم کے سامنے میں آپ کبھی مرعوب نہ ہوئے، ہر صاحب علم وفکر کو آپ نے دلائل سے حق قبول کرنے کے لئے مطمئن کیا، آپ نے بیشتر عربی ممالک کا دورہ فرمایا، وہاں کے علماء ومشائخ سے رابطہ استوار کیا، انہوں نے آپ سے ملاقات کو سعادت سمجھا اور بہ اسرار علوم وفنون اور سلاسل کی اجازت وخلافت طلب کیا۔ آپ نے علمی مراکز مثلاً مدینہ منورہ، مکہ مکرمہ، بغداد معلیٰ اور مصر کے اسفار میں وہاں کے شیوخ سے علمی وفقہی امور میں تبادلۂ خیال فرماتے رہے۔ ماشاء اللہ! عربی زبان وادب میں آپ کو کمال رسوخ حاصل تھا، تبحر علمی کو دیکھ کر سب عش عش کر اٹھتے، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں حنفی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سینکڑوں کتابوں کا تعارف کرایا، اعلیٰ حضرت اور اپنی درجنوں کتابیں علماء وشیوخ کو پیش فرمائی، اہل سنت و جماعت کے نظریات کی تائید وترجمانی

اوراس پر آپ کی استقامت کودیکھ کرسب بہ یک زباں کہتے۔ یا شیخ نحن معک (حضور ہم آوپ کے ساتھ ہیں)

بہت سے عرب علماء کو اپنے یہاں آنے کی دعوت دی، جامعۃ الرضا بریلی کے مرکزی اجلاس میں ان کا خطاب عام کروایا، آپ جہاں بلائے گئے وہاں آپ کی دیدار اور بیعت کے لئے لاکھوں کی بھیڑ اکٹھا ہوگئی۔ سفروحضر میں ہمہ وقت سیکڑوں افراد آپ کی قیام گاہ پر زیارت کے لئے مشتاق رہتے تھے، ملک کے درجنوں جامعات، ادارے، تنظیم و مدارس کی آپ سرپرستی فرماتے رہے، جس کانفرنس وجلسہ میں تشریف لے گئے اس کی کامیابی کی ضمانت بن گئے۔

الجامعۃ الرضویہ بیل بازار کلیان کے جلسے میں چار بار تشریف لائے اور یہاں کی کارکردگی دیکھی، کارگزاریوں کو سماعت فرمایا، اس کی ترقی و بقاء کے لئے دعائیں دیں، اس کے دل وجگر مولانا محمد مسعود رضا قادری و مولانا محمد جہانگیر اشرف رضوی کے سروں پر دست شفقت رکھا، آپ کے قدم کی برکت اور دعاؤں کے اثرات کے سبب یہ ادارہ یوما فیوما ترقی وعروج پا رہا ہے۔

الجامعۃ الرضویہ کلیان کے اراکین نے سولھویں سالانہ جلسۂ دستار بندی کے پر بہار موقع سے آپ کی بارگاہ فیض میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ''نیشنل تاج الشریعہ سیمینار وکانفرنس'' کا انعقاد کیا، اسی موقع پر جشن تاج الشریعہ سیمینار میں پڑھے گئے ارباب علم ودانش اور اصحاب فکر ونظر مقالوں کا مجموعہ ''تاج الشریعہ نمبر'' کے نام سے انشاء اللہ العزیز شائع ہوکر منظر آئے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

مفتی وقاضی ادارۂ شرعیہ ممبئی مہاراشٹر

تاج الشریعہ اور علم کلام

ازقلم: قاضی شہید عالم رضوی

اللہ تعالی نے بہت سے کام کی ادائیگی بندون پر واجب کی ہے بندوں پر لازم وضروری ہے کہ ان افعال کی بجا آوری کرے۔ان واجبات میں سب سے پہلا واجب اللہ تبارک وتعالی کی معرفت ۔اللہ تعالی کی معرفت سے مراد کیا ہے؟ کیا اس کی معرفت اس کی کنہ وحقیقت کو جاننا یا اس کی ذات کو آنکھو سے مشاہدہ کرنا ہے؟ لیکن یہ بات قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہے کہ اس کی کنہ وحقیقت کا ادراک واحاطہ عقلاً وشرعاً محال وممتنع ہے۔رب تبارک وتعالی فرماتا ہے''لا تدرکہ الا بصار وھو یدرک الا بصار وھو الطیف الخبیر'' یعنی نگاہیں اللہ تبارک وتعالی کی ذات کا ادراک واحاطہ نہیں کرسکتی ارو وہ تمام نگاہوں کو جانتا ہے وہ لطیف ہے یعنی مخفی ہے ہر چیز کی خبر رکھنے ولا ہے۔

تو پھر معرفت سے مراد کیا ہے کہ بندہ اس فعل کو بجالا کر اول واجبات کی ادائیگی سے بری الذمہ ہو سکے۔تو علمائے اعلام و فضلاء ذوی الاحترام راہ نمائی فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی کی معرفت سے مراد یہ ہے کہ بندہ اچھی طرح جان لے اور پہچان لے کہ اللہ تبارک وتعالی موجود ہے۔صرف ارو صرف اسی کی ذات معبود ہے،وہ تمام صفات کاملہ کا جامع ہے،کوئی بھی صفت کمال اس کی ذات سے منفک نہیں،اس کی کوئی بھی صفت،کمال سے خالی نہیں،صفت نقصان تو کجا جو صفت نقصان وکمال دونوں سے خالی ہو یعنی وہ صفت جس میں کوئی کمی تو نہیں لیکن اس میں کوئی خوبی بھی نہ ہو،وہ صفت بھی اللہ تعالی کی شان کے لائق نہیں ایسی صفت سے بھی اللہ تبارک وتعالی کی ذات پاک ومنزہ ہے۔

معرفت کی چار قسمیں ہیں:

(۱) معرفت حقیقہ (۲) معرفت عیانیہ (۳) معرفت کشفیہ (۴) معرفت برھانیہ

معرفت حقیقہ اللہ تبارک تعالی کا خود اپنی ذات کو جاننا ہے۔اور معرفت عیانیہ یعنی اللہ تبارک وتعالی کا دیدار کرنا۔اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اللہ تبارک تعالی اپنی ذات کو دیکھتا ہے اور اور بندوں کا اللہ تعالی کی ذات کو دیکھنا عقلاً ممکن ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔اہل سنت وجماعت کے مابین اس بارے میں اتفاق ہے کہ آخرت میں اللہ تبارک وتعالی کا دیدار واقع ہے اور دنیا میں واقع ہے یا نہیں،اس بات میں اختلاف ہے اور صاحب کنز الفوائد نے کہا ہے کہ جمہور کا قول یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے واقع ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات ظاہرہ ہی میں اللہ تبارک وتعالی کا دیدار

کیا اور یہی صحیح ہے اور یہ حضرت ابن عباس، حضرت انس، اور حضرت ابن مسعود کے دوقولوں میں سے ایک قول اور حضرت ابو ہریرہ کے دوقولوں میں سے ایک قول ہے اور حضرت ابوذر، حضرت عکرمہ اور حضرت حسن اور حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام ابوالحسن اشعری وغیرھم رضی اللہ عنھم کا قول ہے۔

اور بعض صحابہ جیسے حضرت عائشہ صدیقہ اور ابن مسعود کے دوقولوں میں سے مشہور قول میں نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنھم کے دوقولوں میں ایک قول میں اس بات کی نفی ہے، اور محدثین وفقہا اور متکلمین کی ایک جماعت اسی موقف پر ہے اور بعض حضرات نے اس میں توقف کیا ہے(ملخصا المعتقد المنتقد :ص۔۵۷۔۵٦)

معرفت کشفیہ:

یہ اللہ تبارک وتعالی کی عطائے خاص ہے اپنے فضل وکرم سے جس بندے کو چاہے عطا فرمادے ''ذلک فضل اللہ یعطیہ من یشاء'' اس میں بندے کے کسب وارادہ اور سعی کو دخل نہیں۔ بندوں کو ایسی معرفت کا مکلف نہیں بنایا جاسکتا اور معرفت برھانیہ یہ ہے کے دلائل قطعیہ سے اللہ تعالی کا موجود ہونا معلوم ہوجائے اور یہ معلوم ہوجائے کہ کیا کیا چیزیں اللہ سبحانہ تعالی کے لئے واجب ہیں اور کیا کیا چیزیں اس کی ذات پر محال وممتنع ہیں، اور کیا کیا چیزین اس کی ذات پر جائز ہیں۔

الحاصل معرفت برھانیہ یہ ہے کہ دلائل وبراھین کے ذریعہ اللہ تعالی کا وجود اور اس کی صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ کا ادراک ہوجائے اور اللہ سبحانہ تعالی کی معرفت جو بندوں پر سب سے پہلے واجب ہے اس سے یہی معرفت برھانیہ ہی مراد ہے۔

احکام شرعیہ دوطرح کے ہیں بعض احکام شرعیہ کیفیت عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔یعنی مکلفین کے بعض افعال واعمال فرض یا واجب یا سنت یا مستحب ہیں اور بعض افعال حرام، مکروہ تحریمی یا اساوت یا مکروہ تنزیہی ہیں اور بعض افعال مباح ہیں عمل میں لائیں تو کوئی ثواب نہیں اور چھوڑ دیں تو کوئی مواخذہ نہیں ان افعال کو فرعیہ وعملیہ کہا جاتا ہے۔

اور بعض احکام شرعیہ اعتقاد سے تعلق رکھتے ہیں۔یعنی اعضاء ظاہرہ جیسے ہاتھ، پیر، آنکھ، کان وغیرہ۔ اعضاء ظاہرہ سے کسی فعل کو عمل میں لانا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ ان باتوں کو دل سے مان لینا ہے۔ان احکام کو اصلیہ اور اعتقادیہ کہا جاتا ہے۔ جو علم اول سے متعلق ہو اس کو علم فقہ، علم شرائع واحکام کہا جاتا ہے اور جو علم ثانی سے متعلق ہو اس کو علم توحید وصفات، علم الاعتقاد اور علم کلام کہا جاتا ہے۔

پھر حکم کی تین قسمیں ہیں:

(۱) عقلی (۲) عادی (۳) شرعی

حکم عقلی یہ ہے کہ عقل کسی امر کو ثابت یا کسی امر کی نفی کرے اس طور پر کہ وہ حکم تکرار وتجربہ پر موقوف نہ ہو اور نہ وضع واضع پر موقوف ہو۔

حکم عادی یہ ہے کہ ایک امر کا دوسرے امر کے ساتھ ربط ثابت کیا جائے۔ وجود میں خواہ عدم میں اور عقلاً اس کا تخلف ممکن ہو اور دونوں امروں میں سے ایک دوسرے میں موثر نہ ہو، جیسے کھانے سے پلیٹ بھرنا اور آگ سے جلانا، ان دونو کا فاعل

حقیقی وہی ہے جو ان میں ایک کو دوسرے کے وقت میں پیدا کرتا ہے یعنی دونوں کا فاعل حقیقی اللہ تعالی ہے۔

حکم شرعی: اللہ تعالی کا خطاب جو مکلفین کے افعال سے متعلق رکھتا ہے یا تو جزمی یا غیر جزمی طلب کے ساتھ ہو فعل یا کف میں یا اباحت کے ساتھ ہو یعنی شارع فعل یا ترک فعل دونوں کا اختیار دے۔ یا شارع کسی چیز کو دوسروں کیلئے سبب یا شرط یا مانع مقرر کرے۔ اصول دین میں حکم عادی کا کوئی دخل نہیں۔ اور حکم شرعی کبھی حکم عقلی کی تقویت کا افادہ کرتا ہے اور کبھی مستقل ہو تا ہے مگر مستقل ان احکام میں ہوتا ہے جن پر نبوت کا ثبوت موقوف نہ ہو۔ رہا "حکم عقلی" تو یہی اصول دین کا مبنی اور اساس ہے۔

پھر حکم عقلی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) واجب بالذات (۲) ممتنع بالذات (۳) ممکن بالذات

واجب بالذات: یہ ہے کہ عقل میں اس کا عدم متصور نہ ہو جیسے اللہ سبحانہ کا قدیم ہونا یعنی اللہ تعالی کی ذات کا مسبوق بالعدم نہ ہونا۔

ممتنع بالذات: عقلاً جس کا وجود متصور نہ ہو جیسے شریک باری جائز۔

ممکن بالذات: وہ ہے کہ اس کا وجود وعدم دونوں عقلاً یہی طور پر ممکن ہوں جب کہ مومن عاصی کے گناہوں کو معاف کر دینا اور نیکیوں کا ثواب کئی گنا عطا فرمانا۔

اللہ تبارک وتعالی کی نسبت سے ان تینوں اقسام کا جاننا ہر عاقل و بالغ پر فرض عین ہے۔ اور امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ ہر عاقل پر تینوں احکام کا جاننا فرض عین ہے اگر چہ بالغ نہ ہو۔ یعنی یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالی کی ذات کیلئے کیا چیزیں واجب ہیں اور کیا چیزیں اس کی ذات پر محال ہیں ارو کیا کیا چیزیں اس کی ذات کیلئے جائز ہیں۔ اس طرح جاننا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالی کے رسولوں کے حق میں کیا کیا چیزیں واجب ہین اور کیا کیا چیزیں ممتنع ہیں اور کیا کیا چیزیں ان کیلئے جا ئز ہیں۔ اسی طرح ان باتوں کا جاننا بھی ضروری ہے جو آخرت سے متعلق ہیں۔ جو علم ان تمام مباحث سے بحث کرتا ہے اس کو علم کلام، علم عقائد اور علم توحید کہا جاتا ہے۔

علمائے کرام نے علم کلام کی تعرف اس طرح کی ہے۔ "علم کلام دلائل یقینیہ کے ذریعہ عقائد دینیہ کو جاننا ہے۔ قرن اول میں جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "خیر القرون" فرمایا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم کو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی مصاحبت کا شرف حاصل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت سے ان حضرات کے عقائد ہر طرح کی آلودگیوں سے مصفی ومبرا تھے، ان حضرات کو یہ شرف حاصل تھا کہ پیش آمدہ مسائل میں براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے اور تابعین اعظام کو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے عہد مبارک سے قرب کا شرف حاصل تھا اس کی برکت سے ان حضرات کے عقائد بھی صاف ستھرے تھے۔ واقعات وحادثات اور اختلافات بہت کم رونما ہوتے تھے، پھر ان حضرات کو یہ موقع میسر تھا کہ در پیش مسائل میں ثقہ ومعتمد حضرات یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم سے رجوع کر لے تے اس لئے ان حضرات کو علم فقہ وعلم کلام کو مدون کرنے اور ابواب وفصول کے اعتبار سے ترتیب دینے اور ان کے فروع واصول کی تنقیح کرنے کی حاجت نہ تھی۔ لیکن

کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ مسلمانوں کے درمیان نئے نئے فتنوں نے جنم لیا، ائمہ دین کے خلاف بغاوت وسرکشی پیدا ہوگئی۔ اختلاف رائے ظاہر ہوا اور بدعتوں اور ھوی وہوس کی طرف میلان بڑھا، واقعات اور فتاوی کثیر ہوگئے، اور اہم ترین مسائل میں علمائے کرام کی طرف رجوع زیادہ ہوگیا، لہذا ائمہ کرام اور علماء اعلام نظر واستدلال، اجتہاد واستنباط، قواعد واصول کی تمہید، ابواب وفصول کی ترتیب اور کثیر مسائل کو ان کے دلائل سے استخراج کرنے، شبہات کو ان جوابات کے ساتھ بیان کرنے، اصطلاحات کو متعین کرنے اور مذاہب واختلافات کو بیان کرنے میں مشغول ہوئے۔

مسائل اعتقادیہ میں سے بعض مسائل ضروریات دین سے ہیں۔ضروریات دین سے ہونے کا معنی ومفہوم یہ نہیں ہے کہ وہ مسائل بدیہی ہیں اور نظر واستدلال پر موقوف نہیں ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے سارے مسائل اعتقادیہ شرعیہ، نظریہ واستدلالیہ ہیں ان کا اثبات ثبوت نبوت پر موقوف ہے اور نبوت کا ثبوت معجزہ کے علم پر مبنی ہے اور معجزہ کا علم نظری واستدلالی ہے۔اس بحث کے بعد یہ بات روشن ہوگئی کہ اصل کے لحاظ سے سارے مسائل شرعیہ اعتقادیہ، نظری واستدلالی ہیں بدیہی نہیں ہیں۔ جب وہ مسائل نظری ہیں بدیہی نہیں تو پھر ضروریات دین سے ہونے کا مطلب کیا ہے؟ علماء کرام افادہ فرماتے ہیں کہ علم کلام میں ضروریات دین سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس مسئلہ کی دین کی طرف اضافت کی معرفت میں خواص وعوام سب شریک ہوں۔یعنی اس مسئلہ کا مسئلہ دینیہ ہونا خواص وعوام سب کو معلوم ہو ایسے مسئلہ کا حکم یہ ہے کہ اس مسئلہ کے حق ہونے کا اعتقاد رکھنا فرض ہے اور انکار کفر ہے۔(المعتقد: ص۔۱۶ ملخصاً)

عمدۃ القاری میں ہے:

''وقد ورد فی الحدیث المروی من طرق عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلھا فی النار الا واحدہ''(ج:۱۸،ص:۲۲۴)

یعنی ایک حدیث جو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے متعدد طرق سے مروی ہے اس حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی تعالی علیہ وسلم نے فرمایا''میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی سب کے سب جہنم میں ہوں گے سوائے ایک فرقہ کے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مبارک ارشاد کے مطابق زمانے گزرتے گئے، نئے نئے فرقے وجود میں آتے گئے ان تمام فرقوں نے اپنے اپنے باطل نظریات وخیالات کی بنیاد بزعم خویش دلائل پر رکھی، آیات واحادث سے استدلال کرنے لگے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کے اذہان میں باطل نظریات وخیالات داخل ہونے لگے۔

اہل سنت وجماعت کے علماء کرام ومشائخ عظام کو عوام الناس کے عقائد کی حفاظت وصیانت کے فرض منصبی ادا کرنے کیلئے عقائد صحیحہ کے اسباب اور عقائد باطلہ کے ابطال کی طرف متوجہ ہونا پڑا، بہت سے نئے مسائل اور ردو ابطال کے کثر دقیق مباحث علم کلام کا حصہ بن گئے اور علم کلام بہت وسیع اور معرکتہ الاراء فن بن گیا اور علماء کرام کو باقائدہ ایک مستقل فن کی حیثیت سے مدارس کے نصاب میں شامل کرنا پڑا تاکہ مدارس اسلامیہ سے فارغ ہونے والے علماء ہر طرح کے فتنوں کا مقابلہ کرسکیں اور

سیدھے سادے عوام کو گمراہیوں کے جال سے بچا سکیں۔ماضی قریب میں بہت سے نئے نئے فتنوں نے جنم لیا،سیدھے سادے عوام کے صحیح عقائد جو اسلاف کرام سے نسلاً بعد نسل منتقل ہوتے آرہے تھے،ان میں حملے ہونے لگے۔

ان کے عقائد کو تار تار اور متزلزل کرنے کی کوشش ہونے لگی تو اللہ تعالی نے امام احمد رضا قدس سرہ جیسے مجدد دین اور بطل جلیل کو پیدا کیا اور حق کو روشن کرنے اور باطل کی سرکوبی کرنے کیلئے متعین فرمایا۔امام احمد رضا قدس سرہ نے فرض منصبی کو مکمل طور پر ادا کرتے ہوئے سیکڑوں کی تعداد میں کتب رسائل تصنیف فرمائے اور بے شمار فتاوی تحریر فرما کر عوام الناس کے عقائد کی حفاظت فرمائی۔اس وقت میرا روئے سخن وارث علوم اعلی حضرت جانشین تاجدار اہل سنت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کی علم کلام میں خدمات اور کارنامے کی طرف مرکوز ہے۔

حضرت تاج الشریعہ نے اعلی حضرت امام احمد رضا قدس کے علمی وارث ہونے اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے سچے جانشین ہونے کا پورا پورا حق ادا کیا۔حضرت تاج الشریعہ نے علم کلام مین متعدد کتب و رسائل تحریر فرمائے۔اور مجدد دین وملت اعلی حضرت امام احمد رضا قدس و دیگر مستند علماء اہل سنت کی مستند اور اہم کتابیں جو عربی زبان میں تھیں،ان کا سلیس اردو زبان میں ،اور جو اردو زبان میں تھیں ان کا عرب دنیا کے استفادے کیلئے فصیح عربی زبان ترجمہ کر کے ملت کے لوگوں پر بڑا احسان کیا ہے۔

اب ذیل مین تاج الشریعہ نے علم عقائد و کلام میں تصنیف و تالیف اور عربی اور اردو تراجم کے حوالے سے جو نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں،ان میں سے کچھ کا مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیں۔

(ا) ''سد المشارع فی الرد علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع''

تاج الشریعہ نے اس کتاب میں اس باطل قول کا رد کیا ہے کہ مذہب اسلام کسی کا محتاج نہیں یہاں تک کہ شارع حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا بھی محتاج نہیں۔اس باطل عقیدے والے نے اپنے عقیدہ باطلہ کو اپنے زعم باطل میں کتاب وسنت سے ثابت کیا تھا،تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے دلائل واضحہ سے ثابت فرمایا کہ یہ نظریہ اسلام کے خلاف اور سراسر باطل اور یہودیت زدہ ہے۔

(۲) ''حقیقۃ البریلویہ المعروف بمراۃ النجدیہ''

احسان الہی ظہیر نامی ایک بدعقیدہ شخص نے ''البریلویہ'' کے نام سے ایک کتاب تحریر کی وہ کتاب کیا ہے؟ مکر وفریب اور افترادات ومکاذیب کا مجموعہ ہے۔اہل سنت وجماعت کی طرف جھوٹے الزامات عائد کئے اور طرح طرح کی بے بنیاد باتیں منسوب کیں۔قاضی عطیہ محمد سالم نامی شخص نے اس کتاب پر مقدمہ لکھ کر مصنف کے ان جھوٹے الزامات کی بیجا تعریف کی۔تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ نے کتاب ومقدمہ دونوں کا رد بلیغ کیا اور اہل سنت وجماعت کے عقائد و معمولات کی صحیح تصویر واضح کی اور امام احمد رضا قدس سرہ کا صحیح تعارف پیش کیا جس سے احسان الہی ظہیر اور قاضی عطیہ محمد سالم کی عیاری ومکاری اور افتراءات بے نقاب ہوگئے اور دونوں مفتریوں کی جال سازی لوگوں پر منکشف ہوگئی۔

(۳) تحقیق ان ابا ابراہیم تارخ لا آذر:

یہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نہایت معرکۃ الارا تحقیقات پر مشتمل تصنیف ہے یہ کتاب کیسے وجود میں آئی، اس پر روشنی ڈالتے ہوئے خود تاج الشریعہ علیہ الرحمہ رقمطراز ہیں ''ابھی ۲۰۰۰ء کے بعد جناب ابو منصور موہوب ابن طاہر احمد ابن محمد ابن خضر المعروف بہ امام جوالیقی بغدادی کی کتاب ''معرب من الکلام الاعجمی علی حروف المعجم '' پر نظر پڑی، جس پر شیخ احمد شاکر کی تعلیق ہے اس تعلیق میں شیخ احمد شاکر نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام آذر ہے، میں نے اس تعلیق کے رد میں اپنا رسالہ ''تحقیق عن ابا سیدنا ابراہیم تارخ لا آذر'' لکھا۔

اس کتاب میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے کتب تفاسیر و احادیث کے پختہ دلائل و براہین سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد کے نام کی تحقیق کی جس سے یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ آپ کے والد ماجد کا نام ''تارخ'' تھا اور ''آذر'' حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام تھا۔ نیز اس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کریمین کا موحد ہونے کا ثبوت پیش کیا۔

(۴) ''الحق المبین''

ابوظہبی سے ایک مجلہ ''الھدیٰ'' کے نام سے نکلتا تھا اس مجلہ میں ہندوستانی بدعقیدوں سے سن کر مذہب اہل سنت اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ پر جھوٹے الزامات و افتراءات تحریر کئے تھے، تاج الشریعہ نے اس کا رد عربی زبان میں ''الحق المبین'' کے نام سے تحریر کیا اور واضح کیا کہ دیابنہ جو ہمیں اسلام سے خارج گردانتے ہیں درحقیقت وہی لوگ سزاوار ہیں، ہم اہل سنت اور امام اہل سنت ان تہمتوں سے بری ہیں۔

(۵) ''نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین''

مورخہ ۱۲ ربیع الاول پیر کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، ابولھب کی لونڈی ثویبہ نے ابولھب کو ولادت کی خوشخبری دی، خوشی میں ابولھب نے ثویبہ کو آزاد کر دیا، اس عمل کی وجہ سے ابولھب کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، اس بات کو بعض لوگوں نے غلط کہا اور ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ ۲۸ نومبر ۲۰۱۰ء کو مدینہ منورہ میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں اس تعلق سے سوال پیش ہوا تو تاج الشریعہ نے اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے یہ کتاب تحریر فرمائی۔

۶:۔ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا کی تقریب''

محمد رسول اللہ صلی اللہ وعلیہ وسلم کی ایک صفت دافع البلاء ہے وہابیوں نے نبی کریم سلی اللہ علیہ وسلم پر اس صفت کے اطلاق کو شرک بتایا جو وہابیہ کی عادت ہے تو امام احمد رضا نے رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم کے دافع البلا ہونے کی اثبات میں یہ تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی۔ یہ کتاب ۳۰ آیات قرآنیہ اور ستر سے زائد احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل حاجت روا اور دافع البلاء ہونے کی اثبات میں بہت نفیس بحثیں کی ہیں۔ حضور تاج الشریعہ نے اس پر تعلیق لکھی اور عالم عرب میں اس کی افادیت کو عام کرنے کیلئے فصیح عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ کتاب عرب دنیا میں بہت مقبول ہے، دمشق کے محدث حضرت عبد الجلیل العطا

الکبری کا تحریر کردہ مقدمہ شامل اشاعت ہے۔

(۷) ''شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام''

امام احمد رضا قدس سرہ کی بہت قیمتی تصنیف ہے، اس کتاب کا تعارف میں کیا پیش کروں خود امام احمد رضا قدس سرہ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں۔

مذہب صحیح یہ ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے والدین کریمین حضرت سیدنا عبداللہ اور حضرت سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالی عنہما اہل توحید اور اسلام ونجات تھے بلکہ حضور کہ کے ابا وامہات حضرت عبداللہ وآمنہ سے آدم وحوا تک مذہب راجح میں سب اہل اسلام وتوحید ہیں۔ ''قال اللہ تعالی الذی بذلک حین تقوم وتقبلک فی الساجدین''۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا نور ایک نمازی سے دوسرے نمازی کی طرف منتقل ہوتا آیا۔ اور حدیث میں ہے کہ رب عزوجل نے نو را قدس کی نسبت فرمایا کہ اسے اصلاب طیبہ وارحام طاہرہ میں رکھوں گا اور رب عزوجل کسی کافر کوطیب وطاہر نہ فر مائیگا۔ ''انما المشرکون نجس'' اس بارے میں ہمارا ایک خاص رسالہ ہے ''شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام'' اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خاس اس باب میں چھ رسالے لکھے ہیں۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس رسالے کو بھی عربی زبان منتقل کیا۔

(۸) ''سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح''

(۹) ''دامان باغ سبحان السبوح''

(۱۰) ''الجمع المبین لآمال المکذبین''

بدعقیدوں کا یہ عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالی کی شان میں گستاخی کی تو انتہا کر دی اور یہاں تک لکھ دیا کہ جھوٹ بول چکا'' اعلی حضرت قدس سرہ نے مذکورہ تینوں کتابوں میں دلائل قاہرہ، براہین قاطعہ اور حجج ساطعہ سے اس باطل عقیدہ کا ابطال کیا اور دلائل وبراہین قطعیہ سے ثابت کیا کہ کذب اللہ سبحانہ تعالی کی ذات کے لئے محال بالذات ہے۔ اللہ تعالی سے وقوع کذب تو کجا، کذب کا امکان بھی متصور نہیں اور ان میں اول الذکر کتاب نہایت دقیق منطقیانہ و فلسفیانہ ابحاث پر مشتمل ہے اور اور بدعقیدوں کے تمام مکر وکید کو ہبائً منثورہ کر دیا ہے۔ جو شخص منطق وفلسفہ کے مصطلحات سے اچھی طرح واقف ہے اور دقیق مباحث میں گہری نظر رکھتا ہے مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائیگا کہ وہابیوں کا گڑھا ہوا امکان کذب کا مسئلہ باطل بے بنیاد ہے اور اللہ تعالی کو عیب دار بناتا ہے۔ مذکورہ تینوں کتابیں اردو زبان میں ہونے کی وجہ سے اہل عرب ان سے استفادہ کرنے سے محروم تھے۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ان تینوں کتابوں کا فصیح عربی میں ترجمہ کرکے عالم عرب میں ان کی افادیت کو عام کر دیا ہے۔

یہیں سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ جس طرح عربی زبان وادب اور محاورات پر کامل دسترس رکھتے اسی طرح منطق وفلسفہ کے دقیق مباحث میں بھی گہری نظر رکھتے تھے۔ان تینوں کتابوں پر محدث شیخ عبدالجلیل العطا الکبری نے مقدمہ تحریر کیا ہے۔

(۱۱) الذلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی''

یہ اعلی حضرت امام احمد رضا کی مبارک تصنیف ہے۔اس میں امام احمد رضا قدس سرہ نے معتمد طرق سے صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت ثابت کی ہے۔اپنے موضوع پر یہ بہت نفیس کتاب ہے جو شخص تعصب کی عینک اتار کر انصاف پسند نگاہو ں سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اس کی نظر میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت روز روشن کی طرح متبین ہوجا ئیگی۔تاج الشریعہ نے ہندو پاک کے عوام پر شفقت فرماتے ہوئے سلیس اردو زبان میں ترجمہ کردیا ہے تاکہ عوام اس کے مطالعہ سے فیض یاب ہوسکیں۔

(۱۲) ''برکات الامداد لاھل الاستمداد''

امام احمد رضا قدس سرہ سے سوال ہوا کہ آیت کریمہ ''وایاک نستعین'' کا معنی وہابی یوں بیان کرتا ہے کہ استعانت غیر حق سے شرک ہے۔اور بیان کرتا ہے کہ شیخ سعدی کا بھی یہی ایمان تھا۔ع ''نداریم غیراز تو فریادرس'' ترجمہ: ہم تیرے سوا کوئی فریاد کو پہونچنے والا نہیں رکھتے۔اور حضرت نظامی رحمہ اللہ علیہ بھی دعا میں عرض کرتے ہیں۔''بزرگا بزرگی دہ بے کسم۔تو ئی پاوری بخشش و پاری رسم۔ائے بزرگ بزرگی عطا فرما کہ میں بے کس ہوں تو ہی حمایت کرنے والا ہے اور مری مدد کو پہونچنے والا ہے۔اور حضرت سفیان ثوری کا عبرت ناک واقعہ''تحفۃ العاشقین''میں لکھا ہے کہ نماز میں جب ''نستعین'' پر پہونچے بے ہوش ہو کر گر پڑے،،فرمایا جب''رب العلمین ،ایاک نستعین ،فرمائے اور میں غیر حق سے مانگوں مجھ سے زیادہ بے ادب کون ہوگا،الخ۔

اعلی حضرت قدس سرہ نے جواب میں مذکورہ کتاب اردو زبان میں تصنیف فرمائی۔اوران تمام باتوں کا تحقیقی جواب عنا یت فرمایا۔تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے عرب والوں کے استفادے کیلئے عربی زبان میں اس کا ترجمہ کیا۔

(۱۳) ''قوارع القھار علی مجسمۃ الفجار''

ابن تیمیہ نے امام رازی کی کتاب ''اساس التقدیس'' کے جواب میں ''التاسیس فی رد اساس التقدیس'' کے نام سے ایک کتاب تحریر کی،

علامہ زاہد الکوثری نے اپنی کتاب ''تکملۃ الرد'' میں ابن تیمیہ کی ''التاسیس'' سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کی۔

قلمتم لیس ھو جسم ولا جوھر ولا متحیز ولا فی جھۃ ولا یتمیز منہ شئی من شئی وعبرتم عن ذلک بانہ تعالی لیس بمنقسم ولا مرکب وانہ لا حد لہ ولا غایۃ۔ترید ون بذلک انہ یمتنع علیہ ان یکون لہ حد وقدر او یکون لہ قدر لا

یتناھی۔فکیف ساغ لکم ھذا النفی بلا کتاب ولا سنۃ۔(تکملۃ الرد۔ص:۴۰) ترجمہ: تم نے کہا اللہ نہ جسم ہے نہ جوہر نہ متحیز ہے نہ

کسی جہت میں ہے نہ اس سے ایک شئی دوسری شئی سے ممتاز ہوتی ہے۔

اس کی تعبیر تم نے اس طرح کی کہ اللہ تعالی منقسم نہیں اور نہ مرکب ہے، نہ اس کی حد ہے نہ کوئی غایت ہے تم اس سے یہ مراد لیتے ہو کہ اس کی ذات کے لئے محال ہے کہ اس کے لئے کوئی حد وقدر ہو یا اس کیلئے قدر غیر متناہی ہو۔ یہ نفی تمہارے لئے کتاب وسنت کے نصوص کے بغیر کیونکر درست ہوسکتی ہے۔

اس عبارت میں ابن تیمیہ نے اللہ تعالی کے جسم ہونے کا عقیدہ پیش کیا اور ابن تیمیہ ہی کے پس خوردہ ٹکروں سے وہابیہ نے دستر خوان سجا کر اللہ تعالی کی جسمیت کا عقیدہ اپنایا ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے ''قوارع القھار علی مجسمۃ الفجار'' تصنیف فرما کر ان کا رد بلیغ فرمایا۔ اور قرآن کریم کے آیات متشابہات پر اعتراضات کا تحقیقی جواب تحریر فرمایا۔ اس کتاب میں امام احمد رضا قدس سرہ نے ڈھائی سو سے زائد کتابوں کی عبارتیں پیش کر کے تحقیق کو انتہا تک پہونچا دیا۔ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اس کتاب کا بھی عربی میں ترجمہ کر کے امام احمد رضا قدس سرہ کی تحقیقات کو عرب دنیا مین متعارف کرایا ہے۔

(۱۴) ''انوار المنان فی توحید القرآن''

اس کتاب میں امام احمد رضا قدس سرہ نے کلام لفظی اور کلام نفسی پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ لفظی، نفسی کی تقسیم متاخرین کی ایجاد ہے حقیقت میں اللہ تعالی کا کلام ایک ہے۔ اعلی حضرت نے اس کتاب میں بڑی دقیق اور نفیس بحث کی ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ہندو پاک کے افراد پر کرم فرما کر اردو زبان میں ترجمہ کر دیا ہے تا کہ عوام مستفید ہوسکیں۔

(۱۵) ''المعتقد المنتقد''

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ فضل رسول عثانی بدایونی علیہ الرحمہ کی علم کلام میں نہایت معرکۃ الارا تصنیف ہے اس کتاب میں سیف اللہ المسلول علیہ الرحمہ نے ان کے دور میں جنم لینے والے باطل فرقوں کا دلائل قاہرہ سے رد فرمایا ہے۔ حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کی فرمائش پر امام احمد رضا قدس سرہ نے اس کتاب پر حواشی تحریر فرمائے اور حواشی کو نام'' المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد۔(۱۳۲۰) سے موسوم کیا۔ یہ کتاب مدارس اہل سنت میں داخل درس ہے کتاب دقیق ابحاث پر مشتمل ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ نے مسائل کلامیہ کی تحقیق تدقیق فرمائی ہے اور خاص خاص مقامات میں عبارت کی تنقیح وتشریح فرمادی ہے تمام الفاظ وعبارت کی تنقیح وتشریح کا التزام نہیں کیا ہے، اس لئے متن وحواشی دونوں کی تفہم وتفہیم میں بہت سے مدرسین کو مشکل پیش آرہی تھی۔ بعض علماء کی گزارش پر تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اردو زبان میں ترجمہ کر کے علماء پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اب اس ترجمہ کی مدد سے اس کتاب کا سمجھنا علماء کیلئے بہت آسان ہوگیا ہے

☆☆☆

خادم تدریس وافتاء جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

تاج الشریعہ اور تعلیقات بخاری

مفتی عبدالحکیم نوری

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری کی سولہ سالہ محنت وجانشانی سے صحیح البخاری جلوہ گر ہوئی۔ بلاشبہ صحیح البخاری اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے دنیائے اسلام میں مقبول ومحمود ہونے کے باعث پوری دنیا میں اشاعت پذیر ہے۔ سیدنا امام بخاری نے کتاب کی ترتیب وتدوین کے لئے جو اہتمام کیا ہے اسکی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یوں تو سولہ سال کے عرصہ میں مختلف دیار وامصار سے احادیث کریمہ کو جمع کیا اور کتاب کی ترتیب اس ڈھنگ سے کی کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ اور منبر شریف کے درمیان بعد غسل دو رکعت نماز نفل ادا کرتے پھر ایک حدیث نقل کرتے اس احتیاط وادب کے باعث حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا اور جب آقا قبولیت سے سرفراز فرما دیں تو امت کے نزدیک کتاب مقبول ومحمود کیوں نہ ہوگی۔

صحیح البخاری کے نسخے متعدد ہیں اسلئے کہ پریس اور طباعت کے دور سے پہلے نقل بعد نقل اہل اسلام ایک دوسرے تک پہنچاتے رہے اور ہر دور میں اس کتاب پر اہل علم شروح وحواشی رقم فرماتے رہے صحیح البخاری کی دو شرحیں مشہور ومعروف ہیں حضرت امام بدرالدین عینی کی شرح (عمدۃ القاری) اور امام ابن حجر عسقلانی کی شرح 'فتح الباری'۔ مگر ہندوستان میں علامہ قسطلانی کی شرح مشہور ومعروف رہی اور علامہ عینی کی شرح نایاب نہیں تو کمیاب ضرور تھی یہی وجہ ہے ہندوستانی شارحین نے ماخذ کے طور پر علامہ قسطلانی کی شرح کو لیا ہے جب کی پوری دنیا میں دونوں شرحیں اہل علم کے نزدیک مقبول ومحمود رہی۔ اسکی ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

بخاری شریف کے پہلے باب (کیف کان بدء والوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت جو حدیث منقول ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ وعلیہ وسلم غار حراء میں جلوہ افروز تھے فرشتہ آیا اور اس نے کہا "اقراء" فقال "فقلت ما انا بقارئٍ" پڑھو تو میں نے عرض کیا ما انا بقاریئ امام عسقلانی نے ما کو نافیہ مانا اور ہندوستان کے شارحین امام عسقلانی کی اتباع کرتے ہوئے ما کو نافیہ مان کر ترجمہ کیا ہے (میں نہیں پڑھتا)۔ جبکہ امام بدرالدین عینی نے ما کو استفہامیہ قرار دیا ہے لہذا ترجمہ ہوگا (میں کیا پڑھوں؟) دونوں شرحوں کی عظمتیں مسلم ہیں مگر غور کیا جائے کہ امام بدرالدین عینی نے ما کو استفہامیہ قرار دیا ہے جسکا ترجمہ ہوگا میں کیا پڑھوں اسکے جواب میں "اقراء باسم ربک الذی خلق" (اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے تجھے پیدا کیا

ہے) کتنا مناسب نظر آتا ہے لہذا امام ابن حجر عسقلانی کی شرح ہندوستان میں مشہور و معروف اور علامہ بدر الدین عینی کی شرح کا دستیاب نہ ہونا قرین قیاس ہے مذکورہ بالا دونوں شرحوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مختلف زبان میں پچاسوں شرحیں وجود میں آئیں۔

حضور تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری قدس سرہٗ کی پوری حیات مبارکہ اشاعت دین متین کی مرہون منت رہی درس وتدریس افتاء وتصنیف میں مصروف ہونے کے ساتھ دعوت وتبلیغ اور بیعت واشاعت میں حیات مبارکہ کا لمحہ لمحہ گزرا۔ یوں تو آپکی تصنیفات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں جن کی تعداد ایک درجن سے زیادہ ہیں مگر زندگی کے آخری بیس سال افریقہ وامریکہ اور یورپ وایشیا کے مختلف دیار وامصار میں دعوت وتبلیغ اور بیعت اور ارشاد میں گزرا مریدین ومتوسلین کے ہجوم کے ساتھ ظاہری بصارت کم سے کم تر ہوگئی تھی مگر روحانی بصیرت ترقی پذیر رہی جب موقع ملتا اپنے مخصوص خادم کو املاء کراتے۔

علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف المعتقد المنقد مع المعتمد المستند اور الهاد الكاف في حكم الضعاف اسی دور کی یادگار ہیں المعتقد مع المستند علم کلام کی مسائل پر مشتمل ہے اور علامہ فضل رسول بدایونی اور امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہما الرحمہ نے دقیق ترین مسائل کو اچھوتے انداز میں بیان فرمایا ہے چونکہ زبان عربی تھی مگر اسکا ترجمہ عربی ادب کا ادیب نہیں کرسکتا جب تک اسے علم کلام کے مسائل پر عبور حاصل نہ ہو حضور تاج الشریعہ کو جہاں موقع ملتا املاء کرا دیتے مترجم کتاب پڑھنے کے بعد نہیں لگتا کہ عربی سے ترجمہ ہے۔

اسی طرح 'تعلیقات زاہرہ' بھی اسی دور کی یادگار ہے املاء کرانا کتب خانے میں آسان ہے جب بھی کسی کتاب کی ضرورت ہوا سے نکال کر تصحیح کرالی جائے مگر سفر میں وہ بھی ہجوم میں وقت نکال کر مسائل دقیقہ کو ظاہر و باہر کرنا اور جہاں ضرورت پڑی معتمد کتب سے حوالہ پیش کرنا یہ حضور تاج الشریعہ کے نور بصیرت کی واضح دلیل ہے۔

تعلیقات تعلیق کی جمع ہے عام طور پر تعلیق بولا جاتا ہے سندوں کو حذف کرنے کے بعد حدیث کے بیان کرنے کو مگر تعلیق کا اطلاق حاشیہ پر بھی ہوتا ہے تعلیقات زاہرہ کا سیدھا سا مطلب یہ ہوا کہ بخاری شریف کے واضح وظاہر حاشیہ۔ بلاشبہ حضور تاج الشریعہ نے جو تعلیقات زاہرہ املاء کرایا ہے اسمیں خفاؤ الجھن کا نام ونشان نہیں جس مسئلے کو بیان فرمایا ہے اس میں کسی طرح کی کوئی تشنگی نہیں اب اسکی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) صحیح البخاری کی پہلی حدیث "انما الاعمال بالنیات" پر گفتگو کرتے ہوئے اولاً اس حدیث پاک کو جتنے محدثین نے اپنی کتابوں میں مندرج فرمایا ہے اسے بیان فرمادیا اسکے بعد فرماتے ہیں "هذا الحديث اصل عظيم في الدين فيه الترغيب للمرء والتلقين لحسن النية والاخلاص لا سيما الطالب لعلم الحديث كان الدخول في منهج الطلب لهذا العلم الشريف له حكم الهجرة الى الله ورسوله صلى الله عليه سلم فكما ان الاخلاص شرط في الهجرة الى الله والرسول كذلك هو شرط ههنا"

(یہ حدیث پاک دین میں اصل عظیم ہے جس میں اچھی نیت اور اخلاص کی تلقین ہے خصوصاً علم حدیث کے

طالب علم کے لئے جو اس علم شریف کو طلب کرنا چاہتا ہے اس کے لئے اللہ ورسول کی طرف ہجرت کا حکم ہے جس طرح ہجرت کے اندر اخلاص کی شرط ہے اسی طرح طالب علم کے لئے اخلاص کی شرط ہے)۔

اسکے بعد ارشاد فرماتے ہیں

"والحدیث اصل عظیم فی اصول الدین جعله بعض العلماء نصف علم لان الاعمال باسرها علی قسمین: قلبی وقالبی اعنی بدنی والنیة اصل لاعمال القلب وان لاحظت عن جمیع الاعمال سواء کانت عبادات او عادات یتوقف ثوابها وقبولها علی حسن النیة فیمکن ان یعتبر الحدیث تمام العلم وعمله الدین قال الامام الشافعی۔ان ھٰذا الحدیث یدخل فی سبعین بابا من الذین یرید الامام المذکور بهذا ان لهذا الحدیث مدخلا عظیما فی الدین ولیس یرید ان الحدیث انما یدخل فی سبعین باباً فقط، بل مقصوده المبالغة وافادة کثیرة نفوذ الحدیث والا فان الحدیث یدخل فی اکثر من سبعین باباً لان العبادات والمعاملات والعادات اقسامها لاتعد ولاتحص والنیة لها مدخل فی کل محل۔

(اور یہ حدیث پاک اصول دین میں اصل عظیم ہے جس کو بعض علماء نے نصف علم قرار دیا ہے اس لئے کہ اعمال دو قسم پر منقسم ہیں: قلبی، قالبی یعنی بدنی اور نیت قلبی اعمال کے لئے اصل ہے اگرچہ تمامی اعمال چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے حسن نیت کے بغیر قبولیت وثواب کے مستحق نہیں ہوتے ایسی صورت میں اس حدیث پاک کا تمامی دین میں اعتبار کا امکان ہے۔امام شافعی ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث پاک دین کے ستر باب میں دخیل ہے۔سیدنا امام شافعی کے فرمان عالیشان کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث پاک کا دین میں بڑا دخل ہے اور امام شافعی کے فرمان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ستر ہی باب میں اسکا دخل ہو بلکہ انکا مقصد عظیم افادیت کی کثرت ہے اگر غور کیا جائے تو اس حدیث پاک کا دخل ستر سے زیادہ ابواب میں ہے اس لئے کہ عبادات، معاملات، عادات کے اقسام بیشمار ہیں نیت کا دخل ہر ایک میں ہے)۔اس پہلی حدیث پر آٹھ صفحات پر موتیوں کو بکھیرنا حضور تاج الشریعہ کے کمالات کی واضح دلیل ہے پھر ہر بات کو مدلل ومفصل طور پر بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مستند کتابوں کے حوالہ جات کا ہیرا پرونا بصیرت ایمانی کی واضح دلیل ہے

(۲) بخاری شریف کے کتاب العلم کے ایک جملہ "فلاتجدعلی فی نفسک" پر علم لغت کا جو دریا بہایا ہے اسے ملاحظہ کرنے کے بعد لگتا ہے کہ حضور تاج الشریعہ علوم عربیہ کے امام کامل ہیں آپ بھی ملاحظہ فرمائیے

"بکسر الجیم ای لا تغضب ومادة وجد متحدة الماضی والمضارع مختلفة المصادر بحسب اختلاف المعانی یقال فی الغضب موجدة وفی المطلوب وجوداً وفی الضالةِ وِجداناً وفی الحب

وَجداً بفتح الواؤ وفی المال وُجداًبضم ووِجداًبکسر الواؤ ووَجداً بفتح الواؤ ووجِدة بکسر الجیم وتخفیف الدال المفتوحة قرأالاعرج ونافع ویحیٰ بن یعمر وسعید بن جبیر وابن ابی عبلة وطاؤس وابو حیوۃ وابو هشیم من وَجدکم بفتح الواؤ وقرأ ابو الحسن روح بن عبد المؤمن من وجدکم بکسر الجیم وتخفیف الدال المفتوحة علی الاشهر فی جمیع ذٰلک (فلاتجِد جیم کے کسرہ کے ساتھ ہے جس کا معنی لاتغضب ہے وجد کا مادہ ماضی اور مضارع میں متحد اور مصادر میں مختلف ہے معانی کے اختلاف کی وجہ سے غضب کے معنی میں من وجدۃً اور مطلوب کے معنی میں وجوداً اور گمشدگی کے معنی میں وِجداناً اور محبت کے معنی میں وَجداً واؤ کے فتحہ کے ساتھ اور مال کے معنی میں وُجداً واؤ کے ضمہ کے ساتھ اور وِجداً واؤ کے کسرہ کے ساتھ اور وَجداً واؤ کے فتحہ کے ساتھ وجِدۃً جیم کے کسرہ کے ساتھ اور دال مفتوحہ کی تخفیف کے ساتھ۔ اعرج، نافع، یحیٰ بن یعمر، سعید بن جبیر، ابن ابوجبلہ، طاؤس اور ابوحیوۃ اور ابوھشیم نے وَجدکم واؤ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور ابوالحسن، روح بن عبدالمؤمن نے وِجدکم واؤ کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے اور باقی لوگوں نے وُجدکم ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور گمشدگی کے معنی میں وِجداناً اور غناء کے معنی میں جِدۃ جیم کے کسرہ کے ساتھ اور دال مفتوحہ کے تخفیف کے ساتھ ان تمام چیزوں میں یہی زیادہ مشہور ہے) صرف ایک لفظ پر لغوی تحقیقات اور مستند کتب کے حوالہ جات مثلاً معجم الوسیط، عینی، فتح الباری کی عبارتوں کو پیش کرنا کمال استحضار کی دلیل ہے۔

(۳) صحیح البخاری کی حدیث پاک "لعن اللّٰہ الیھود اتخذوا قبور انبیائھم مساجداً" کے تحت حضور تاج الشریعہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"ان الیھود کانوا یتخذون قبور انبیائھم مساجد ویبنون مساجد علی قبورھم وھذا الصنع منھم اما تعظیم مفرط للقبور بالتوجہ الیھا والسجود لھا وھذا ھو المراد بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام: اتخذوا قبور انبیائھم مساجد۔ واما استخفاف بقبورھم واھانۃ لھا وذلک لانھم بنوا علی قبورھم مساجد واستلزم ھذا استعلائً علی القبور والجلوس علیھا والمشی فوقھا فکان ھذا اھانۃ منھم من حیث لا یشعرون" الخ

(بے شک یہودی اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بناتے اور مسجدیں انکی قبروں پر بناتے یہ یہودیوں کا کرتوت تھا یا تو قبروں کی زیادتیٔ تعظیم انکی طرف توجہ اور انکی طرف سجدہ کے باعث تھا یہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے فرمان کی مراد "اتخذوا قبور انبیا ئھم مساجداً" یا نبیوں کی قبروں کی خفت و اہانت کے باعث اسلئے کہ وہ لوگ نبیوں کی قبروں پر مسجدیں بناتے، انہیں بلند کر کے ان پر بیٹھتے اور انکے اوپر چلتے یہ نبیوں کے قبروں کی توہین لاشعوری طور پر کرتے تو حدیث پاک میں یہودیوں پر لعنت کا باعث زیادتی تعظیم اور توہین واہانت کے باعث ہے۔

آگے ارشاد فرماتے ہیں

"وقال البیضاوی لما کانت الیھود والنصاری یسجدون لقبور الانبیاء تعظیماً لشانھم و تجعلونھا قبلۃ یتوجھون فی الصلوٰۃ نحوھا واتخذوا اوثاناً لعنھم النبی علیہ السلام و منع المسلمین من مثل ذٰلک فاما من اتخذ مسجداً فی جوار صالح وقصد التبرک بالقرب منہ لا للتعظیم لہ ولا للتوجہ الیہ فلا یدخل فی الوعید المذکور و بھذا اتضح الامر بان محمل الحدیث و معناہ و ھذا الذی مر من اللعن فی تسویۃ قبور الصالحین و بناء المسجد مکانھا فما ظنہ بھؤلاء الوھابیۃ الذین یعاملون مع قبور المسلمین معاملۃ قبور المشرکین ینبشھا و ھدمھا و تسویھھا بالارض فبالحری ان یتوجہ اللعن المذکور فی الحدیث الی ھؤلاء الظلمۃ الذین یفعلون بقبور المسلمین ھذا المساوی والامور الشنیعۃ والی اللہ المشتکی ولشیخنا الشیخ الامام احمد رضا رسالۃ فی رد فعلتھم ھذا الشنعاء حافلۃ سماھا "اھلاک الوھابین علی توھین قبور المسلمین" والجدیر بالذکر انہ وقع ھٰھنا من المحشی ایجاز فحل فی النقل عن الفتح"

قاضی بیضاوی فرماتے ہیں کہ جب یہودیوں اور نصرانیوں نے نبیوں کی قبروں کو انکی شان تعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے سجدہ کرتے اور انہیں قبلہ بناتے اور نماز میں انکی طرف متوجہ ہوتے اور ان قبروں کو بت بناتے تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ان پر لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو انکی طرح کرنے سے منع فرمایا۔ اور کسی بزرگ کے مزار سے قریب مسجد بنانا اور اس مزار کے قرب سے تبرک حاصل کرنا اس قبر کی طرف توجہ اور غایت تعظیم کا قصد نہ ہو تو ایسی صورت میں مذکورہ لعنت و وعید میں مسلمان داخل نہ ہونگے یوں ہی اسماعیل حقی نے روح البیان اور علامہ نسفی نے مدارک التنزیل میں اسکی تصریح کی ہے کہ بزرگوں کی قبروں کے قریب مسجدیں تعمیر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مذکورہ بالا حدیث پاک سے اسکی وضاحت ہوگئی کہ لعنت کا باعث صالحین کی قبروں کو برابر کرنا اور مسجدیں بنانا ہے تو آج وہ وہابی جو مسلمانوں کی قبروں کو مسمار کرتے ہیں مشرکوں کی قبروں جیسا معاملہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کی قبروں کو ڈھا کر زمین کے برابر کر دیتے ہیں تو بلاشبہ وہابی ظلمت و تعدی کے باعث جو بدکاریاں کر رہے ہیں لعنت خداوندی کے مستحق ہیں ہمارے جد کریم شیخ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے وہابیوں کی بدکاریوں کے رد میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے جس کا نام "اھلاک الوھابین علی توھین قبور المسلمین" ہے۔ اس مسئلے پر 'تعلیقات زاہرہ' میں ڈھائی صفحات املاء کرا کر اس مسئلے کے اندر محدثین مفسرین فقہائے کرام کے فرمودات کو اچھوتے انداز میں پیش فرما کر تشنگی کو باقی نہ رکھا۔ گویا کہ حدیث پاک کے ایک حصے پر عالمانہ، محققانہ، صوفیانہ گفتگو فرما کر ایک رسالہ کے قاری کو جو فائدہ پہنچتا ہے اس سے بہت زیادہ افادیت سے قاری مستفید ہو جائے گا۔

(۴) صحیح البخاری جلد ۱ صفحہ ۴۰۷ میں ہے کہ مولیٰ علی شیر خدا نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے 'فداک' نہیں فرمایا ہے خود میں نے سنا ہے کہ ان کے بارے میں فرمایا

''ارمِ فداک ابی و امی'' (سعد تیر اندازی کرو تجھ پر میرے باپ ماں فدا ہوں) بلاشبہ 'فداک' کا فرمانا خصوصی دعا و رضا کی دلیل ہے جبکہ محشی نے عجیب و غریب گل افشانی کی ہے انہوں نے 'فداک ابی و امی' کے تحت تحریر کیا ہے کہ یہ فرمان اس بنیاد پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کافر تھے۔نعوذ باللہ من ذٰلک۔مح

محشی نے جو حوالے پیش کئے ہیں وہ غیر معتبر ہیں اب حضور تاج الشریعہ کے جلال و کمال کو ملاحظہ فرمائیے

''قلت هذا خلاف التحقيق و الحق انّ آبائه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كلهم موحّدون و قد الّف في هذا المطلب الامام جلال الدين السيوطي عليه الرحمة عدّة رسائل و لجدنا الشيخ الامام احمد رضا قدس سره رسالة سماها 'شموم الاسلام لاصول الرسول الكرام' و لم ترض السلف ان يذكر ابواه صلى الله عليه و سلم بهذا الوصف'' (میں عرض کرتا ہوں کہ محشی کی یہ بات خلاف تحقیق ہے اور حق یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آبائے کرام سب کے سب موحّد ہیں (ان میں کوئی کافر نہیں) اس عنوان پر مشتمل امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کے متعدد رسالے ہیں اور میرے جد کریم امام احمد رضا قدس سرہ نے ایک رسالہ بنام 'شموم الاسلام لاصول الرسول الکرام' رقم فرمایا ہے اور سلف صالحین نے آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو اس وصف کے ساتھ ذکر کرنے کو ناپسند فرمایا ہے)۔مزید ارشاد فرماتے ہیں

''و العجب من المحشي كيف ينقل مثل هذا الكلام عن الكرماني ويقره و لا يأتي عن الامام العيني ما يعقبه مع انه كثير النقل عن العيني و هنا انا انقل كلامه قال الامام العيني رضي الله عنه ما نصه: قلت: القول بانهما ماتا كافرين غير جيد ان الله احياهما لاجله صلى الله عليه و سلم بل الوجه في هذا ان ذٰلك القول بالتفدية لاجل اظهار البر و المحبة'' (محشی پر تعجب ہے کہ ایسی بات کرمانی سے نقل کرنے میں اعتماد کیا ہے جبکہ امام عینی نے اس کی تعقیب فرمائی ہے خود اپنے حاشیہ میں امام عینی سے کثرت نقل کے باوجود انکی تعقیب کو نظر انداز کرنا تعجب خیز ہے۔امام عینی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو کافر کہنا کسی طرح درست نہیں ہے،تفد یہ کا قول یعنی 'فداک ابی و امی' اظہار محبت کے باعث ہے)

ارشاد فرماتے ہیں

''و ما في الفقه الاكبر من ان و الديه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماتا على الكفر، فمدسوس على الامام و يدل عليه ان النسخ المعتمدة منه ليس فيها شئ من ذٰلك، قال ابن حجر المكي في فتاواه و الموجود فيها ذٰلك لابي حنيفة محمد بن يوسف البخاري، لا لابي حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي۔و على التسليم ان الامام قال ذٰلك فمعناه انهما ماتا في زمن الكفر و هذا لا يقتضي اتصافهما به'' (امام اعظم کی تصنیف فقہ اکبر کا حوالہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کفر میں وفات پائے ہیں یہ امام اعظم پر

گھناونی سازش ہے اسلئے کہ فقہ اکبر کے معتمد نسخوں میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہاں ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں بیان کیا ہے کہ ایسی بات کہنے والے ابوحنیفہ محمد بن یوسف بخاری ہیں نہ کہ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی۔ اور اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ قول امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ حضور کے والدین کریمین زمانۂ کفر میں وفات پا گئے۔ ہرگز اسکا یہ مطلب نہیں ہوگا کہ حالت کفر میں انتقال فرما گئے)

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ محشی پر نقد و نظر فرماتے ہوئے علوم و فنون کے جواہر پاروں کو پیش فرما کر شاد کام نظر آتے ہیں۔ چونکہ کفر و شرک کے نجاستوں سے انبیائے کرام کے والدین محفوظ و مامون ہیں، اس پر جو شبہات ہو سکتے ہیں ان کے جوابات 'تعلیقات زاہرہ' میں موجود ہیں حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کے والد (باپ) آزر مشہور ہے اور آزر شرک و کفر میں ملوث تھا، حضور تاج الشریعہ نے تحقیق انیق سے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کے والد آزر نہیں بلکہ تارخ ہیں جو موحد تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ 'تعلیقات زاہرہ' چمکتے موتیوں کا سیل رواں ہے جو باصلاحیت علماء و باذوق طلبہ کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ رب ذوالجلال حضور تاج الشریعہ کے علمی جواہر پاروں سے استفادہ کی راہیں ہموار فرمائے آمین یارب العالمین

☆☆☆

چیف ایڈیٹر سہ ماہی ندائے حنفی میگزین، سدھارتھ نگر یوپی

تاج الشریعہ کا فقہی تبحر

ازقلم: قاضی فضل احمد مصباحی

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار دنیا کی ان عظیم شخصیتوں میں ہوتا ہے جن کے نام اور کام رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔آج حال یہ ہے کہ جو مہر تاباں غروب ہوتا ہے اس کی جگہ معمولی چراغ بھی جلتا ہوا نظر نہیں آتا۔اب ایسے افراد پیدا ہی نہیں ہورہے ہے جو علم وعمل کے جامع اور بزرگوں کے مزاج ومسلک سے بخوبی واقف،امام احمد رضا قدس سرہ کے علوم کے شارح وناشر،قرآن کریم کے قابل رشک مفسر،حدیث نبوی کے کامیاب ترین ماہر محدث ہوں۔

موصوف کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے،ان کی شخصیت کا ہر پہلو روشن اور تابناک تھا پاکیزہ اخلاق وسیرت،بحث وتحقیق کی اعلیٰ صلاحیت،زبردست علمی استحضار،تحریر وبیان پر غیر معمولی قدرت،فقہ وافتاء میں حد درجہ مہارت گویا وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

بلاشبہ ان کی زندگی کا ہر لمحہ علم نبوت کی ترویج واشاعت میں گزرا۔انہوں نے علم وعمل اور عزیمت وکردار کے جو چراغ روشن کئے ان شاءاللہ ان کی روشنی قائم ودائم رہے گی۔

آج کی اس نشست میں میرا عنوان سخن ہے"تاج الشریعہ کا تفقہ فی الدین"اس لئے ذیل میں فقہ کی اہمیت وافادیت کا قدرے تفصیل سے جائزہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ یہ واضح ہوسکے کہ دین میں فقہاہت کسی فقیہ کیلئے ایک عظیم نعمت اور سراپا خیر ہی خیر ہے اور اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کے فقہ وفتاویٰ سے کچھ تحقیقی شواہد پیش کئے جائیں گے۔

فقہ:کے معنی دین کی گہری سمجھ ہے،اور اصطلاح میں احکام شرعیہ کو تفصیل دلائل کے ساتھ جاننے کا نام فقہ ہے۔فقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض کفایہ ہے،اور ہر دور میں ایسے ماہر علماء کا وجود ناگزیر ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی وشرعی رہنمائی کرسکیں۔قرآن وحدیث میں تفقہ فی الدین کی اہمیت وافادیت بیان کی گئی ہے۔ارشاد باری ہے۔

"فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقهوا فی الدین"(سورۂ توبہ)ترجمہ:تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

فقہ سراپا خیر ہے اور دین میں تفقہ ایک عظیم نعمت ہے۔

حدیث شریف میں ہے"من یرید الله به خیرا یفقهه فی الدین"(صحیح بخاری)جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا

ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

فقہ کی اصل قرآن کریم سے :۔ اللہ عزوجل نے تفقہ فی الدین حاصل کرنے کا حکم دیا جس سے فقہ کی اہمیت ورفعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

''کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون وبما کنتم تدرسون'' (سورۂ آل عمران) تم اللہ والے بن جاؤ کیونکہ تم کتاب الٰہی کی تعلیم دیتے ہو اور خود بھی اسے پڑھتے ہو۔

امام بخاری نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا

''وقال ابن عباس کونوا ربانیین حکماؤ فقهاء'' (صحیح بخاری، کتاب العلم)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے فرمایا کہ ''کونوا ربانیین'' کا معنیٰ یہ ہے تم حکمت وبصیرت والے، فقہ واستنباط والے بن جاؤ۔

فقہ کی اصل حدیث سے :۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

''ان لکل شیئٍ دعامة و دعامة هٰذا الدین الفقهه'' (کنزالعمال) یعنی ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون فقہ ہی ہے۔

اس حدیث شریف میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے کہ دین کا خلاصہ فقہ ہے، دین کا مدار فقہ ہے، دین کا سرمایہ فقہ ہے، فقہ قرآن وحدیث کے بالمقابل کسی چیز کا نام نہیں ہے بلکہ قرآن کریم اور حدیث نبوی کے صحیح فہم وادراک کا نام فقہ ہے۔

ائمہ کرام وفقہائے عظام نے قرآن کریم اور احادیث بنویہ کی روشنی میں اصول وضوابط اور قواعد واحکام بیان کئے ہیں اور انسانی زندگی میں پیدائش سے لیکر موت تک پیش آمدہ تمام مسائل کو انہوں نے تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے، اسی کے مجموعہ کو فقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان معتمد ائمہ کرام ومجتہدین عظام کی پیروی اور تقلید دراصل کتاب وسنت ہی کی پیروی اور تقلید ہے۔

زبان نبوت سے جب فقہ اور فقہاء کی عظمت بیان ہوئی تو صحابۂ کرام کی ایک بہت بڑی جماعت علم فقہ حاصل کرنے میں مصروف ہوگئی۔ انہوں نے اتنا ملکہ حاصل کرلیا کہ فتاوے دے کر امت مسلمہ کی رہنمائی کی پھر آگے چل کر تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین نے فقہ وفتاویٰ سے امت مسلمہ کیلئے ہر دور میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور انشاء اللہ زمانہ ان بندگان خدا سے کبھی خالی نہ ہوگا جو نت نئے مسائل کا حل انہیں اصول وضوابط کی روشنی میں باذن الٰہی نکالنے پر قادر ہونگے۔ حضرت تاج الشریعہ کی ذات والاصفات بھی تفقہ فی الدین حاصل کرنے والوں کی فہرست میں نمایا اور ممتاز ہے۔ مسائل شرعیہ کی تحقیق وتدقیق میں آپ کا مقام معاصر علماء میں سب سے بلند ہے۔

مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فیصل بورڈ میں آپ بحیثیت صدر الصدور فائز تھے اور شرعی کونسل آپ انڈیا یا بریلی شریف کے سرپرست اور روح رواں تھے۔ ان دونوں مجلسوں کے تحت بے شمار نو پید مسائل کے حل میں آپ کے قول کو

قول فیصل آپ کی تحقیق کو حرف آخر کی حیثیت حاصل تھی۔

فیصل بورڈ کے تحت کئی اہم فیصلے ہوئے مثلاً (۱) الکحل آمیز دواؤں اور رنگین چیزوں کا استعمال (۲) بیمہ زندگی کے شرعی احکام (۳) جبری واختیاری بیمہ اموال کے احکام (۴) شناختی کارڈ کیلئے فوٹو کھینچانا (۵) دوامی اجارہ یعنی پگڑی کے ساتھ معاملہ کرایہ داری (۶) اعضاء کی پیوند کاری اور خون کی منتقلی کے احکام۔

غالباً یہ دوسرے فقہی سیمینار کا موقع تھا، حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پورے علمی جاہ وجلال کے ساتھ اشرفیہ مبارک پور کی مجلس بحث ومذاکرہ میں موجود تھے "دوامی اجارہ کے جواز یا عدم جواز کا مسئلہ" زیر بحث تھا مجھے وہ دن، وہ جگہ، وہ وقت اچھی طرح یاد ہے۔ دوامی اجارہ پر لکھا ہوا میں اپنا مقالہ پڑھ رہا تھا میرا موقف یہ تھا اجارہ اگرچہ اصل مذہب میں ناجائز ہے مگر چونکہ اس پر لوگوں کا تعامل ہے اس لئے جائز ہے۔ میں نے کتب فقہ سے اسکی چند نظریں بھی پیش کی تھیں کہ اصل مذہب میں ناجائز ہوتے ہوئے بھی یہ چیزیں بوجہ تعامل جائز ہیں۔ مثلاً بٹائی پر کھیت دینا اصل مذہب میں ناجائز ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر وعید بیان فرمائی ہے تاہم بوجہ تعامل وحاجت صاحبین کی نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتاویٰ ہے۔

مقالہ خوانی کے دوران حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ یہاں تعامل وحاجت دونوں کا ذکر ہے تو کیا یہاں قرآن فی النظم کی طرح قرآن فی الحکم بھی ہے؟ میں نے عرض کیا شوافع کے نزدیک قرآن فی النظم قرآن فی الحکم کو واجب کرتا ہے احناف کے یہاں نہیں، حضرت نے پھر فرمایا کیا یہ دونوں یعنی تعامل وحاجت مل کر مؤثر ہیں یا صرف ایک۔ میں نے عرض کیا کہ اسباب ستہ جن سے قول امام بدل جاتا ہے وہ مستقلاً علیحدہ علیحدہ سبب ہیں۔ تعامل ایک اگر مستقل سبب ہے اور حاجت ایک الگ مستقل سبب، اور دونوں مستقلاً تغیر حکم میں مؤثر ہیں، البتہ اس مسئلہ میں دونوں متحقق ہیں اس لئے بدرجہ اولیٰ تغیر حکم میں مؤثر ہیں حضرت نے فرمایا بحث کے دوران اس پر مزید گفتگو ہوگی۔ جب میں مقالہ پڑھ کر بیٹھ گیا تو میں نے دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ امام علم وفن علی الاطلاق حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین علیہ الرحمہ سے استفسار فرما رہے تھے کہ یہ کون ہیں؟ کیا نام ہے؟ کہاں سے آئے ہیں؟ بالآخر یہ مسئلہ بھی فیصل بورڈ کے حوالہ ہوا اور حضور تاج الشریعہ کے سربراہی میں بورڈ کے ذریعے حل ہوا۔ یہ واقعہ ۱۹۹۳ء بمطابق ۱۴۱۴ھ کا ہے۔ اسی طرح ۱۹۹۸ء میں اعضاء کی پیوند کاری اور خون کی منتقلی کا مسئلہ اشرفیہ مبارک پور کے فقہی سیمینار میں زیر بحث تھا کافی بحث اور مذاکرہ کے بعد بھی مسئلہ کا شافی حل نہ نکل سکا تو یہ مسئلہ بھی فیصل بورڈ کے حوالے ہوا، اس تعلق سے بریلی شریف کے دفتر سے ایک بیان جاری ہوا جس کی رپورٹ ۱۳/اکتوبر ۱۹۹۸ء کے اخباروں میں شائع ہوئی تھی۔ اس رپورٹ کا کچھ اقتباس ہم یہاں نقل کر دیتے ہیں۔ مسلمانوں کا فیصل بورڈ الجھن میں پڑا۔ بریلی دفتر! مسلم علماء اور دانشوروں کا "اعضاء کی پیوند کاری اور خون کی منتقلی" کے مسئلے پر مختلف نظریہ سامنے آیا ہے۔

نئی نسل کے علماء کافی وسیع نظریہ کے حامل ہیں اور اس میں رخصت وگنجائش کے قائل ہیں مگر قدیم علماء مکمل رخصت دینے کے حق میں نہیں ہیں۔ فیصل بورڈ کے تمام ارکان اس مسئلے پر غور وخوض کر رہے ہیں جلد ہی کوئی اجلاس طلب کر کے اس مسئلہ کا حل

ڈھونڈھ لیا جائے گا اور اسکے بعد اس کا اعلان بھی کر دیا جائے گا چونکہ علماء کی رائیں مختلف ہیں اس لئے فی الوقت فیصل بورڈ الجھن میں پڑتا دکھ رہا ہے۔

درگاہ اعلیٰ حضرت کے موجودہ مفتیٔ اعظم ہند علامہ اختر رضا خاں عرف از ہری میاں کی صدارت میں ۱۴/۱۵/ستمبر کو جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں ایک اسلامی فقہی سیمینار منعقد ہوا جس میں ملک بھر کے علماء جمع ہوئے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور پورے ملک میں دینی تعلیم کی بڑی درسگاہ اور یونیورسٹی کی حیثیت رکھتا ہے اس سیمینار میں علاج کے لئے انسانی خون کے استعمال کو مفتی نظام الدین صاحب جائز مانتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ خون انسان کا ایسا جزء مائع ہے جو ضرورت کے وقت مباح ہو جاتا ہے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ خون کا استعمال حرام ہے مگر زندگی بچانے کے لئے اس کا استعمال جائز ہے، حالانکہ مولانا ارشاد پرانی روایت پر قائم رہنا چاہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ علاج کے لئے انسانی خون کو دوسرے جسم میں داخل کرنا حرام ہے، جمال مصطفی قادری کہتے ہیں کہ ضرورت شرعیہ کے وقت جائز ہے لیکن اگر ضرورت کی منزل میں ہو تو حاجت شرعیہ بھی مئوثر ہوگی، سیمینار میں سب سے صاف بات قاضی فضل احمد مصباحی نے کہی، انہوں نے کہا کہ انسان کے جزء مائع (خون) کو بطور دواء استعمال کرنے کی علماء نے اجازت دی ہے۔ جامعہ اشرفیہ میں دو دن تک چلے سیمینار میں زیر بحث مسائل پر غور وخوض اور اس کے حل کے لئے جو فیصل بورڈ بنایا گیا ہے اس میں حضرت از ہری میاں کے علاوہ علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، مفتی شریف الحق امجدی، اور مفتی جلال الدین امجدی۔ شامل ہیں"۔ (خلاصۂ اخبار دینک جاگرن ۳/۱۲ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

فیصل بورڈ نے ان مسئلوں کا جو حل نکالا اس کی تفصیل مجلس شرعی کے فیصلے میں درج ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود پوری زندگی دار الافتاء و دار القضاء کی ذمہ داری نبھائی اور بے شمار فتاویٰ اور اہم فیصلوں کے ذریعے قوم وملت کی صحیح رہنمائی فرمائی۔ آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ دو جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ ان کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو امام احمد رضا قدس سرہ سے تفقہ فی الدین کا وافر حصہ بطور وراثت ملا تھا۔ میرے اس دعویٰ کی تائید ان کے درج ذیل فتاویٰ سے بھی ہوتی ہے۔

وحدت الوجود کا مسئلہ: ۔ وحدت الوجود کا مسئلہ صوفیہ کے یہاں معرکۃ الآراء مسئلہ ہے جس کے ظاہر میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اشتراک فی الوجود ہے مگر حاشا ایسا ہرگز نہیں۔ یہ ایسا واحد نہیں کہ چند کی طرف تحلیل کر جائے اور نہ ایسا واحد کہ حلول عینیت سے متہم ہو کر اثنینت کے مرتبہ میں اتر آئے بلکہ وحدۃ الوجود کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ حقیقۃً ایک ہی وجود ہے باقی سب ظلال وعکوس اور اسی کے پرتوں وجود سے موجود ہیں، ذات پاک اس واجب الوجود کی نہ اس کی کوئی مثل وشبیہ نہ وہ کیف وشکل کے متصف، جسم وجہت ومکان سے معرا اور امروز وزمان سے منزہ، اس کی ذات اور ذوات کی مناسبت سے مبرا ہے۔ چنانچہ اس مسئلے پر کلام کرتے ہوئے امام احمد رضا قدس سرہ راقم ہیں۔

"عقیدہ جماہیر اہلسنت یہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ شانہ، واحد ہے، نہ عدد سے خالق ہے نہ علت سے فعال

ہے نہ جوارح سے قریب ہے نہ مسافت سے، حیات وکلام وسمع وبصر وارادہ قدرت وعلم وغیرہا تمام صفات کمال سے ازلاً وابداً موصوف اور تمام شیون شین عیب سے اولاً وآخراً بری، ذات پاک اس کی نہ ضد وشبہ ومثل وکیف وشکل وجسم جہت ومکان امروز زمان سے منزہ جس طرح ذات کریم اس کی مناسبت ذوات سے مبرا اسی طرح صفات کمالیہ اس کی مشابہت صفات سے معرا تمام عزتیں اس کے حضور پست اور سب ہستیاں اس کے آگے نیست۔ کل شیئٍ مالک الا وجھہ الآیہ وجود واحد موجود واحد باقی سب اعتبارات ہیں ذرات اکوان کو اس کی ذات سے ایک نسبت مجھولۃ الکیف ہے جس کے لحاظ سے من وتو کو موجود وکائن کہا جاتا ہے اور اس کے آفتاب وجود کا ایک پرتو ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ نگاہ ظاہر میں جلوہ آرائیاں کر رہا ہے اگر اس نسبت پرتو سے قطع نظر نہ وہ واحد جو چند کی طرف تحلیل پائے نہ وہ واحد جو بہ تہمت حلول عینیت اوج وحدت سے حضیض اثنینیت میں اتر آئے ھو ولا موجود الا ھو آیت کریمہ "سبحانہ تعالیٰ عما یشرکون "جس طرح شرکت فی الالوہیہ کورد کرتی ہے یوں ہی اشتراک فی الوجود کی نفی فرماتی ہے اور ملخصاً۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۹ رصفحہ ۳۴۳،۳۴۴)

مسئلہ وحدۃ الوجود سے جو عینیت واتحاد کا وہم ہوتا ہے اس تعلق سے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ یہ اصطلاح صوفیہ سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقت میں یہ نہ عینیت ہے نہ اتحاد خالق ومخلوق۔

وہ رقم طراز ہیں۔

"عینیت واتحاد میان خالق ومخلوق کا قول صوفیہ کے موہمات ومشکلات میں غلو کا ثمرہ اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا نتیجہ ہے اور اسے صوفیہ صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے وہ صاف صاف اتحاد خالق ومخلوق کو الحاد وزندقہ بتارہے ہیں بلکہ وہ جو عینیت بولتے ہیں وہ اصطلاح ہے جو عینیت کے ساتھ مجتمع ہوجاتی ہے اور اس کا مرجع ومآل وہی وحدت موجود مطلق ووحدۃ وجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات وظلال وعکوس ہیں جن کے اوپر احکام حدوث وفنا وتغیر وتبدل و زوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم وباقی، حدوث وفنا سے منزہ، تغیر وتبدل سے معرا لہٰذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحاد وزندقہ ہے لہٰذا حضرات صوفیاء سے جو کچھ موہم عینیت منقول ہو وہ اولاً عدم ثبوت پر اور ثانیاً بعد ثبوت غلبۂ حال وسکر پر محمول اور اس میں تاویل ضرور اور وہ مستحق اتباع نہیں جیسا کہ ماسبق سے ظاہر۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ا ص ۱۹۰،۱۹۱،۱۹۲)

شب معراج رویت باری:

شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کا دیدار فرمایا۔ یا نہیں یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا ہے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ شدّ ومد کے ساتھ اس رویت کا انکار کرتی ہیں بلکہ صحیح بخاری میں تو یہاں تک ہے کہ ام المؤمنین فرماتی ہیں اگر

کوئی حدیث بیان کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لاتدرکه الابصار

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے رویت کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت ابن عباس کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے تاج الشریعہ کا کہنا ہے کہ حضرت ابن عباس کا قول سماع وتلقی پر محمول ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انکار بر بنائے اجتہاد واستنباط ہے لہٰذا حضرت ابن عباس کے قول جو حکماً مرفوع ہے حضرت عائشہ کے اجتہاد واستنباط والے قول پر ترجیح حاصل ہے۔ چنانچہ آپ رقم طراز ہیں۔

''یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو شب معراج سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ رہا حضرت عائشہ کا انکار تو وہ بر بنائے اجتہاد واستنباط ہے نہ بر بنائے روایت اور یہ روایات حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سماع وتلقی پر محمول ہیں کہ رویت خداوندی کی حکایت ایسی بات نہیں کہ قیاس سے کہہ دی جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ انھوں نے یہ قول اپنی رائے اور گمان سے کہہ دیا ہوگا بلکہ لامحالہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سنا ہوتا تو ان کا یہ قول حدیث مرفوع ومسند بہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں ہے اور حضرت عائشہ کے قول پر مقدم ہے لہٰذا اکثر علماء اہلسنت کے نزدیک راجح ومعتمد یہی ٹھہرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو بچشم سر لیلۃ الاسراء میں دیکھا۔'' (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۱ ص ۳۳۲، ۳۳۳)

مسئلہ علم غیب: اہل سنت وجماعت اور بدمذہبوں کے درمیان علم غیب کا مسئلہ بھی معرکۃ الآراء رہا ہے اہل حق وباطل کے درمیان اس عنوان پر کئی ایک مناظرے ہو چکے ہیں، باطل کو ہمیشہ کی طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا ہے مگر اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے وہ باز نہیں آتے۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کیلئے خاص ہے جو کسی مخلوق کیلئے ثابت کرے وہ یقیناً شرک ہے اسی طرح علم غیب عطائی مخلوق کے ساتھ خاص ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرے وہ بھی مشرک ہے۔ یوں ہی نبی کے معنیٰ غیب کی خبر دینے والے کے ہیں جو مطلقاً نبی سے علم غیب کی نفی کرے وہ کافر ہے، اس تعلق سے تاج الشریعہ نے جو علم غیب ذاتی وعطائی میں فرق کیا اور وہابیہ ودیابنہ کا جس طرح رد فرمایا ہے خود ان ہی کے الفاظ میں سنئے۔

''بالجملہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے علم غیب کی نفی اصل نبوت کا انکار اور بکثرت آیات قرآنیہ کی تکذیب بھی ہے جو کفر ہے یوں ہی وحی کو غیب نہ کہنا قرآن کو جھٹلانا ہے البتہ علم غیب ذاتی خاصہ باری تعالیٰ کا ہے جو مخلوق کیلئے ثابت کرے بلاشبہ مشرک ہے اور بفضلہ تعالیٰ کوئی سنی ایسا نہیں اور علم غیب عطائی اصالۃً وانبیاء وسید الانبیاء اور ان کے طفیل میں اولیاء بلکہ عام مؤمنین کیلئے بھی ثابت ہے اس عطائی کو خاص بجانب باری تعالیٰ بتائے وہ

مشرک ہے اگر چہ موحد بنتا ہو''۔(فتاویٰ تاج الشریعہ ج ا ص ۳۴۰)

بدعت کی بحث:

بدعت کی دو قسمیں ہیں (ا) بدعت حسنہ (۲) بدعت سیئہ

بدعت حسنہ:۔ وہ ہے جس کی اصل شرع سے ثابت ہو اور مقصد شرع کی موافق ہو۔

بدعت سیئہ:۔ وہ ہے جس کی اصل شرع سے ثابت نہ ہو اور وہ مخالف ومزاحم سنت ہو۔

بدعت سیئہ قبیح و شنیع اور بمقتضائے حدیث گمرہی ہے اس کے برخلاف بدعت حسنہ ضلالت تو درکنار مستحب ومباح کے درجے سے ترقی کر کے کبھی واجب کے درجہ تک بھی پہونچ جاتی ہے مگر وہابیہ ودیابنہ اس قسم کی بدعت کو بھی بدعت وضلالت کے زمرے میں شامل کر کے علم سے بیگانگی کا برملا اظہار کرتے ہیں ملا علی قاری رقمطراز ہیں

"قال النووی البدعة کل شیء عمل علیٰ غیرِ مثالٍ سبق وفی الشرع احداث مالم یکن فی عهدِ رسول الله صلیٰ الله علیه وسلم وقوله کل بدعتٍ ضلالة عام مخصوص قال الشیخ عز الدین بن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد البدعة اما واجبة کتعلم النحو لفهم کلام الله ورسوله واما محرمة کمذهب الجبرية والقدرية والمرجئة والمجسمة والرد علیٰ هٰؤلاء من البدعة الواجبة لان حفظ الشریعة من هٰذه البدع فرض کفایة واما مندوبة کاحداث الربط ولمدارس واما مکروهة کزخرفة المساجد وتزویق المصاحف۔ یعنی عند الشافعیة ایضاً والافعند الحنیفة مکروهة۔"(مرقاۃ المفاتیح ج ا ص ۲۲۳)

یعنی امام نووی نے فرمایا ہر وہ کیا جانے والا کام جس کی ماسبق میں کوئی مثال نہ ہو بدعت کہلاتا ہے اور شرع میں ایسی ایجاد کو کہتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اور حضور کا یہ فرمان کہ ہر بدعت گمرہی ہے عام مخصوص ہے، شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا بدعت یا تو واجب ہے جیسے اللہ عزوجل اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو سمجھنے کیلئے علم نحو سیکھنا، یا بدعت حرام ہوتی ہے جیسے جبریہ قدریہ مرجئہ اور مجسمہ کا مذہب۔ ان گمراہ فرقوں پر رد بدعت واجبہ ہے اس لئے کہ ان بدعتیوں سے شریعت کی حفاظت فرض کفایہ ہے۔ یا بدعت مندوب ومستحب ہوتی ہے جیسے پل اور مدرسے بنانا یا بدعت مکروہ ہوتی ہے جیسے مساجد کی تزئین اور مصاحف پر سونے کا پانی چڑھانا، یہ شافعیوں کے نزدیک ہے ورنہ حنفی کے یہاں یہ سب مباح ہے یا بدعت مباح ہوتی ہے جیسے فجر وعصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا یعنی شوافع کے نزدیک ورنہ حنفی کے یہاں فجر وعصر کی تخصیص مکروہ ہے۔ بدعت کی تعریف اور اس کے مصادیق کی تحدید وتعیین اور اسکے اطلاق کے جواز وعدم جواز کے درمیان فرق واضح کرتے ہوئے حضرت تاج الشریعہ بڑے جامع الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

''لفظ بدعت شرع میں دو معنیٰ پر آتا ہے معنیٰ اول مخالف ومزاحم ومعارض ومصادم سنت مثلاً حکم شرع کے برخلاف ہے بدعت بایں معنیٰ ضلالت ہونے میں کوئی شک نہیں حدیث میں جو بدعت کی شناعت اور بدعتی پر وعید وارد

ہے یہی معنی ہے اور اس معنی کے اعتبار سے خوارج، روافض، معتزلہ ظاہریہ وغیرہم بدمذہبوں کو اہل بدعت کہتے ہیں اور عقائد وہابی اس معنی میں داخل اور یہ لوگ باعتبار اس معنی کے اہل بدعت میں شامل ہیں۔ معنی دوم جو فعل بعینہ وبہیئت کذائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ خود کیا نہ امت کو حکم دیا نہ برقرار رکھنا منقول ہوا تو اصل اس کی شرع سے ثابت اور مقصود شرع کے مناسب اور قواعد حسن و وجوب کے تحت مندرج اور مصالح دینیہ پر مشتمل ہو بدعت بایں معنی علی الاطلاق گمرہی وضلالت نہیں حسنہ بھی ہوتی ہے اور اقسام پنجگانہ واجب، مستحب، مباح، مکروہ، حرام کی طرف تقسیم کی جاتی ہے"۔ (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۲ ص ۵۵)

ذکر ولادت کا استحسان:

ذکر میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس موقع سے زینت وآرائش اظہار فرحت وسرور زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے گو کہ مروجہ میلاد وقیام کا ثبوت دور صحابہ وتابعین میں مخصوص ہیئت وکیفیت کے ساتھ کہیں مذکور ومنقول نہیں مگر یہ بدعت بھی نہیں جیسا کہ بدمذہب زمانہ اسے شرک وبدعت قرار دیتے نہیں تھکتے اور اپنا پورا زور اس میں صرف کر دیتے ہیں جب کہ کسی کام کا نہ کرنا اور ہے اور منع کرنا شی دیگر ہے نہ کرنے سے بدعت وحرمت کا حکم نہیں لگے گا جب تک کہ اس سے منع نہ کیا گیا ہو، علماء عرب وعجم ایک زمانہ سے میلاد وقیام بوقت ذکر خیر الانام مستحب ومستحسن قرار دیتے چلے آرہے ہیں اور اس کے مقصود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ان کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہے اور یہ شرعاً محبوب ہے تو یہ یقیناً مسنون ومستحسن ہے امام بخاری راقم ہیں۔

"ثم لا زال اهل الاسلام فی سائر الاقطاع والمدن یشتغلون فی شهر مولده صلی الله علیه وسلم بعمل الولائم البدیعة المشتملة علی الامور البهجة الرفیعة ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون الصرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرائة مولده الکریم ویظهر علیه من برکاته کل فضلٍ عمیم انتمی" (انسان العیون جلد ا صفحہ ۸۳)

یعنی اہل اسلام تمام اطراف واقطار اور شہروں میں بماہ ولادت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات اور اظہار سرور وکثرت حسنات واہتمام قرآت مولد شریف عمل میں لاتے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ رقمطراز ہیں۔

"ولادت حضور صاحب لولاک تمام نعمتوں کی اصل ہے تو آپ کی خوبیوں کے بیان واظہار کا نص قطعی سے ہمیں حکم ہوا اور کار خیر میں جس قدر مسلمان کثرت سے شامل ہوں اسی قدر زائد خوبی اور رحمت کا باعث ہے اور قول بعض کا کہ میلاد بایں ہیئت کذائی قرون ثلاثہ میں نہ تھا نا جائز ہے باطل اور پراگندہ ہے اس لئے کہ قرون وزمانہ کو حاکم شرعی بنانا درست نہیں یعنی یہ کہنا کہ فلاں زمانے میں ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور فلاں زمانے میں ہو تو باطل

اور ضلالت ہے حالانکہ شرعاً وعقلاً زمانے کو حکم شرعی یا کسی فعل کی تحسین وتقبیح میں دخل نہیں نیک عمل کسی وقت میں ہو نیک ہے اور بد کسی وقت میں ہو برا ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ ص ۷۶۰،۷۶۱)

حضرت تاج الشریعہ اس تعلق سے خامہ فرسائی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

۔''بالجملہ اصل ذکر ولادت مسنون ہے اور اس پر تمام کتب سیر واحادیث کا ذکر ولادت سے پر ہونا خود شاہد ہے البتہ یہ کیفیت مروجہ منقول نہیں مگر عدم نقل ہر گز نقل عدم نہیں اسے اس کی دلیل بنانا سراسر جہالت ہے اگر یہ تسلیم بھی کرلے کہ عدم نقل نقل عدم ہے جب بھی اس امر کی ممانعت اس کے ثابت نہ ہوگی کہ کسی شئی کا نہ کرنا اور ہے اور اس سے منع کرنا اور۔ اور زینت وآرائش کے اہتمام سے مقصود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم، اور اظہار فرحت مطلقاً بلا تخصیص وقت وہیئت مامور ہے اور شرعاً محبوب ہے تو یہ کیفیات مذکورہ اس مامور بہ مطلق کا فرد ہو کر لاجرم محبوب ومرغوب ہوئیں، انہیں بدعت سیئہ بتانا اللہ انصاف تعظیم مصطفی علیہ التحیۃ والثناء سے روکنا نہیں تو اور کیا ہے''(فتاویٰ تاج الشریعہ جلد ۲ ص ۵۹)

بدمذہبوں سے میل جول:

آج کل بدمذہبوں اور مرتدین سے مذہبی معاملات میں بلا دغدغہ اتحاد کرلیا جاتا ہے اور اسے صلح حدیبیہ کی نظیر بتانے کے بھی گریز نہیں کرتے اور اس کے جواز کیلئے ایک دو سبب نہیں بلکہ علل شتیٰ کے طور پر حاجت، ضرورت، مصلحت شرعیہ کے تحقق کا برملا اظہار کردیتے ہیں حالانکہ صلح حدیبیہ ضرورت شرعیہ اور مصلحت شرعیہ کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، وہ در اصل فتح مکہ کی تمہید تھی اور لوگوں کے کانوں نے فتح ونفرت کے شادیانے بجتے بھی سنے۔حضور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم بعطائے الٰہی غیوب پر مطلع تھے اس لئے حضور کے بعد اب اسقسم کی صلح کسی کے لئے جائز نہیں کہ انہیں انجام پر اطلاع نہیں ہے۔ علاوہ ازیں آج کے اتحاد کو صلح حدیبیہ کی نظیر بتانا درست نہیں کہ وہ صلح تھی نہ کہ اتحاد اتحاد و صلح دونوں ایک چیز نہیں ہوسکتی کیا کوئی یہ کہنے کی جسارت کرسکتا ہے کہ صلح حدیبیہ کفار سے اتحاد کا نام تھا۔ ہر گز نہیں تو مصالحت کی آڑ میں اتحاد کا کھیل کھیلنا شرعاً نہ روا اور مذہب وملت کا شیرازہ منتشر کرنے کے مترادف ہے۔حضور تاج الشریعہ فیصلہ کن انداز میں فرماتے ہیں۔

''صلح حدیبیہ مصلحت شرعیہ اور ضرورت شرعیہ کی بنا پر سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمائی جن کے عظیم فوائد مرتب ہوئے اور اسلام کو فروغ اور کفر کو عظیم نقصان اس سے ہوا اور صلح حدیبیہ کے بعض شرائط ایسے تھے جن میں بظاہر کفار کا فائدہ اور ان کی برتری تھی اور مسلمانوں کی لئے ظاہری طور پر ذلت تھی اس لئے اکثر صحابۂ کرام کی رائے نہ تھی کہ ایسی صلح کفار سے ہو مگر ان سب نے بمقتضائے ایمان سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کے حکم احکم اور آں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مرضی پر اپنے سروں کو خم کردیا، اس طرز کی مصالحت بعض زمانۂ نبوت کسی کو جائز نہیں، یہ سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کی خصوصیت تھی اس لئے سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام بعطائے

الٰہی غیب پر مطلع تھے اور آپ کو اختیار شرعی بھی رب قدیر عز وجل سے ملا لہٰذا آپ کو اختیار ہے کہ جب چاہیں ظاہر پر حکم فرمائیں اور جب چاہیں باطن کے موافق حکم کریں، دوسرا کوئی ان کا سہیم وشریک اس خصوصیت میں نہیں ہوسکتا۔'' (فتاویٰ تاج الشریعہ جلد ۲ ص ۱۰۹، ۱۱۰)

اور جہاں تک تحقق حاجت وضرورت، یا مصلحت شرعیہ کے تقاضہ کی بات ہے تو اکثر معاملہ برعکس ہی نکلتا ہے بات تو کی جاتی ہے مصلحت کی، مگر قدم قدم پر ضرر ومفاسد سے سابقہ پڑتا ہے۔ خود حضرت تاج الشریعہ اپنا تجربہ یوں بیان کرتے ہیں۔

''مذہبی معاملات میں کفار سے استعانت حرام اور ان سے موالات حرام اشد حرام بدکام کفر انجام مگر بار ہا کا تجربہ ہے کہ نام ضرورت شرعیہ کا لیا جاتا ہے اور ضرورت نام کی بھی نہیں ہوتی اور مصلحت بتائی جاتی ہے مگر قوم وملت کو ضرر ومفاسد سے دو چار ہونا پڑتا ہے اور سائل نے خود ہی لکھا، جس سے ہمارا مذہبی معاملات مستثنیٰ ہو ل، اس سے صاف ظاہر ہے کہ سائل کے نزدیک بھی مذہبی معاملات میں مرتدین سے مصالحت حرام ہے۔ اب سائل فاضل کے کلمات سے خود ظاہر کہ شرعی معاملات کیلئے جو سمّیلن ہوا ور ملی جلی تنظیمیں بنیں وہ سب حرام بدکام بدانجام ہیں پھر مصالحت کا تو نام لیا جاتا ہے اور مرتدین سے اتحاد کا نعرہ لگایا جاتا ہے کیا مصالحت اور اتحاد کا مفہوم ان لوگوں کے نزدیک ایک ہے؟'' (فتاویٰ تاج الشریعہ ج ۲ ص ۱۱۰)

الحاصل! حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا تفقہ فی الدین درج بالا فقہی اقتباس سے ظاہر وواضح ہے پوری کتاب اس طرح کے تحقیقی فتاویٰ سے بھری پڑی ہے جو حضرت موصوف کے عظیم فقیہ ہونے کی روشن دلیل ہے۔ میں نے بطور نمونہ چند مثالیں پیش کردی ہیں جن کو تفصیل درکار ہے وہ حضرت کے مجموعہ فتاویٰ ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کے ساتھ ان تحقیقی فقہی رسائل کا بھی مطالعہ کرے جو وقتاً فوقتاً حضرت نے تحریر فرمائے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صدر شعبۂ افتاء جامعہ عربیہ ضیاء العلوم، بنارس/ رکن شرعی کونسل بریلی شریف

تاج الشریعہ کی اردو نثر نگاری

مولانا محمد ادریس رضوی۔ ایم، اے

حضور تاج الشریعہ کی اردو نثر نگاری پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ ملاحظہ فرمالیجئے کہ نثر کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔۔۔۔جیسے کہ:

(۱)''نثر عاری''نثر عاری عام سادہ عبارت ہوتی ہے جو مقفّٰی نہیں ہوتی ہے۔

(۲)''نثر مُرجّز''نثر مُرجّز اُسے کہتے ہیں جو عبارت قافیہ دار ہو یعنی مقفّٰی و مسجّع۔

(۳)''نثر نما''یعنی نثر کی طرح کا، نثر جیسا۔

(۴)''نثر مرصع''یعنی نگینے جڑا ہوا، جواہرات جڑا ہوا، جواہرات ٹنکا ہوا۔

(۵)''نثر مُعرّیٰ'' یہ نثرِ مُعرّیٰ وہ نثر ہے جو غیر مقفّٰی اور سادہ ہوتی ہے اور نثر عاری سے ملتی جلتی ہے۔

(۶)''نثرِ لطیف''نثر کی ایک قسم ہے جو وزن و بحر کی مُوسیقیت اور ترنم سے محروم ہونے کے باوجود تخیل کے اعتبار سے نظم سے مشابہ ہو نیز ایک مخصوص انداز کی نثر جس میں تخیلات کی فراوانی ہوتی ہے اور جو اردو ادب میں ایک دبستان یا تحریک سی بن گئی تھی، شعر منثور۔

(۷)''نثر موزوں''ایسی نثر جس میں وزن اور بحر کا اہتمام کیا گیا ہو، طنزاً شاعرانہ محاسن سے عاری نَظْم جسے تک بندی بھی کہا جاتا ہے۔

(۸)''نثر خاتمہ''کسی تصنیف کے آخر میں لکھی ہوئی نثری عبارت جس میں اس کے اختتام یا تصنیف کی تاریخ درج ہوتی ہے۔

ان قسموں کے علاوہ نثر کی اور بھی قسمیں ہیں، نثر کے متعلق ڈاکٹر سید عبداللہ و دیگر نقاد کہتے ہیں کہ:

(۱)''نثر کا بنیادی فریضہ معلومات بہم پہنچانا ہے۔

(۲) نثر میں جذبہ عارضی مہمان کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔

(۳) نثر ذہن کی گہرائیوں سے تعلق رکھتی ہے۔

(۴) نثر حقیقت کے تقاضوں کی اسیر ہے۔

(۵) نثر ہماری معلومات میں اضافہ کرتی ہے۔

(۶) نثر موجودہ حقائق سے وابستہ ہوتی ہے۔

(۷) نثر میں مواد کی تعمیر ہوتی ہے۔

(۸) نثر کا مقصد کسی غرض کی تکمیل کرنا ہے۔

(۹) نثر کا موضوع بعض اوقات ادبی نہیں ہوتا۔

(۱۰) نثر لفظوں، فقروں اور جملوں کی منطقی اور نحوی ساخت پر اصرار کرتی ہے۔

(۱۱) نثر پر عروض واوزان کی پابندی عائد نہیں ہوتی۔

حضور تاج الشریعہ کی نثر نگاری پر روشنی ڈالنے سے قبل یہ بھی بتادوں کہ اردو نثر نگاری میں نثر نگاروں کی قطاریں لگی ہوئی ہیں۔۔۔ان میں بامقصد اور بے مقصد دونوں طرح کی نثر نگاری ہوئی اور ہو رہی ہے۔۔۔۔بے مقصد نثر نگاری کے چاہنے والے اور پڑھنے والے زیادہ تھے اور زیادہ ہیں۔۔۔بلکہ بے مقصد نثر نگاری کے قارئین میں اضافہ ہوا اور ہوتا جارہا ہے۔۔۔جیسے ناول اور افسانہ کے قارئین زیادہ ملیں گے۔۔۔ناول اور افسانہ میں جنسی تلذذ، شہوت پرستی اور خیالی مینارے ضرور ملتے ہیں ۔۔۔ مگر مقصد اور زندگی کے قرینے ، جینے کے طریقے اور سلیقے دُور دُور تک نظر نہیں آتے۔۔۔افسوس کی بات ہے کہ ایسی تحریروں کو نثر نگاری کے اوجِ ثریا پر رکھنے والوں نے رکھ دیا ہے۔۔۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس والی بات ہے ۔۔۔ ایسی نثر نگاری میں صرف عقل کے گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں۔۔۔نقل کا باز کہیں نظر نہیں آتا ہے۔۔۔مقصدی نثر نگاری میں عقل کی پرواز اگر ہوتی ہے تو صرف دال میں نمک کے برابر۔۔۔ہاں! یہاں نقل کا باز پرواز کرتا دکھائی دیتا ہے ۔۔۔یہ نقل قرآن سے بھی ہوسکتا ہے اور حدیث سے بھی۔۔۔اقوال سے بھی ہوسکتا ہے اور تاریخ وغیرہم سے بھی ۔۔۔یہ نقل جینے کا ڈھنگ سکھاتا ۔۔۔قرینے سے زندگی گزارنے کا راستہ بتاتا۔۔۔سلیقے سے رہنے کا سبق دیتا ۔۔۔معلومات فراہم کرتا۔۔۔مخلوط نظریے سے بچاتا۔۔۔مسلمان اور انسان بن کر جینے کا درس دیتا اور منفرد بناتا ہے۔۔۔مثال کے طور پر یہ دیکھئے کہ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے کچھ لوگ ٹائی کا استعمال کرتے ہیں اور اپنے کو اچھا سمجھتے تو دوسروں کو حقیر جانتے ہیں۔۔۔مگر ایسے لوگوں کو ٹائی کی حقیقت اور کہانی معلوم نہیں ہے کہ ٹائی کس کی ایجاد ہے اور کس طرح سے، کس بنا پر وجود میں آئی ہے۔۔۔لہٰذا ٹائی کی تاریخ بتاتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نقل کی وادی میں اُترتے اور تحریر فرماتے ہیں۔

”حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ العزیز یہ فرماتے ہیں کہ: ٹائی قرآن عظیم کا ردّ ہے قرآن عظیم فرماتا ہے: وَمَاقَتَلُوْہُ وَمَاصَلَبُوْہُ وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ۔وَمَاقَتَلُوْہُ، یقیناً یعنی یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو قتل نہ کیا، نہ انہیں سولی دی بلکہ ان کے لئے اُن کی شبیہ کا دوسرا بنادیا گیا، اور یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقیناً قتل نہ کیا“۔

(پارہ۵،سورہ ،آیت۱۵۶)

اردو کو مکمل طور پر جانے اور سمجھنے کے لئے عربی اور فارسی کا جاننا ضروری ہے۔۔۔کیوں کہ عربی اور فارسی کے بغیر اردو نامکمل ہے۔۔۔نامکمل کو مکمل طور پر سمجھنے کے لئے اُوپر کے اقتباس کو دیکھئے کہ حقیقت کیا ہے اور آج کے دَور میں تمام مذاہب کے ماننے والوں کی اکثریت اس کے برعکس سوچ اور خیال رکھتے ہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟۔۔۔وجہ بتاتے ہوئے حضور تاج

الشریعہ کی یہ عبارت پڑھئے:

''اس کے برخلاف عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکا یا لہذا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے ''کراس'' کہتے ہیں گلے میں ٹائی (پھندہ) باندھتے ہیں''۔ (ٹائی کا مسئلہ۔صفحہ ۱۰)

یہ بامقصد نثر نگاری ہے۔۔۔۔ نثر کے معنی ''سخنِ پاشیدہ''۔وہ عبارت جو نظم نہ ہو''۔غیر منظوم تحریر یا تصنیف۔ اور نگاری کا معنی ہوتا ہے''تصویر''۔مصوری کا نمونہ''۔زینت''۔آرائش''۔زیبائش''۔

حضور تاج الشریعہ کی نثر نگاری میں تاریخ ہے،حقیقت ہے،سچائی ہے،صداقت ہے،نقل کا پہلو حسین ہے۔۔۔خوبصورت ہے۔۔۔۔دلکش ہے۔۔۔۔شکیل ہے جسے نئی نسل اور عوام تک پہنچانا نہایت ہی ضروری ہے تا کہ لوگ جانیں کہ مذہبی رسم ورواج کی حقیقت کیا ہے۔۔۔آج کل بہت سارے لوگ جو دین سے ناواقف ہیں دوسروں کے پھندے میں پھنس کر وہی کرتے ہیں جو ہمیں نہیں کرنا چاہئے۔۔۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں نہیں کرنا چاہئے۔۔۔ٹائی باندھنے میں ہرج کیا ہے۔۔۔ٹائی کیوں نہیں باندھنا چاہئے۔۔۔اس حقیقت کو جاننے کے لئے حضور تاج الشریعہ کی ذیل کی نثر نگاری ملاحظہ کیجئے:

''بالجملہ ٹائی مکمل ''کراس''مع شئے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندا بھی ہے اسی پر بوٹائی (Bowti) کو قیاس کر لیجئے،اس کے گلے میں بندھنے سے بھی ''کراس'' کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے،اور ''کراس'' اور ''شبیہ کراس'' عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو ''کراس'' مانو یا ''شبیہ کراس'' مانو بہرصورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے،اور جو کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روا،نہ ہوگی،اگرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے۔

اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا،مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں،تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلمانوں کے لئے حرام اور باعثِ عار و نار ہے۔(ٹائی کا مسئلہ۔صفحہ ۱۲۔۱۳)

حضور تاج الشریعہ اگر تفریحی نثر نگاری کرتے تو بہت عمدہ نثر نگاری کرتے۔۔۔مگر آپ نے نثر نگاری برائے زندگی کی ہے۔۔۔اسی نثر نگاری کو نقادوں نے کہا کہ ''نثر حقیقت کے تقاضوں کی اثیر ہے''۔اور ایک مفتی تو نثر نگاری کرتے ہوئے تقاضوں کے اثیر ہو جاتے ہیں۔۔۔سچا نثر نگار وہی ہے جو حالات ،سائل اور قارئین کے تقاضوں کو پورا کرے۔۔۔حضور تاج الشریعہ کی دعوتی نثر نگاری ملاحظہ کیجئے۔

''مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں ہو سکتی ،اُن کے اوپر لازم ہے کہ اُس سے شدید احتراز کریں اور شرٹ پتلون وغیرہ نہ پہنیں کہ صلحاء و دینداروں کا لباس نہیں،مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی تہذیب کہ سنّتِ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بزرگانِ دین کی نیک روش اور اُن کی وضع ہے زندہ رکھے اور اسے ملازمت وغیرہ کے لئے

ہرگز نہ چھوڑے اور اللہ عزوجل پر بھروسہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد رکھے اور اغیار کی طرف سے ان ناروا قیود کی سختی سے مخالفت کرے بالآخر کامیابی مسلمان کو ملے گی کہ اللہ رب العزت کا وعدہ ہے''(ٹائی کا مسئلہ ۔صفحہ ۱۳)

حضور تاج الشریعہ کی یہ دعوتی نثر نگاری خوب ہی نہیں بلکہ بہت خوب ہے۔۔۔تاج الشریعہ نے مسلمانوں کو ان کی اپنی تہذیب کی جانب مائل ہونے کی دعوت دی ہے۔۔۔صلحا اور دینداروں کی روش پر گامزن ہونے کا پیغام دیا ہے۔۔۔مگر مسلمانوں کو جذبات نے مغلوب کر دیا ہے۔۔۔مرید ہو۔۔۔معتقد ہو یا عام مسلمان سب کے سب ایسے جذبات دکھاتے ہیں کہ لگتا ہے تاج الشریعہ کا ایسا شیدائی کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا ہے۔۔۔لیکن یہ تاج الشریعہ کے نثری پیغام سے کوسوں دُور ہوتے ہیں۔۔۔ایسے لوگ کبھی کبھی، کہیں کہیں پر دکھانے کے لئے اسلامی لباس پہن لیتے ہیں، ورنہ اکثر شرٹ اور پتلون میں رہتے ہیں۔۔۔رات میں ہاف چڈی پہن کر گھومتے اور سوتے ہیں۔۔۔ایسے لوگوں کی دینداری اپنی غرض کے لئے بیدار ہوتی ہے۔۔۔تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ ''اغیار کی طرف سے ان ناروا قیود کی سختی سے مخالفت کرے'' مگر حقیقت یہ ہے کہ ایسے لوگ اسلامی لباس کی عمل اور دل سے مخالف کرتے ہیں۔۔۔پیر کی آمد اور محبت میں نعرہ لگا لینا آسان ہے مگر پیر کی نصیحت پر عمل نہیں کرتے ہیں۔۔۔عمل کرنے کے واسطے ان کی روح سسکتی ہے۔۔۔بلبلاتی ہے۔۔۔جان جلتی ہے۔۔۔یہ دھوکا ہے۔۔۔فریب ہے۔۔۔مکر ہے۔۔۔ریاکاری ہے۔۔۔اس تعلق سے پھر حضور تاج الشریعہ کی نثر نگاری ملاحظہ کیجئے، آپ اپنی نثر نگاری میں فرماتے ہیں:

''ٹائی شعار نصاریٰ ہونے پر بذاتِ خود شاہدِ عدل ہے تو اب اس کے ہوتے مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں اور کسی شاذ و نادر کا انکار اصلاً مضر نہیں تاہم اس پر مومن و کافر سب متفق ہیں کہ یہ نصرانیت کا شعار ہے، جیسا کہ بارہا متعدد لوگوں سے استفسار پر ظاہر ہوا۔

ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ ڈربن (افریقہ) میں ایک نومسلم (سابق عیسائی) نے بتایا کہ ''ٹائی چرچ کی عزت کا لباس تصور کیا جاتا ہے'' جس سے اس کی مذہبی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔

نیز ایک پاکستانی عالم سے ایک پادری نے کہا کہ ''ٹائی باندھنے سے ان کے بطور ثواب بڑھ جاتا ہے'' یہ بات مجھ سے حضرت مولانا نسیم اشرف صاحب مقیم ساؤتھ افریقہ نے کہا''۔(ٹائی کا مسئلہ ۔صفحہ ۱۳۔۱۴)

نثر نگاری جب حقیقت کے تقاضوں کی اسیر ہے۔۔۔تو حضور تاج الشریعہ حقیقت و سچائی و صداقت کے میدان میں اُتر کر ٹائی کی اصلیت و ماہیت کی سرگذشت کو جب منظرِ عام پر لے کر آئے تو آپ کی تحقیق کو دیکھ کر اور پڑھ کر بہت سارے علما اور مفتیان عظام حیران رہ گئے۔۔۔حقیقت کے تقاضوں کو بہترین انداز میں پورا ہوتا ہوا دیکھ کر مفتی مطیع الرحمٰن صاحب مظفر پوری نے تحریر فرمایا کہ:

''فقیر نے مسئلہ ٹائی کی یہ تحقیق انیق اس سے پہلے کہیں نہ پائی، حضرت مجیب زید مجدہٗ نے اس بارے میں جو دریا

فت فرمائی ہے یقیناً یہ ان ہی کا حصہ ہے، کس قدر تعجب ہے کہ وہ ٹائی جو انگریزوں میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو سولی دیئے جانے کی یادگار ہو، جسے وہ دنیا میں باعث برکت اور آخرت میں ذریعۂ نجات جانیں کہ مردہ تک کے گلے میں باندھیں، مسلمان بھی اپنے گلے میں اس کا پھندا ڈال کر خدا اور سول جل جلالہٗ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی مول لیں''۔(ٹائی کا مسئلہ۔صفحہ۔۳۶)

مولانا محمد مشاہد رضا خان حشمتی نے حضور تاج الشریعہ کی تحقیقی نثر نگاری کے تئیں تحریر فرمایا کہ:

''فقیر حقیر نے کتاب بنام''ٹائی کا مسئلہ''بغور و خوض مطالعہ کیا اپنے دلائل کے لحاظ سے وہ فتویٰ کسی کی تصدیق کا محتاج نہیں ہے پھر بھی امتثال امر کے لئے فقیر تصدیق کرتا ہے''۔(ٹائی کا مسئلہ۔صفحہ۔۳۸)

جس کی نثر نگاری کو واہ وا کی داد ملی ہو۔۔۔خوش آئند، خوب، عجیب، نادر کہا گیا ہو۔۔۔علما اور دانشوروں نے سراہا ہو۔۔۔اس کے لاجواب ہونے میں کیا شبہ ہے۔۔۔خیال رہے کہ انسان جو جس حیثیت کا ہوتا ہے اس کو اسی حیثیت سے دیکھا اور اس کے بارے میں لکھا جاتا ہے۔۔۔عالم کو جاہل اور جاہل کو عالم لکھنے والے کی پکڑ ہوگی۔۔۔ایسا لکھنے والے کی نیت میں کھوٹ ہوتی ہے۔۔۔نثر نگاری میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ جو جس مقام اور القابات وخطابات کا حقدار ہے اس کو اسی القابات وخطابات سے یاد کیا جائے، لکھا جائے، نہیں تو لکھنے والا بے ادب و گستاخ کہلائے گا۔۔۔ایک دور تھا کہ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کی نثر نگاری کے لوگ شیدا تھے۔۔۔لیکن جب اس نے ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جب''سکٹ''جیسے لفظ کا استعمال کیا تو اہل علم بھڑک اٹھے۔۔۔کیوں لفظ''سکٹ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان نہیں ہے۔۔۔''سکٹ جانا''۔ یا''سکٹ گئے''جس کا معانی ہے۔۔۔مشکل میں پڑ جانا۔مشکل میں پڑ گئے۔دشواری میں گھِر جانا۔دشواری میں گھر گئے۔حالتِ نزع میں آنا۔حالت نزع میں آگئے ۔ تکلیف میں پڑ جانا۔تکلیف میں پڑ گئے۔بدنصیبی سے معنون کرنا۔

شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈپٹی نذیر احمد کے ایک غیر مانوس لفظ کے استعمال پر اس کی نثر نگاری کا سورج غروب ہو گیا۔۔۔برسوں کی محنت میں گھُن لگ گئے۔۔۔بدنامی کا داغ بھی لگا۔۔۔اور شہرت سمٹ گئی۔۔۔کیوں کہ نثر نگاری بہت ساری چیزوں کو تلاش کرتی ہے۔۔۔ان چیزوں کو آپ نے اس مضمون کے شروع میں ملاحظہ کر لیا ہے۔۔۔ان چیزو ں کے ساتھ''ادب''کو بھی تلاش کرتی ہے۔۔۔''ادب''کو اس نظریے سے دیکھئے جو اہل''لغت''نے بتایا ہے۔۔۔''ادب''کے معانی ہیں۔ہر چیز کی حد کو نگاہ میں رکھنا۔ حفظ مراتب کسی کی بزرگی یا عظمت کا پاس ۔ تہذیب ۔شائستگی۔تمیز۔احترام۔علمِ زبان میں نحو۔لغت۔عروض۔ انشا معانی ۔اور بیان وغیرہ داخل ہیں۔ پسندیدہ طریقہ ۔ زبان کا سرمایہ۔

''ادب''کے اور بھی معانی ہیں وہ یہ ہیں۔اخلاقی یا معاشرتی اصول کی پابندی۔عادات و مذاق کا اعلیٰ معیار۔کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے۔

شائستگی بھی ان میں ہے غیظ و غضب کے ساتھ
غصے میں بھرے ہوئے لیکن ادب کے ساتھ

اب ہم حضور تاج الشریعہ کی نثر نگاری کو ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں دیکھتے ہیں، آپ بھی دیکھئے کہ کس نفاست کی زبان ہے، جس میں ادب فصلِ بہار بنا ہُوا ہے، اور لوگوں سے کہہ رہا ہے، ذرا مجھ کو بھی دیکھو، آیئے دیکھتے ہیں، آپ تحریر ماتے ہیں:

''ام معبد کے شوہر ابو معبد نے دودھ دیکھا تو انہیں تعجب ہوا، بولے! اے ام معبد یہ کیا ہے؟ اور یہ تمہیں کہاں سے ملا؟۔۔۔وہ بولیں! خدا کی قسم اس کے سوا کچھ نہیں کہ مبارک شخص ہمارے گھر آیا اس کا یہ کرشمہ ہے۔۔۔ان کے شوہر بولے۔۔۔اس کا حلیہ بیان کروائے ام معبد۔۔۔وہ بولیں۔۔۔میں نے ایک حسین اور چمکدار چہرے والا۔۔۔خوش اخلاق۔۔۔نہ اس میں لاغری کا عیب نہ کوتاہی سر کا نقص۔۔۔جمیل و خوبرو۔۔۔اُن کی آنکھیں خوب سیاہ۔۔۔سرمگیں بھنویں دراز و باریک ملی ہوئیں۔۔۔پلکوں کے بال گھنے۔۔۔گردن درازی و بلندی لئے ہوئے۔۔۔ریش مبارک معتدل اور گھنی۔۔۔لہجہ نرم مٹھاس لئے ہوئے۔۔۔جب بولیں تو اپنے ہم نشینوں پر بلند ہوں۔۔۔چہرہ نمایاں پُر رونق و رعب دار ہو۔۔۔کلام فصیل نہ قلیل کہ مخل ہو نہ کثیر کہ اکتا دے۔۔۔نہ دراز قد کہ دیکھنے والا انہیں بُرا جانے نہ پستہ قد کہ کوئی اُن سے نظر پھیر لے۔۔۔بلکہ میانہ قد۔۔۔لوگوں کے مخدوم۔۔۔جانثاروں کے جم گھٹ والے۔۔۔نہ تیور چڑھائے ہوئے۔۔۔تو وہ بولے خدا کی قسم یہ تو قریش کے نبی تھے۔۔۔اگر میں انہیں دیکھتا تو ان کے پیچھے چل دیتا''۔

حضور تاج الشریعہ کی یہ نثر نگاری روشن ہے۔۔۔منوّر ہے۔۔۔واضح ہے۔۔۔تاریخ و مقصد و عقیدت کا ہیولا لئے ہوئی ہے۔۔۔قارئین کی روح خوش ہوجاتی ہے۔۔۔مقصد حاصل ہوجاتا ہے۔۔۔سونے پر سہاگہ کہ عقیدت کی دھار تیز ہوجاتی ہے۔۔۔بڑھ جاتی ہے۔۔۔چمک جاتی ہے۔۔۔حضور تاج الشریعہ مذکورہ بالا نثر نگاری کے اختتام پر فرمایا ہے کہ ''اگر میں انہیں دیکھتا تو اُن کے پیچھے چل دیتا''۔ اس جملے کا اثر کیا ہوا تو مزید لکھتے ہیں:

''ام معبد نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی۔۔۔اسلام لائیں اور انہیں کی طرح اُن کے شوہر اور ان کے بھائی نے بھی ہجرت کی اور اسلام لائے۔۔۔ام معبد کا گھرانہ تاریخوں کا شمار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مسعود کرتا تھا۔
اِدھر مدینہ کے نادیدہ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آمد آمد کی خبر سن کر ایسے مشتاقِ دیدار ہوئے کہ ہر روز مدینہ سے کچھ دور نکل کر دوپہر تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ دیکھتے تو ایک دن انتظار کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی جو کسی بلند جگہ پر چڑھا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھ رہا تھا پکار اُٹھا۔۔۔یہ تمہارا نصیب ہے، اے بنی قیلہ (یعنی اوس خزرج) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کو ہتھیار لئے نکل پڑے''۔

حضور تاج الشریعہ کے اس اقتباس سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے جو بہت کم کتابوں میں دیکھنے کو ملتی

ہیں۔۔۔اوّل تو یہ کہ ام معبد ان کے شوہر اور اُن کے بھائی نے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ میں آکر اسلام کی آغوش میں پناہ لیتے ہیں۔۔۔دوسری بات یہ کہ یہی وہ گھرانہ ہے جو تاریخوں کا شمار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مسعود میں کرتا تھا۔۔۔تیسری بات یہ مدینہ طیبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو داخل ہوتے ہوئے سب سے پہلے ایک یہودی نے دیکھا اور مسلمانوں کو پکار کر کہا کہ ''یہ دیکھو تمہارا نصیب آگیا'' یا نصیب ہے۔۔۔اس ایک لفظ ''نصیب'' نے حضور تاج الشریعہ کی نثر نگاری میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔۔۔اس بات کی روشنی میں آج ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ حضور تاج دار مدینہ ہمارے نصیب ہیں۔۔۔کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مسرت ہے آرزوئے دل اس سے بیاں کروں
مل جائے وہ کہیں مجھے تنہا کیا ں نصیب

حضور تاج الشریعہ کے مریدین ومعتقدین اور مسلمانوں کو چاہیے کہ تاج الشریعہ کی کتابوں کا مطالعہ کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ختم شد ☆☆☆☆☆

سنی جامع مسجد پتری پل،کلیان۔مہارشٹر

تاج الشریعہ کی مقبولیت

ڈاکٹر محمد سجاد عالم رضوی مصباحی

حضور تاج الشریعہ، بدرالطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قادری بریلوی (ولادت: ۲۳ نومبر، ۱۹۴۳ء / وصال: ۲۰ جولائی، ۲۰۱۸ء) نور اللہ مرقدہ مفسر اعظم حضرت علامہ ابراہیم رضا خان ابن حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خان علیہما الرحمۃ والرضوان کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ ایک عالم باعمل اور شیخ کامل تھے۔ آپ اپنے علم وفضل، کردار وعمل اور تقوی طہارت میں اپنے جد امجد، امام اہل سنت، اعلی حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے علوم ومعارف کے وارث اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے جانشین تھے۔ حضور تاج الشریعۃ علیہ الرحمۃ والرضوان علم وحکمت، فضل وکمال، اتباع شریعت وطریقت، عبادت وریاضت، عزم واستقامت، ایفائے عہد، تواضع ومنکسر المزاجی، تقوی وطہارت، زہد وورع، سادگی وفروتنی، عرفان وآگہی اور کردار کی بلندی میں ایک منفرد شناخت رکھتے تھے۔ تبحر علمی، زبان دانی اور سلوک ومعرفت کے میدان میں عالمی شہرت کے حامل تھے۔ اپنے عظیم خانوادے کے علمی وروحانی کمالات کے سچے وارث تھے۔

انہی اوصاف کی وجہ سے آپ ہندو پاک میں ایک مقبول شخصیت تھے اور عوام وخواص کی نظر میں دینی، فقہی اور روحانی علوم ومعارف کے حوالے سے ایک مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ امام اہل سنت وجماعت حضرت امام احمد رضا خان قادری، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا قادری، مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفی رضا قادری اور مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا قادری علیہم الرحمۃ والرضوان کے علمی وعملی کمالات سے آپ کو وافر حصہ ملا تھا۔ فہم وذکا، قوت حافظہ، جودت طبع، فقہ وافتا میں مہارت واصابت،، قوت بیان، شریعت مطہرہ پر استقامت وثبات قدمی اور طریقت وراہ سلوک میں کمال جیسے اوصاف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو ان ہی حضرات سے وراثت میں ملے تھے۔ اور آپ نے علم وعمل اور کردار سے یہ ثابت کردیا کہ آپ اپنے باکمال اسلاف کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی میراث کے قابل بھی تھے۔ راہ سلوک اور طریقت اور روحانیت کی تعلیم وتربیت حاصل کرنے والے مریدین ومتوسلین کے علاوہ بہت سے لوگوں نے آپ کو کامل ومکمّل شیخ طریقت بھی مانا ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اہل علم ونظر نے آپ کے علمی وعملی اور اخلاقی وروحانی فضل وکمال کا اعتراف کیا اور آپ کو شایان شان القابات وخطابات سے یاد کیا ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی شہرت ومرجعیت دراصل اس مقبولیت اور محبوبیت کی وجہ سے ہے جو اللہ تبارک وتعالی کے فضل وکرم سے آپ کو ملی تھی۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔ تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی زندگی میں دعوت وارشاد، علم وعمل، اصابت واستقامت اور روحانی نسبتوں کو حوالے سے فکر وعمل کے ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو

آئندہ نسلوں کے لیے نشان منزل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ وہ جہات ہیں جن میں ایمان وعقیدہ کی صحت اور عمل وکردار کی بلندی اور خلوص و للّٰہیت کی بدولت ایک بندہ اپنے رحیم ورحمن رب کی عنایتوں سے سرفراز ہوتا ہے۔قران عظیم میں ہے۔''بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمھیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے ہے اس میں جو مانگو۔مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی، اے سننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے کہ گہرا دوست۔اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو، اور اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا۔'' (قرآن مجید:۳۵۔۳۰:۴۱؛ ترجمہ از کنزالایمان)۔تقوی و پرہیزگار اختیار کرنے والوں اور صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنے والوں کو اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ اقدس سے عظیم اجر ملتا ہے۔''بے شک جو پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ نیکوں کا نیگ (اجر) ضائع نہیں کرتا۔'' (قرآن مجید:۹۰:۱۲؛ ترجمہ از کنزالایمان)۔اور یہ اجر وثواب بھی ایسا کہ اس کے بارے میں خود اللہ جل شانہ وعم نوالہ کا فرمان ہے کہ:''اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا، یعنی انبیاء، صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ ہی کافی ہے جاننے والا۔ (قرآن مجید:۶۹۔۷۰:۴؛ ترجمہ از کنزالایمان)۔

ان آیات کریمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عبادت وبندگی اور مجاہدہ وریاضت کے ذریعہ سعید ونیک بخت انسان اپنے رب کریم جل جلالہ وعم نوالہ کے بے پایاں فضل وکرم کو حاصل کرتا ہے۔اور اللہ تعالی کے محبوب اور پسندیدہ بندوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔اور جو بندے اپنے مالک اور آقا کے پیغام کی دعوت وتبلیغ کا کام کرتے ہیں اور اس راہ میں درپیش مسائل کا صبر واستقلال کے ساتھ سامنا کرتے ہیں اور اس کے پیارے اور چہیتے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ کے مقام ومرتبہ اور عظمت وناموس کی حفاظت اور اس کی محبت واطاعت کے لیے صالح جذبات کو پروان چڑھاتے ہیں ان پر اللہ تبارک وتعالی کی خصوصی نوازش ہوتی ہے۔اس لحاظ سے دیکھیں تو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی دین وسنیت کی خدمت کے لیے وقف تھی۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے لوگوں کو کتاب وسنت پر عمل کی دعوت دی۔عقیدہ وعمل کی اصلاح ودرستگی کے لیے کوششیں کیں۔معاشرہ میں پھیلی اعتقادی اور عملی مفاسد اور خرابیوں کو دور کرنے کے لیے جد وجہد کی۔لوگوں کو برائی سے دور رہنے اور نیکی کی راہ پر چلنے کی تلقین کی۔اور دعوت وارشاد کا کام کیا۔یہی وجہ ہے کہ لاکھوں لوگوں نے آپ سے دینی وروحانی تعلیم وتربیت حاصل کی۔جو لوگ دعوت وارشاد کا کام کرتے ہیں اللہ تعالی ان کو پسند فرماتا ہے اور ان کو لوگوں میں مقبولیت سے نوازتا ہے۔ذیل میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مبارکہ کے چند گوشوں اور آپ کے چند اوصاف وکمالات کا بیان ہے جن کی وجہ سے آپ پر اللہ تبارک وتعالی کے فضل وکرم کی بارش ہوئی۔اور عوام وخواص میں آپ کو مقبولیت اور ہر دلعزیزی ملی۔

دعوت وتبلیغ: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے تحریر وتقریر اور دعوتی وتبلیغی اسفار اور بیعت وارشاد کے ذریعہ بہت سے گم گشتگان راہ کو دین وسنیت کے راستے پر گامزن کیا۔ بہت سے ناقصوں کو کمال کے درجہ پر فائز فرمایا۔اور اپنے اسلاف کرام کے

نقوش قدم پر چل کر بے شمار بندگان خدا کے دلوں کو اسلام وسنیت کے نور سے روشن کر دیا۔ آپ نے اپنی تقریروں کے ذریعہ دینی، ملی، سماجی اور عائلی مسائل پر اہل اسلام کی رہنمائی فرمائی۔ دعوت وتبلیغ کے مقصد سے آپ نے ملک وبیرون ملک متعدد اسفار بھی کیے۔ ان میں آپ نے سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے مسلک اور افکار ونظریات کو فروغ دیا۔ باطل فرقوں کی شناخت اور ان کی تردید کا بھی کام کیا۔ حالات حاضرہ کے تناظر میں مسلمانوں کو درپیش مسائل اور مشکلات اور ان کے حل پر بھی روشنی ڈالی۔ مختلف ممالک کے علماء، مشائخ اور دانشوروں کے ساتھ ان موضوعات پر گفتگو بھی فرمائی۔ ان دعوتی وتبلیغی اسفار کے دوران بہت سے لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے کفر وگمراہی کے دلدل سے نکل کر دین وسنیت کی راہ پر چلنے لگے۔ ان اسفار میں خوش نصیب حاضر باشوں کا کہنا ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ارشاد واصلاح کی اثر آفرینی کا یہ عالم تھا کہ آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے چند جملے ہی کسی کی زندگی میں اعتقادی، عملی، اخلاقی اور روحانی انقلاب لانے کے لیے کافی ہوتے تھے۔ اسی کے ساتھ آپ کی مثالی شخصیت بھی دوسروں کے لیے قابل تقلید نمونہ تھی۔ اور کیوں نہ ہو کہ آپ علم وفضل، زہد وتقوی اور خلوص وللّٰہیت کے پیکر اور شریعت اسلامیہ کی پاسداری میں اپنے عظیم اسلاف کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے عکس جمیل تھے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان شریعت اور طریقت کی روایتوں کے حامل اور امین تھے۔ یہی وجہ کہ آپ کی شہرت ومرجعیت کا دائرہ ملک وبیرون ملک تک پھیلا ہوا تھا۔ جس شہر اور جس علاقے میں آپ تشریف لے گیے وہاں اہل علم اور عوام آپ کی صحبت میں حاضر ہو کر آپ کے منبع علم وعمل اور تعلیم وتربیت سے سیراب ہوتے تھے۔

علم وعمل: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی مقام کے بارے میں علامہ عبد المبین نعمانی رضوی مدظلہ العالی فرماتے ہیں: ''آپ کی ذات پوری جماعت اہل سنت کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ تفقہ فی الدین میں جو وراثت آپ کو حاصل ہے یکتائے زمانہ ہیں۔ فقہی جزئیات نوک زبان پر رہتے ہیں [.........] اپنے اوقات کے تحفظ پر حد درجہ اہتمام فرماتے ہیں۔ غیر ضروری باتوں سے پرہیز اور مطالعہ کتب، سماعت کتب اور درس حدیث وفقہ، نیز فتوی نویسی آپ کا محبوب مشغلہ ہے۔ ساتھ ہی تصنیف وتالیف میں بھی اچھا خاصا وقت صرف فرماتے ہیں۔ حتی کہ سفر میں بھی تصنیف وترجمہ کا کام جاری رکھتے ہیں۔ سفر میں بالعموم وقت کم ملتا ہے۔ ملنے جلنے والوں کی بھیڑ سے بچ نکلنا آسان نہیں، لیکن حضرت ازہری صاحب قبلہ عقیدت مندوں کی بھیڑ سے نکل کر علمی مشاغل اپناتے ہیں۔'' (تجلیات تاج الشریعہ: ۲۰۷)۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے علم قرآن وتفسیر، علم حدیث وفقہ، علم کلام وعقائد اور شعر وشاعری کے میدان میں تابندہ علمی وفکری نقوش چھوڑے ہیں۔ ان علوم وفنون میں آپ کی کتابیں اور فتاوی آپ کے علمی مقام ومرتبہ کی روشن دلیل ہیں اور آپ کی جودت طبع اور قوت استحضار کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ فقہی بصیرت، فکر کی بالیدگی، ژرف نگاہی، علمی ثقاہت، فنی لیاقت اور ادبی وتنقیدی صلاحیت کے اعتبار سے آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ علوم نقلیہ وعقلیہ میں آپ نمونۂ اسلاف تھے اور اعلی حضرت امام اہل سنت وجماعت علیہ الرحمۃ والرضوان کے علمی وفقہی فیضان کا پرتو تھے۔ آپ نے اپنی قلمی نگارشات میں قرآن وحدیث اور کتب فقہ کی روشنی میں اہل سنت وجماعت کے عقائد، افکار ونظریات اور معمولات کی وضاحت فرمائی ہے اور بہت سے اذہان وقلوب کو شکوک وشبہات کی وادی سے نکال کر یقین واذعان کی راہ دکھائی ہے۔ لادینیت، گمراہی، بداعتقادی اور بداعمالی کے

فتنوں سے اہل اسلام کو دور رکھنے کے لیے متعدد کتب و رسائل تصنیف فرمائے ہیں۔

علم کے ساتھ عمل کے میدان بھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان ایک انفرادی شناخت رکھتے تھے۔ جن لوگوں کو حضور تاج الشریعۃ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ اور صحبت میں حاضری کا شرف ملا ہے اور سفر و حضر میں ساتھ رہنے اور آپ کے معمولات و مشاغل کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اوراد، وظائف، تلاوت قرآن کریم، شب بیداری اور ذکر و فکر آپ کے محبوب مشاغل تھے۔ آپ کی زندگی نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ کے اسوۂ حسنہ کے کامل اتباع پر مبنی تھی اور شریعت وطریقت کے رنگ میں ڈھلی ہوئی تھی۔ اس طرح سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو اللہ تبارک و تعالی نے علم و عمل کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ اور جن کو یہ دولت ملتی ہے ان کے مقام و مرتبہ کو خود اللہ تبارک و تعالی بلند فرماتا ہے۔ "اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو، اللہ تمہیں جگہ دے گا، اور جب کہا جائے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہو۔ اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا، اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔" (قرآن مجید؛ ۵۸:۱۱) اس آیت کریمہ میں ایمان اور عمل والوں کی خداداد رفعت و بلندی کا ذکر ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ علم کی مجلس منعقد کرنا، اس میں شریک ہونا اور آداب مجلس کی رعایت کرنا رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی اگر دیکھیں تو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی سنت طیبہ کے کامل اتباع پر مبنی تھی۔ آپ نے علم دین کی برکات کو اپنی تحریر و تقریر کے ذریعہ عام کیا۔ علم دین کی یہ دولت بھی بلاشبہ رب تبارک و تعالی کی عطا اور بخشش تھی جس کی بدولت آپ کو رفعت و بلندی ملی۔ حدیث پاک میں ہے۔ "حضرت معاویہ (رضی اللہ تعالی عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور بے شک میں تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالی عطا فرماتا ہے۔" (مشکوۃ شریف، مطبوعہ مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، ص: ۳۲) ایک دوسری حدیث میں ہے۔ "حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا شخص وہ ہے جو دین کا علم رکھتا ہو۔ اگر اس کی حاجت ہو تو وہ نفع پہنچاتا ہے اور اگر اس سے بے پرواہی برتی جائے تو وہ بے نیازی کا اظہار کرتا ہے۔ روایت کیا اس کو رزین نے۔" (مشکوۃ شریف، مطبوعہ مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، ص: ۳۶)۔ اللہ تبارک و تعالی نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو علم دین کی سمجھ عطا فرمائی تھی اور اسی کے استغنا بھی۔ یہ وجہ ہے کہ آپ نے علم دین کی تبلیغ و اشاعت میں کسی شخصیت یا مادی مصلحت کی رعایت نہیں کی۔ بلکہ دینی و شرعی احکام اور تعلیمات کے لیے ہمیشہ اللہ تبارک و تعالی اور اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو پیش نظر رکھا۔

اصابت واستقامت: شرعی اور فقہی احکام و مسائل کی تشریح و توضیح میں آپ کی رائے فقہی اصولوں پر مبنی ہوتی تھی۔ کتاب وسنت کی روشنی میں جو رائے قائم کرتے ان پر دیانت کے ساتھ عمل بھی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حق گوئی اور بے باکی کے لحاظ سے بھی عوام و خواص میں آپ کی شہرت ہے۔ شریعت مطہرہ کی پاسداری میں کسی مادی منفعت کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ اور اگر کسی کو خلاف شرع امور میں ملوث دیکھتے تو بلا خوف اور بلا رو رعایت اس کی کوتاہی پر دھیان دلاتے اور ان امور سے اجتناب کی تعلیم دیتے تھے۔ اس حق گوئی کا اس شخص پر اور حاضرین پر یہ اثر پڑتا تھا کہ وہ سب آپ کی عزیمت اور استقامت کے قائل ہو جاتے تھے۔ حقانیت وصداقت کے اظہار

میں آپ نے کبھی بھی کسی کی ناراضگی، مصلحت کے تقاضوں یا پھر قید و بند اور مصائب و آلام کے خطرات پر دھیان نہیں دیا۔نسبندی کے مسئلے پر حکومت ہند کا دباؤ ہو یا پھر اہل سنت و جماعت کے عقائد و معمولات پر عمل کی صورت میں سعودی حکومت کا ظلم، ہر موقع پر آپ نے قرآن وسنت کی روشنی میں اہل سنت و جماعت کے مسلک اور عقائد و معمولات کو بلا خوف لومۃ لائم پیش کیا۔اس کے علاوہ اعتقادی اور فقہی مسائل کے حوالے سے بھی آپ نے قرآن وحدیث اور کتب فقہ کی روشنی میں جو رائے قائم کی اس پر تاحیات ثابت قدمی کے ساتھ قائم رہے۔

روحانی نسبت: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان خانوادۂ رضویہ کی دینی وعلمی اور روحانی وفکری روایتوں کے امین تھے۔تحفظ عقائد، عشق رسالت، فقہ و افتاء کے ذریعہ خدمت خلق اور دعوت و ارشاد اس خانوادے کے امتیازی اوصاف ہیں۔اس خانوادے میں علمی وفقہی خدمات کے ساتھ روحانی تعلیم و تربیت کی روایت رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ۱۵ ر جنوری ۱۹۶۲ء کو، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو اپنا قائم مقام بنایا اور جمیع سلاسل عالیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور چشتیہ اور جمیع سلاسل احادیث کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ساتھ ہی اوراد اور وظائف، اعمال و اشغال، دلائل الخیرات، حزب البحر اور تعویذات وغیرہ کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ ۱۴۔۱۵ نومبر، ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء حضرت مفتی سید حسن میاں برکاتی، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے فرمایا: ''فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خان صاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون ومجاز کرتا ہے۔پورا مجمع سن لے، تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں۔'' سید العلماء مولانا الشاہ سید آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔اور خلیفۂ اعلی حضرت، برہان ملت حضرت برہان الحق رضوی جبل پوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی آپ کو تمام سلاسل اور حدیث شریف کی اجازت سے نوازا تھا۔اس کے علاوہ بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام علیہم الرحمۃ والرضوان سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو خلافت واجازت حاصل تھی۔ان بزرگ علمائے کرام اور مشائخ عظام علیہم الرحمۃ والرضوان کی طرف سے ملنے والی اجازتوں اور خلافتوں کے طفیل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے علمی و روحانی مدارج کی تکمیل کی۔اسلاف کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی تعلیمات کی روشنی میں اور اپنے علم وعمل اور ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ روحانیت کے مقام پر فائز ہوئے۔لاکھوں لوگ آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر علم وعمل اور روحانیت سے فیض یاب ہوتے تھے۔اللہ تبارک وتعالی کی بارگاہ اقدس میں آپ کی مقبولیت کا یہ اثر تھا کہ بسا اوقات لوگ ہزاروں کی تعداد میں آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے تھے۔گناہوں سے استغفار کرتے تھے۔لادینیت، بے دینیت، گمراہیت، خرافات اور غیر شرعی امور اور اخلاقی عیوب سے اجتناب کرنے کا عہد کرتے تھے۔اور فرائض وواجبات کی ادائیگی کا وعدہ کرتے تھے۔اور سلسلہ قادریہ میں داخل ہو کر مشائخ عظام علیہم الرحمۃ والرضوان سے اپنی نسبت جوڑ لیتے تھے۔اس طرح سے ایشیا و یورپ، امریکہ و افریقہ اور عرب ممالک میں امت مسلمہ کے ہزاروں افراد کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی دعوت وارشاد کا فیضان ملا۔وہ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو کر متعدد سلاسل طریقت کے مشائخ عظام کی نسبتوں سے وابستہ ہوئے اور ان کے فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہوئے۔

حاصل کلام: حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی مدظلہ العالی حضرت مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں: ''مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دلعزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی۔ اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی۔'' (تجلیات تاج الشریعہ؛ص:۶۸) دراصل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو اللہ تبارک وتعالی نے سعادت و بلند طالعی عطا فرمائی تھی اور ان کو اپنے فضل کرم سے نوازا تھا۔ اور ان اس عظیم خانوادے میں پیدا فرمایا تھا جو دین متین کی خدمت اور دعوت وارشاد کے لیے مشہور زمانہ ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس خانوادے کی میراث کی حفاظت بھی فرمائی اور اس کی نشر واشاعت کا کام بھی کیا۔ اور اللہ تبارک وتعالی نے آپ کو مقبولیت اور مرجعیت کا بلند مقام عطا فرمایا: حدیث پاک میں ہے: ''حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالی عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالی اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل (علیہ السلام) کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں۔ لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر آسمان میں منادی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں سے محبت کرتا ہے۔ لہذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالی کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہوں۔ لہذا تم بھی اس سے ناراض ہوجاؤ۔ پس جبرئیل اس سے ناراض ہوجاتے ہیں۔ پھر آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں سے ناراض ہے۔ لہذا تم بھی اس سے ناراض ہوجاؤ۔ پس وہ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ اور زمین میں اس کے لیے بغض وعداوت رکھ دی جاتی ہے۔'' (مشکوۃ شریف، مطبوعہ مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، ص:۴۲۵)۔ اور دیکھنے والوں نے اعتراف کیا ہے کہ صرف حیات مبارکہ میں ہی نہیں بلکہ بعد وصال بھی عوام وخواص میں یہ مقبولیت برقرار ہے۔ اور کیوں نہ ہو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندگی، علم وعمل اور کردار واخلاق ایسے تھے کہ جن کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں میں اللہ تبارک وتعالی اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ بیدار ہوتا تھا۔ آپ کی زیارت اور آپ کے دیدار سے لوگوں کے دلوں میں یاد خدا کی باد بہاری چلتی تھی۔ آپ کی زندگی اس حدیث پاک کی عملی تصویر تھی۔ ''حضرت اسماء بنت یزید (رضی اللہ تعالی عنہا) سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں بہترین آدمی کون ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ فرمایا تم میں سے بہتر آدمی وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھیں تو اللہ یاد آجائے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔'' (مشکوۃ شریف، مطبوعہ مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، ص:۴۲۷)۔ اللہ تبارک تعالی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرقد انور پر انوار وتجلیات کی بارش فرمائے! ہم سب پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان قائم و دائم رکھے۔ اور ہم سب کو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ تاریخ، پریسیڈنسی یونیورسٹی، کولکاتا

حضور تاج الشریعہ کے جد اعلیٰ

مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی [علیگ]

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم اسلام کی عبقری ترین شخصیت تھے اور آقائے دوعالم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کا ایک معجزہ تھے۔اس کا اعتراف ایک جہان فکر ودانش کرتا ہے۔آپ کے پاکیزہ ترین اوراق حیات،آپ کی ہزار پہلو دینی وعلمی خدمات اور آپ کے عشق رسول کا جذب دروں اس کی بہترین شہادت ہے۔آپ کی واضح کرامت علمی یہ ہے کہ آپ کو جو جس قدر پڑھتا ہے،وہ خود کو آپ سے اتنا ہی زیادہ قریب محسوس کرتا ہے۔یہ بے پناہ مقبولیت،محبوبیت اور مرجعیت آپ کو بارگاہ خدا اور سول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم اور دربار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عطا ہوئی بلکہ ساری ظاہری وباطنی خوبیاں،علوم کا وسیع جہان،فنون کی نوع بہ نوع شاخوں پر دسترس سب اسی دربار کرم کے عطیات ہیں جہاں سے سارے جہان کو نعمتیں تقسیم ہوتی ہیں۔اس کا نیازمندانہ اعتراف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تحریروں میں جابجا ملتا ہے۔

نعمتیں ہمیشہ سے وجہ حسد رہی ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری تو مہبط انعامات الٰہیہ تھے۔اس لئے اسی تناسب سے آپ کے حاسدین کا بھی وسیع دائرہ ابتدا سے رہا۔آپ ایک جگہ خود اعداء وحاسدین کی ریشہ دوانیوں کے ذیل میں اس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''میری اتنی عمر گذری،لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے۔ایک طرف کفار کا نرغہ،دوسری طرف حاسدین کا مجمع۔مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ مجموعۂ اعمال بھرا ہوا ہے،سیفیاں بھری پڑی ہیں،کوئی عمل کر لیجئے۔میں نے کہا: جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں،انہیں کا یہ حکم ہے کہ تلوار ہاتھ میں کبھی نہ لینا،ہمیشہ ڈھال ہی سے کام لینا۔چنانچہ کبھی کسی پر حربہ نہ کیا،سوائے ایک دفعہ کے کہ میں نے کرنا چاہا اور نہ ہوا،جس سے ثابت کر دیا گیا کہ تیرے کئے کچھ نہیں ہوسکتا،ہم کرتے ہیں۔''[الملفوظ،حصہ چہارم،ص ۴۸۹،مکتبۃ المدینہ،دہلی]

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طریقے سے مقبول عالم ہیں،اسی طور سے محسود عالَم بھی ہیں۔میری تحریر کا موضوع اس قدر بسیط ہے کہ اس پر خاصی ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے،کیونکہ اعلیٰ حضرت کی پوری زندگی حاسدین اور مخالفین سے رزم آرائیوں میں گذری ہے۔میں اس مختصر مقالے میں اشارہ جاتی انداز میں صرف اپنے امام کی مقبولیت کے

بنیادی خاکے اور آپ کے موجودہ حاسدین کی بل کھاتی پیشانیوں کے چند خطوط کی وضاحت پر اکتفا کروں گا۔

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ [۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء---۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء] تقریباً چودہ سال کی عمر میں مروجہ علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوکر مسند درس وافتا کو زینت بخش چکے تھے۔ مختصر سی عمر میں آپ نے زیادہ سے زیادہ فنون وآداب کی شاخوں پر دسترس حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ کی فہرست بہت مختصر ہے۔ سارے مروجہ درسیاتی علوم والد ماجد امام المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان قادری قدس سرہٗ سے حاصل کئے۔ مرزا عبد القادر بیگ بریلوی علیہ الرحمہ ابتدائی درجات کے استاذ تھے۔ مسند درس وافتا کی شہ نشینی کے بعد آپ پر علم لدنی کے دروازے کھل گئے اور بارگاہ رسالت اور دربار غوثیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وابنہ الکریم وبارک وسلم سے ایسی ایسی بیش بہا نعمت ہائے الٰہیہ آپ کو حاصل ہوئیں کہ زمانہ آج بھی محو حیرت ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سر ضیاء الدین وائس چانسلر علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کے مسئلۂ ریاضی کا حل پیش فرمایا تو وہ حیرت زدہ رہ گئے۔ پھر استفسار کیا کہ آپ نے یہ علوم کہاں سے حاصل کئے؟ تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا:

> ''میں نے اپنے والد صاحب سے [محض] تفریق، ضرب، تقسیم کے قواعد محض اس لئے سیکھے تھے کہ علم میراث میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ والد مکرم نے منع کر دیا اور کہا کہ ان میں کیوں وقت صرف کرتے ہو۔ یہ تمام علوم بارگاہ رسالت میں تمہیں خود بخود دکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ سب کچھ جو آپ دیکھ رہے ہیں، اسی بارگاہِ اقدس واعظم کا فیضان ہے۔ میں اپنے مکان کی چار دیواری میں بیٹھا خود ہی یہ اشکال بناتا اور مسائل حل کرتا رہتا ہوں۔'' [المیزان کا امام احمد رضا نمبر، ص۹۹]

دوسری جگہ فیضان غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے، بہت نفیس اور اونچی بھی تھی۔ والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا: ''گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا، آگے اللہ [عزوجل] مالک ہے۔'' میرے خیال میں اس سے مراد غلامی ہے سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔'' [الملفوظ، ۳/ ۲۱۴، مکتبۃ المدینہ، دہلی]

حضرت محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے فرمایا:

> ''میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دوں، یہ تو آپ کے جد امجد سرکار غوثیت کا فضل وکرم ہے اور کچھ نہیں'' [المیزان، امام احمد رضا نمبر، ص ۲۶۱، مطبوعہ ۲۰۱۸ء، جماعت رضائے مصطفیٰ، اورنگ آباد، مہاراشٹر]

ان عالی بارگاہوں کے فیضان نے اور آپ کے عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کہ تہہ دار دمکتی کرنوں نے آپ کی ذات اقدس کو بقعۂ نور بنا دیا جس کی جگمگاہٹ سے زمانے کی نگاہیں خیری ہوئی جاتیں۔ آپ کی شہرت کا

آفتاب وسط عمر میں ہی نصف النہار کو پہنچ چکا تھا۔آپ کی عبقریت کی گونج بہت جلد بحر و بر کی وسعتوں میں پھیل گئی۔شہرت وجہ حسد ہوتی ہی ہے جس کی وجہ سے آپ کے حاسدین اور معاندین کا ایک طبقہ ہر دور میں رہا۔آیئے پہلے امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمہ گیر آفاقی شہرت اور مقبولیت کے اسباب کا اجمالی جائزہ لیتے ہیں، پھر معاندین وحاسدین کی معاندانہ اور حاسدانہ ریشہ دوانیوں کے وجوہ بھی تلاش کریں گے۔

اس فقیر قادری رضوی کی فہم نارسا کے مطابق سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لافانی شہرت اور بڑھتی پھیلتی مقبولیت کے اسباب کو ان نکات میں سمیٹا جا سکتا ہے:

☆ بارگاہ خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم میں شرف قبول پا جانا۔دراصل آپ بچپن سے ہی قدرت کا انتخاب اور کرامت آثار تھے۔اس کے کثیر شواہد آپ کے اوراق حیات اور سوانحی خاکوں میں ملاحظہ کیا جا سکتے ہیں۔بے پناہ قوت حافظہ، بزرگوں کی فیض بخشی اور آمد آمد، رجال غیب سے ملاقات، مجاذیب کرام کی خصوصی توجہ، جدامجد کی بشارت شواہد قرب الٰہی کے واضح خطوط ہیں۔کئی پشتوں سے آپ کی نسل پاک میں ولایت محمدی کے سلسلے دراز رہے ہیں۔آپ کے اجداد کرام میں حضرت شاہ محمد اعظم خان، حضرت شاہ حافظ محمد کاظم علی خان، قطب وقت علامہ رضا علی خان، امام المتکلمین علامہ نقی علی خان قدست اسرارہم ولایت محمدی کے شاہکار اور اولیائے اسلام کی زریں کڑیاں تھے۔ان پاکیزہ نسبتوں کے قدسی اثرات نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو تقدس ولایت کا جگمگاتا آئینہ بنا دیا تھا جسے دیکھنے والا ہر صاحب باطن سر بہ خم ہو کر تسلیم پیش کرتا۔تحدیث نعمت کے طور سے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ خود فرماتے ہیں:

[سورۂ مجادلہ کی آیت پیش کرنے کے بعد فرمایا] ''بحمد اللہ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ، گھٹی میں پلا دی گئی ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوگا: أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ [المجادلۃ:۲۲] یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا] بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اور بحمد اللہ تعالیٰ ہر بد مذہب پر ہمیشہ فتح وظفر حاصل ہوئی۔رب العزت جل جلالہٗ نے روح القدس سے تائید فرمائی .... یہ سب برکات ہیں حضرت جدامجد [قطب عصر حضرت شاہ رضا علی خان قدس سرہٗ] کی۔قرآن عظیم میں خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں ہے کہ دو یتیم بچے ایک مکان میں رہتے تھے، اس کی دیوار گرنے والی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔اواقعہ کو فرمایا جاتا ہے: وکان ابوہما صالحا [کہف:۸۲] ان کا باپ صالح تھا۔اس کی برکت سے یہ رحمت کی گئی۔علما فرماتے ہیں: وہ باپ ان کی ساتویں پشت میں تھا۔صالح باپ کی یہ برکات ہوتی ہیں۔یہاں تو ابھی تیسری پشت ہے۔دیکھئے کب تک برکات اس سلسلے میں رہیں۔[الملفوظ، ۳/ ۴۱۲]

دربار رسالت میں کیسی مقبولیت نصیب ہے اس کا اندازہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وصال اقدس کے وقت شامی بزرگ

کے خواب سے ہوتی ہے کہ انہوں نے سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کو خواب میں ملاحظہ کیا جیسے آپ کسی کے منتظر ہوں۔عرض کی: یارسول اللہ! کس کا انتظار ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا: احمد رضا ہندی کا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی مشہور زمانہ نعت ؎

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

کی مواجہہ اقدس میں پیش کش کے بعد چشم سر سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہونا آپ کے مقرب بارگاہ رسالت ہونے کی واضح نشانیاں ہیں۔اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وصال کے بعد متعدد سعید حضرات نے آپ کو دربار رسالت میں خدمت گاری مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا میں مصروف دیکھا ہے۔اس طور سے آپ کو حاضر بارگاہ لولاک ہونے کا شرف حاصل ہے۔جب حضور کا قرب حاصل ہوگیا تو اللہ کی محبوبیت حاصل ہوگئی۔"اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" میں یہی رمز پوشیدہ ہے۔ع وہ اپنے ہوگئے تو رحمت پروردگار اپنی

حدیث پاک میں ہے:"ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل علیہ السلام فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اھل السماء قال ثم یوضع لہ القبول فی الارض الخ۔جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا محبوب بنالیتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر ارشاد فرماتا ہے کہ بے شک میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو تو جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ فلاں بندے کو اپنا محبوب رکھتا ہے، اے اہل آسمان! تم بھی اس سے محبت کرو تو سارے فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔حضور فرماتے ہیں: پھر اس بندے کی شہرت ومقبولیت روئے زمین میں عام کر دی جاتی ہے۔[مسلم شریف، ۲/۳۳۱]

دربار رسالت اور بارگاہ غوثیت سے اعلیٰ حضرت کے عشق کی دستاویز آپ کا شعری دیوان حدائق بخشش ہے جس کی سطر سطر سے عشق خدا ورسول اور محبت غوثیت مآب کی خوشبو پھوٹی پڑتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی شہرت ومقبولیت کی دوسری وجہ آپ کی بے مثل علمی عبقریت ہے۔اہل نظر کہتے ہیں کہ آپ سے پہلے چھ سو سال تک پوری دنیائے اسلام میں آپ جیسا کوئی عبقری فاضل نظر نہیں آتا جس کے یہاں علم وفن کی ایسی وسعت ہو، فکر وادب کا ایسا تنوع ہو، تصنیف وتالیف کی ایسی ہمہ گیری ہو، محاسن وکمالات کی ایسی جامعیت ہو، زبان وقلم کا ایسا تحفظ ہو، قول وعمل کی ایسی یکسانیت ہو، سادگی وپرکاری کا ایسا امتزاج ہو۔اس ترقی یافتہ دور میں علم کی ضرب دیتی شاخوں کے تناظر میں دو سو سے زائد علوم وفنون پر امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قدرت ہی نہیں مہارت کی حد تک دسترس حاصل تھی۔قریب قریب ہر فن میں آپ نے اپنی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں۔لیکن افسوس کہ وہ سارے آثار علمیہ محفوظ نہ

رہ سکے، ورنہ دنیا دیکھتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس محبوب بندے کو کیسا اور کس قدر نوازا تھا اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کی اپنے اس چہیتے غلام پر کس قدر نوازشات تھیں۔ اس علم راسخ اور خداداد فنی قدرت ومہارت کی وجہ سے آپ کی علمی شہرت کا آوازہ بہت جلد چاردانگ عالم میں پھیل گیا۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے، جو چاہے تصانیف رضا کا مطالعہ کر کے رضوی فنون کی جلوہ آرائیاں چشم سر سے ملاحظہ کر سکتا ہے۔

عشق رسول کے سوز نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سمائے اسلام کا ایسا بدر کامل بنا دیا ہے جس کی چاندنی اور تب وتاب دن دونی رات چوگنی اپنی ضیائیں بکھیر رہی ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ تجدیدی کارنامہ ہے کہ قادیانیت اور وہابیت کی ہلاکت خیز آندھیوں میں اسلامیان ہند کے دلوں میں روشن شمع عشق رسول کی لو کبھی مدھم نہیں ہونے دی۔ آپ کی تحریروں کی سطر سطر سے عشق رسول پھوٹا پڑتا ہے اور ہر باغی آداب مصطفیٰ کے خلاف کلک رضا کی جھنکار سنائی دیتی ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی اور ردوہابیہ یعنی تحفظ ناموس رسالت کی خدمت بارگاہ خدا ورسول سے مجھے سپرد ہوئی ہے۔ [حیات اعلیٰ حضرت]

مسلمانوں کو اپنے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم سے عشق کی حد تک لگاؤ ہوتا ہے اور جو فردان کے محبوب رسول سے شیفتگی کی حد تک لگاؤ رکھتا ہے، وہ مسلمانوں کو بہت عزیز ہوتا ہے۔ اس لئے ماہ رسالت کے عاشق جانباز اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنے جذبۂ عشق رسول کی بدولت مسلمانوں کے دلوں میں گھر کرتے گئے۔ اس ذیل میں ان کی پرسوز والہانہ نعتوں نے بھی نمایاں کردار ادا کیا۔ حدائق بخشش کے اشعار فضاؤں میں کیا بلند ہوئے کہ ہر عاشق رسول کے دل میں اتر گئے، ہر محفل میلاد نبوی میں پڑھے اور سنے جانے لگے اور یہ سلسلہ روز افزوں ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نعتوں کی بارگاہ رسالت میں مقبولیت ایسی ہے کہ یہ اشعار وہاں بھی پڑھے اور سنے جاتے ہیں جہاں اردو سمجھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ سچ کہا کوثر نیازی صاحب نے کہ اذان کے بعد فضاؤں میں سب سے زیادہ بلند ہونے والا نغمہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصیدۂ سلامیہ ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم کا فیضان اس طور سے ہے کہ آپ ہر اسلامی ماحول اور محفل کی ضرورت بن چکے ہیں۔ اس کا سراغ دیتے ہوئے خود اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

فقہ حنفی کی لازوال خدمت بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت اور شہرت کا بنیادی سبب ہے۔ امام الائمہ سراج الامہ، کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نور الٰہی سے سرفراز مقبول بارگاہ الٰہی فرد امت تھے۔ آپ کی اجتہادی فقہ کو خاص تائید الٰہی حاصل ہے، بقول حضرت امام ابن قدامہ حنبلی: اگر امام اعظم کی فقہ میں کوئی راز الٰہی مضمر نہیں ہوتا تو دنیائے اسلام کی دو تہائی اکثریت فقہ حنفی کے مطابق اپنے رب کی عبادت میں مصروف نہ

ہوتی۔[المغنی لابن قدامہ حنبلی]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہ حنفی کے ممتاز اور جانباز نمائندہ ہیں۔فقہ حنفی کی تائید، تفہیم اور ترسیل کا جیسا فریضہ آپ نے انجام دیا ہے، وہ اپنے آپ میں بے نظیر ہے۔فتاویٰ رضویہ کے صفحات اس کے بہترین شاہد ہیں۔فقہ حنفی کی نمائندگی اور فقہ حنفی کے مخالفین کی دہن دوزی آپ کا مجددانہ کارنامہ ہے۔دنیائے اسلام کے حنفیوں نے اپنے امام اعظم کے اس ممتاز اور اعلیٰ نمائندے کو گلے سے لگایا اور خوب پذیرائی کی۔علمانے آپ کے حنفی فقہی افادات سے خوب فائدہ اٹھایا اور آج تک مستفید ہورہے ہیں اور قیامت تک فیض اٹھاتے رہیں گے۔فتاویٰ رضویہ،فقہ وافتا کے مراکز کی بنیادی ضرورت بن چکی ہے۔اپنے تو اپنے ٹھہرے،غیر بھی اپنے آپ کو اس سے بے نیاز نہیں سمجھتے۔جب علما اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرویدہ ہیں تو عوام تو علما کے تابع ہوتے ہیں۔اس طور سے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ علما اور عوام سب کے دلوں میں اس طور سے گھر چکے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کا اسم مبارک سنتے ان کے دمکتے چہروں پر ایمانی مسرتوں کی لہر دوڑ جاتی ہے۔

ﷺ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکاتب تصوف کی بھی لازوال خدمت کی ہے اور عملی سطح پر اسے فروغ بخشا ہے۔تصوف کے روشن چہرے کو معاندین تصوف کے اوچھے حملوں اور اڑاتے ہوئے غباروں سے صاف کیا ہے۔آپ کی تحریروں میں اسلامی تصوف اور مشائخ اہل سنت کے ستھرے خانقاہی نظام کی جیسی بھرپور اور مدلل تائید ملتی ہے، وہ بے مثل ہے۔مشائخ تصوف پر اگر کسی نے حرف گیری کی تو آپ نے اپنے آقاؤں اور اکابر کی نمک خواری کا پورا حق ادا کردیا ہے اور بے راہ رو معاند کو مسکت، دنداں شکن جواب دیا ہے۔سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تو آپ بندۂ بے دام ٹھہرے۔پوری زندگی سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دم بھرتے رہے، گن گاتے رہے۔حدائق بخشش کے صفحات مدائح غوثیہ سے لبریز ہیں۔سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے اس وفادار نیازمند کو خوب نوازا۔آج دنیا دونوں ہاتھوں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانۂ کریمہ سے خزانۂ غوثیہ لوٹ رہی ہے۔سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصیدۂ لامیہ معروف بہ قصیدۂ غوثیہ کی عربیت پر کسی نے سوال اٹھایا، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ''الزمزمۃ القمریۃ فی الذب عن الخمریۃ'' میں اس منکر معاند کے ہوش وحواس درست کردیئے ہیں۔اس رسالہ مبارکہ میں آپ کی غیرت قادریت دیکھنے کے قابل ہے۔

صلوٰۃ غوثیہ کے استناد پر کسی نے سوال اٹھایا تو آپ نے دو مبسوط رسالے تحریر فرمائے: ازہار الانوار من صبا صلوٰۃ الاسرار اور انہار الازہار من یم صلوٰۃ الاسرار۔سلسلۂ عالیہ فردوسیہ کے ممتاز بزرگ مخدوم جہاں حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری قدس سرہٗ کی بعض عبارات مکتوبات پر کسی نے طعنہ زنی کی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے حمایت مخدوم جہاں میں پورا رسالہ تحریر فرمایا: جحب العوار عن مخدوم بہار۔سلسلۂ رفاعیہ کے بانی قطب الاقطاب حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تعلق

سے بعض حضرات نے نازیبا غلو کیا جو خود حضرت رفاعی کے ارشادات عالیہ کے خلاف تھا تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ''طرد الافاعی عن حمی ہاد الرفاعی'' نامی رسالہ میں حضرت رفاعی کی قرار واقعی عظمتیں بیان فرمائیں۔ یونہی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی سیدنا سید محمد نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کے فواد الفواد ایک عبارت پر کسی نے زبان طعن دراز کی تو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس کی تشفی بخش وضاحت فرمائی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجموعۂ فتاویٰ میں کثیر استفتا، خانقاہی معمولات و مراسم سے متعلق ہیں۔ آپ نے اپنے جوابات میں مشائخ کے معمولات خانقاہی کو دلائل سے مزین کر کے پیش فرمایا ہے، چاہے وہ کسی سلسلۂ تصوف سے متعلق ہوں۔ البتہ ان میں در آنے والے عجمی غیر اسلامی اضافوں کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔ حضرات صوفیا اور اصحاب خانقاہ و تصوف کی مدلل نمائندگی کا نتیجہ تھا کہ ہر مشرب کی خانقاہیں اور ان سے وابستہ افراد آپ کے گرد سمٹ آئے اور آپ کو سر آنکھوں پہ رکھا، اپنے ماننے والوں اور منتسبین کے دلوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پیدا فرمائی، انہیں معیار سنیت قرار دیا، ان سے فکری ہم آہنگی اور قلبی وابستگی کو لازم ٹھہرایا اور اسے حقانیت کی شناخت قرار دیا۔ یوں آپ کا چرچا شرق و غرب، شمال و جنوب ہر سمت پھیل گیا اور آپ خوشبو کی مانند اہالیان عالم اسلام کے دلوں میں جا بسے۔

اعلیٰ حضرت کے ایک معاصر عظیم المرتبت عالم دین طوطی ہند، حافظ الحدیث حضرت علامہ قادر بخش نقشبندی شہسرامی [م ۱۳۳۷ھ] کی ایک روایت اعلیٰ حضرت کے ممتاز شاگرد ملک العلما شاہ ظفر الدین قادری رضوی [م ۱۳۸۲ھ] حیات اعلیٰ حضرت میں بیان کرتے ہیں:

> ''مولانا مولوی قادر بخش صاحب شہسرامی جو ایک بہت بڑے مشہور عالم اور زبردست واعظ تھے، ایک مرتبہ بسلسلۂ وعظ موضع رجہت ضلع گیا تشریف لے گئے۔ یہ بستی سادات کرام کی ہے اور اس بستی کے لوگ سجادہ نشینان شہسرام کے رشتہ دار ہیں۔ وعظ کے بعد کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو کسی نے پوچھا کہ مولانا سنی اور وہابی کی کیا پہچان ہے؟ ایسی بات بتائیے جس کو ہم لوگ کر سکیں اور اس کے ذریعہ سنی وہابی کو پہچان سکیں۔ کوئی بڑی علمی بات نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا: ایسا آسان اور کھرا قاعدہ آپ لوگوں کو بتا دیتا ہوں کہ اس سے اچھا ملنا مشکل ہے۔ آپ جب کسی کے بارے میں مشتبہ ہوں کہ سنی ہے یا وہابی بدمذہب تو اس کے سامنے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا تذکرہ چھیڑ دیجئے اور اس کے چہرے کو بغور دیکھئے۔ اگر چہرے پر بشاشت اور خوشی کے آثار دیکھئے تو یقین جانئیے کہ سنی ہے اور اگر چہرے پر پژمردگی اور کدورت دیکھئے تو سمجھئے کہ وہابی ہے اور اگر وہابی نہیں جب بھی اس میں کسی قسم کی بے دینی ضرور ہے۔ اس زمانے میں: لا یحبہ الا مومن و لا یبغضہ الا منافق [ان سے محبت وہی رکھے گا جو مومن ہوگا اور بغض وہی رکھے گا جو منافق ہوگا] میں یہ ضمیریں مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی طرف پھرتی ہیں۔'' [حیات اعلیٰ حضرت، قدیم ایڈیشن ۱/ ۶۲-۶۳]

حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند نشین خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں:

''بریلی کے مولانا احمد رضا خاں صاحب جن کو ان کے معتقدین، مجدد مائۃ حاضرہ کہتے ہیں، درحقیقت طبقہ صوفیائے کرام میں یہ منصب مجدد کے مستحق ہیں، انھوں نے ان مسائل اختلافی پر معرکہ کی کتابیں لکھیں جو سالہا سال سے فرقہ وہابیہ کے زیر تحریر وتقریر تھیں، جن کے جوابات گروہ صوفیاء کی طرف سے کافی وشافی نہیں دیئے گئے تھے۔ ان کی تالیفات وتصنیفات کی ایک خاص شان اور خاص وضع ہے یہ کتابیں دیکھ کر مصنف کے تبحر علمی کا شدید سے شدید مخالف کو بھی اقرار کرنا پڑتا ہے۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریروں میں سختی بہت ہے اور بہت جلدی دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگا دیتے ہیں مگر شاید ان لوگوں نے مولانا اسمٰعیل اور ان کے حواریوں کی دل آزار کتابیں نہیں پڑھی ہیں، جن کو سالہا سال صوفیائے کرام برداشت کرتے رہے ان کتابوں میں جیسی سخت کلامی برتی گئی ہے اس کے مقابلہ میں جہاں تک میرا خیال ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اب تک بہت کم لکھا ہے۔ جماعت صوفیاء علمی حیثیت سے مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اپنے بہادر صف شکن سیف اللہ سمجھتی ہے اور انصاف یہ ہے کہ بالکل جائز سمجھتی ہے۔۔ میرے نزدیک مولانا موصوف کی جرات ودلیری علماء دیوبند وفرنگی محل اور تمام لیڈران گرم وسرد سے بڑھ کر ہے، انھوں نے جو کام کیا وہ کسی ایک سے بھی نہ ہوسکتا تھا اور نہ ہوسکے گا۔ [المیزان امام احمد رضا نمبر ۱۹۷۶ء ص ۲۱ / دبستان رضا ص ۱۱۴]

ان تمام اسباب ووجوہ کو ایک جملے میں سمیٹا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے؛ ذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ فضل الٰہی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار دانگ عالم ہویدا کر دیا ہے۔ دلوں کو ان سے مانوس، زبان وقلم کو ان کی مدح وثنا میں رواں کردیا ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

تاج الشریعہ
بیتے لمحات کے آئینے میں

مفتی حسن منظر قدیری

افغانستان کا مہاجر عالی خاندان، ہندوستان فروکش ہوا اور اتر پردیش کا زرخیز خطہ روہیل کھنڈ کے شہر بریلی میں آباد ہوا تو علم وعرفان، زہد وتقویٰ اور عشق ومحبت کے چراغ روشن ہوتے چلے گئے میں نے منقبت کے اشعار میں کہا ہے۔

یہ شہر علم وفن بھی ہے اور شہر عشق بھی
کیا بات رضا تیرے بریلی نگر کی ہے
منظر رضا کی علمی بلندی کے سامنے
قامت قدآوروں کی فقط ہاتھ بھر کی ہے

اس خاندان کے افراد، برطانوی سامراج کے دوراقتدار میں ہندوستان آئے اور اپنی قابلیت کی بنیاد پر اعلیٰ مناصب پرفائز رہتے ہوئے علم وعرفاں اور زہد وتقویٰ کے جلووں سے بھی معمور رہے سفر حالات کی دوری کو اگر کم کرتے ہوئے چلیں تو مولانا رضا علی خان سے اختر رضا خان تک قوس وقزح کے خوشنما رنگوں کی طرح سارا ماحول رنگ ونور سے درخشاں ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے اپنے قصیدہ نور میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں عرض کیا ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

میں نے روح احمد رضا قدس سرہ سے معذرت کے ساتھ ذرا تصرف کر کے یوں عرض کیا ہے

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ علم کا
تو ہے عین علم تیرا سب گھرانہ علم کا

امام احمد رضا کی نسل پاک میں حجۃ الاسلام بھی ہے تو مفتی اعظم ہند بھی، مفسر اعظم ہے تو تاج الشریعہ بھی، یہ چراغ علم و حکمت اپنے عہد زریں میں اس طرح درخشاں ہوئے کہ انسانی آبادی جہالت کی تاریکی سے علم وفضل، زہد وتقویٰ سے آراستہ ہوتی چلی گئیں، یہ چراغ اگرچہ بجھ چکے ہیں مگران بجھے چراغوں کی دھیمی دھیمی نکلی روشنی سے اب بھی گم گشتہ منزل کو صراط مستقیم کا

نشان ملتا ہے۔

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

عہد ماضی میری نگاہ میں ہے اور یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ میں تلاش علم وفن میں رضا کی نگری شہر بریلی پہونچا یہ میری طالب علمی کی آخری منزل تھی اس سرزمین پر شہزادۂ رضا مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ کے چہرۂ پرنور کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں خواب دیکھا تھا اس کی تعبیر سامنے تھی مفسر اعظم حضرت ابراہیم رضا خان جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ جو حقیقی طور پر نبیرۂ اعلیٰ حضرت تھے ان کے دیدار سے مشرف ہوا پھر مولانا اختر رضا خاں علیہ الرحمہ کی بھی دید ہوئی ان سے گفتگو کا سلسلہ جاری ہوا غالباً ہم دونوں کی عمر میں یکسانیت تھی۔

میرا دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ ہوا، اس زمانے میں حضرت بحر العلوم مولانا مفتی سید افضل حسین صاحب قبلہ مونگیری کی معقول ومنقول اور علم ریاضی وغیرہ میں بڑی شہرت تھی اور وہ یگانۂ روزگار سمجھے جاتے تھے، ملا حسن تا حمد اللہ، صدرا، شمس بازغہ وغیرہ کی تعلیم میں نے انھیں سے حاصل کی۔ بہر حال ماہ شوال میں افتتاح درس ہوا تو حضرت علامہ اختر رضا خان بھی بحر العلوم کی درسگاہ میں بعض کتابوں میں ہم دونوں شریک درس رہے پھر وہ جامعہ از ہر مصر چلے گئے اور میں بارگاہ رضا میں اپنی علمی پیاس بجھاتا رہا، مجھے بحر العلوم سے کیا ملا؟ بس اتنا کہہ دینا کافی ہے۔

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

۱۹۶۶ء میں میری فراغت ہوئی اور سند فضیلت مجھے عطا ہوئی میں اس قیمتی سرمایہ کو لے کر وطن واپس آیا پھر جب دوسری بار بریلی کی علمی وادی ماحول میں پہونچا اور دار العلوم مظہر اسلام میں تدریسی خدمات پر مامور ہوا تو میرے دوش ناتواں پر دو ذمہ داریاں ڈالی گئیں "تدریس وافتاء" تقریباً پانچ سالہ زندگی تدریس وافتاء میں گزاری۔ اس طویل عرصہ میں حضور مصطفی رضا خان مفتئ اعظم ہند کی صحبت میں رہا، فتویٰ نویسی کا شعور پیدا ہوا اور ان کی ظاہری، باطنی فیضان سے میرا موسم فکر ونظر، عقل وشعور سرسبز رہا۔ اعلیٰ حضرت کی گلیوں میں مفتی اعظم ہند کو بھی دیکھا اور علامہ اختر رضا خان سے بھی ملاقات ہوتی رہی۔ کبھی کبھی ان سے شعر وسخن کی گفتگو چھڑ جاتی، میرے اندر بھی شاعرانہ ذوق تھا، شعر گوئی کا جوہر تھا اور وہ بھی آباء واجداد کی شاعرانہ وراثت رکھتے تھے، اس دور میں ان کی ذات، سادگی کا پیکر تھی۔ اپنے گھر خواجہ قطب سے سوداگران آتے اور حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت میں حاضر ہوتے۔

لیکن تاجدار ولایت نے اپنے میکدۂ علم وعرفاں سے کیا جام نور عطا فرمایا اس راز پنہاں کو کون سمجھ سکتا ہے بس یہ کہہ لیجئے کہ

یہ فیضان نظر تھا مکتب کی کرامت نہ تھی
صد سالہ دور چرخ تھا ساقی کا ایک جام
نکلے جو میکدۂ سے تو دنیا بدل گئی

امام احمد رضا قدس سرہ کے علوم اکتسابی نہ تھے بلکہ بارگاہ رسالت سے ملے تھے مولانا اختر رضا خان ازہری کے علوم بھی اکتسابی معلوم نہیں ہوتے ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کے فیض باطنی کی دین اور مفتئ اعظم کے ظاہری وباطنی فیضان کے جلوے ہیں جو انہیں اختر رضا خان سے تاج الشریعہ کی بلندی تک پہونچا دئے۔

تاج الشریعہ ایک جامع شخصیت کا نام ہے ان کی حیات کا ہر گوشہ تہہ دار ہے کتاب زندگی کا ورق ورق ان کے علوم وفنون کا عکاس ہے بیک وقت ایک عظیم فقیہ، زبردست محدث، تفسیر قرآن کے رازدار، شرع اقدس ومسلک رضا کے پاسدار، عربی، فارسی اور اردو ادب شہریار، ولایت کے تاجدار اور ایک عابد شب زندہ دار تھے۔

فقہ حنفی پر بڑی دسترس اور عمیق نگاہ رکھتے تھے امام احمد رضا اپنی فقیہانہ عظمت کی بنیاد پر اگر امام اعظم ابوحنیفہ کے عہد مبارک میں ہوتے تو امام اعظم انہیں اپنا شاگرد تسلیم کرنے میں فخر محسوس کرتے یہی بات اگر تاج الشریعہ کیلئے کہی جائے کہ وہ اگر امام احمد رضا خان کے دور اقدس میں ہوتے تو ان کی فقیہانہ صلاحیت دیکھ کر ناز کرتے اور اپنی شاگردی میں قبول کر لیتے۔

ان کی فقیہانہ گہرائی وگیرائی اس وقت قابل دید ہوتی جب وہ فقہی سمیناروں میں فقہ واصول فقہ کی روشنی میں اپنا فیصلہ صادر فرماتے تو مفتیان کرام ان کی فقہی صلاحیت کو سوچنے پر مجبور ہوجاتے اسی طرح قرآن وحدیث کے نصوص پر ان کی باریک بینی شاہد عدل ہے۔

تاج الشریعہ ایک ہندی نژاد تھے لیکن عربی زبان وادب پر انہیں بے پناہ قدرت حاصل تھی ان کی عربی نثر نگاری یا عربی شاعری پر اگر لب کشائی کی جائے تو عرب کے محاوروں اور ایام جاہلیت کے شعراء کا کلام سند میں پیش کر دیتے۔ اردو شعر وسخن تو آباء واجداد کی وراثت تھی مدحت رسول میں شعر کہتے خوب کہتے اور فکر وفن میں ڈھلے ہوئے اشعار کہتے۔

ان کی حیات کے سلسلہ میں یہ حقیقت بھی بڑی حیرت انگیز ہے کہ امام احمد رضا کے علوم وفنون کی تیز شعاعوں میں ولایت کی جلوے نظر نہیں آتے بس علم کے درخشانی ہے اس کے برعکس مصطفی رضا کی ولایت کی تابانی میں علم کی ضوفشانی محسوس نہیں ہوتی ہے اور تاج الشریعہ میں علم وولایت دونوں کی فراوانی ودرخشانی ہے اور تادم آخر دونوں کی جلوہ گری باقی رہی اور وصال پر عالم اسلام نے دونوں کا مشاہدہ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صدر برکاتی دارالافتاء والقضاء، کلیان، تھانہ مہاراشٹر

تاج الشریعہ: دیار عرب میں
اسفار ومحاضرات اور خدمات واثرات

ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی

آج سے پانچ برس پہلے خاکسار غلام جابر شمس نے 'تاج الشریعہ: فاتح عرب وعجم' کے عنوان سے ایک کتاب تحریر کی تھی، جو چھپتے چھپتے رہ گئی۔ تا آں کہ حضور تاج الشریعہ کا سانحۂ ارتحال پیش آگیا۔ خیال آیا کہ اب شائع ہوجائے۔ جب کمپیوٹر کی طرف رجوع کیا، تو ہارڈ ڈسک خراب ہونے کی وجہ سے اس فائل کے ضائع ہونے کی خبر ملی۔ کلیجہ دھک سے رہ گیا اور نہایت افسوس ہوا۔ خیر مرضیٔ مولی از ہمہ اولیٰ۔ غم وصال پر ملال سے جب ذرا دل دماغ ہلکا ہوا، تو پھر پلٹ کر اس طرف متوجہ ہوا۔ اب جو تحریر سامنے آئی، وہ کتاب 'تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں' کے نام سے ۶۴ رصفحات پر مشتمل چھپ چھپا کر بموقع عرس چہلم بریلی شریف سے بمبئی تک تقسیم عام ہوئی۔ اس اجمالی اشاریہ نما حیات تاج الشریعہ کو قارئین وشائقین نے بے حد پسند کیا اور بعض باذوق حضرات نے فرمائش بھی کر ڈالی کہ اسی نہج پر اس اجمال کی تفصیل ہوجائے، تو کیا ہی خوب ہو۔

اپنی ذاتی دل چسپی اور 'خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم' کے پیش نظر اس طرف توجہ مبذول ہے اور کچھ کر گزرنے کا عمل جاری ہے۔ اس زیر ترتیب کتاب کا منہج وہی ہے، جو 'تاج الشریعہ: ماہ وسال کے آئینے میں' کا ہے۔ یعنی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی عملی زندگی اور ان کی گوناگوں تاریخ ساز خدمات کو باعتبار سنہ عیسوی ہر برس کی کارگزاری سمیٹنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس زیر ترتیب کتاب کا ایک باب درج بالا عنوان بھی ہے۔ جب سے ہوش سنبھالا، سنتا رہا کہ اعلیٰ حضرت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو عرب ممالک میں مطعون اور البریلویۃ کے نام سے معنون کیا جارہا ہے اور ایسا ایک خطرناک سازش کے تحت کیا جارہا ہے۔ اس لیے بھی یہ عنوان اس خاکسار کے لیے کچھ زیادہ ہی دل چسپی کا باعث ہے۔ ہمارے علما ومشائخ سے جو کچھ ہوسکا، انھوں نے دفاع کیا۔ لیکن حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے، ان کی عربی کتابوں اور مقالات نے، ان کے متواتر دوروں اور دوروس ودراسات نے، ان کے مکالمات ومذاکرات نے اور ان کی بافیض صحبتوں نے، جو کارنامہ سرانجام دیا، وہ اس تاریخ کا ایک انمٹ نقش حسین ہے۔ ذیل کی تحریر کا مطالعہ تناظر میں کیا جائے۔ یہ تحریر ابھی اساسی ومتنی مواد پر ہی مشتمل ہے، ابھی اس میں بہت کچھ اضافہ کا امکان ہے۔ جس کی تکمیل کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کا پہلا سفر کسی عربی ملک کا اس وقت ہوا، جب آپ ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر مصر تشریف لے گئے اور اسلامی دنیا کی سب سے بڑی درسگاہ 'جامع ازہر' مصر کے 'کلیۃ اصول الدین' میں داخل ہوئے۔ افہام وتفہیم اور اظہار مافی الضمیر میں آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئی، بلکہ فصیح وبلیغ عربی اسلوب بیان میں گفتگو کر کے سب کو محو حیرت کر دیا۔ اساتذہ کا تاثر تھا کہ یہ تو ہندی عجمی لگتا

ہی نہیں، جو باعثِ تعجب ہے۔ امام احمد رضا کے بارے میں عرب علما نے کہا تھا کہ 'یہ خلقتاً یعنی پیدائشی طور پر ہندی ہیں، مگر فطرتاً عربی ہیں'۔ تاج الشریعہ اسی ہندی خلقت اور عربی فطرت کے پرتو تھے۔ تاج الشریعہ کے دادا حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان قادری قدس سرہ کی بھی عربی دانی میں کچھ اپنے والد ماجد امام احمد رضا جیسی شان اور بانکپن تھا۔

۱۹۶۴ء میں پورے مصر میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر اس وقت کے نوجوان عالم مولانا اختر رضا کو صدر مملکت مصر جمال عبد الناصر کے ہاتھوں ایوارڈ ملا۔ ۱۹۶۵ء میں ساٹھ برس کی عمر میں ۱۲ رجون کو والد ماجد کا وصال ہوا۔ جب کہ آپ جامع ازہر میں زیر تعلیم تھے۔ شدت غم اور شدید ماحول میں آپ نے ایک تعزیتی نظم لکھ کر اپنے بڑے بھائی ریحانِ ملت کو روانہ کی، جو درد وغم کی منہ بولتی داستان تھی۔ اس کے باوجود ۱۹۶۵ء میں ہی جامع ازہر کے سالانہ امتحان میں اعلیٰ وامتیازی نمبرات حاصل کر کے پورے مصر میں اول نمبر آئے۔ ممتحن کے علم کلام پر سوال کرنے پر ایسی شرح وبسط سے جواب دیا کہ اساتذہ و ممتحن حضرات ششدر رہ گئے۔ اس حصول نعمت پر یہاں برادر اکبر ریحانِ ملت مولانا شاہ ریحان رضا نے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' ماہ ستمبر کے شمارے میں شاندار رپورٹ لکھ کر خدا کا شکر اور دلی مسرت کا اظہار کیا۔ امتیازی واول نمبر آنے پر وطن مالوف بریلی میں خوشی کی لہر اور ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' بریلی کا ادارتی صفحہ مارے مسرت کے گونج اٹھا۔

۱۹۶۶ء میں تکمیل تعلیم کی۔ سارے امتحانات میں اول درجے سے کامیابی ملی اور جامعہ کے ارباب حل وعقد نے سند اور جامع ازہر ایوارڈ پیش کیا۔ بریلی شریف واپسی ہوئی، تو مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے نور افشاں ومسرت افزا جلو میں اہل خاندان، علمائے کرام، طلبائے منظر اسلام، احباب و متعلقین، معتقدین ومریدین نے بریلی اسٹیشن پر پر جوش استقبال کیا اور برادر اکبر ریحانِ ملت مولانا شاہ ریحان رضا نے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' ماہ دسمبر کے شمارے میں خوب صورت کوائف نامہ لکھ کر شائع کیا۔

''۱۹۸۲ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے غالباً پہلی بار بغداد معلیٰ، ملک عراق کا سفر فرمایا اور وہاں کے مشہور مقامات وزیارات کی دید وحاضری سے مشرف ہوئے۔ بغداد میں دربار غوث پاک، نجف اشرف میں حضرت شیر خدا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کی۔ جس کی روداد ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، جو اس وقت خادم اور شریک سفر تھے، نے لکھی اور ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف میں شائع کیا۔ یہ شمارہ فی الوقت پیش نظر نہیں کہ کچھ تفصیل درج ہو سکے۔ اس طرف اشارہ خاکسار راقم غلام جابر شمس نے کبھی یوں کیا تھا: 'عراق میں بغداد، نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کی''۔

[تاج الشریعہ: ماہ وسال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸ء، ص:۹]

ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی، جو پہلے خادم خاص کا فریضہ انجام دیتے تھے، سفر عراق کے متعلق ایک سنتوں بھرا عمل بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مخدوم گرامی وقار حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب قبلہ ازہری اور میں چوں کہ ہوٹلوں میں گوشت نہیں کھاتے تھے۔ اس لیے ہم دونوں نے سبزی والا کھانا الگ لگوا لیا تھا۔ تاکہ میز پر کھانے سے بھی بچ جائیں گے اور الگ تھلگ سادہ کھانا کھالیں گے۔ کھانے میں ایک زبردست عالم دین مولانا ایوب صاحب بھی تھے۔ علامہ ازہری کے اس طریقہ سے کھانے سے بہت متاثر ہوئے اور کہا: 'الحمد للہ! آج بھی ایسے اللہ کے بندے ہیں، جو ہر کام میں سنت اور طریقہ اسلامی کا اتنا خیال رکھتے ہیں'۔ پاکستانی وفد بھی ہم لوگوں کو اس طرح

کھاتے دیکھ رہا تھا۔لیکن کوئی کچھ بولا نہیں۔کھانے سے فارغ ہو کر ہم پانچوں ساتھیوں نے نماز ظہر ادا کی اور صوفے پر کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے۔ادھر مولانا ایوب صاحب نے تصوف اور دیگر مسائل دقیقہ پر سوال کر لیے۔اب پاکستانی وفد اور اپنے ساتھ کے سب لوگ چپ۔میں تھوڑا سا دور کھڑا ہوا سن رہا تھا۔جب دیکھا کہ سب لوگ گونگے بن گئے ہیں، ہندوستانی اور پاکستانیوں کی بڑی بے عزتی ہوگئی، تو میں حضرت علامہ ازہری کو صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں اٹھالایا۔پھر انہوں نے ہر سوال کا عالمانہ جواب دیا۔مولانا ایوب اچھل پڑے۔دیگر علما و مشائخ بھی بہت مسرور ہوئے اور سب نے حضرت کی دست بوسی کی اور بہت سراہا''۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء،ص:۵۸۰]

۱۹۸۳ء میں آپ نے حجاز اقدس کا سفر کیا اور پہلے حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔رب کریم کا کرم ہوا اور رسول رحمت کی عنایت ہوئی، تو اس کے دو برس بعد ۱۹۸۵ء میں آپ نے دوسرا حج کیا اور زیارت مدینہ منورہ سے اپنے آپ کو مشرف کیا۔قدرت کی نوازش زوروں پر تھی، ماشاء اللہ۔اس برس کے ماہ اپریل میں حضور تاج الشریعہ اور علامہ ارشد القادری علیہما الرحمہ نے ۲۱/اپریل کو لندن کا سفر کیا اور 'حجاز کانفرنس' میں شرکت کی۔اس کانفرنس کی صدارت بھی تاج الرشریعہ نے فرمائی۔تاج الشریعہ کا یہ صدارتی خطاب نایاب بی بی سی لندن سے نشر بھی ہوا تھا۔خیر:

'لندن سے حرمین شریفین حاضر ہو کر عمرہ کے مناسک ادا کر کے ارجون کو بریلی شریف مراجعت فرمائی'۔

[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸،ص:۱۲]

۱۹۸۶ء میں آپ کو تیسرے حج کا موقع میسر آیا۔لیکن زیارت مدینہ منورہ سے محرومی رہی۔یہ محرومی اس کے اگلے ہی برس ۱۹۸۷ء میں 'خیر کثیر' کا مژدۂ جانفزا لے آئی۔'خیر کثیر' یوں ثابت ہوئی کہ اگست کے مہینے میں یہ تیسرا حج تھا، جو مع اہل وعیال ادا کیا۔اس برس وہاں ایک ناگہانی بات پیش آئی کہ آپ کو بلا وجہ شرعی و قانونی پسِ دیوارِ زندان رکھا گیا اور پھر بغیر مدینہ پاک کی حاضری کے ہندوستان بھیج دیا گیا'۔

[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸،ص:۱۳]

بمبئی واپسی پر محمد علی روڈ، مینارہ مسجد کے پاس شاندار استقبال اور احتجاجی مظاہرہ ہوا۔بمبئی میں تاج الشریعہ نے جو بیان دیا تھا، ہفت روزہ 'اخبار نو' دہلی میں ۳ رتا ۹/اکتوبر کو شائع ہوا'۔یہ احتجاجی سلسلہ ہند و پاک سے پھیل کر مغربی ممالک تک پہنچ گیا۔لندن میں ورلڈ اسلامک مشن کا وفد، جس میں جید و مقتدر علمائے اہل سنت شامل تھے، نے شاہ عبد اللہ و سعودی شہزادوں اور سعودی حکومت کے اہل کاروں سے مل کر اصولی و قانونی احتجاج درج کرایا اور گفتگو کی۔نتیجے میں سعودی شہزادگان و اہل کاران نے وفد کے مطالبات مان لیے۔یہ وقوعہ ایک خاص پس منظر [نجدی شرارت] رکھتا ہے۔لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔حکومت سعودیہ کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور خصوصی ویزا دے کر دوبارہ بلانا پڑا۔یہ تفصیلات آپ کی کتاب 'سعودی مظالم کی کہانی، اختر کی زبانی' میں موجود و مطبوع ہیں'۔

[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸،ص:۱۳]

۱۷/فروری ۱۹۸۷ء کو آپ نے جھریا، دھنباد، بہار کا دورہ کیا۔سعودی ظلم و بربریت کی ٹیس اور دیار مدینہ منورہ حاضر نہ ہونے کی

ہوک آپ کے دل بے تاب میں رہ رہ کر اٹھتی تھی ،جھریا کے جلسے میں کسی نعت خواں نے جب جمال یار کا نغمہ چھیڑا،تو آپ آب دیدہ ہو گئے۔اسی منبر رسول پر آپ کی نوک زبان وقلم سے وہ مشہور درد بھری نعت وجود پذیر ہوئی،جس کا مطلع و مقطع یہ ہے:

داغِ فرقتِ طیبہ قلب مضمحل جاتا کاش! گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا

ان کے در پہ اختؔر کی حسرتیں ہوئیں پوری سائلِ در اقدس کیسے منفعل جاتا

ماہ مئی ۱۹۸۷ء میں میں دنیا بھر کے متعدد ممالک میں ان سلسلے وار احتجاجوں اور مظاہروں کا اثر یہ سامنے آیا کہ سعودی سفیر برائے ہند دہلی فواد صادق مفتی نے معافی چاہی اور سعودی حکومت نے خاص ویزا دے کر آپ کو عمرہ ادا کرنے کی دعوت دی۔دہلی میں قائم سعودی سفارت خانہ اور وہاں جدہ و مدینہ منورہ میں حکومتی کارندوں نے خاص اہتمام اور خیر مقدم بھی کیا۔گیارہ روزہ اس سفر خاص میں عمرہ ادا کیا اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی'۔

| تاج الشریعہ:ماہ و سال کے آئینے میں،مصنفہ غلام جابر شمس،طبع بمبئی بموقع عرس چہلم،۲۰۱۸،ص:۱۴ |

اس خصوصی سفر کا دورانیہ ۱۶ رروزہ تھا۔پچھلے سال کی گیارہ روزہ اسیری ومحبوسی اور اس سال کے اس سولہ روزہ قیام واہتمام نے حرمین شریفین میں آپ کا ایک خاص فاتحانہ تعارف پیش کر دیا۔سعودی حکام اور سخت گیر نجدی علما کی نازیبا حرکتوں اور بے جا تدبیروں پر بانسوں پانی پھر گیا۔اس موقع سے سعودی حکام اور شہزادوں نے مجبور ہو کر جو بیان صفائی جاری کیا تھا،یہ تھا:

''حرمین شریفین میں ہر مسلک و مذاہب کے لوگ اب آزادانہ اپنے طور طریقوں سے عبادت کریں گے۔'کنز الایمان' پر پابندی میرے حکم سے نہیں لگائی گئی ہے۔مجھے اس کا علم بھی نہیں ہے۔اب میلاد کی محافل آزادانہ طریقوں پر ہوں گی۔کسی پر مسلط نہیں کیا جائے گا۔سنی حجاج کرام کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی'۔| روزنامہ 'الاہرام' قاہرہ | مصر | مجریہ ۱۲ رربیع الاول ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء،روزنامہ 'جنگ' لندن،۳۰ رمارچ ۱۹۸۷ء/ ۱۴۰۷ھ]

حضرت مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی ،مدیر ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف اس قضیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''تاج الشریعہ کے تصلب اور استقامت علی الدین کا ایک مشہور واقعہ اس وقت معرض وجود میں آیا،جب آپ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء میں تیسرے حج کے لیے تشریف لے گئے۔اس دوران آپ اپنے رفقا کے ساتھ نمازیں الگ پڑھ رہے تھے اور دیگر سنی حجاج کرام بھی الگ نمازیں پڑھنے کی تلقین کر رہے تھے۔بایں سبب سعودی حکومت نے آپ کو گرفتار کر لیا۔جیل میں وہابی ائمہ کے پیچھے نماز کے عدم جواز پر حکومت کے زرخرید علما سے آپ کا مباحثہ اور مناظرہ ہوا۔جس میں آپ نے اپنے مبرہن و مدلل جواب سے سعودی علما کو لاجواب کر دیا۔اس موقع پر حکومت نے آپ کو بزور طاقت بھی اپنا موقف بدلنے پر مجبور کرنا چاہا،مگر اس مرد حق پرست کی جرأت و ہمت کو سلام کہ حکومت کا کوئی بھی حربہ آپ کے پایہ استقلال کو ڈگمگا نہ سکا''

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء،ص:۴۰]

اسی سلسلے میں مولانا محمد عبد الحلیم رضوی،ہبلی،کرناٹک لکھتے ہیں:

'۱۹۸۶ء میں حقیر بھی حج و زیارت کے لیے گیا تھا۔دوپہر کا وقت شدت کی گرمی تھی۔طواف زیارت کے لیے پہنچا تھا۔مسجد حرام

کے باہر حضور پر نور ماحی فسق و فجور مرشد برحق تاجدار اہل سنن فرزند مفسر اعظم ہند تاج الشریعہ بدر الطریقہ کا حسین و خوب صورت چہرہ دور سے نظر آیا۔ دیکھ کر شک ہوا کہ کوئی مصری یا ترکی شیخ ہوں گے۔ قریب ہوا۔ سلام عقیدت و محبت پیش کیا۔ سرخ گلاب کی پنکھڑی جیسے ہونٹ، جنبش ہوئی۔ سلام کا جواب سن کر دل باغ باغ ہوا۔ بڑی جرأت و ہمت کر کے پوچھا: 'حضور کا معلم نمبر اور خیمہ نمبر کیا ہے۔ عنایت فرمائیں'۔ خیمہ نمبر حاصل کر کے دوسرے دن مقام منیٰ میں خیمے پر جا پہنچا۔ میرے ساتھ چند مرد حضرات اور معمر عورتیں بھی تھیں۔ مردوں کو تو آمنے سامنے بیعت فرمایا۔ مگر عورتوں کے لیے اس چھوٹے سے خیمے کے اندر درمیان میں ایک پردہ لٹکائے ہوئے تھے۔ پردے کے پیچھے آپ کی اہلیہ پیرانی اماں بیٹھی تھیں۔ حضور تاج الشریعہ پیرانی اماں سے مخاطب ہو کر کلمہ طیبہ، توبہ، استغفار پڑھاتے اور مرید ہونے والی عورتیں پیرانی اماں کی آواز پر بالکل پست آواز سے پڑھتیں۔ تاکہ یہ آواز تاج الشریعہ کے کانوں تک نہ پہنچے۔ ایسا کمال احتیاط، جس کی مثال نہیں ملتی'۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص:۵۷۸، ۵۷۹]

اسی تعلق سے ایک بیان یہ بھی ہے۔ مولانا محمد عبد الحلیم رضوی، ہبلی، کرناٹک آگے لکھتے ہیں:

'۱۳ر اگست ۱۹۸۶ء کو رات کے ۳ر بجے مکہ مکرمہ میں آپ کی قیام گاہ سے آپ کو سعودی حکومت نے گرفتار کر کے آپ سے بے جا سوالات کیے۔ آپ نے جمعہ کہاں پڑھا؟۔ جواب تھا۔ 'میں مسافر ہوں اور مسافر پر جمعہ کی نماز فرض نہیں۔ ظہر قیام گاہ پر پڑھ لی'۔ آپ حرم شریف میں با جماعت نماز کیوں نہیں پڑھتے؟۔ جواب تھا: 'آپ لوگ حنبلی ہو اور ہم حنفی۔ غیر حنفی امام اگر حنفی مقتدی کی اقتدا کرے، تو حنفی مقتدی کی نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اس لیے میں نماز علیحدہ پڑھتا ہوں'۔ اس طرح کے اور بھی بے جا سوالات تھے۔ ہر سوال کا مسکت جواب اور معقول جواب، سعودی حکمراں ہکا بکا رہ گئے اور ۱۱ر دن تک آپ کو جیل میں رکھا گیا۔ ادھر دنیائے سنیت میں ہل چل مچی ہوئی تھی۔ دنیا کے بیشتر ممالک جلسہ و جلوس کی شکل میں احتجاج کر رہے تھے۔ بالآخر حکومت سعودی نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور حضور تاج الشریعہ کو دوبارہ بلا کر مدینہ طیبہ کی زیارت کرائی'۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص:۵۷۹]

حضرت مولانا انصار احمد مصباحی، دار العلوم معینیہ رضویہ ممباڑ، بحوالہ 'حیات تاج الشریعہ، ص:۴۶' لکھتے ہیں:

''کبھی کبھی عمل سے زیادہ رد عمل کارگر ثابت ہوجاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کی اسیری اور سعودی مظالم کے مذکورہ واقعہ کا بھی کچھ ایسا ہی اثر دیکھنے میں آیا۔ پوری دنیا میں بین الاقوامی مظاہرے ہوئے۔ ورلڈ اسلامک مشن لندن، رضا اکیڈمی بمبئی، سنی جمعیۃ العلما بمبئی، جمعیت علمائے پاکستان سمیت سبھی سنی تحریکوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس کا یہ اثر ہوا کہ ۲۱ر مئی ۱۹۸۷ء کو سعودی سفارت خانہ | دہلی | سے فون آیا اور ایک ماہ کی خصوصی زیارت کے لیے ویزا کا اعلان کیا گیا۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۸۲۲]

مولانا محمد مجاہد حسین حبیبی کلکتہ، بحوالہ 'مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفا' لکھتے ہیں:

''جب جانشین مفتی اعظم علامہ محمد اختر رضا خان ازہری قادری بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۸ء میں حج و زیار

ت [غالباً صرف عمرہ] کے لیے تشریف لے گئے، تو علامہ سید محمد علوی مالکی نے اپنی تصنیف کردہ کتابیں عنایت فرمائیں اور بہت ہی قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا۔ امام احمد رضا قادری بریلوی کے پوتے ہونے کی حیثیت سے اور حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے جانشین کی وجہ سے بہت عزت افزائی فرمائی اور دعائیہ کلمات سے نوازا'۔

| سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص:۱۱۱ |

۱۹۹۴ء میں تاج الشریعہ نے حرمین شریفین کا سفر کر کے عمرہ کرنے کی سعادت پائی اور علمائے حجاز اقدس سے ملاقات و تبادلہ خیال کیا اور جگہ جگہ محفل میلاد مبارک مجلسوں میں شرکت کی۔ اس عمرے کی کچھ خاص باتیں یہ ہیں:

'رمضان مبارک کے مہینے میں عمرہ ادا کیا۔ ساتھ میں جناب عبد الغفار رضوی عرف 'بابو بھائی' اور جناب محمد سعید نوری صاحب بھی تھے۔ اسی موقع پر تاج الشریعہ نے سعید نوری صاحب کو خلافت عطا فرمائی۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ شاہ محمد ضیاء الدین قادری رضوی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کے صاحب زادے حضرت مولانا محمد فضل الرحمہ کے مکان میں برپا 'محفل میلاد پاک' میں شرکت کی، جہاں آپ کی ملاقات پاکستان سے آئے ماہر رضویات اور سعادت لوح و قلم پروفیسر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ سے ہوئی'۔

[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸، ص:۱۹]

حضرت مولانا محمد عظیم رضا مرکزی، استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف لکھتے ہیں:

''جناب سید یوسف رضوی صاحب [دبئی] نے، جو کہ نیک سیرت اور پابند صوم و صلوٰۃ ہیں، مجھ راقم الحروف سے قیام دبئی کے دوران حضور تاج الشریعہ رحمۃ علیہ کے کشف کا ایک واقعہ یوں سنایا۔ ۱۹۹۸ء میں ایک موقع پر ماہ رمضان مبارک میں حضور تاج الشریعہ جدہ تشریف لائے۔ اس وقت میں جدہ میں رہتا تھا۔ حضرت نے میرے غریب خانے پر قیام فرمایا۔ دوران قیام کچھ لوگ زیارت و بیعت کے لیے حاضر ہوئے۔ بیعت کے بعد ایک شخص یہ کہہ کر رونے لگا کہ: 'اب آپ سے ملاقات ہوگی کہ نہیں'۔ حضرت نے اس کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: 'میں ابھی ۲۰ رسال کہیں نہیں جاتا'۔ سید صاحب کا بیان ہے کہ: 'الحمدللہ مرشد گرامی علیہ الرحمہ کا قول حق ثابت ہوا۔ آپ نے ٹھیک ۲۰ رسال بعد پردہ فرمایا، سبحان اللہ۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۲۳۳]

۲۰۰۲ء میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بغداد مقدس، عراق کا دوسرا دورہ کیا۔ اس سفر کا خلاصہ راقم غلام جابر شمس نے یوں پیش کیا:

''عراق کا چار روزہ دورہ فرمایا۔ شیر خدا علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ ناز میں غلامانہ حاضری دی۔ وہاں آپ نے اپنی لکھی ہوئی عربی منقبت ترنم سے پڑھی۔ جس سے دوسرے، خصوصاً عرب حاضرین و زائرین حد درجہ محظوظ و متاثر ہوئے۔ سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پہ حاضری دی۔ ایک دفعہ صحن آستانہ میں باجماعت نماز بھی ادا کی۔ بغداد معلّٰی کے علما و شیوخ سے ملاقتیں ہوئیں۔ جامعہ صدام کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجید السعید، شعبۂ عقیدہ کے صدر و رئیس ڈاکٹر بشار الفیفی، شعبۂ لغت و علوم قرآن کے استاذ ڈاکٹر محمد احمد شخاوہ و دیگر اہل علم سے فصیح عربی میں گفتگو فرمائی۔ ان شیوخ و اساتذہ کی فرمائش پر اپنی تحریر کردہ عربی نظم و نعت بھی پڑھی۔ سن کر علما و شیوخ کا تاثر تھا کہ 'یہ تو عرب شعرا سے بھی عمدہ کلام ہے'۔

موصل میں آباد زاویہ قادریہ کے ولی عہد شیخ بشار محمد امین الفیضی صاحب نے موصل تشریف آوری کی دعوت بھی دی، مگر قلت وقت نے یہ موقع نہ دیا۔ یہاں ایک خاص بات قابل ذکر ہے کہ وہاں بھی تاج الشریعہ نے ٹائی استعمال کرنے والے کو مسئلہ بتایا اور کھل کر شرعی حکم کا اظہار کیا۔ تاج الشریعہ کا یہ دورہ چار دن کا تھا۔ چالیس افراد قافلے میں شریک تھے۔ الخالد ٹور بمبئی سے یہ سفر ہوا۔ تاج الشریعہ کی اہلیہ محترمہ اور صاحب زادہ علامہ محمد عسجد رضا صاحب کے علاوہ ٹور کے پروپرائٹر جناب محمد یوسف صاحب، مرید خاص الحاج فاروق سوداگر درویش صاحب اور جدہ سعودی عرب، پاکستان اور افریقہ کے مریدین واحباب شریک سفر تھے۔

[تاج الشریعہ: ماہ وسال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸ء ص:۲۸]

حضرت مولانا انیس عالم سیوانی صاحب اس وقت وہاں جامعہ صدام میں زیر تعلیم تھے۔ آنکھوں دیکھے احوال اور مشاہدات کے بارے میں لکھتے ہیں:

''حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وقت ہوتا، تو یہاں کے علما سے ملاقات کرتا اور ان کے نظریات کو جاننے کی کوشش کرتا کہ ان کے خیالات کیا ہیں۔ اتنا سننا تھا کہ میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ صرف ایک دن کا وقت تھا۔ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضور! میں علمائے عراق سے ملاقات کراتا ہوں۔ میں نے فوراً اپنے کرم فرما دوست مولانا ابوسار یہ صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں بتایا۔ مولانا فوراً وہاں کے چند مشائخ سے بات کی۔ ادھر ٹور کے مالک یوسف بھائی اور حضرت کے مرید فاروق درویش نے جامعہ صدام علوم اسلامیہ بغداد کے چانسلر ڈاکٹر محمد مجید السعید سے بات کی۔ انہیں جب اطلاع ملی کہ ہندوستان کے سب سے بڑے مذہبی قائد اور رہنما نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور ازہری میاں آئے ہوئے ہیں، تو انہوں نے فوراً دعوت کا اہتمام کیا۔

لیکن جب حضور تاج الشریعہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ چانسلر صاحب کی دعوت کسی بڑے ہوٹل میں ہوگی، تو آپ نے اس وجہ سے منع کر دیا کہ وہاں میز کرسی پر کھانے کا انتظام ہوگا اور میں دسترخوان پر کھاتا ہوں۔ رئیس جامعہ صدام کی اس سے پہلے بھی ملاقات پاکستان میں ہو چکی تھی۔ اس لیے وہ آپ کے بارے میں کسی قدر واقف تھے کہ آپ کا کوئی عمل اسلامی طریقے کے خلاف نہیں ہوتا ہے۔ فوراً انہوں نے کہ شیخ جہاں پسند کریں گے، وہیں ملاقات کے لیے آ جاؤں گا۔ ایسا ہی ہوا۔ حضرت کے ساتھ ہم چند لوگ دن کے ۱۲ر بجے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لیے پہنچے۔ ہم سب لوگ فاتحہ پڑھ رہے تھے کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ اذان ہوئی۔ معمول یہ تھا کہ اذان کے وقت دربار شریف کا دروازہ بند کر دیا جاتا تھا۔ حضرت مزار شریف کے اندر تھے۔ اذان ہو گئی۔

ایک بڑی مشکل یہ پیش آئی کہ جامع غوث اعظم کے امام شیخ بکر شافعی المسلک اور ان کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم تھی۔ وہ پارلیامنٹ کے ممبر اور حکومت کے قریبی لوگوں میں ہونے کے ساتھ ساتھ مزاجاً سخت تھے۔ اگر کسی سے ناراض ہوتے، تو اس کے خلاف اپنے اختیارات کے استعمال سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ امام صاحب کے احوال اور حضور تاج الشریعہ کے تصلب کے پیش نظر ہم ڈرے کہ معلوم نہیں، امام صاحب کیا برتاؤ کریں۔ اذان ہو گئی۔ جماعت کا وقت بھی ہو گیا۔ جماعت کھڑی ہو گئی اور حضور تاج الشریعہ دربار شریف کے اندر ہی رہے۔ غوث پاک کا کرم ہوا۔ امام صاحب اور ان کے کسی آدمی نے کوئی مواخذہ نہیں کیا۔ جب جماعت ختم ہو گئی، تو تاج الشریعہ دربار شریف سے باہر آئے اور مسجد کے برآمدے میں اپنی جماعت قائم کی۔ جماعت ختم ہو چکی تھی۔ ابھی ہم سنتیں پڑھ رہے

تھے کہ اتنے میں مولانا ابوسار یہ صاحب آئے اور مجھے بلا کر کہا کہ حضرت کو اطلاع کر دیجیے کہ رئیس الجامعہ بنفس نفیس تشریف لا چکے ہیں۔ دربار غوثیہ کے باہر گیٹ پر کھڑے ہیں حضور کے انتظار میں۔ حضرت نے جوں ہی سلام پھیرا، میں حضرت کو مطلع کیا۔ حضرت دعا سے فراغت کے بعد فوراً باہر تشریف لائے۔ میں حضرت کے پیچھے چل رہا تھا۔ باہر آ کر دیکھا، تو عجیب منظر تھا۔ رئیس الجامعہ جیسا باوقار اور بااثر شخص خود ڈرائیونگ کر کے آیا اور باہر منتظر ہے۔ جیسے ہی تاج الشریعہ پر نظر پڑی، بڑی تیزی سے عام لوگوں کی طرح بڑھے۔ مصافحہ و معانقہ کیا۔ جلدی میں گاڑی کی چابی بھی لگی رہ گئی۔ جس کی وجہ سے گاڑی کا آٹو میٹک ہارن بہت تیز تیز بجنے لگا۔ فوراً رئیس الجامعہ گاڑی کی طرف لپکے۔ اس وقت عجیب حالت تھی۔ رئیس الجامعہ ایک عام آدمی کی طرح کبھی یہ بٹن دبائیں، کبھی وہ بٹن دبائیں۔

اخیر میں جب چابی نکالی، تب ہارن بجنا بند ہوا۔ رئیس الجامعہ قدرے نادم ہوئے اس واقعہ سے اور 'عفواً' کہہ کر معذرت پیش کی۔ پھر کچھ استقبالیہ اور خیر مقدمی کلمات کے بعد رئیس الجامعہ نے حضور تاج الشریعہ کو اپنی گاڑی میں بیٹھایا اور خود چلا کر 'شیراٹون ہوٹل' لائے، جہاں تاج الشریعہ ٹھہرے ہوئے تھے اور آپ کے رفقائے ہوٹل کے گراؤنڈ فلور پہ ہال کمرے میں تاج الشریعہ، رئیس الجامعہ | چانسلر |، دکتور بشار الفیفی رئیس قسم العقیدہ جامعہ صدام علوم اسلامیہ، دکتور محمد احمد شخاوہ استاذ کلیۃ اللغۃ وعلوم القرآن جامعہ صدام علوم اسلامیہ، مولانا ابوسار یہ علیمی، مولانا انوار احمد علیمی اور بمبئی کے ایک رئیس فاروق درویش بیٹھے۔ مولانا ابوسار یہ علیمی نے نہایت نپے تلے اور مؤدبانہ انداز میں حضور تاج الشریعہ کا تعارف عربی زبان میں کرایا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی نسبت کے ساتھ آپ کی علمی اور دعوتی حیثیت کو اجاگر کیا۔

پھر باتوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ تقریباً ایک گھنٹہ تک یہ سلسلہ چلا۔ عربی زبان میں بالمشافہہ گفتگو ہوتی رہی۔ رئیس الجامعہ اور دیگر اساتذہ اس لحاظ سے کافی محظوظ و مسرور ہوئے کہ پہلا کوئی ہندوستانی عالم ان سے ان کی زبان میں گفتگو کر رہا تھا اور ان کی باتوں کا جواب دے رہا تھا۔ ورنہ ہند و پاک سے جتنے بھی علما و مشائخ جاتے ہیں، زیادہ تر لوگ اپنا سفر زیارات تک محدود رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ عربی جانتے ہوئے بھی عربوں سے بات نہیں کر پاتے اور اگر کبھی ضرورت پڑی، تو ہندوستانی طلبہ ترجمانی کرتے۔ رئیس الجامعہ وغیرہ کے اصرار پر حضور تاج الشریعہ نے اپنے عربی اشعار سنائے۔ عراقی علما شیخ ازہری یا شیخ ہندی سے آپ کو یاد فرماتے۔ اسی مجلس میں ازہری پر بات چلی، تو تاج الشریعہ نے فرمایا کہ: 'لا افتخر علی الازہری، بل افتخر علی القادری'۔ مجھے ازہری ہونے پر فخر نہیں ہے۔ بلکہ میں فخر کرتا ہوں قادری ہونے پر۔

اسی موقع پر شمالی عراق کے مشہور شہر موصل، خانقاہ قادریہ کے ولی عہد شیخ بشار محمد امین الفیفی نے حضور تاج الشریعہ کو اپنی خانقاہ کے لیے مدعو کیا۔ لیکن تاج الشریعہ نے قلت وقت کے سبب معذرت فرمایا اور فرمایا کہ: 'آئندہ میں وقت لے کر آؤں گا، تو آپ حضرات سے عقائد و فقہ اور تصوف پر تفصیلی گفتگو کروں گا'۔ مجلس کے اختتام پر جب چلنے لگے، تو رئیس الجامعہ نے حضور تاج الشریعہ سے دعا کے لیے کہا۔ تاج الشریعہ نے دعا فرمائی۔ بعد سلام و مصافحہ کے مجلس برخاست ہوئی۔

'مکتب الاعلام' میں ایک دن میں دکتور محمد احمد شخاوہ سے ملاقات کے لیے گیا۔ سلام اور خیریت طرفین کے بعد کہنے لگے کہ شیخ ازہری کی عمر کیا ہوگی۔ میں نے کہا۔ تقریباً ساٹھ سال۔ تعجب کرنے لگے۔ کہا کہ میں تو ان کے چہرے کو دیکھ کر نوے سال کا سمجھ رہا تھا۔

پھر خود ہی تاج الشریعہ کی عربی دانی کی تعریف کرنے لگے اور کہا کہ: 'شیخ ازہری کے اشعار بعض شعرائے عرب سے اچھے ہیں۔ اسی مجلس میں آپ نے کہا کہ کیا پورا ہندوستان امام موصوف کی تعریف کرتا ہے اور ان کے نام پر دل کھول کر خرچ کرتا ہے'۔ میں نے جواباً عرض کیا: 'استاذ! اہل ہند امام احمد رضا سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ اس لیے کہ امام نے اہل ہند کو بدعقیدگی سے بچایا ہے۔ اس لیے لوگ جان و دل ان پر نثار کرتے ہیں'۔

حضور تاج الشریعہ نے شیر خدا مولی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مزار مبارک پر ترنم میں عربی قصیدہ پڑھا تھا۔ جسے 'ابورند' نامی ایک عراقی نے ریکارڈ کیا تھا۔ جب وہ ملتا، تاج الشریعہ سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتا۔ حضور تاج الشریعہ کا سفر بغداد چار دنوں پر مشتمل تھا۔ وقت بہت کم تھا۔ آپ کے ساتھ چالیس لوگ تھے۔ کچھ کراچی سے، کچھ جدہ سے، کچھ افریقہ اور انڈیا کے بمبئی و گجرات کے لوگ تھے۔ جدہ سے طارق حسن، افریقہ سے عسکری اور انڈیا سے فاروق درویش صاحبان کے نام یاد رہ گئے ہیں۔ بغداد شریف میں تاج الشریعہ کی بے نیازی دیکھی کہ فاروق درویش جیسے ارب پتی اور یوسف بھائی ٹوروالے کو بھی احکام شرع بتانے میں گریز نہیں کیا، بلکہ پوری سختی کے ساتھ اظہار حق کیا۔ فاروق درویش صاحب نے چاہا کہ بغداد شریف کے کچھ علما کی تاج الشریعہ سے ملاقات ہو جائے۔ تاکہ رابطہ کی صورت پیدا ہو۔

تاج الشریعہ نے یوسف بھائی کو بلا کر پوچھا کہ جو لوگ ملنے آرہے ہیں، وہ لوگ ٹائی والے تو نہیں ہیں۔ یوسف بھائی نے کہا کہ حضرت یہاں تو عام رواج ہے ٹائی کا، کیسے منع کیا جائے گا۔ اتنا سننا تھا کہ اس قدر برہم ہوئے کہ پورا ہال گونج اٹھا۔ اتنے میں بھاگتے ہوئے فاروق درویش آئے۔ حضرت نے دریافت کیا۔ درویش! یہ تم نے کیا کیا۔ درویش صاحب پھٹکارسن چکے تھے۔ فوراً بولے۔ نہیں حضور! وہ لوگ ٹائی لگا کر نہیں آئیں گے۔ جو لوگ بھی ملیں گے، سب بغیر ٹائی کے ہوں گے۔ تاج الشریعہ کی کن کن باتوں کا تذکرہ کروں۔ اس سفر میں تاج الشریعہ، مخدومہ اہلیہ صاحبہ، صاحب زادہ گرامی مرتبت عسجد میاں صاحب بھی شریک سفر تھے'۔

[تجلیات تاج الشریعہ، مرتبہ مولانا شاہد القادری، طبع بمبئی، ۲۰۰۹ء، ص: ۵۷۱ تا ۵۷۳]

ماہ اگست ۲۰۰۸ء میں حضور تاج الشریعہ نے دمشق، ملک شام کا چار روزہ علمی و دعوتی دورہ فرمایا۔ راقم غلام جابر شمس نے اس کا اجمال بموقع عرس چہلم تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کچھ اس طرح پیش کیا:

'۲۲؍ تا ۲۶؍ اگست، دمشق، شام کا چار روزہ تفصیلی دورہ کیا۔ اس سفر کی ایک مختصر رپورٹ اردو میں مولانا محمد ثاقب اختر صاحب نے لکھی ہے اور اس کا انگلش ترجمہ حضرت مولانا کلیم رضا قادری نے کیا ہے، جو ساؤتھ افریقہ سے شائع ہوا ہے'۔

[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸ء، ص: ۳۲]

حضرت مولانا محمد کلیم قادری صاحب، بولٹن انگلینڈ، جو اس وقت وہاں زیر تعلیم تھے، چشم دید حالات لکھتے ہیں:

'۲۲؍ اگست ۲۰۰۸ء کو حضور تاج الشریعہ وارث علوم رضا شیخ الاسلام مفتی محمد اختر رضا خان القادری الازہری دامت برکاتہم القدسیہ عاصمۃ الشام دمشق کی مبارک سرزمین پر رونق افروز ہوئے۔ بلاد شام سید الثقلین آقائے کل ختم الرسل کی دعائے برکت سے فیض یاب ہیں اور خصوصاً دمشق پر انداز کرم کچھ انوکھا ہے۔ اسی کے متعلق: 'ماینطق عن الھوی' کی حامل زبان فیض ترجمان سے ارشاد ہوا: 'ستفتح علیکم الشام فاذا

خیرتم المنازل فعلیکم بمدینۃ یقال لھا دمشق فانھا معقل المسلمین فی الملاحم و فسطاطھا منھا بارض یقال لھا الغوطۃ'۔

حضور تاج الشریعہ یہاں کے وقت کے مطابق تقریباً ساڑھے نو بجے صبح ایئر پورٹ کے خصوصی گیٹ سے اپنے بعض مریدین کے ساتھ تشریف لائے۔ جہاں آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔ یہاں سے آپ 'شارع مطار' پر واقع 'ولاۃ الامراء' کی طرف روانہ ہوئے، جہاں آپ نے چار روز قیام فرمایا۔ پہلے روز علمائے شام کے اعزاز میں آپ کی طرف سے عشائیہ دیا گیا۔ جس میں علمائے کرام بڑی تعداد موجود تھی۔ علمائے کرام کی اتنی بڑی تعداد یہاں کسی محفل میں خال خال ہی نظر آتی ہے۔ شرکاء میں شام کے مشہور بزرگ ہستی فعال عالم دین الشیخ ہشام الدین البرہانی، جلیل القدر عالم دین پیکر استقامت الشیخ عبد الہادی الخرسہ، مفتی دمشق الشیخ عبد الفتاح البزم، معہد التہذیب کے مدیر و خطیب دمشق الشیخ السید عبد العزیز الخطیب الحسنی، رکن مجلس الشعب اور معہد ابوالنور کے شعبہ تخصص کے مدیر الدکتور عبد السلام راجع اور وہیں کے شعبہ الدراسات العلیا کے مدیر الدکتور سلیمان وہبی بھی تشریف فرما تھے۔

تلاوت قرآن کریم اور مدح سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے محفل کا آغاز ہوا۔ حضور تاج الشریعہ نے علالت کے باوجود نہایت فصیح و بلیغ خطاب فرمایا۔ جس سے علما بہت محظوظ ہوئے۔ علمائے کرام کے اصرار پر آپ نے اپنا عربی قصیدہ:

'اللہ اللہ اللہ مالی رب الا ھو'

بہت خوب صورت اور دل نشین انداز میں پڑھا، جس سے سیک سماں بندھ گیا۔ علما میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو، جو جھوم جھوم کر داد نہ دے رہا ہو۔ جب آپ نے مقطع پڑھا:

ھٰذا اختر ادنا کم ربی احسن مثواہ

تو خطیب دمشق الدکتور عبد العزیز الخطیب الحسنی کی زبان سے برجستہ یہ الفاظ نکلے: 'اختر سیدنا و ابن سیدنا'۔

۲۳ر تاریخ بروز ہفتہ کو علما کے اصرار پر عام ملاقات رکھی گئی۔ تاکہ وہ فرداً فرداً حضرت سے مل سکیں۔ کئی علما تشریف لائے۔ جس میں مشہور حنفی عالم کئی کتب کے محشی شیخ عبد الجلیل عطا اور معروف خانوادۂ اہل بیت کے چشم و چراغ اور مشہور مدرس شیخ محمد صادق درویش بھی شامل تھے۔ علما نے بعض شرعی مسائل میں حضرت کا عندیہ بھی معلوم کیا۔ جب کہ ان کی طلب پر حضور نے کئی علما سند الحدیث سے بھی سرفراز فرمایا۔ شیخ عبد الجلیل عطا نے حضرت کی شان میں اپنی تحریر کردہ منقبت بھی سنائی۔ جس سے علمائے کے تاثرات اور حضرت سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

یا کوکبا من بھاء الدین ذاالق
و منھا من دقیق العلم متسق
اقدام فولک فی التحقیق مصدرہ
اھل التمکن فی النبراس کالشفق
و لو تباھی رسول اللہ فی احد

مثل طلعتکم یا فاتح العبق

محمد اختر جاء الرضا ء به

فمرحبافي منبع الحصن والدرق

۲۴ راگست بروز اتوار کو سابق مفتی شام کے فرزند،معہد ابوالنور کے مدیر الشیخ صلاح الدین کفتارو اور وہاں کی انتظامیہ کی طرف سے حضور تاج الشریعہ کے اعزاز میں استقبالیہ دیا گیا۔آپ نے یہاں تصوف وعلم کے تعلق اور حقانیت اہل سنت کے موضوع پر مختصر و نہایت جامع بیان فرمایا۔بعدازاں علما کی درخواست پر قصیدہ بردہ شریف بھی پڑھا اور اس کے ضمن میں چند نکات تصوف بھی بیان فرمائے ۔اس اجلاس میں حلب | شام | کے معروف الدرسۃ الکلتاویۃ کے نامور مدرس اور شیخ محمود الحوت کے نمائندوں نے بھی شرکت کی اور حضرت سے ملاقات کی۔محفل کے اختتام پر آپ نے عارف باللہ شیخ عبدالغنی البابلسی علیہ الرحمہ اور دنیائے تصوف کے تاجور الشیخ الاکبر سیدنا الشیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس پر حاضری دی، جو مرجع خلائق ہے۔

اسی دن علم کلام کے مشہور عالم، کئی کتب کے محشی الشیخ عبدالہادی الشنار حضرت کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے۔ بعدازاں حضرت نے انہیں اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔اسی روز بعد نماز عشا طلبہ کے لیے خاص علمی مذاکرہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔جس میں طلبہ نے سوالات کے ذریعہ آپ سے علمی استفادہ کیا۔بعدازاں کئی طلبا وعوام داخل سلسلہ ہوئے۔

۲۵ راگست چوں کہ قیام کا آخری دن تھا،اس لیے بہت مصروف گزرا۔بعد نماز عصر مفتی دمشق کی جانب سے جامع طارق بن زیاد ،رکن الدین میں استقبالیہ دیا گیا۔ جہاں علما کی طلب پر حضرت نے انہیں سند حدیث سے نوازا۔جن میں الشیخ عدنان درویش،الشیخ معتصم البزم اور الشیخ وائل البزم شامل ہیں۔اس دن ملاقات کے لیے حاضر ہونے والے افراد کی بہت چہل پہل رہی۔علما میں سے الشیخ عبدالہادی الخرسہ اور الشیخ حسن البادنجکی بھی تشریف لائے۔مؤخر الذکر حلب کی مشہور روحانی شخصیت و پیشوا اور ایک دینی ادارے کے سرپرست اور مدیر ہیں۔عراق سے دو نامور علما الشیخ قتنبیہ السعدی اور الشیخ مردان علی انور نے شرف زیارت حاصل کیا۔

اسی دن فخر سادات صاحب القاب کثیرہ عظیم روحانی شخصیت سیدنا موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ کے شہزادے الشیخ الصباح تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ:'چندروز قبل میں اس علاقے کے قریب سے گزرا،تو مجھے یہاں انوار نظر آئے۔میں سمجھ گیا کہ یہاں کوئی ولی اللہ مقیم ہیں۔ معلومات کرنے پر پتا چلا کہ حضرت تشریف لائے ہوئے ہیں،تو ملاقات کے لیے حاضر ہوا'۔حضور تاج الشریعہ نے ان کے التماس پر عالم اسلام اور خصوصاً عراق کے لیے دعا فرمائی۔ ۲۵ راگست کو ہی خواتین کے لیے بھی نشست کا اہتمام کیا گیا۔جس میں حضرت نے کئی سوالات کے جوابات دیئے اور کئی خواتین داخل سلسلہ ہوئیں۔

۲۶ راگست کو حضرت نے کئی اسناد الحدیث پر دستخط فرمائے،جن کے لیے علما نے درخواست کی تھی۔اپنی دعاؤں سے ہم طلبا و عقیدت کیشوں کو فیض یاب فرمایا آپ کو رخصت کرنے کے لیے ایئرپورٹ تک پاکستانی طلبا کا قافلہ ساتھ گیا۔دعاؤں کی بارش ہوتی رہی ۔فیض کا سلسلہ چلتا رہا۔یہاں تک کہ تاج الشریعہ بدر الطریقہ اندر تشریف لے گئے۔

نوٹ:'مزید ایک واقعہ کی تحقیق،جو وہاں [شام] رونما ہوا تھا، کے متعلق میں نے حضرت صاحب سے ای میل کے ذریعہ استفسار

کیا تھا، تو آپ نے یوں بیان فرمایا: 'حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ ۲۲ ر اگست کو تشریف لائے تھے۔ آپ جانتے ہیں کہ شام میں گرمیوں میں بارش نہیں ہوتی اور خصوصاً اگست میں موسم سخت ہوتا ہے۔ حضرت سے علمائے کرام نے دعا کی درخواست کی۔ جمعہ کے دن والے پروگرام میں حضرت نے دعا فرمائی اور ہفتہ کے دن سے بارش ہونا شروع ہوگئی۔ حالاں کہ ۵ ر سال سے گرمیوں میں بارش نہیں ہوئی تھی اور ویسے بھی گرمیوں میں بارش نہیں ہوتی اور خصوصاً اگست میں موسم سخت ہوتا ہے۔ حضرت سے علمائے کرام نے دعا کی گزارش کی۔ دو تین دن وقتاً فوقتاً بارش ہوتی رہی۔ جس سے وہاں کا موسم تبدیل ہوگیا۔ یہ خود حضرت مفتی ثاقب اختر القادری صاحب اور سارے دمشق کا مشاہدہ ہے اور آپ اول راوی ہیں'۔

| تجلیات تاج الشریعہ، مرتبہ مولانا شاہد القادری، طبع بمبئی، ۲۰۰۹ء، ص: ۵۶۵ تا ۵۶۷ |

ماہ نومبر ۲۰۰۸ء میں آپ نے چوتھا حج کیا اور مدینہ منورہ میں حاضری دی۔ ساتھ میں اہلیہ محترمہ اور صاحب زادۂ گرامی مفتی عسجد رضا صاحب بھی تھے۔ ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کے مدیر محترم مفتی محمد عبدالرحیم نشتر' فاروقی لکھتے ہیں:

'دوران حج مقامی شیوخ کے علاوہ وہاں دیگر ممالک سے پہنچے علمائے کرام و مشائخ عظام سے علمی اور مذہبی مذاکرے رہے۔ اس موقع پر آپ نے اپنی تصانیف و تراجم بالخصوص 'شمول الاسلام' اور 'الہادی الکاف' عرب شیوخ کو پیش کیے۔ جنہیں کافی پسند کیا گیا۔ بلکہ جدہ کے ایک مقتدر عالم دین شیخ موسیٰ عربوش نے تو حضرت کا جدید عربی قصیدہ:

اعینای جو دا و لا تجمدا الا تبکیان لشط النوی

بے حد پسند کیا اور پھر ایک مجلس میں اس قصیدے کی تعریف میں تقریباً ایک گھنٹہ کی تقریر فرمائی'۔

[تجلیات تاج الشریعہ، مرتبہ مولانا شاہد القادری، طبع بمبئی، ۲۰۰۹ء، ص: ۶۳۱]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دار الافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

'۲۰۰۸ء کی بات ہے۔ میری قسمت کی معراج اس وقت ہوئی، جب سرکار تاج الشریعہ کی بابرکت ہمرہی میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری ہوئی۔ ایک بار مواجہہ شریف سے حاضری دے کر واپس ہو رہے تھے۔ حضور آگے، میں پیچھے پیچھے۔ اچانک پرنور چہرے والا ایک شخص میرے قریب آیا۔ حضور کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے بولا: 'من ہٰذا الشیخ'۔ یہ بزرگ کون ہیں؟۔ میں نے کہا: 'ھٰذا الشیخ مشائخ الہند'۔ یہ ہندوستان کے بڑے بزرگ ہیں۔ فوراً بولا: 'ھٰذا من الاولیا'۔ یہ جملہ تین بار کہا۔ یہ اللہ کے ولی ہیں۔ میں نے کہا: 'نعم'۔ ہاں۔ پھر وہ شخص حضور تاج الشریعہ کے سامنے گیا۔ سلام کیا: 'السلام علیک یا سیدی'۔ آپ نے جواب دے کر معلوم کیا: 'من انت و من این'۔ تم کون اور کہاں کے رہنے والے ہو۔ اس نے جواب دیا: 'انا من الیمن'۔ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ مواجہہ شریف مین آپ کو دیکھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنہری جالیوں سے نور آرہا ہے اور آپ کے چہرہ مبارک میں سما رہا ہے۔ اللہ اللہ کیا شان ہے۔ اہل نظر وہ دیکھ لیتے ہیں، جو ہر آنکھ کو نہیں دِکھتا'۔

| ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ، ۲۰۱۸ء، ص: ۲۳۶ |

حضرت مولانا عبدالقادر نوری بہرائچی لکھتے ہیں کہ:

'ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ/ ۲۶ر نومبر ۲۰۰۸ء کو زیارت حرمین شریفین کی غرض سے مکہ مکرمہ حاضر ہوا۔ منیٰ کے میدان میں چمنستان اعلیٰ حضرت کے خوش رنگ، افق تصوف کے نیر تاباں، تقوی وطہارت کے بحر بے کراں مرشد برحق حضرت تاج الشریعہ کی صحبت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت مصری لہجے میں قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ مگر سامعین قرآن مجید کی سماعت کے ساتھ ساتھ حسن و جمال کے دیدار سے بھی فیض یاب ہو رہے تھے۔ خلاق کائنات نے آپ کے چہرۂ اقدس میں وہ نورانیت اور چمک رکھی تھی، جو ایک بار دیکھ لیتا، بار بار دیدار کے لیے ماہی بے آب کی طرح تڑپتا رہتا۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی نے سچ کہا:

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حجاج کرام دیوانہ وار حضرت کا خیمہ تلاش کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر چند لمحے حضرت کے ساتھ گزار لوں، تو مجھے یقین ہے کہ میرا حج قبولیت کا شرف حاصل کر لے گا'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ، ۲۰۱۸ء، ص: ۲۴۲، ۲۴۳]

☆......حضرت مولانا محمد منور عتیق صاحب، فاضل دمشق، ریسرچ اسکالر برمنگھم یونیورسٹی، انگلینڈ لکھتے ہیں:

'سن ۲۰۰۹ء میں حج کے موقع پر راقم الحروف نے مرجع خلائق حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ساتھ منیٰ شریف میں رمی جمرات کے وقت، طواف زیارت میں ہاتھ پکڑ کر، جدہ میں رہائش گاہ پر اور مدینہ طیبہ کی حاضری میں زندگی کے پر کیف لمحات گزارے۔ اس سے قبل فون پر علمی موضوعات پر گفتگو رہتی تھی۔ مگر یہاں بالمشافہ پہلی بار زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے خیمہ منیٰ میں پہلے مصافحے میں ہی سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت سے بہرہ مند کیا اور مواجہ اقدس کی حاضری کے بعد گنبد خضرا کے سایہ رحمت میں ایک ہجوم محبین کی موجودگی میں تحریری سند حدیث سے مشرف فرمایا'۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۹۳۲]

۲۰۰۹ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے دمشق، ملک شام کا چار روزہ اور ملک مصر کا دو روزہ علمی وتبلیغی دورہ فرمایا۔ اس روداد سفر کا خلاصہ راقم غلام جابر شمس نے اس طرح لکھا اور چھاپا:

'۲۹ر اپریل تا ۴ر مئی کو دمشق، شام کا دورہ کیا۔ اس چار روزہ دورے میں وہاں کی اہم دینی وعلمی شخصیتوں سے ملاقاتیں، ضیافتیں اور علمی وروحانی باتیں وبخششیں ہوئیں۔ جامعات وکلیات کے شیوخ واساتذہ کی طرف سے بھی دعوتیں ہوئیں۔ جن میں شرکت فرمائی اور علمی واعتقادی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ ایک خاص بات یہ ہوئی کہ وہاں کئی برسوں سے گرمیوں کے موسم میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ علما و خواص کی استدعا پر تاج الشریعہ نے دعا کی، تو بارش برسنا شروع ہوئی۔ یہ دیکھ کر وہاں کے باشندے بے حد متاثر تھے۔

۳ر مئی کو مصر العربیہ روانہ ہوئے۔ ۴ر مئی کو تاج الشریعہ کی ملاقات امام اکبر شیخ ازہر سید محمد طنطاوی سے ہوئی۔ اسی دن شام کو حضور تاج الشریعہ کے اعزاز واستقبال میں ایک تاریخی پروگرام 'مرکز عبد اللہ کامل ہال' میں منعقد کیا گیا۔ جس میں نائب رئیس جامع ازہر شیخ طٰہ ابو کریشہ، شیخ طٰہ حبیشی الدسوقی، دکتور فجی حجازی، دکتور احمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، شیخ جمال فاروق الدقاق، شیخ محمد حبیب

وغیرہ کے علاوہ جامع ازہر، جامعہ عین الشمس، جامعہ قاہرہ اور جامعہ دول العربیہ کے کثیر اساتذہ اور دنیا بھر کے زیر تعلیم طلبہ نے شرکت کی ۔۵ رمئی کو شیخ الازہر و دیگر شیوخ و اساتذہ کی طرف سے ایک شاندار تقریب منعقد کر کے 'فخر ازہر' کا تمغہ تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ چار روز وہاں رہ کر ۶ رمئی کو روانہ ہوئے اور بریلی شریف پہنچے'۔

[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی بموقع عرس چہلم، ۲۰۱۸ء، ص: ۳۳]

یہ دورۂ شام و مصر چوں کہ ملک شام سے شروع ہوا تھا، اس لیے پہلے دورۂ شام کی قدرے تفصیلی روداد قارئین کے روبرو ہوتی ہے، پھر مصر کی ہوگی ان شاء اللہ العزیز۔ حضرت علامہ محمد عمار خان صاحب مصباحی پیلی بھیتی، استاذ جامعہ قادریہ رچھا بریلی شریف، جو حضور تاج الشریعہ کے دورۂ شام کے وقت وہاں دمشق، شام میں زیر تعلیم تھے، اپنی چشم دید کیفیات و حالات پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

'الحمد للہ! ہماری بغیر کسی کوشش کے ہمارے محسن و مخلص دوست حضرت العلام شیخ عامر اخلاق صدیقی پاکستانی حفظہ اللہ نے ۲۰۰۹ء کے اوائل میں اطلاع دی کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان چند ایام کے لیے علمی و دینی اور تبلیغی دورہ پر ملک شام تشریف لا رہے ہیں۔ قسم خدا کی، قیام دمشق کے دوران اس سے زیادہ خوشی کا احساس نہ ہوا۔ ہم نے ایک لائحہ عمل تیار کیا اور ہمارے اطراف و اکناف و روابط میں جس قدر علما و مشائخ اور پیران طریقت و طالبان علوم شرعیہ تھے، سب کو یہ عظیم خوش خبری سنائی کہ وارث علوم اعلیٰ حضرت، مفتی الدیار الہندیہ قاضی القضاۃ فی الہند حفید الامام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیخ المشائخ اعلم علماء الہند حضرت مفتی اختر رضا خان صاحب قادری ازہری چند دنوں کے علمی و تبلیغی دورے پر ملک شام تشریف لا رہے ہیں۔

ہم برصغیر کے طلبہ میں سے ہر ایک نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اپنی اپنی یونیورسٹیوں و دیگر معاہد و مدارس کے اساتذہ و طلبہ اور مشائخ کرام اور خانقاہوں کے پیران طریقت کو آپ سے ملاقات کی دعوتیں دیں اور ہر ایک بارغبت اس دعوت کو قبول کیا۔ دس دنوں کے انتظار کے بعد وقت موعود پر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی دمشق کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ جہاں چند ذی وقار مشائخ کرام نے آپ کا استقبال کیا اور وہیں سے قریب دمشق کے محلہ 'السیدہ زینب' میں قیام گاہ پر تشریف لائے۔ جہاں ہم برصغیر کے طلبہ کو شرف دیدار بخشا۔

دوسرے روز عمائدین شہر، علما و مشائخ اور پیران طریقت و تمام معاہد و مدارس کے اساتذہ اور تمام یونیورسٹیوں کے پروفیسر حضرات کے لیے ایک عام مجلس عشائیہ کا انعقاد ہوا۔ جس میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا تفصیلی خطاب ہونا تھا۔ بعد مغرب مجلس کی ابتدا کلام اللہ سے ہوئی اور چند قصائد مدحیہ کی نغمہ سنجی کی گئی۔ اسی درمیان تقریباً تمام ہی مدعوین حضرات اپنی اپنی نشستوں پر آ چکے تھے اور پورا ہال علما و مشائخ، اساتذہ اور پروفیسر حضرات سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور سبھی آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو جلا بخش رہے تھے اور زبان حال سے یہی کہہ رہے تھے کہ یہی وہ چہرہ ہے، جس کی زیارت گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا ہے۔

شیخ عبد الجلیل دمشقی خلیفہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے آپ کا تمام حاضرین کے سامنے ایک تعارف پیش فرمایا اور آپ کو ان علما و مشائخ کے درمیان خطاب کی دعوت دی۔ آپ نے فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک تفصیلی خطاب فرمایا۔ جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی علمی و دینی تصنیفات و خدمات کا تذکرہ جمیل کیا اور آپ کی ذات مقدسہ پر اغیار نے جو الزامات عائد کیے تھے، ان کا رد فرمایا۔ آخر میں آپ نے تمام علما و مشائخ کا شکریہ ادا فرمایا اور تمام حاضرین کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی مقدس ذات کو جاننے اور آپ کو اپنی تصنیفات سے سمجھنے کی دعوت دی۔ پھر

دمشق کے بڑے بڑے چند علما و مشائخ کے اجمالی خطاب ہوئے۔ جن کی تقریروں میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمات علمیہ کا اعتراف اور آپ کا شکریہ تھا کہ آپ کی وجہ سے ہم حق تک پہنچے۔ آخر میں آپ کی دعا پہ مجلس اختتام کو پہنچی۔

تیسرے روز کے لیے مشائخ دمشق کی طرف سے آپ کو خاص دعوتیں ملی تھیں۔ ان کے یہاں جانا ضروری تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے سلسلہ میں یہ اور بھی اہم تھا۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان ظہرانے پر اعلم علماء الشام الشیخ سعید رمضان بوطی شہید علیہ الرحمۃ و الرضوان کے یہاں مدعو تھے۔ وقت موعود پر آپ کا کارواں ان کے دوکت کدے پر پہنچا۔ جس میں ناچیز بھی تھا۔ شیخ نے دروازے سے باہر آ کر آپ کا بہت پرتپاک استقبال کیا۔ فوراً ہمارے ساتھ تخلیہ کیا۔ بہت ساری باتوں پر تبادلہ خیال ہوا۔ ہندوستانی علما کے حالات اور ان کی دینی خدمات ، ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان موجود باطل فرقوں کی سرگرمیاں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی علمی برتری اور آپ پر لگائے گئے الزامات کی علمی حیثیت پر وہ اطمینان کامل حاصل کرنا چاہ رہے تھے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان کے سامنے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی تعارف اور آپ پر لگائے گئے الزامات شنیعہ کا قلع قمع کر دیا۔ الحاصل وہ آپ کی باتوں سے مطمئن نظر آئے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا کارواں عصر و مغرب کے درمیان شیخ ہشام برہانی کی خانقاہ پہنچا اور یہاں بھی آپ کا مدحیہ قصیدوں کی آوازوں پر استقبال کیا گیا اور آپ کی ملاقات شیخ ہشام برہانی اور ان کے مدرسہ کے اساتذہ و طلبہ سے رہی اور یہاں پر آپ نے اپنے خطاب میں مسلک اعلیٰ حضرت کی حقانیت کو واضح کیا اور اعلیٰ حضرت کا علمی تفوق آپ کی کتابوں سے ثابت فرمایا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا کارواں شام کے وقت مفتی دمشق شیخ عبد الفتاح البزم کے گھر کے لیے روانہ ہوا۔ جہاں آپ کا استقبال مفتی دمشق اور مجمع الفتح الاسلامی کے سینیئر اساتذہ و مشائخ نے بڑے ہی تعظیم و توقیر سے کیا۔ وہاں پر بھی علمی گفتگو کا ایک حسین دور چلا اور بہت سے علمی مسائل کی گھتیاں حضور سلجھاتے نظر آئے اور اپنی خداداد علمی و روحانی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جد امجد کے سچے وارث و جانشین بن کر علمی و عملی صورت میں احقاق حق اور ابطال باطل کیا۔ نیز علمائے ندوہ کی ریشہ دوانیوں و سازشوں اور برسہا برس کی ان کی محنتوں کو خاک میں ملا دیا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت کو تمام حاضرین کے دلوں میں بے غبار کر دیا۔ وہیں پر موجود بہت سارے علما و مشائخ نے آپ سے فقہ و حدیث و تفسیر و دیگر علوم نقلیہ و عقلیہ میں اجازتوں کی درخواست کی، جو منظور ہوئی اور آپ نے سب کو اجازت سے نوازا۔ دیر شب آپ کا کارواں اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔

چوتھا روز دمشق کے علاوہ حلب، حمص، حماہ، رقہ، لاذقیہ اور ملک شام کے دیگر شہروں اور دیہاتوں کے علما و مشائخ و طلبہ کے لیے خاص تھا۔ مجمع الفتح الاسلامی، مجمع الشیخ احمد کفتارو، معہد الشام الدولی، معہد الشیخ بدر الدین الحسنی اور دمشق کے اندر موجود دیگر معاہد و مدارس اور یونیورسٹیز میں زیر تعلیم ملکی و غیر ملکی طلبہ اور وہاں کے اساتذہ سے حضرت نے شرف ملاقات کے لیے خاص کیا تھا۔ لہٰذا صبح ہی سے جوق در جوق، جماعت در جماعت طلبہ و اساتذہ آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے اور علوم نقلیہ و عقلیہ کی سندیں طلب کرتے، مرید ہوتے اور اپنے لیے شرف کا تمغہ حاصل کرتے جاتے اور کہتے جاتے: 'ما رأینا فی حیاتنا مثل هٰذا النور علی وجه احد'۔ یعنی ہم نے اپنی زندگی میں ایسا نورانی چہرہ نہ دیکھا۔ صبح سے شام تک یہ دور چلا۔ اسی درمیان ناچیز بھی آپ کے دست اقدس پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوا اور بارہا تجدید بیعت کی سعادت حاصل کی اور علوم نقلیہ و عقلیہ کی اجازت حاصل کی، فللہ الحمد۔ پانچواں روز دمشق میں موجود صحابہ اور اکابر اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری کے لیے خاص تھا۔ لہٰذا صبح

ہی سے آپ کا کارواں مختلف مزارات کی زیارت سے مستفیض ہوتا رہا۔ شام کے وقت قیام گاہ پر واپسی ہوئی اور چھٹے روز حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے کارواں کے ساتھ واپس ہو گئے۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۱۴۴ تا ۱۴۶]

حضرت مفتی غلام جیلانی ازہری، کھنڈوہ، ایم پی، حضور تاج الشریعہ کے دورۂ مصر کے حوالے سے اپنا مشاہدہ یوں رقم کرتے ہیں:

'۴ر مئی ۲۰۰۹ء میں، میں خود جامع ازہر میں زیر تعلیم تھا۔ کلیہ دعوہ کے اے سی ہال میں ایک پروگرام ہوا، جس کے بعد آپ [تاج الشریعہ] کو 'الدری الفخری' نام کی چادر اڑھا کر شیخ الازہر سید محمد طنطاوی علیہ الرحمہ نے 'فخر ازہر' کا ایوارڈ دیا۔ جب سے دنیائے سنیت حضور تاج الشریعہ کو 'فخر ازہر' کے نام سے بھی یاد کرنے لگی'۔

| ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۹۹۵ |

بعد چند سطور کے مفتی صاحب موصوف لکھتے ہیں:

'۴ر مئی ۲۰۰۹ء کی بات ہے۔ جب طلبہ ازہر میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ کل حضور تاج الشریعہ کی تقریر ہوگی۔ یہ پروگرام 'کلیہ دعوہ' کے اے سی ہال میں تھا۔ جب میں جلسہ گاہ میں گیا، تو ایک پوسٹر پر نظر پڑی، جو دیوار پر چپکا ہوا تھا، جس میں لکھا تھا: 'ممنوع التصویر' یعنی حضور تاج الشریعہ کی ذات آج بھی تصویر کی حرمت کی قائل ہے۔ لہٰذا کوئی صاحب فوٹو نہ لیں۔ مگر حسن کو دیکھ کر کون عاشق بے قابو نہیں ہوتا۔ جوں ہی حضرت پروگرام ہال میں تشریف لائے، طلبہ نے فوٹو لینا شروع کر دیا۔ فوراً نقیب جلسہ نے اعلان کیا: 'ایها المتعلمون لا تتصوروا فان التصویر عند الشیخ حتی الآن حرام'۔ برائے مہربانی آپ لوگ فوٹو نہ لیں، کیوں کہ حضور تاج الشریعہ کے یہاں تصویر کشی آج بھی حرام ہے۔ یہ اعلان سن کر تمام طلبۂ ازہر رک گئے۔ ہال میں دائیں بائیں کرسیوں پر ازہر یونیورسیٹی کے بڑے بڑے مفتی اور ڈاکٹر بیٹھے ہوئے تھے۔ بیچ والی کرسی حضور تاج الشریعہ کے لیے خالی تھی۔ آپ نہایت ہی عالمانہ وقار اور داعیانہ شان وشوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ فصحائے مصر اور علمائے ازہر کی موجودگی میں فصیح عربی میں تقریر فرماتے ہیں۔ میں اس سوچ میں غرق ہو گیا کہ ان کی عربی کا یہ حال ہے، تو اعلیٰ حضرت کی عربی کا کیا حال ہوگا۔

خیر، وہاں اخیر میں حضور تاج الشریعہ سے ایک سوال ہوا: 'ماذا الفرقة البریلویة' بریلوی کس کو کہتے ہیں؟۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں: 'نحن قادریون مشرباً و ماتریدیون عقیدة و حنفیون مذهباً و المخالفون یقولون لنا البریلویة، کما یقال لاهل السنة و الجماعة الصوفیة فی حجاز و دمشق و مصر'۔ پیری مریدی کے حساب سے ہم لوگ قادری ہیں۔ عقیدہ کے اعتبار سے ماتریدی ہیں۔ مذہب کے حساب سے ہم لوگ حنفی ہیں۔ مخالفین ہمیں 'بریلوی' کہتے ہیں، جیسے حجاز، دمشق اور مصر وغیرہ میں مخالفین اہل سنت و جماعت کو 'صوفی' کہتے ہیں'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۹۹۵، ۹۹۶]

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری ازہری اپنے مشاہدات قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'۴ر مئی ۲۰۰۹ء کو گیارہ بجے دن میں حضور تاج الشریعہ اپنے رفقا کے ساتھ شیخ الازہر سید طنطاوی سے ملاقات کرنے کے لیے

تشریف لے گئے، تو شیخ الازہر نے پرجوش انداز میں آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ اس کے بعد حضور تاج الشریعہ نے اپنے جد امجد امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے افکار ونظریات پر تبادلہ خیال کیا اور چند کتابیں، جو اپنے ہم راہ لے کے آئے تھے، شیخ کو پیش کیا اور ہر کتاب پہ تفصیل سے روشنی ڈالی کہ ان کتابوں کا پس منظر کیا ہے۔ جب آپ نے شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان قادری رضی اللہ عنہ کی کتاب 'تنقية الايمان من عقائد مبتدع الزمان' کو پیش کیا، تو شیخ الازہر نے پوری کتاب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی اور پکار اٹھے کہ یہ کتاب اہل سنت و جماعت کے عقیدے کی بھرپور تائید کرتی ہے اور باب عقائد میں منفرد ہے۔ اس کی عالمی سطح پر خوب نشر واشاعت ہونی چاہیے۔

پھر آپ نے اپنا تحقیقی رسالہ 'الصحابة نجوم الاهتداء' پیش کیا اور ازہر شریف کے عالم جناب طٰہٰ عبد الرؤف نے حدیث شریف: اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم' کو 'شفاء شریف' کی تحقیق وتخریج میں موضوع لکھا ہے'۔ تب شیخ الازہر نے کہا کہ: 'یہ حدیث ضعیف ہے اور ضعیف حدیث باب فضائل میں مقبول ہے اور اس حدیث کو 'تلقی بالقبول' حاصل ہے۔ لہٰذا یہ حدیث موضوع نہیں ہے، بلکہ اس عالم کی تحقیق وتخریج غلط ہے'۔

پھر حضور تاج الشریعہ نے اپنا رسالہ 'ان ابا ابراهيم تارح لا آزر' کو پیش کیا اور کہا کہ بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں، تب شیخ الازہر نے فرمایا کہ نہیں، آزر ان کے چچا تھے اور تارح ان کے والد ہیں۔

اب حضور تاج الشریعہ نے اپنا تیسرا رسالہ 'سد المشارع على من يقول أن الدين يستغنى عن الشارع' پیش کیا اور بتایا: 'میں سعودی عرب میں تھا، تو کسی دیوبندی [جو دار العلوم دیوبند سے تعلق رکھتا ہے] نے کہا ہے کہ دین رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا محتاج نہیں ہے'۔ اتنا سننا تھا کہ شیخ الازہر کے چہرے پر ناگواری ظاہر ہوئی اور کہا کہ 'وہ ملحد ہے، جس نے ایسا کہا ہے'۔ تب آپ نے کہا: 'ہم نے اس کے رد میں تفصیلی جواب لکھا ہے'۔ شیخ الازہر نے فراخ دلی سے آپ کی نادر ونایاب تحقیقات پر داد دیتے رہے اور دعائیں کرتے رہے کہ اللہ آپ کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ ہمارے اوپر تا دیر قائم رکھے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲]

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری ازہری اپنے مشاہدات قلم بند کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں:

'۵ رمئی [۲۰۰۹ء] کو حضور تاج الشریعہ جامعہ ازہر شریف کے وائس چانسلر ڈاکٹر احمد طیب صاحب قبلہ مدظلہ العالی سے ملاقات کے لیے پہنچے۔ ڈاکٹر موصوف نے آپ کا استقبال مع وفد اپنے آفس کے صدر دروازہ پہ پرجوش انداز میں کیا۔ پھر اس کے بعد اپنے آفس خاص میں لے گئے اور یوں آپ کے سامنے بیٹھے تھے کہ لگ رہا تھا کہ کوئی طالب علم زانوے تلمذ طے کیے ہوئے ہے۔ یہ ان کی عاجزی و انکساری تھی کہ اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود عاجزی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ تو موصوف نے کہا کہ: 'ازہر شریف صوفیوں کا ہے'۔ پھر موصوف نے حضور تاج تاج الشریعہ کو ان کے شہرت یافتہ بین الاقوامی علمی کارناموں پر ازہر شریف کی طرف سے ایک ایوارڈ 'الدرى الفخرى' پیش کیا۔ یہ کوئی پہلا ایوارڈ تھا، جو کسی ہندوستانی عالم کو پہلی بار پیش کیا گیا'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۱۰۰۳]

حضرت مولانا محمد امام الدین قادری ازہری اپنے مشاہدات قلم بند کرتے ہوئے اور آگے لکھتے ہیں:

'اسی [۵ رمئی ۲۰۰۹ء کی] شام حضور تاج الشریعہ 'جبل مقطم' [مصر] پہ عاشق امام احمد رضا ڈاکٹر محمد خالد ثابت کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے تھے۔ یہ وہی محترم موصوف ہیں، جن کی دعوت پر حضرت مرشد گرامی کا دورہ ہوا تھا۔ موصوف کے گھر پر محفل میلاد کا پروگرام تھا۔ آنے والوں میں ایک شخصیت فن طب اور علوم حدیث کے ماہر صوفی عالم دین جناب ڈاکٹر یسری صاحب بھی تھے، جو جامعہ ازہر شریف کی جامع مسجد میں طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ جن کا نظریہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے تعلق سے واضح نہیں تھا۔ تو انہوں نے حضور تاج الشریعہ سے اس شرط کے ساتھ برجستہ سوال کیا:

'یا سیدی! آپ کا مذہب طیب ہے۔ آپ کا مشرب بھی طیب ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر کوئی جاہل کلمۂ کفر بکے، تو کیا وہ کافر ہوگا یا نہیں؟۔ کیوں کہ آپ کے جدامجد امام احمد رضا خان اس کی تکفیر کرتے ہیں'۔

تب حضور تاج الشریعہ نے کہا کہ: 'نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت عام ہوگئی ہے اور جہالت کوئی عذر نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی کلمہ کفر بکے اور اس پر مصر رہے، تو وہ یقیناً کافر ہے۔ جیسا کہ فقہائے احناف کا کہنا ہے'۔

پھر آپ نے برجستہ درمختار اور ردالمحتار کی عبارتیں پیش کیں۔ [راقم الحروف نے جب ان عبارتوں کو کتابوں میں تلاش کیا، تو من و عن ویسا ہی پایا، جیسا کہ آپ نے کہا تھا۔ یہ مرشد گرامی وقار کی فقہ حنفی کے مسائل میں اپنی انفرادیت ہے] حضرت کی اس حاضر دماغی اور حاضر جوابی سے ڈاکٹر موصوف ششدر رہ گئے اور بول پڑے کہ: 'ہمارا ابھی یہی موقف ہے کہ اگر اصرار کرتا ہے، تو یقیناً کافر ہے'۔ تب حضرت نے فرمایا کہ: 'وہابیہ، دیابنہ اسی اصرار کی وجہ سے کافر ہیں'۔ تب آپ 'ڈاکٹر موصوف] نے کہا کہ میں بھی ان کے اصرار کی وجہ سے کفر کا قائل ہوں'۔ اور کہا کہ: 'جو بھی شکوک وشبہات تھے، الحمدللہ! رفع ہو گئے ہیں'۔ سیدی! آپ ہمیں 'دلائل الخیرات شریف' کی اجازت عطا فرمائیں اور داخل سلسلہ فرمالیں'۔ تب کسی نے کہا کہ حضرت! موصوف ٹائی پہنے ہیں'۔ تو حضرت نے بلا کسی جھجھک کے کہا کہ: 'ٹائی اتار دیں۔ یہ شرعاً پہننا جائز نہیں۔ پھر اختتام محفل پر حضرت نے اپنا عمامہ شریف ڈاکٹر محمد خالد صاحب کے سر پر سجایا اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت کی دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں آپ کو مزید جدامجد سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر کام کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۱۰۴]

☆......حضرت مولانا محمد امام الدین قادری ازہری اپنے سلسلۂ بیان میں آگے لکھتے ہیں:

'ڈاکٹر خالد ثابت نے حضور تاج الشریعہ کے دورہ کے درمیان ایک کتاب بنام 'انصاف الامام امام اھل السنة العالم الربانی المجدد الشیخ احمد رضا خان البریلوی' تصنیف فرمارہے تھے۔ جس میں امام احمد رضا خان پر لگائے گئے بے بنیاد الزامات کا خوب اچھی طرح قلع قمع کیا ہے اور حضور تاج الشریعہ کا تذکرہ بہت ہی نرالے انداز میں کیا ہے:

'منذ ایام اکتب ھٰذہ السطور استنارت مصر بزیارة الشیخ الکبیر محمد اختر رضا خان القادری الازھری المعروف بتاج الشریعة المفتی الاعظم بالھند حفید الامام احمد رضا خان البریلوی و القائم علی جماعته، رأیت حدیثه

عن جده الامام اکثر من حدیثیه عن نفسه، و اعتزازه بجده الامام الاعظم من اعتزاز نفسه و رأیت تمسکه بما ارساه جده من القواعد و من الثبات علی الحق مما یثیر الاعجاب حقاً۔ کان الامام احمد رضا خان یحرم التصویر و کانت وفاته فی سنة ۱۹۲۱ ثو الیوم بعد ما یقرب من تسعین عاما علی وفاته حدثت فی الدنیا تغیرات هائلة و اصبح التصویر کالماء و الهواء لشعوب الارض لایکاد احد یتصور الحیاة اذا غاب التصویر عنها مع ذالک و جدت للشیخ الجلیل محمد اختر رضا ضمن مؤلفاته کتابا فی تحریم التصویر و علمت من اتباعه و محبیه انه لا یسمح بالتصویر فی مجلسه حتی انه لا توجد له صورة متداولة بینهم۔

و رأیت اتأمل فی هٰذا الامر و اقول لنفسی: لو ان علماء الامة اتخذو انفس الموقف من التصویر لربما اصبح العالم علی غیر الشکل القبیح الذی نراه علیه، تأمل فی ابواب الفساد اللتی فتحت علی الدنیا کلها من باب التصویر و حده حتی تقدر لهٰئولاء الرجال جهودهم فی خدمة الدین و ثباتهم علی الحق۔ نعم هٰذه فتاوی المخلصین، رجال الصادقین، الذین یدورون مع الحق حیث دار، لایلزمون انفسهم بغیره، و الایراعون فی ذالک الا الله، یعلموننا درسا مهما، فهواه: ان الباطل لا بد ان یظل مرفوضا من اهل الحق مهما علا شانه و استشری و انشر۔ نظرت الی وجه الشیخ الکبیر محمد اختر رضا و البهاء یکسوه و السکینة و الوقار یجللانه و اسمعت الی کلماته بلغة عربیة صحیحة تخرج من فمه فی قوة و ثقة تصدح بالحق المبین'۔

یعنی جن دنوں میں اس کتاب کو لکھ رہا تھا، تو مصر حضور تاج الشریعہ کی زیارت سے جگمگا اٹھا۔ میں نے ان سے گفتگو کرنے کا شرف حاصل کیا، تو شیخ اپنی گفتگو کم کرتے ہیں۔ امام احمد رضا کی باتیں زیادہ کرتے ہیں۔ امام احمد رضا کی شان زیادہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا: امام احمد رضا نے ان کو جو مذہب و مسلک دیا، اس پر تاج الشریعہ اتنی مضبوطی سے قائم ہیں کہ آج دنیا دیکھ کر حیران ہے۔ امام احمد رضا تصویر کو حرام قرار دیتے تھے۔ امام کی وفات ۱۹۲۱ء میں ہوئی۔ تقریباً ۹۰ رسال ہونے کو ہیں۔ آج تصویر لوگوں کے درمیان ہوا، پانی کی طرح پھیل گئی ہے۔ اس کے باوجود حضور تاج الشریعہ کی شان یہ ہے کہ میں نے ان کے محبین سے یہ بات جانی ہے کہ آپ اپنی مجلسوں میں آج بھی تصویر کی حرمت کے قائل ہیں۔ یہ حق پر استقامت کی واضح دلیل ہے۔ اسی بنیاد پر اللہ عزوجل نے آپ کو پوری دنیا کی نگاہ میں محبوب نظر بنادیا ہے۔

میں سوچنے لگا اور دل ہی دل میں کہنے لگا، اگر پوری دنیا کے علما حضور تاج الشریعہ کے اس موقف کو اپنالیں، تو آج تصویر کی بنیاد پر پوری دنیا میں جو برائی اور بے حیائی پھیلی ہوئی ہے، وہ ساری برائیاں ختم ہوجائیں گی اور دنیا میں امن وامان قائم ہوجائے گا۔ سن لو! یہ اللہ والوں کے فتاوی ہیں۔ ایسے فتاوی اللہ کے مخلص بندے ہی دیتے ہیں۔ اس پر ہمیشہ حق کے ساتھ قائم رہتے ہیں۔ چاہے، جہاں بھی ہوں، اسی کے ساتھ رہتے ہیں۔ حق کے علاوہ اپنی ذات پر کسی چیز کو لازم نہیں کرتے۔ حق کے معاملے میں اللہ کے علاوہ کسی کی رعایت نہیں کرتے ہیں۔ جو ہمیشہ ہمیں یہی درس دیتے ہیں۔ باطل چاہے، جتنا بڑھ جائے، برائی چاہے، جتنی پھیل جائے، اہل حق اس کے خلاف ہی فتوی دیتے ہیں۔ میں نے حضور تاج الشریعہ کے نورانی رخ زیبا کو دیکھا ہے، جو پر وقار ہے، اس سے روشنی پھوٹتی ہے۔ میں نے آپ کی

بزبان عربی گفتگو بھی سنی ہے، جو فصیح وبلیغ ہے۔ جو حق بیانی میں رطب اللسان ہیں'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۱۰۰۴، ۱۰۰۵]

حضرت مولانا سید محمد محسن رضا مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، تاج الشریعہ کی حق گوئی کا نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

'آپ کی حق گوئی کا اعلیٰ نمونہ دورۂ مصر ہے، جو آب زر سے تحریر کیے جانے کے قابل ہے۔ ۴ر مئی ۲۰۰۹ء میں جب حضور تاج الشریعہ نے مصر کا تبلیغی دورہ فرمایا، تو مصر کے بڑے بڑے علما و مشائخ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے اور فیوض و برکات سے سرشار ہوئے۔ انہیں مشائخ میں ایک شیخ سید طنطاوی بھی تھے۔ جنہیں حضور تاج الشریعہ سے دو مسائل میں اختلاف تھا۔ ایک یہ کہ شیخ طنطاوی 'اصحابی کالنجوم بائیهم اقتديتم اهتديتم' کی حدیث کو موضوع احادیث کے زمرے میں شمار کرتے تھے۔ جب دونوں بزرگوں کے مابین علمی گفتگو شروع ہوئی، تھوڑی دیر علمی بحث کے بعد حضور تاالشریعہ نے یہ فرمایا کہ یہ حدیث 'تلقی بالقبول' کی وجہ سے مقبول ہوگئی۔ اب شیخ طنطاوی کو اپنے مسئلے سے رجوع کے سوا کوئی چارہ نہ رہ گیا اور حضور تاالشریعہ کی علمی جولانیت کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ شیخ موصوف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد آزر کو سمجھتے تھے، نہ کہ تارخ کو۔ جب حضور تاج الشریعہ سے اس مسئلہ پر گفتگو ہوئی، تو آپ نے برجستہ گرفت فرمائی اور دلائل سے یہ ثابت بھی کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ تھے اور آزر ان کے چچا تھے۔ چناچہ شیخ موصوف آپ کی دلائل قاطعہ سے اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے اور امتنان وتشکر کے لہجے کے ساتھ اپنے موقف سے رجوع کر لیا'۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۶۹۷]

حضرت مولانا ساجد علی رضوی، کرلا بمبئی لکھتے ہیں:

'۲۰۰۹ء میں حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ مصر کے دورے پر تھے۔ ۵ر مئی کی صبح ۱۱ر بجے شیخ الجامعہ شیخ علی طنطاوی سے ملاقات طے پائی۔ مگر حضرت کو پہنچنے میں تاخیر ہوئی۔ پونے بارہ بجے آپ وہاں پہنچے۔ حضرت کو مخصوص راستے سے لے جایا گیا۔ خدام وزیٹنگ ہال میں پہلے ہی پہنچ گئے۔ جہاں بڑے بڑے کیمرے نصب تھے۔ خدام کو تشویش ہوئی کہ حضرت تصویر سے سخت پرہیز کرتے ہیں اور یہاں تو کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ وہاں موجود شیخ الجامعہ کے پی اے سے بات کی۔ اس نے کیمرے بند کرنے سے انکار کر دیا۔ ابھی گفتگو جاری تھی کہ شیخ الجامعہ حضور تاج الشریعہ کا ہاتھ تھامے سامنے سے برآمد ہوئے۔ شیخ الجامعہ نے پی اے اور خدام کو گفتگو کرتے دیکھا، تو ماجرا معلوم کیا۔ بتایا گیا کہ شیخ تاج الشریعہ کے نزدیک تصویر ممنوع ہیں۔ یہ لوگ کیمرے بند کرانے کے خواہش مند ہیں۔ شیخ الجامعہ نے سنا، تو حکم دیا: 'کیمرے بند کر دو۔ شیخ کا احترام ضروری ہے'۔ پھر پرسکون ماحول میں پچاس منٹ گفتگو ہوئی۔ چشم حیرت کھلی رہ گئی کہ شیخ الجامعہ بغیر تصویر ملاقات نہیں ہوتی تھی۔ مگر آج اس اصول کو توڑ دیا گیا۔ انداز قلندرانہ کے آگے اصول شاہی دھرے کے دھرے رہ گئے۔ بندہ جب خشیت الٰہی کا پیکر بن جائے، تو رب تبارک وتعالیٰ خود اس کا حامی و ناصر ہو جاتا ہے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ، ۲۰۱۸ء، ص: ۵۲۰]

حضرت مفتی محمد اسلم رضا میمن شیوانی تحسینی، دار الافتا ابوظہبی عرب امارات لکھتے ہیں:

'۲۰۱۰ء میں جب حضرت ابوظہبی تشریف لائے، تو ابتدائی میرے ہاں تشریف ہوئے۔ یہیں کچھ آرام کے بعد تازہ وضو کے ساتھ غالباً مغرب یا عشا کی نماز ادا فرمائی۔ اس دوران آپ کے کئی عقیدت منداور وہ عرب علما، جن سے حضرت کا سابقہ تعارف تھا، قرب وجوار سے آپ کی زیارت وصحبت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ ان سب کے ساتھ دس بارہ گاڑیوں میں ایک جلوس کی شکل میں یمن کے مشہور و معروف عالم دین حبیب علی جفری صاحب کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں انہوں نے حضرت سے خصوصی وقت لے کر نہایت خوب صورت محفل سجا رکھی تھی۔ بڑے بڑے علما، مشائخ اور احباب اہل سنت کو یہ کہہ کر دعوت دے رکھی تھی کہ آج ہمارے گھر ایک چاند کا ٹکرا اترنے والا ہے۔

اس مجلس میں حضرت کا بڑے پرتپاک طریقے سے استقبال کیا گیا۔ حضرت کے تقوی و پرہیز گاری اور علمی وجاہت کا انتہائی لحاظ رکھتے ہوئے، ان مسائل میں، جن میں آپ ایک امتیازی ومحتاط موقف رکھتے تھے، [جیسے ویڈیو، تصویر کشی اور مروجہ دف کی حرمت وغیرہ] اس بارے میں کمال اہتمام کا مظاہرہ کرتے ہوئے میزبان نے علی الاعلان فرمایا کہ: 'آج حضور کی آمد پر ہم ان سارے کاموں سے اجتناب کریں گے، تاکہ حضرت کو ایذا نہ ہو' اور پھر وہاں اس اعلان پر خوب عمل بھی ہوا۔ قبلہ جفری صاحب کے ہاں حضور تاج الشریعہ نے عربی میں نعت شریف پڑھی اور نا صرف عام لوگون نے، بلکہ 'اوقاف ابوظہبی' کے زیر اہتمام 'فتوی سینٹر' کے مفتیانکرام نے بھی حضرت سے بعض شرعی مسائل میں رہنمائی حاصل کی۔

اس مناسبت سے حبیب علی جفری صاحب نے وہاں موجود علمائے کرام کے لیے حضرت سے اجازت حدیث کی درخواست کی، جسے آپ نے قبول فرماتے ہوئے تمام موجود علما وطلاب کو اجازت حدیث شریف عطا فرمائی۔ محفل کے اختتام پر حضرت نے تازہ وضو کرنا چاہا، تو میزبان انہیں اپنے خاص کمرے میں لے گئے اور جب آپ نے جرابیں اتاریں، تو حبیب علی جفری صاحب نے انہیں اٹھا لیا۔ بعد فراغت جب حضرت باہر آکر تشریف فرما ہوئے، تو حبیب علی جفری صاحب آپ کے قدموں میں بیٹھ کر جرابیں پہنانے لگے۔ حضرت نے بہت منع کیا کہ: 'آپ سید زادے اور عالم دین ہیں' لیکن میزبان مصر رہے اور بالآخر حضرت کو اپنے ہاتھوں سے جرابیں پہنائیں۔ میزبان نے اپنے خاص معاملات کے لیے حضرت سے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے انہیں خوب دعاؤں سے نوازا'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۷۲۹، ۷۳۰]

راقم غلام جابر شمس نے عرس چہلم تاج الشریعہ کے موقع پر لکھا تھا کہ:

'۱۰ر جون [۲۰۱۳ء]، اس سال کو حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا 'گولڈن ایئر' قرار دیا جانا چاہیے۔ اس برس بھی تاج الشریعہ نے عمرے کی سعادت حاصل کی۔ لیکن اس کی اخص الخصائص یہ کہ 'غسل کعبہ' میں شرکت اور 'اندرون کعبہ' داخل ہو کر زیارت، نماز کی ادائے گی اور دعا مانگنے کی سعادتیں میسر آئیں۔ اس کی دعوت کلید بردار کعبہ معظّمہ کی طرف سے تاج الشریعہ کو پہلے ہی سے مل چکی تھی۔ ۱۰ر جون کو تاج الشریعہ اپنے صاحب زادے حضرت علامہ محمد عسجد رضا صاحب اور دیگر حضرات کے ساتھ غسل کعبہ میں شریک رہے تب اندرون کعبہ معظّمہ داخل ہو کر نمازیں اور دعائیں مانگی۔ ۲۸ر منٹ کے طویل وقفے کے بعد جب تاج الشریعہ باہر نکلے، تو معتمرین وزائرین کی آنکھیں تاج الشریعہ کے انتہائی نورانیت سے منور مکھڑے پر مرتکز ہو کر رہ گئیں۔ مسرت انگیز حیرت واستعجاب سے دیکھنے والوں میں ہندوستانی و پاکستانی تو تھے ہی، سعودی، عربی، یمنی

،شامی، مصری، جزائری، غرض تمام ہی عالم اسلام کے علما و خواص تھے۔ اس عظیم حصول سعادت پر جمیع اہل سنت کی باچھیں کھل اٹھی تھیں۔'

[تاج الشریعہ: ماہ و سال کے آئینے میں، مصنفہ غلام جابر شمس، طبع بمبئی ۲۰۱۸ء ص: ۳۵،۳۶]

حضرت قاری محمد فیض النبی رضوی، استاذ جامعۃ الرضا، بریلی شریف اپنی آپ بیتی بیان کرتے ہوئے یعنی آنکھوں دیکھے احوال لکھتے ہیں:

'۱۶ر جنوری ۲۰۱۴ء بروز جمعرات جب میں لکھنؤ کے ایئر پورٹ سے جدہ کے لیے روانہ ہوا، تو ۱۷ر جنوری کو مکہ شریف حاضر ہوا۔ بعد نماز فجر مکہ شریف کی پر بہار فضاؤں میں جھومتا ہوا خانہ خدا کا طواف کر کے اطمینان قلب سے شاداں و فرحاں ہو کر سارے ارکان ادا کر لیے اور عمرہ جیسی عظیم نعمت سے میری فیروز مندیاں دو بالا ہوئیں اور میں اپنے آپ میں خوش تھا۔ اس لیے کہ ایک تو حرم شریف کی حاضری اور دوسرے ہمارے مربی و مرشد برحق جانشین مفتی اعظم ہند پیر طریقت رہبر شریعت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رفاقت حاصل ہوگئی۔ جب ہم عمرہ سے فارغ ہوئے تو ۱۸ر جنوری ۲۰۱۴ء، یعنی تیسرے دن بروز ہفتہ خلیفہ تاج الشریعہ خالد مکی صاحب کی طرف سے بلاوا آیا، تو میں ان کے دولت کدہ پر حاضر آیا۔ شام کا وقت تھا۔ بڑا ہی پر کیف منظر، جو دیکھنے کے قابل، اس لیے کہ لوگ کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں اور مکہ شریف میں 'جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں منایا جاتا اور وہاں تو وہی لوگ ہیں۔

حالاں کہ ہم نے اس طرح پایا۔ الحمد للہ! جتنے بھی اہل سنت کے ماننے والے ہیں، چاہیں وہ عرب کے ہوں یا عجم کے، اللہ و رسول پر ایمان رکھتے ہیں، قرآن و حدیث کی اتباع کرتے ہوئے ضروری طور پر اپنے بزرگوں سے بڑی گہری محبت رکھتے۔ الحمد للہ! وہاں تو غوث و خواجہ کے علاوہ حضور سیدی سرکار اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم اور تاج الشریعہ علیہم الرحمہ کے ماننے سچے عاشق بھی موجود تھے۔ اس کی منظر کشی کچھ یوں ہے کہ جب میں شیخ خالد مکی، جو کہ سید زادوں اور پرہیزگاروں میں شمار ہوتے ہیں، جب ان کے دولت کدۂ محبت میں پہنچا، تو بعد نماز مغرب 'میلاد شریف کا اچھا خاصا اہتمام تھا۔ سبھی حضرات نعت سرور کونین گنگنا کر جھومتے تھے۔ بڑا ہی دل نشین و پر کیف منظر تھا۔ اسی درمیان جانشین حضور مفتی اعظم ہند سیدی وسندی مرشد گرامی شہزادۂ مفسر اعظم حضور تاج الشریعہ کی آمد آمد ہوئی اور آپ کے ہم راہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق حسین کشمیری صاحب اور الحاج جناب یونس قریشی صاحب اور ان کے علاوہ چند مریدین بھی تھے، سارے مجمع میں سکوت طاری ہو گیا اور باادب یکے بعد دیگرے تمام علمائے عرب، جو حاضر تھے اور شیوخ حضرات مصافحہ و دست بوسی فرمانے لگے۔

میرے دل کا عالم اور دوبالا ہو گیا اور محفل کا سماں وجد سا بنتا گیا۔ ایسا کیوں نہ ہو، اس لیے کہ ایسے سچے عاشق مصطفی کی آمد تھی اور حبیب خدا کا ذکر، جن کی زندگی عشق مصطفی کی سرمستیوں میں گزری۔ جن کی نعت کا یہ شعر اس کا کھلا ثبوت ہے:

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے

کچھ دیر محفل چلنے کے بعد حضور تاج الشریعہ کی دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی۔ پھر آپ وہاں سے اپنے مرید خاص جناب طارق حسن صاحب کے اصرار پر ان کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے۔ تو وہاں بھی سبھی لوگ آپ کے دیدار کے منتظر تھے اور اپنی انکھوں کو فرش راہ بنائے ہوئے تھے۔ یہاں پر ایک حسین منظر تھا۔ جب الحاج جناب طارق حسن صاحب کے گھر پہنچے، تو دوسرے دن عرب کے بڑے بڑے شیوخ حضرات یہاں بھی حضرت سے ملنے آئے۔ یہ جدہ کی سرزمین اور جانشین مفتی اعظم ہند کا یہ ادب و احترام۔ میں یہ منظر دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا اور اللہ رب العزت کا شکر بجالایا کہ میرے مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ کو ہر خاص و عام میں اتنا مقبول بنایا کہ جہاں

جاتے، وہاں کا ہر شخص آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔

الغرض دوسرے دن یہاں بھی محفل میلاد شریف کا اہتمام کیا گیا۔ اہل عرب میں سے وہاں کے اچھے عمدہ نعت خواں، جو عربی زبان میں ماہر، وہ بھی موجود تھے۔ الحمد للہ! یہاں بھی محفل کا رنگ الگ نوعیت کا حامل تھا۔ لگ رہا تھا کہ فرشتے آسمان سے فرش گیتی اتر آئے ہیں اور حمد خدا اور معت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا مجمع ڈوبا ہوا تھا۔ بالآخر محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔ الحمد للہ! جانشین حضور مفتی اعظم ہند نے خود عربی میں عشق مصطفی میں جھوم کر صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کیا۔ میں بھی حضرت کے پیچھے تھا اور عرب کے بڑے بڑے شیوخ حضرات بھی صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے تھے۔ اسی درمیان میری نظر ایک ایسے حسین وجمیل نوجوان شیخ پر پڑی، جو اپنے سر کو جھکائے خاموشی سے کھڑے تھے۔ میں نے جب بار باران کے چہرہ کو دیکھا کہ سارا مجمع صلوٰۃ وسلام پڑھ رہا ہے اور یہ شیخ بالکل خاموشی کے عالم میں ہیں ۔آخر وجہ کیا ہے؟۔ میرے دل میں تخیلات کا ایک سمندر جمع ہو گیا۔ میں زبان سے صلوٰۃ وسلام پڑھتا، تو نظروں سے بار باران کے چہرہ کی طرف دیکھتا۔ یہاں تک کہ وہ آخر سلام تک یوں ہی خاموشی سے کھڑے رہے۔

جیسے ہی حضرت نے صلوٰہ وسلام کے بعد دعا فرمائی، تو دعا کے بعد فوراً تمام شیوخ حضرات نے حضرت سے مصافحہ کیا اور دست بوسی کی ۔ یکے بعد دیگرے دست بوسی کرتے رہے اور باہر نکلتے رہے۔ جب ان شیخ کی باری آئی، جو سلام میں خاموش تھے، تو ان سے حضرت نے برجستہ فرمایا: 'تمہارے والد کی طبیعت کیسی ہے؟۔ اتنا سننا تھا کہ ان شیخ کی آنکھوں میں غم وحزن کا طوفان سمٹ آیا اور عرض کیا: 'حضور! طبیعت علیل ہے اور آئی سی یو میں ایڈمٹ ہیں۔ آپ ان کے لیے دعا فرمائیں'۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ پھر گاڑی میں انہوں نے تمام شیوخ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا۔ فوراً انہیں میں ایک شیخ نے خلیفہ تاج الشریعہ سید خالد ملکی صاحب سے بذریعہ فون رابطہ کیا۔ اس وقت میں وہیں موجود تھا۔ انہوں نے کہا:

'کہ ابھی آپ کے شیخ کی ایک کرامت ظاہر ہوئی۔ میرے ساتھ ایک شیخ ہیں۔ ان کے والد آئی سی یو میں ایڈمٹ ہیں۔ ہم سے بھی کسی کو خبر نہیں۔ لیکن ان شیخ نے جب حضور تاج الشریعہ سے دست بوسی کا شرف حاصل کیا، تو آپ نے ان کے والد کے بارے میں دریافت کیا کہ: 'آپ کے والد کی طبیعت کیسی ہے؟۔ حالاں کہ شیخ کی حضور تاج الشریعہ سے یہ پہلی ملاقات تھی اور شیخ کہہ رہے ہیں کہ میرے والد کی طبیعت کیسی ہے۔ حضور تاج الشریعہ سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ کے شیخ کی یہ کرامت سن کر ہمارے دل نور نور اور خوشی سے باغ باغ ہوئے جارہے ہیں'۔

انہیں ایام میں مکہ شریف کے ایک شیخ، جو الشیخ سید ہاشم المہدی المکی کے نام سے معروف ومشہور ہیں، جو ایک سنی حنفی جید عالم دین بھی ہیں، وہ اپنے دولت کدہ پر ہر جمعہ کو محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہتمام کرتے ہیں اور جس میں سے ایک محفل میں راقم السطور کو حاضری کی سعادت بھی ملی، وہ تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضر آئے اور نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ آپ سے ہم کلام ہوئے اور حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں خانہ کعبہ شریف کے غلاف کا ایک ٹکڑا بطور تحفہ پیش کیا، جسے حضرت نے شرف قبولیت بخشا۔ پھر یہ سلسلہ یوں ہی تین چار دن تک مسلسل جاری رہا کہ عرب شیوخ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور سند حدیث کی اجازت طلب کرنے پر حضور تاج الشریعہ انہیں اجازت سے مشرف فرماتے۔

پھراس کے بعد راقم السطور نے حضور تاج الشریعہ کی معیت میں مکہ شریف کا رخ کیا اور ارکان عمرہ ادا کرنے کی غرض سے مطاف میں حاضر ہوا۔ حضرت کمزوری کے سبب وہیل چیئر پر تھے اور لوگ باری باری حضرت کی وہیل چیئر پکڑ کر حضرت کو طواف کرا رہے تھے کہ اسی میں میری بھی قسمت کا ستارہ عروج پر تھا کہ مجھے بھی خانہ خدا کے سامنے اپنے پیرومرشد کی خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور میں نے حضرت کی وہیل پکڑ کر کافی دیر طواف کرایا کہ ایک طرف تو میں خانہ کعبہ کا طواف ادا کرکے رب کی اطاعت وفرمابرداری بجالا رہا تھا، تو دوسری طرف اپنے پیرومرشد کی خدمت میں بھی حاضری کی سعادت حاصل کرر ہا تھا۔ کبھی میں خانہ کعبہ کے مقدس منظر کو دیکھتا، تو کبھی اپنے مرشد کے نورانی چہرہ کو اور دل ہی دل میں خوش ہوتا اور اس مقدس ساعت کو اپنی زندگی کا سب سے اہم اور خوش نصیب حصہ تصور کرتا۔ پھر ہم سبھی نے حضرت سے دعاؤں کی درخواست کی، تو حضرت نے طواف مکمل کرنے کے بعد ہم سبھی کے لیے اور جملہ حاضرین اور مریدین کے لیے مختصر اور پر مغز دعا کی۔ پھر دیگر ارکان کرنے کے بعد عمرہ سے فارغ ہو کر جدہ واپس آ گئے۔

پھر ایک دو دن جدہ میں قیام کے بعد حضور تاج الشریعہ نے مدینہ شریف کا قصد کیا اور آپ کے ہم راہ مریدین کی ایک بڑی جماعت تھی۔ جب یہ قافلہ مدینہ شریف کی طرف رواں دواں تھا، تو راستہ میں ایک پر کیف منظر تھا اور جیسے جیسے مدینہ شہر آتا جا رہا تھا، تو دل کی دھڑکن تیز سے تیز ہوتی جا رہی تھی اور دل بے چین، بے قرار ہوتا جا رہا تھا اور لبوں پر بس حضرت کا یہ کلام جاری تھا:

سنبھل جائے دل مضطر مدینہ آنے والا ہے

لٹائے چشم تر گوہر مدینہ آنے والا ہے

یہاں تک کہ وہ مبارک ساعت بھی آ گئی، جس کا ہمیں بڑی بے صبری سے انتظار تھا اور ہم مدینہ کی گلیوں مین گردش کررہے تھے اور اچانک ہمیں وہ منظر بھی نظر آیا، جس کا ایک نظارہ کرنے کے لیے انسان زندگی بھر تڑپتا رہتا ہے اور دعائیں مانگتا رہتا ہے کہ اے پروردگار! ہمیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار کی زیارت نصیب فرما اور جب ہم نے گنبد خضری کا نظارہ اور نور سے معطر فضاؤں کو دیکھا، تو زبان پر پیرومرشد کا یہ شعر آ گیا:

وہ چمکا گنبد خضری وہ شہر پر ضیا آیا ڈھلے اب نور میں پیکر مدینہ آنے والا ہے

وہ کیا مبارک ساعت تھی کہ ہم اپنے پیرومرشد سیدی وسندی حضور تاج الشریعہ کی معیت میں رحمت عالم نور مجسم سرور عالم جان کائنات فخر موجودات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کررہے تھے۔ میرے پیرومرشد حضور تاج الشریعہ آگے آگے اور ہم حضور تاج الشریعہ کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے اور جب آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ مبارکہ کی جانب تشریف لے جا رہے تھے، اس وقت آپ کا انداز بڑا ہی نرالا، آنکھیں اشک بار، دل بے چین وبے قرار، سر جھکائے ہوئے غایت ادب واحترام کے ساتھ اور لبوں پر درود وسلام کی ڈالیاں جلوہ بکھیرے ہوئے تھیں اور ہم بھی حضور تاج الشریعہ کی معیت میں لبوں پر درود وسلام کی ڈالیاں سجائے ہوئے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ وہ کیا سماں تھا، چاروں طرف انوار وتجلیات کی بارشیں ہو رہی تھیں۔ جس طرف بھی دیکھو، ایک حسین منظر نظر آتا تھا۔ لیک جب نگاہ روضہ رسول پر پڑی، تو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پوری کائنات کی رونق روضہ رسول میں سمٹ آئی ہو اور بے ساختہ زبان پر یہ شعر جاری ہو گیا:

غبار راہ انور کس قدر پر نور ہے اختر
تنی ہے نور کی چادر مدینہ آنے والا ہے

پھر جب حضور تاج الشریعہ ہلکے ہلکے قدموں سے مواجہہ شریف کی طرف بڑھ رہے تھے اور نوری فضاؤں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل آپ کا نورانی چہرہ بھی چمک، دمک رہا تھا تو لوگ آپ کو دیکھ کر بڑے ہی تعجب سے پوچھتے کہ: 'یہ شیخ کون ہیں؟۔ اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟۔ اور اس طرح روضہ رسول کے قریب پہنچے، تو آپ نے بڑی ہی درد بھری آواز میں اس بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود وسلام کی ڈالیاں نچھاور کیں، جس بارگاہ میں صبح وشام فرشتوں کی جماعت درود وسلام پیش کرتی ہے۔ جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت یوں گویا ہوتے ہیں:

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام — یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

اور آپ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کا لکھا ہوا سلام:

کعبہ کے بدر الدجیٰ تم پہ کروروں درود — طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروروں درود

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں پیش فرمایا اور کافی دیر تک مواجہہ شریف میں حاضری کی سعادت حاصل کر کے آپ اپنی قیام پر تشریف لے آئے۔ پھر آپ اپنی قیام گاہ پر تین چار دن ٹھہرے رہے اور وقتاً فوقتاً سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کرتے رہے۔ جب آپ قیام گاہ پر تشریف فرما ہوئے، تو وہاں بھی آپ کی سرپرستی میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہوا اور پھر کچھ دیر محفل چلنے کے بعد حضور تاج الشریعہ کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا اور وہاں لوگوں کی بھیڑ جمع ہوگئی، جو آپ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتی۔ یوں ہی تین چار دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر حضور تاج الشریعہ وہاں سے روانہ ہو کر جدہ تشریف لائے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۷۷ تا ۸۱]

حضرت مولانا محمد حنیف رضوی شیرانی، سربراہ سنی تبلیغی جماعت شیرانی آباد لکھتے ہیں:

'یہ ماہ ربیع النور شریف ۱۴۳۵ھ مطابق جنوری ۲۰۱۴ء کی بات ہے، جب فقیر قادری کو دوسری بار عمرہ پر جانے کا شرف حاصل ہوا۔ عمرہ سے فارغ ہو کر جب مدینہ منورہ پہنچے، تو مسجد میں اچانک شہزادۂ فقیہ ملت حضرت مولانا مفتی محمد انوار احمد امجدی صاحب قبلہ سے ملاقات ہوگئی۔ علیک سلیک کے بعد مفتی صاحب نے اطلاع دی کہ حضور تاج الشریعہ بھی عمرہ کے لیے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ از یں قبل مکہ مکرمہ میں حضرت کے ایک عقیدت مند نے بھی یہ اطلاع دی تھی۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ تمنا ظاہر کی تھی کہ وہ حضرت سے مرید ہونا چاہتے ہیں۔ اسی طرح تقریباً دس نوجوان تھے، جو حضرت سے شرف بیعت چاہتے تھے۔ وہ سب بھی ساتھ ہو لیے۔ تفتیش کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت مکہ شریف سے گزشتہ رات مدینہ شریف تشریف لا چکے ہیں۔ جیسے تیسے آپ کی قیام گاہ کا پتا معلوم کیا۔ آپ 'سوق بدر' میں قیام فرما تھے۔ آپ کے ایک پاکستانی مرید کے ساتھ مل کر ابھی ہم سوق بدر میں تلاش کر ہی رہے تھے کہ ایک بڑے مکان سے حضور والا باہر تشریف لاتے دکھائی پڑے۔ ساتھ میں بمبئی کے کچھ احباب تھے۔ محترم یونس رضوی قریشی، جو حضرت کے مرید اور خادم ہیں اور بیرون ملک کے اسفار میں اکثر حضرت کے ساتھ رہے ہیں۔ انہوں نے دور سے دیکھ کر پہچان لیا۔ حضور تاج الشریعہ اپنی گاڑی میں سوار

ہو رہے تھے کہ ہم پہنچ گئے۔ دست بوسی، مزاج پرسی اور رسمی گفتگو کے بعد میں نے عرض کیا: 'حضور! مارے یہاں کے دس نوجوان، جو بسلسلہ روزگار یہاں آئے ہوئے ہیں، آپ کے دامن ارادت سے وابستہ ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے وہیں سب کو داخل سلسلہ فرمالیا۔

آپ کی مدینہ شریف میں عادت تھی کہ اکثر رات میں بارگاہ رسالت کی حاضری کے لیے تشریف لاتے۔ ایک بار چار گاڑیوں کے ساتھ آپ کا قافلہ حاضری کے لیے روانہ ہوا۔ ہمیں بھی معیت کا حکم فرمایا۔ ہم نے سعادت مندی سمجھتے ہوئے لبیک کہا اور آپ کے نورانی قافلہ میں شامل ہو گئے۔ قیام گاہ سے سیدھے مسجد نبوی شریف حاضر ہوئے۔ ہم باب السلام سے ہو کر آپ کے پاس پہنچنا چاہتے تھے اور حضرت باب جبرئیل سے داخل ہوئے۔ جوں ہی آپ باب جبرئیل سے مسجد نبوی میں داخل ہونے لگے، پولیس والوں نے روکنے کی کوشش کی۔ لیکن یونس بھائی نے کہا: 'ہٰذا الشیخ اکبر من الہند' اور پھر انہوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی۔ لیکن جب حضرت جنت البقیع شریف والی سائڈ مسجد نبوی شریف کے صحن میں جلوہ افروز ہوئے، عوام نے آپ کو پہچان لیا اور رفتہ رفتہ خاصی بھیڑ جمع ہونے لگی۔ یونس بھائی بار بار تاکید کرتے رہے۔ آپ لوگ زیادہ ہجوم نہ کریں۔ یہاں کا ماحول الگ ہے۔ آپ لوگوں کو بھی پریشانی ہوسکتی ہے اور حضرت کو بھی یہ لوگ پریشان کرسکتے ہیں۔ لیکن خلق خدا تھی، جو زیارت کے لیے بے چین تھی۔ اس دوران رات کے پچھلے پہر ریاض الجنۃ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی اور موجہہ شریف میں کوئی آدھا گھنٹہ تک نیاز مندانہ صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا بھی موقع ملا۔ مدھم آواز میں جذبات عشق سے مغلوب ہو کر خراج عقیدت پیش کرنے کا وہ منظر اب تک نگاہوں میں گھومتا ہے۔ بارگاہ رسالت کی حاضری سے فراغت کے بعد بالترتیب افضل الخلق بعد الرسل سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی بارگاہوں میں بھی خوب ہدیہ سلام عرض کیا۔ ہم نے دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے اس موقع پر اپنے تمام حلقۂ احباب وارادت کے لیے دعائیں کیں۔ اس نیاز سے فارغ ہو کر حضور والا باب جبرئیل سے واپس ہوتے ہوئے اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور ہم دست بوسی کر کے اپنے احباب کے ساتھ اپنے ہوٹل پہنچ گئے'۔

| ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۷۳۵، ۷۳۶ |

حضرت مولانا محمد منور عتیق صاحب، فاضل دمشق، ریسرچ اسکالر برمنگھم یونیورسٹی، انگلینڈ لکھتے ہیں:

'رمضان شریف ۲۰۱۷ء میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی مدینہ طیبہ اور مواجہ اقدس کی آخری حاضری میں ساتھ رہنے کا شرف بھی راقم الحروف کو نصیب ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے قلبی وعلمی وابستگی کے بعد مجھ میں تخصص فی الافتا اور معقولات میں بڑھنے کا شوق مزید بڑھا'۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۹۳۲]

جناب قاری محمد افروز خان رضوی، مسجد عمر بن خطاب، ابہا سعودی عرب لکھتے ہیں:

'حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی آمد کے موقع پر شایان شان دربار رسول میں آپ کے مریدین، متوسلین، معتقدین استقبال کرتے ہیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے وقت بہت ہی ادب واحترام کرتے ہیں۔ بھیگی پلکوں کے ساتھ شرف زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ گھنٹوں سرکار مدینہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کا ماحول رہتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ 'جنت البقیع' میں حاضری کے وقت

اپنے قدم کو بڑے ادب واحترام کے ساتھ راستوں پر رکھتے ہیں۔ ابناء النبی اور بنات النبی، ازواج النبی اور اصحاب النبی کی بارگاہوں میں دعاؤں کے وقت آنکھیں اشک بار رہتی ہیں اور بالخصوص آپ کی دعائیں دنیائے اہل سنت اور عوام اہل سنت کی سلامتی اور امن و سکون، عقائد حقہ کی حفاظت اور مظلومین کی ہمدردی کے لیے ہوا کرتی ہیں۔'

| تجلیات تاج الشریعہ، مرتبہ مولانا شاہد القادری، طبع بمبئی، ۲۰۰۹ء، ص: ۷۲ |

حضور تاج الشریعہ نے اس برس ماہ رمضان میں عمرہ کی سعادت حاصل کی تھی۔ غلام مصطفی رضوی آنکھوں دیکھا حال لکھتے ہیں:

'خلیفہ تاج الشریعہ مولانا عاقب فریدی قادری سے محبی شہباز رضوی نے رابطہ کیا۔ حضور تاج الشریعہ کی مدنی قیام گاہ کا پتا معلوم کیا۔ پھر 'ہوٹل ایلاف طیبہ' چل دیئے۔ جہاں اختر سنیت پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر تھا۔ چند ساعتوں میں قیام گاہ پہنچ گئے۔ ہم ہال میں رک گئے۔ برابر کے کمرے میں حضور تاج الشریعہ جلوہ بار تھے۔ ہال میں مولانا عاقب فریدی محبت سے ملے۔ طیبہ کی بہاروں کا تذکرہ ہوا۔ 'کنز الایمان' انگلش کی توسیع سے متعلق کچھ منصوبہ بندی رہی۔ علمی گفتگو جاری تھی۔ افریقہ ودیگر بلاد سے علما کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔ نماز عصر مولانا عاقب کی اقتدا میں ادا کی۔ سامنے کھڑکی سے سبز گنبد کا جلوہ نگاہوں کی تازگی بڑھا تا تھا۔ نماز سے فارغ ہوئے۔ علمائے کرام سے ملاقاتیں رہیں۔ افطار کا وقت قریب ہوا۔ محفل سج گئی۔ ہال پر ہو گیا۔ نعت ومناقب کے نذرانے ہندو پاک کے نعت خواں سوز بڑھا رہے تھے۔ اکابر کے کلام کی بات ہی نرالی ہے۔ ابھی بزم سجی تھی کہ روشنی بڑھی۔ حضور تاج الشریعہ بزم میں تشریف لے آئے۔ سب نگاہیں ادھر ہی تھیں، جدھر شمع طیبہ سے نور پانے والا اختر جلوے بکھیر رہا تھا۔ ان کی توجہ خاص ہم غلاموں کی جانب مبذول تھی۔ سبحان اللہ! کیسا نور افزا سماں، ایمان کی فصل ہری بھری ہوگئی۔ طیبہ کی بہاروں میں نورانی وجود حرارت ایمانی بڑھا رہا تھا۔ بہت اطمینان سے آپ تشریف فرما تھے۔ اس درمیان ثنا خوانی جاری تھی۔ کلام الامام امام الکلام سے محبتوں کی سوغات بٹ رہی تھی واقعی امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے اشعار کی معنویت اور روح در طیبہ پر کھلتی ہے۔ ہر ہر شعر اپنے باطن کی خوش بو سے آشنائی بخشتا ہے۔ پھر حضور تاج الشریعہ نے سبز گنبد کی ان بہاروں میں داخل سلسلہ فرمایا اور افطار کو تشریف لے گئے۔ ہم نے موجود علما وخواص کے ساتھ افطار کیا۔ حضور تاج الشریعہ کے دستر خوان پر قسم قسم کی نعمتیں تھیں۔ نماز مغرب باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد نیاز کا اہتمام تھا۔ استفادہ کیا۔ پھر مرشد کی بارگاہ سے رخصت ہوئے۔'

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۴۹۴، ۴۹۵]

غلام مصطفی رضوی اپنے سلسلۂ بیان میں آگے لکھتے ہیں:

'ہوٹل میں اسباب رکھے۔ پھر تاج الشریعہ کے کاشانہ کو چل دیئے۔ ابھی افطار کو کچھ وقت باقی تھا۔ ثنا خواں نغمہ الاپ رہے تھے۔ ہوائیں چل رہی تھیں۔ سبز گنبد روبرو تھا۔ مسجد نبوی کی بہاریں، ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے تر بتر زبانیں، ایسں لگ رہا تھا، جیسے پھوہار پڑ رہی ہو، جیسے بادل گھر رہے ہوں، جیسے باران رحمت برس رہی ہو، جیسے کلیاں چٹک رہی ہوں، جیسے پھول کھل رہے ہوں، جیسے گلشن مہک رہے ہوں:

انھی کی بو مایہ سمن ہے انھی کا جلوہ چمن چمن ہے

انہیں سے گلشن مہک رہے ہیں انہیں کی رنگت گلاب میں ہے

حضور تاج الشریعہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ دست بوسی کا موقع ملا۔ جوق در جوق زائرین آتے رہے۔ دیدار کی لذت پاتے رہے۔ آج بوقت افطار حضور تاج الشریعہ نے شرکا کے لیے دعا کی۔ دم فرمایا۔ چہرے پر نور کا پہرا تھا۔ نعت خوانی ہوئی۔ کلام الامام کی سوغاتیں کلام مفتی اعظم کی عطر بیزی، کلام اختؔر کی نوا سنجی، سماں بندھ گیا۔ یوں لگا، جیسے توشے بٹ رہے ہوں۔ جیسے مرادوں سے دامن بھرے جارہے ہوں۔ جیسے سبز گنبد سے مدد مل رہی ہو۔ جیسے فریاد رسی ہو رہی ہو۔ جیسے حسرتیں پوری ہو رہی ہوں۔ جیسے جھولیاں بھری جا رہی ہوں۔ جیسے منہ مانگی مرادیں مل رہی ہوں:

ان کے در پہ اختؔر کی حسرتیں ہوئیں پوری سائل در اقدس کیسے منفعل جاتا

افطار کیا۔ نماز پڑھی۔ سوئے حرم نبوی چل دیئے۔ اب روزانہ کا معمول بن گیا کہ سرِ شام حضور تاج الشریعہ کے دولت کدہ پر پہنچ جاتے۔ زیارت کرتے۔ نعت خوانی سے کشکول مراد بھرتے۔ طیبہ کی بہاروں میں ثنا خوانی لذت پاتے۔ تشنہ لبی دور کرتے۔ پھر پیاس بڑھاتے۔ دیدار کی تمنا کو فروزاں کرتے۔ پھر افطار کرتے۔ آتے جاتے۔ مراد پاتے۔ تمنا بڑھاتے۔ یوں ہی چار پانچ دن گزر گئے۔ پھر وہ ساعت آئی کہ قافلے حجاز سے ہند آنے کو تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی ہند روانگی تھی۔ ۲۱ ر رمضان کی سہ پہر تھی۔ ہم کاشانہ تاج الشریعہ پہنچے۔ آج بڑا کیف آور لمحہ تھا۔ نماز عصر حضور تاج الشریعہ نے خود پڑھائی۔ فراغ کے بعد نعت خواں محمد زبیر مکی و ڈاکٹر نثار احمد معرفانی کو آگے بلوایا۔ مسند پر بیٹھایا۔ حمد باری تعالیٰ پڑھی گئی۔ کلام الامام سے آغاز ہوا۔ آج یوم شہادت مولائے کائنات تھا۔ کئی نسبتیں جمع تھیں۔ صاحب نسبت جلوہ تھے۔ محفل اشک بار کیے دیتی تھی:

خراب حال کیا دل کو پر ملال کیا
تمہارے کوچے سے رخصت نے کیا نہال کیا

کئی کلام کی حضور تاج الشریعہ نے خود فرمائش کی اور خود بھی پڑھ رہے تھے۔ لبہائے مبارک ہل رہے تھے۔ نعت خواں نے یہ کلام بھی پرسوز پڑھا۔ آنکھیں بھیگ گئیں:

پھرکے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائیں کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائیں کیوں

ابھی گلشن طیبہ کا ذکر چل رہا تھا۔ دشت طیبہ کی یادیں تازہ تھیں۔ محویت کا عالم طاری تھا۔ نغمہ دل چھڑ گیا:

سیر گلشن کون دیکھے دشت طیبہ چھوڑ کر
سوئے جنت کون جائے در تمہارا چھوڑ کر

نعت خواں نے گرہ لگائی۔ ایک ایک مصرع جذبات کی نمائندگی کر رہا تھا۔ طیبہ سے واپسی کا پیام روح کو زخمی کیے دیتا ہے۔ اس در کی حاضری، حضوری کی لذت سے آشنا کرتی ہے۔ جدائی جذبات کو مضمحل کر دیتی ہے۔ در محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری عاشق کو کیسے گوارا ہو سکتی ہے۔ ابھی اس کلام کی تکرار جاری تھی کہ نعت خواں نے دوسرا کلام شروع کیا۔ حضور تاج الشریعہ نے خود مقطع کی تکرار فرمائی۔ کیف

کے عالم میں:

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

محفل اختتام کو تھی۔ قبولیت کی ساعتیں، زبان اخترؔ سے نغمات بخشش اُمڈ رہے تھے۔ بخشش کے سفینے اترنے کو تھے۔ سبز گنبد سے قبولیت کی سند گویا عطا ہو رہی تھی۔ وہ ساعت سعید آئی، جب سب حالت قیام میں آ گئے۔ بصد ادب کھڑے ہو کر وہ عمل پیش کیا، جو اسلاف سے متوارث چلا آ رہا ہے۔ پھر ارض طیبہ، سامنے جلوۂ محبوب، قبولیت کے لمحے، لفظ لفظ سے وضع ہونے لگے:

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

حضور تاج الشریعہ کی زبان مبارک سے جب سلام رضا کے اشعار ادا ہوتے، تو تپش محبت بڑھ جاتی۔ آنکھیں فرط عقیدت سے چھلک جاتیں۔ سراپائے مصطفیٰ کا بڑا اچھوتا بیاں بریلی کے تاجدار نے نظم کیا۔ حضور تاج الشریعہ نے درجنوں اشعار زیر سایہ گنبد خضری پڑھے، پڑھوائے۔ سنے اور سنوائے۔ پھر دعا فرمائی۔ عقیدے کے تصلب کا بیاں، مسلک اعلیٰ حضرت پہ استقامت کی دعا، بے شک ایمان کے جوہر کی حفاظت کی دعا در محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر قبولیت کا تمغہ وصول کر رہی تھی:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

بلبل باغ مدینہ کو سنا دے اخترؔ
آج کی شب ہے فرشتوں سے مباہات کی رات

اسی شب قافلہ سالار عشق سوئے ہند روانہ ہوئے'۔

| سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۴۹۵ تا ۴۹۷ |

حضرت مفتی محمد انوار احمد صاحب، اندور لکھتے ہیں:

'شہر عشق و محبت بریلی شریف ہو۔ شہر برکت و سیادت مارہرہ شریف ہو۔ ولایت و روحانیت کی راجدھانی اجمیر مقدس ہو۔ شہر پاک، بلد کریم مدینہ منورہ ہو۔ جہاں بھی میں نے دیکھا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ علما و مشائخ اور عوام الناس کے مرجع اور محبوب نظر ہیں۔ جہاں بیٹھ گئے، میلا سا لگ گیا۔ مدینۃ الرسول میں میرے مشاہدے کی بات ہے کہ حضرت تاج الشریعہ 'ایلاف طیبہ ہوٹل' میں مقیم تھے۔ میں حاضر ہوا، تو دیکھا کہ اس شہر پاک میں بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فضل و کرم سے حضرت تاج الشریعہ کے چہرۂ پر ضیا کی ایک جھلک پانے کے لیے علما و مشائخ اور عوام الناس کی بھیڑ و قطار لگی ہوئی ہے'۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۹۰]

جناب شوکت حسین رضوی بریلوی، جو تاج الشریعہ کے رشتہ دار اور کراچی میں مقیم ہیں، مدینہ پاک کی حاضری سے متعلق لکھتے ہیں

'حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حضرت ازہری میاں صاحب کا حال یہ ہوتا ہے کہ مواجہ شریف میں گھنٹوں ایسا ساکت و جامد کھڑے رہ کر درود و سلام عرض کرتے ہیں کہ بدن میں جنبش تک نہیں ہوتی اور اس وقت ان کی رقت آمیز کیفیت صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ گھنٹوں اسی طرح کھڑے رہتے ہیں۔ جب کہ ان پر تکان، نہ عجلت اور نہ ہی کسی اضطراب کا اثر محسوس ہوتا

ہے۔ یہ بارگاہ رسالت میں ان کی قبولیت کی دلیل ہے'۔

[تجلیات تاج الشریعہ، مرتبہ مولانا شاہد القادری، طبع بمبئی، ۲۰۰۹ء، ص:۷۲]

حضرت مفتی شہاب الدین احمد نوری، استاذ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف لکھتے ہیں:

'مدینہ منورہ طیبہ طاہرہ میں جب بارگاہ انور شریف میں حاضر ہوتے، تو وہی مطوع [حکومت سعودیہ کا کارندہ] جو سبھی زائرین کو مقامات مقدسہ کی زیارت سے روکتے اور ہٹاتے رہتے ہیں، وہی لوگ آپ کو باعث تخلیق کائنات جان ایمان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہہ اقدس شریف میں لے جاتے اور جب تک تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بارگاہ ناز اقدس میں صلوٰۃ وسلام پڑھنا چاہتے، تو بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ جی بھر کر پڑھتے اور وہی مطوع آپ کے ساتھ ہوتے، وہ بھی صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے اور حضرت علیہ الرحمہ فارغ ہو جاتے، تو بڑی محبت سے آپ کی قیام گاہ تک لے جانے میں معین ہوتے تھے۔

ابھی چند سال قبل آپ عمرہ کے لیے حاضر ہوئے، تو خانہ کعبہ کے اندر آپ کو کافی دیر تک نماز پڑھنے اور اندرون کعبہ کی زیارت کا موقع نصیب ہوا۔ یہ آپ کی مقبولیت عامہ کی واضح دلیل ہے اور قبول فی الارض کا بین ثبوت ہے۔ جب تک آپ روئے زمین پر رہے، تب تک لوگوں کا میلہ لگا رہتا تھا اور جب اس دار فانی سے خلد بریں کو روانہ ہوئے، تو ایسا میلہ لگا کہ ماضی قریب کی کئی صدیوں کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۸۰۴]

حضرت مولانا ساجد علی رضوی، کرلا بمبئی لکھتے ہیں:

'دبئی میں حضرت گاڑی میں سوار ہو کر روانہ ہونے لگے۔ تو ایک خاتون آپ کا بوسہ لینے کے لیے قریب آنے لگی۔ اسے روک دیا دیا گیا۔ حضرت نے پوچھا: 'کیا ہوا؟'۔ بتایا کہ حضور! ایک خاتون دست بوسی کرنے آرہی تھی۔ تو فرمایا: 'نہیں، نہیں'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۵۲۲]

حضرت مولانا محمد رستم علی علیمی قادری، خطیب وامام خالد بن ولید مسجد القوز، دبئی لکھتے ہیں:

'دبئی کی سرزمین پر جب حضرت قدم رنجہ فرماتے تھے، ایئر پورٹ پر انسانوں کا طوفان اور استقبال کرنے والوں کا ہجوم دیکھ کر یہاں کا عملہ محو حیرت رہتا۔ استقبال کرنے والوں میں صرف انڈیا اور پاکستان کے لوگ نہیں ہوتے، بلکہ یہاں کے شیوخ کا ایک بڑا طبقہ ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے اوقاف کی مسجدوں میں جہاں پہلے سے مائک چالو تھا، مگر جب حضرت تشریف لاتے، تو بغیر مائک کے نماز پڑھاتے۔ اللہ نے وہ رعب ودبدبہ عطا فرمایا تھا، کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہاں کے علما اور شیوخ کا ایک طبقہ آپ کے حلقۂ ارادت میں تھا۔ آپ کی آمد کی برکت سے سیکڑوں لوگوں نے صلح کلیت سے اور وہابیت سے توبہ کی۔

میری پہلی ملاقات محترم اشرف بھائی رضوی کے کاشانہ پر ہوئی۔ ملاقات کے وقت لوگ آتے تھے اور دست بوسی کر کے چلے جاتے تھے۔ میری دلی یہ خواہش تھی۔ کچھ خدمت کا موقع میسر آجائے۔ اللہ کا کرم ہوا۔ جب میں دست بوسی سے فارغ ہوا، تو فوراً کسی کا فون آگیا۔ حضرت لیٹ کر بات کرنے میں مصروف ہوگئے۔ میں نے موقع بہتر جانا۔ میرے ساتھ مولانا اختر رضا نوری بھی تھے۔ میں

نے ان کی جانب، انہوں نے میری جانب اشارہ کیا۔ دونوں نے قدم مبارک کو دبانا شروع کیا۔ خوشیوں کی انتہا نہ رہی۔ گویا زندگی کی معراج ہوگئی۔

دبئی کی سرزمین پر جب حضرت کی کرم فرمائی ہوتی تھی، عقیدت کیش کثیر تعداد میں قلب ونظر بچھائے دست و پا کو بوسہ دیتے تھے۔ پروگرام میں لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا تھا۔ عرب، یمن، سیریا کے بڑے بڑے شیوخ فرط عقیدت، وفور محبت میں گلہائے عقیدت ومحبت کے گلشن نچھاور کرتے تھے۔ مجھ فقیر پر بھی کرم کا بادل برسا۔ محترم سید یوسف رضوی صاحب کی وساطت سے دبئی کی سر زمین پر 'جماعت رضائے مصطفیٰ' کے اہم ذمہ داران کی موجودگی میں مجھے اور مولانا اختر رضا نوری کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۷۴۳]

مشہور خطیب حضرت علامہ محمد ابوالحسین حقانی صاحب دربھنگہ لکھتے ہیں:

'ایک ڈاکٹر صاحب، جو حضرت کے مرید ہیں، کہتے ہیں: 'میں حضرت صاحب کے ساتھ عمرہ کرنے گیا۔ میرے بال بچے بھی ساتھ تھے۔ حضرت کی نظر ظاہری طور پر کمزور ہوگئی تھی۔ وگرنہ اللہ نے تو انہیں بصیرت کی آنکھیں عطا فرمائی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں: 'میں حضرت کے ساتھ گیا۔ بڑی بھیڑ تھی۔ حضرت وہیل چیئر پر تھے۔ اچانک فرمانے لگے: 'ڈاکٹر صاحب! مجھے حجر اسود کا بوسہ لینا ہے'۔ کہتے ہیں: 'میں پریشان ہوا۔ اتنے رش میں، حضرت کی طبیعت بھی علیل ہے۔ دھکے بھی پڑتے ہیں۔ حجر اسود کا بوسہ لینا کوئی آسان کام تو نہیں ہے'۔ کہتے ہیں: 'میں ان کو حجر اسود کے سامنے لے گیا۔ جیسے ہی حضرت حجر اسود کے سامنے پہنچے، انہوں نے عینک اتاری اور عینک اتار کر جیسے ہی وہ کھڑے ہوئے، جتنا مجمع تھا، وہ آدھا آدھا، اِدھر اُدھر ہوگیا اور ایک شخص بھی حجر اسود کے سامنے موجود نہیں رہا'۔ کہتے ہیں: 'دو پولیس والے دوڑے آئے۔ حضرت کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ حضرت نے اپنی مرضی سے بوسہ لیا اور بوسہ لے کر جب وہیل چیئر پہ بیٹھے، تو رش دوبارہ سے شروع ہوگیا'۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۶۰۳]

حضرت مفتی شہاب الدین احمد صاحب، براؤں شریف لکھتے ہیں:

'تاج الشریعہ کی مقبولیت عامہ کا تو یہ حال ہے کہ مدینہ منورہ طیبہ طاہرہ میں جب بارگاہ انور شریف میں حاضر ہوتے، تو وہی مطوع [حکومت سعودیہ کا کارندہ] جو سبھی زائرین کو مقامات مقدسہ کی زیارت سے روکتے اور ہٹاتے رہتے ہیں، وہی لوگ آپ کو باعث تخلیق کائنات جان ایمان سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مواجہ اقدس شریف میں لے جاتے اور جب تک تاج الشریعہ علیہ الرحمہ بارگاہ ناز اقدس میں صلوٰۃ وسلام وغیرہ پڑھنا چاہتے، تو بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ جی بھر کر پڑھتے اور وہی مطوع آپ کے ساتھ ہوتے، وہ بھی صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے اور جب حضرت فارغ ہو جاتے، تو بڑی محبت سے آپ کی قیام گاہ تک لے جانے میں معین ہوتے تھے۔ ابھی چند سال قبل آپ عمرہ کے لیے حاضر ہوئے، تو خانہ کعبہ کے اندر آپ کو کافی دیر تک نماز پڑھنے اور اندرون کعبہ کی زیارت کا موقع نصیب ہوا۔ یہ آپ کی مقبویت عامہ کی واضح دلیل ہے اور قبول فی الارض کا بین ثبوت ہے، جب تک آپ روئے زمین پر رہے، تب تک

لوگوں کا میلہ لگا رہتا تھا اور جب اس دار فانی سے خلد بریں کو روانہ ہوئے، تو ایسا میلہ لگا، ماضی قریب کی کئی صدیوں کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

[سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۶۳۷]

حضرت مفتی محمد عبدالسلام رضوی مصباحی لکھتے ہیں:

'رمضان المبارک کے اول عشرہ میں مدینہ منورہ میں رسول پاک کے دیار و جوار میں، میں نے حضور تاج الشریعہ کو دیکھا کہ بیس رکعت نماز تراویح آپ خود 'دارالہجرۃ' میں پڑھاتے تھے۔ عاشقوں کا ازدحام کثیر و جم غفیر کہ جگہ ملنا مشکل اور ہر ایک کمال عقیدت و محبت کے ساتھ شریک ہوتا۔ اس موقع پر میں نے دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ رات میں نصف رات گزر جانے کے بعد تقریباً ایک اور دو بجے رات میں حاضری دینے اندر گراؤنڈ ہوکر تشریف لائے اور جیسے 'باب السلام' سے اندر آکر 'ریاض الجنۃ' میں دوگانہ ادا فرماتے۔ پھر وہیں بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت فرماتے۔ غالباً محمد طارق بھائی ساتھ میں رہتے تھے۔ انہیں اتنے میں سیکڑوں لوگ حضرت کی زیارت کے لیے بھیڑ لگا لیتے تھے اور لوگ کوشش کرتے کہ حضور تاج الشریعہ کے ساتھ مواجہ اقدس سرکار ابد قرار علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضری دیں۔ یہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی محبوبیت کی دلیل ہے'۔

| سالنامہ 'تجلیات رضا' بریلی کا 'جہان تاج الشریعہ نمبر ۲۰۱۸ء، ص: ۷۲۷ |

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دارالافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

'بقول شہزادۂ تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ عسجد رضا خان صاحب مدظلہ العالی اور عزت مآب حاجی یونس صاحب قریشی یہی منظر اس وقت نظر آیا، جب حضور تاج الشریعہ میزبان رسول حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پاک پر حاضری دینے استانبول ترکی تشریف لے گئے۔ حاضری دے کر جب باہر نکلے، تو دیکھا راستہ کے دونوں طرف جم غفیر ہے، جو قطار در قطار کھڑا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کو دیکھتے ہی سبحان اللہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں لگانے لگے اور حضور سے نیاز حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہو گئے۔ قطار میں مرد و زن دونوں تھے۔ عورتوں کو سختی سے روکا گیا کہ ہوتھ نہ لگائیں۔ مگر عورتوں کی بے تابی کا عالم عجیب۔ فوراً عورتوں نے اپنے ہاتھوں کو کپڑے میں چھپا کر کپڑے سے حضور کے عمامہ کا شملہ پیچھے سے چھو کر چوما اور برکت حاصل کی۔ ان لوگوں کی بے تابی قابل دید تھی'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۲۳۶]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دارالافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

'راقم یعنی میں نے عرب شریف یعنی جدہ، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں حضور تاج الشریعہ کی جو عزت و عظمت اور احترام و پذیرائی دیکھی، وہ شاید ہی کسی خوش قسمت کو میسر ہو۔ جدہ میں عالی جناب طارق حسن صاحب، جو حضور تاج الشریعہ کے چہیتے مرید و خلیفہ ہیں اور وہ مرشد کی محبت میں فنائیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان کے مکان پر حضور تاج الشریعہ کا قیام تھا۔ دوران قیام عرب کے لیے بے شمار شیوخ کو حضور کے پاس بغرض ملاقات آتے جاتے دیکھا۔ مگر آنے اور جانے میں غیر معمولی تبدیلی محسوس ہوتی۔ ملاقات کے لیے آنے والا بڑی شان و

شوکت اور علمی طمطراق کے ساتھ آتا۔ آپ کی بافیض صحبت میں بیٹھتا۔ ہم کلام ہوتا۔ پھر وقت رخصت آنے والی آن بان نہیں، غلامانہ انداز ہوتا'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۲۳۸]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دارالافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

'حضور تاج الشریعہ ملک شام تشریف لے گئے۔ وہاں کی محافل کی ایک ریت ہے کہ مہمان خصوصی کو ممتاز جگہ پر بیٹھایا جاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ اس محفل میں پیلا عمامہ باندھے تھے اور دیگر مدعو علمائے کرام کو مہمان خصوصی کے سامنے کرسیوں پر بیٹھایا جاتا ہے۔ پھر باری باری سب کو مائک پر بلایا جاتا ہے۔ ہر عالم مہمان خاص کے لیے تحسینی یا تنقیدی بات کہہ کر اپنی نشست پر جلوہ فرما ہوجاتا ہے۔ اسی اثنا میں ایک شامی بزرگ تشریف لائے۔ حضور تاج الشریعہ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے۔ پھر حضور تاج الشریعہ کے قریب گئے۔ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھے۔ قدموں کو بوسہ دیا۔ پھر مصافحہ کر کے اپنی نشست پر بیٹھے اور اشک بار آنکھوں سے حضور کا دیدار کرنے لگے۔ ان کی باری پر تاثرات پیش کرنے کے لیے جب ان کو مائک پر پیش کیا گیا، تو روتے ہوئے گویا ہوئے:

'میں نے حدیث شریف میں پڑھا ہے کہ غزوۂ بدر میں حضرت جبرئیل انسانی شکل میں پیلا عمامہ باندھے تشریف لائے تھے، تو سوچ رہا ہوں کہ وہ کیسے لگ رہے ہوں گے۔ آج جب امام احمد رضا ہندی علیہ الرحمہ کے پر پوتے کو پیلے عمامہ میں دیکھا، تو بے ساختہ دل نے گواہی دی کہ امام اختر رضا ہندی اتنے خوب صورت لگ رہے ہیں، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کتنے خوب صورت اور حسین لگ رہے ہوں گے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۲۳۸]

حضرت مفتی محمد افضال رضوی، مرکزی دارالافتا بریلی شریف لکھتے ہیں:

'بڑے بڑے صاحبان علم و فضل، جن کا اپنا علمی قد خود اطمینان سے باتیں کرتا ہے، وہ بھی تاج الشریعہ کو اپنا مقتدا اور پیشوا کہتے ہیں۔ ایک بار حضور تاج الشریعہ نے خطیب دمشق کو اپنا عربی کلام سنایا۔ جس کا مطلع و مقطع یہ ہے:

اللہ اللہ اللہ مالی رب الا ھو

ھٰذا اختر ادناکم ربی احسن مثواہ

حضور تاج الشریعہ پرسوز انداز میں پڑھ رہے تھے اور خطیب دمشق والہانہ انداز میں سن رہے تھے۔ مقطع سنتے ہی خطیب صاحب بے خود ہو کر پکار اٹھے: 'اختر ناسیدنا وابن سیدنا'۔ ہمارے اختر ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے لخت جگر ہیں'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۲۳۸]

حضرت علامہ محمد حبیب اللہ مصباحی، دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپھڑ وابلرام پور لکھتے ہیں:

'اسی طرح حج و عمرہ میں دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حضرت تاج الشریعہ جب حج و عمرہ کے لیے جاتے، تو حرمین طیبین شرفہما اللہ میں بھی آپ کو وہی مقبولیت رہتی تھی، وہاں بھی لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے، تو مطاف مین لوگ آپ کے ساتھ

ہالہ بنا کر طواف کرتے۔ تاکہ آپ پر بھیڑ کی کوئی آنچ نہ آنے پائے۔ آپ جب طواف کرتے، تو سب کی نظریں آپ پر ہوتیں اور سب آپ کو مسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے اور رشک کرتے۔ اسی طرح منیٰ، مزدلفہ و عرفات میں جب آپ وقوف فرماتے، جب کہ وہ مقام ایسا ہے کہ جہاں بادشاہان وقت بھی ایسے گم ہو جاتے، جیسے ہیں ہی نہیں، وہاں بھی آپ کی شان بہت نمایاں اور ممتاز رہتی تھی۔ الحاصل اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ و طفیل میں آپ کو اس دنیائے فانی میں بھی ایسی شہرت و مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ کسی اور کے لیے نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے کبھی سنا'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۴۵۲]

حضرت مولانا ساجد علی رضوی مصباحی، دار العلوم غوثیہ ضیاء القرآن، کرلا، بمبئی لکھتے ہیں:

'سفر حرمین کے دوران حضرت کا قیام جدہ میں تھا۔ باتھ روم میں پھسلن تھی۔ حضرت جب اندر تشریف لے گئے، پاؤں پھسل گیا۔ جس کے سبب اٹھنے، بیٹھنے اور حرکت کرنے سے درد کا صاف پتا چلتا تھا۔ مگر اس قدر احساس تکلیف کے باوصف نماز کھڑے ہو کر ہی ادا کرتے۔ خدام نے عرض کیا: 'حضور! نماز بیٹھ کر ہی ادا فرمالیں' مگر آپ نے اسے قبول نہ کیا اور نماز مکمل کھڑے ہو کر ادا کرتے رہے۔ اس شدت تکلیف کے سبب اگر نوافل ترک دیتے، تو حرج نہ تھا، مگر اس دوران نوافل بھی پابندی سے ادا کرتے رہے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۵۱۸]

حضرت علامہ محمد عبد المصطفیٰ حشمتی، سربراہ دار العلوم مخدومیہ، رودولی شریف لکھتے ہیں:

'دبئی میں ایک شخص، جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے، سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ تاجر کھرب پتی ہے۔ اسے تاج الشریعہ رحمہ اللہ سے مرید ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ دبئی کے قیام کے دوران وہ حضور تاج الشریعہ سے ملاقات کے لیے آیا۔ کسی معتبر شخص نے حضرت کو بتا دیا تھا کہ اس تاجر کے یہاں تراویح کی امامت کوئی وہابی یا دیوبندی کرتا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کا جلالنہ پوچھیے۔ اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا اور بہت سخت سست کہا۔ آخر کار اس نے معذرت کی اور توبہ کیا اور عذر پیش کرتے ہوئے کہا کہ 'ہمیں اس بابت علم نہیں۔ کیوں کہ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اور یہ بھی علم نہ ہو سکا کہ کون امامت کرتا ہے۔ بہر حال آئندہ ایسا نہیں ہوگا'۔ پھر اس نے سب کے سامنے توبہ و استغفار کیا۔ پھر تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے عقائد وہابیہ بتائے اور مسائل شرعیہ سے آگاہ فرمایا۔ وہ شخص سرتاپا عجز و انکساری کا مجسمہ بنا رہا۔ پھر موقع پا کر اس نے عرض کیا کہ:

'حضور! غریب خانے پر تشریف لے چلیں'۔ تو حضرت نے جانے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ: 'اس بار میں نہیں جا سکتا۔ البتہ اگر تم اپنی توبہ پر قائم رہو گے، تو آئندہ سفر میں چلوں گا'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص: ۲۲۱]

حضرت علامہ محمد عبد المصطفیٰ حشمتی، سربراہ دار العلوم مخدومیہ، رودولی شریف آگے لکھتے ہیں:

'اسی طرح دبئی میں گولڈ مارکیٹ کے قریب ایک مسجد، جس میں قاری غلام رسول صاحب امام تھے اور ایک بار وہاں کے لوگوں کی دعوت پر جمعہ کی امامت کے لیے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تشریف لے گئے۔ اس مسجد میں ہمیشہ جمعہ کی نماز مصلیوں کی کثرت کی وجہ

سے مائک پر ادا کی جاتی تھی۔حضور تاج الشریعہ نے بغیر مائک کے مکبرین کے ذریعہ امامت فرمائی اور لوگوں کے چوں چرا اور ہنگامہ آرائی کی بالکل پرواہ نہ کی۔یہ بھی حضور تاج الشریعہ کے زہد وورع اور استقامت وعزیمت کا بہترین نمونہ ہے۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۲۲۱]

حضرت علامہ محمد حبیب اللہ مصباحی، دارالعلوم فضل رحمانیہ پچپڑ وا بلرام پور لکھتے ہیں:

'اسی طرح حج وعمرہ میں دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حضرت تاج الشریعہ جب حج وعمرہ کے لیے جاتے، تو حرمین طیبین شرفہما اللہ میں بھی آپ کو وہی مقبولیت رہتی تھی، وہاں بھی لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی اور جب خانہ کعبہ کا طواف کرتے، تو مطاف میں لوگ آپ کے ساتھ ہالہ بنا کر طواف کرتے۔تا کہ آپ پر بھیڑ کی کوئی آنچ نہ آنے پائے۔آپ جب طواف کرتے، تو سب کی نظریں آپ پر ہوتیں اور سب آپ کو مسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے اور رشک کرتے۔اسی طرح منی، مزدلفہ وعرفات میں جب آپ وقوف فرماتے، جب کہ وہ مقام ایسا ہے کہ جہاں بادشاہان وقت بھی ایسے گم ہوجاتے، جیسے ہیں ہی نہیں، وہاں بھی آپ کی شان بہت نمایاں اور ممتاز رہتی تھی۔الحاصل اللہ رب العزت جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں آپ کو اس دنیائے فانی میں بھی ایسی شہرت ومقبولیت عطا فرمائی تھی کہ کسی اور کے لیے نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے کبھی سنا'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۴۵۲]

حضرت علامہ رضوان احمد نوری شریفی، جامعہ برکاتیہ گھوسی لکھتے ہیں:

'بخاری شریف کی روایت سے یہ ثابت ہے کہ ابولہب نے اپنی لونڈی 'ثوبیہ' کو اس لیے آزاد کردیا کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوش خبری دی تھی۔جس کی وجہ دوشنبہ کو اس کے عذاب میں کچھ تخفیف ہوجاتی ہے۔بخاری کی اس روایت کے منکر سے مدینہ منورہ میں ۱۸؍ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ کو بالمشافہ عربی زبان میں گفتگو فرماتے ہوئے دلائل کی روشنی میں اس روایت کا صحیح ہونا ثابت فرمایا۔اس کے بعد ان دلائل کو کتاب کی شکل دے دی۔تا کہ اس کا نفع عام ہوجائے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۵۲۵]

☆......حضرت مفتی محمد اسلم رضا میمن شیوانی تحسینی، دارالافتا ابوظہبی عرب امارات لکھتے ہیں:

'چند بار ابوظہبی، عرب امارات میں ہمارے غریب خانے پر قدم رنجا فرمایا۔تب میں نے اپنے بیٹے مصطفی رضا کی آپ سے تحنیک کرائی۔الحمد للہ! میرے پانچوں بچے حضور تاج الشریعہ کے مرید ہیں اور ان سب کے لیے حضرت نے تحریری سند واجازت حدیث شریف بھی عنایت فرمائی ہے'۔

[ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی شریف کا 'نقوش تاج الشریعہ' ۲۰۱۸ء، ص:۷۲۹]

☆ ☆ ☆

بانی برکات رضا میموریل ٹرسٹ، میرا روڈ، ممبئی

تاج الشریعہ کے امتیازات

از قلم: (مولانا) محمد رحمت اللہ صدیقی

بنام اسلام دنیا میں بہت ساری تحریکیں، تنظیمیں اور ادارے کام کر رہے ہیں اور سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حق پر ہے کم ان میں صرف اہلسنت و جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس میں حق دائر ہے۔ اہلسنت و جماعت کا کوئی باب، کوئی ورق اور کوئی متن ایسا نہیں ہے جو قرآن واحادیث، اقوالِ صحابہ اور افکارِ ائمہ سے متصف ہو۔ اصحابِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس انداز میں زندگی اور بندگی کو برتا ہے وہی انداز، وہی طریقہ اور وہی ضابطہ اہلسنت و جماعت کا منشور اور معمول ہے۔

بنام اسلام دنیا میں جو تحریکیں، ادارے اور جماعتیں نظر آتی ہیں ان میں اہلسنت و جماعت کے سوا کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس کا منشور قرآن واحادیث، اقوال صحابہ اور افکار ائمہ سے متصادم نہ ہو اور جس کے معمولات سے اصحابِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معمولاتِ زندگی کی مخالفت نہ ہوتی ہو، دعویٰ آسان ہوتا ہے ہر جماعت، ادارہ اور ہر تحریک حق پہ ہونے کے دعویٰ کرتی ہے لیکن حق پہ ہونے کے لئے ان کے پاس ایک بھی موثر دلیل نہیں ان تحریکات کے جو لٹریچر ہیں اور ان کی جو کتابیں ہیں ان میں اکثریت ایسی کتابوں کی ہے جو خرافات کا معجون مرکب ہیں، سنجیدہ دنیا جو غیر جانب دار ہو کر ان کتابوں کا مطالعہ کرتی ہے تو اسے شدید اذیتوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اگر دین اسی کا نام ہے تو ایسے دین پر اللہ تبارک وتعالیٰ، اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام فرشتوں کی لعنت ہو۔ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور نبی مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) اسلام نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تقدس کا جو تصور دیا ہے وہ ہر شئی سے بالا تر ہے ۔ اہلسنت و جماعت میں اسلام کا ہر تصور پورے پورے تقدس اور پاگیزگی کے ساتھ عملی طور پر محفوظ ہے۔ اور اس کے ماننے والے بہر صورت اس کی رعایت کرتے ہیں۔ ہم اپنے اعمال کو اسلام کی میزان پہ تولیں گے تو اسلام کو اپنے اپنے اعمال کی میزان پر جو عمل اسلام کے معیار و منہاج کی نفی کرے وہ شعبدہ ہے، زندیقہ ہے، ناراضگئی رحمان وغفار کا ذریعہ ہے۔

اہلسنت و جماعت حق ہے اور حق صرف اسی میں دائر ہے شور و غوغا سے سچائی کبھی نہیں بدلتی جب بھی نازک وقت آیا ہے تو اساطین اہلسنت ہی میدان میں اترے ہیں۔ اور باطن افکار و نظریات کے حالات کو چاٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔ علمائے اہلسنت کی بےلوث قربانیوں سے تاریخ کی پیشانی روشن و منور ہے تاریخ سے جو عوامی ذہنوں میں بھی محفوظ ہے کہ جب اکبر نے دینِ الٰہی کی بنیاد رکھی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اس کی بنیادیں اکھیڑ کر رکھ دی، حضرت مجدد الف ثانی کو اس راہ میں شدید ابتلا، آزمائش اور

شدت سے گزرنا پڑا۔لیکن اس کے عزم واستقلال کے سامنے اذیتیں پانی پانی ہوگئیں۔ان کی زبانِ حق ترجمان پہ ہر وقت یہی صدا رہی کہ

ہر جفا ہر ستم گوارہ ہے
اتنا کہہ دے کہ تو ہمارا ہے

اہلسنت وجماعت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ خانوں میں بٹی رہی ہے۔کوئی مردِ قلندر اٹھتا ہے اور دلوں کو جوڑ دیتا ہے۔کچھ دنوں تک لوگ آپس میں شیر وشکر رہتے ہیں پھر حالات حسبِ سابق ہو جاتے ہیں حضور مجاہد ملت سے بعض اہل عقیدت نے سوال کیا کہ حضور یہ فیصلہ سچ ہے کہ جماعت اہلسنت حق ہے، پھر اس میں اتنے اختلافات کیوں ہیں؟ حضور مجاہد ملت نے اپنے اہل عقیدت کو جواب دیا کہ یہ اختلافات ہی اس کے حق ہونے کی دلیل ہے کہ اگر یہ جماعت حق پہ نہ ہوتی تو کب کی مٹ چکی ہوتی۔اختلافات ہی کے وجود کو نگل جاتے ، باطل ہمیشہ متحد رہا ہے، آج جماعت اہلسنت کی کسی اور باطل جماعت سے محاذ آرائی ہوتی ہے تو تمام باطل جماعتیں آپس میں متحد ہو جاتی ہیں، جماعتِ اہلسنت کے حق ہونے پہ بھی بہت بڑی علامت ہے کہ آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے تھے اور ہماری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں ایک ہی فرقہ حق پہ ہوگا۔باطل کے اتحاد سے جماعتِ اہلسنت کی حقانیت واضح ہوتی ہے، آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک ہی فرقہ حق پہ ہوگا اور باطل جماعتیں سب کو حق پہ مانتی ہیں، جب کہ یہ منشائے حدیث کے منافی ہے اور فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شدید مخالفت ہے، جہاں دین ہوتا ہے وہاں خوف وخشیت ہوتی ہے اور جہاں دین نہ ہو وہاں خوف وخشیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، باطل جماعتوں کے روزمرہ معمولات سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ان کے پاس دین کے سوا سب کچھ ہے، ان کی سب سے بڑی طاقت ان کا آپسی اتحاد ہے۔

جماعتِ اہلسنت حق ہے اور حق بکھر کر بھی حق ہی رہتا ہے، حق کے دعوے داروں کے درمیان اختلافات ہوتا ہے شرعی اختلافات کا تعلق فروعیات سے ہوتا ہے اعتقادیات سے نہیں۔فروعیات میں اختلافات کبھی رحمت ہوتا ہے اور اگر اس کے رشتۂ ذاتیات سے جڑ جائے ، ذاتی اور شخصی مناوات سے جڑ جائے تو باعثِ زحمت ہوتا ہے، جماعتِ اہلسنت کی مثال ایک دریا کی ہے اس میں کوئی اختلافات کا پتھر پھینکتا ہے تو پانی کی سطح پہ لہریں اٹھتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں، اس پتھر کے دریا کی وسعت، گہرائی اور شفافیت میں بال برابر فرق نہیں آتا ہے، جماعتِ اہلسنت ایک ایسا دریا ہے جس کا رشتہ مدینے سے بڑا گہرا ہے، جماعتِ اہلسنت کا ہر ورق حقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محبتِ اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عقیدتِ عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روشن ومنور ہے، جماعتِ اہلسنت ہی دینِ حق ہے یہ ایک خدائی نور ہے، یہ ایک خدائی چراغ ہے اور یہ ایک خدائی مانوس ہے، اس چراغ کو دنیا کی کوئی طاقت بجھا نہیں سکتی بلکہ جس طاقت نے اسے بجھانے کی کوشش کی ہے خود اس کا وجود ختم ہو گیا ہے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اہلسنت و جماعت کی اصطلاح کی وضع عہدِ اصحابِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نہیں ہوئی تھی، بلکہ اس اصطلاح کی وضع حضرتِ امام ابوالحسن اشعری اور حضرتِ امام ابومنصور ماتریدی کے عہد میں ہوئی، مذکورہ ائمہ کے عہد میں کئی ایک باطل جماعتیں اور فرقے وجود میں آئے اور سب کے سب حق پہ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے اس طرح حق کا چہرہ مشتبہ ہونے لگا اور اہلِ حق میں اضطراب پھیلنے لگا حضرت امام ابوالحسن اشعری اور حضرت امام ابومنصور ماتریدی نے باطل سے جہاد کیا اور اہلِ حق کے لئے اہلسنت و جماعت کی اصطلاح وضع کی اس طرح جو شخص اہلسنت و جماعت کے معمولت ومراسم، اصول وضوابط اور افکار ونظریات کا عامل اور پابند ہوتا اسے اہلِ حق میں سمجھا جاتا یعنی حضرت امام ابوالحسن اشعری اور حضرت امام ابومنصور ماتریدی کے متبعین ہی کو اہل حق میں شمار کیا جاتا بلکہ ان دونوں شخصیات نے حق کو اتنا واضح کیا کہ دونوں شخصیات معیارِ حق وصداقت بن گئیں اور آج بھی مذکورہ دونوں شخصیات کو یہ حیثیت حاصل ہے۔

جماعتِ اہلسنت ہر زمانے میں باطل قوتوں کے نشانے پر رہی، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ باطل اہلسنت ہی سے افرادی قوت حاصل کرتا رہا ہے۔ باطل ہمیشہ اپنے چہرے پہ خوبصورت نقاب ڈال کر آتا ہے تاکہ سادہ طبیعتوں کے شکار میں آسانی ہو، دھوکہ، فریب اور ریاکاری کے خمیر ہی سے باطل کا پیکر تیار ہوتا ہے۔ مگر حدیث پاک **"اتقوا بفراسة المؤمن۔۔۔ الخ"** کو تحتِ باطل جس لباس میں آئے اور اپنے مکروہ چہرے پہ جتنا خوبصورت نقاب ڈال کر آئے علمائے ربانیین کی نگاہوں سے بچ کر نہیں نکل سکتا، یہی وجہ ہے کہ جس فتنے کی اصلیت عوام پہ بہت بعد میں آشکار ہوتی ہے علمائے ربانیین ابتدا ہی میں اس سے خوب اچھی طرح واقف ہوجاتے ہیں اور اس کی شناختوں، جہالتوں اور خطرات سے قوم وملت کو بچانے کے لئے عملی اقدامات کا پاکیزہ سلسلہ شروع کر دیتے ہیں، تاریخ میں اس کے بے شمار نظائر موجود ہیں اگر اجمالی طور پر بھی نظائر پیش کئے جائیں تو ایک طویل فہرست تیار ہوسکتی ہے یہاں ماضی قریب سے دو چند اوراق پیش ہیں:

اہلِ علم وعرفان کی دنیا اس بات سے خوب اچھی طرح واقف ہے کہ اکبری فتنہ دینِ الٰہی کا نام نہاد نقاب اپنے چہرے پر ڈال کر نمودار ہوا تھا۔ عوام بظاہر دین الٰہی کا نقاب دیکھ رہی تھی، لیکن حضرت مجدد الف ثانی اس خول کے اندر دیکھ رہے تھے آپ نتائج سے بے پرواہ ہوکر اس فتنے کے خلاف آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے، فتنہ حکومتِ وقت کے زیر سایہ پرورش پا رہا تھا اور حکومت جمہوری نہیں تھی، شخصی تھی اور عوامی جذبات واحساسات سے بے نیاز تھی، اکبر تنہا ہر سفید وسیاہ کا مالک تھا۔ اکبر کے رعب وجلال کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑا طوفان اس کا نام سن کر اپنا راستہ بدلنے پر مجبور ہوجاتا تھا اکبر کی حکومت کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا پاس پڑوس کی چھوٹی چھوٹی ریاستیں اس سے ہر وقت خوف زدہ رہا کرتی تھیں، لیکن تنہا مجدد الف ثانی کے فولادی عزم کے سامنے حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوگئی، ابوالفضل اور فیضی اکبر کے دو بڑے اہم مشیر تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی

حکومت ہی کی کمر نہیں توڑی بلکہ اس فتنے اور اس فتنے کو توانائی فراہم کرنے والے ابوالفضل اور فیضی دونوں کو حکومت کے ایوان میں دفن کر دیا۔حضرت مجدد الف ثانی کی بے پناہ جدو جہد سے اسلام خطرے کی زد سے باہر نکل آیا، چونکہ بادشاہت میں عوام بے بس ہوتی ہے، علماء ربانیین ہی امید کی ایک آخری کرن ہوتے ہیں، حضرت مجدد الف ثانی اپنی بے لوث قربانیوں کے باعث عوام وخواص کے قبلۂ عقیدت بنے کہ ان کے نام ہی اہلِ حق کی علامت وشناخت بن گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے جس فتنے کو اس کے بانیوں اور حواریوں کے ساتھ دفن کر دیا تھا ابھی سو سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہی فتنہ مولوی اسماعیل دہلوی کی شکل میں نمودار ہوا، اس فتنے سے پورے برصغیر میں پھر بھونچال آ گیا، اسلام کے جس گلشن کو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے خون جگر سے سینچا تھا جسے بادِ مخالف سے بچانے کے لئے آپ نے اپنا ہر سکون تج دیا تھا اسی گلشن پر خزاں پھر منڈلانے لگی تھی اکبر کا خود ساختہ دین الٰہی بھی حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھا تھا اور مولوی اسماعیل دہلوی کا فتنہ بھی حکومتِ وقت کی پناہ میں سفر کر رہا تھا صرف چہرے بدل گئے تھے، سپاہی بدل گئے تھے اور سپہ سالار بدل گئے تھے ،مولوی اسماعیل دہلوی کا فتنہ اکبر کے خود ساختہ دین الٰہی سے بھی خطرناک تھا چونکہ یہاں جو بھی ہو رہا تھا اسلامی لبادے میں ہو رہا تھا، چہرے پہ اسلامی نقاب ڈال کر ہو رہا تھا، اور اسلام کے نام پر ہو رہا تھا۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اسلامی جہاد تھا تو انگریز جو اسلام کا ازلی دشمن ہے اسے اس جہاد سے کیوں محبت تھی؟ اور ہر طرح سے اس کی وہ پشت پناہی کیوں کر رہا تھا؟ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک ،تحریر اور جہاد کو اسلامی جہاد سے تعبیر کرنا سخت جہالت ونادانی ،سچائی کی جستجو اس پہ قائم رہنا اور اسی کو بڑے پیمانے پر اجاگر کرنا انسان کا مذہبی فریضہ ہے۔

اکبر کے خود ساختہ دین الٰہی کو عوام مسلمین کی تائید حاصل نہ تھی ،عوام کی خاموشی حکومت کا خوف تھا اکبر کے خود ساختہ دین الٰہی کا کوئی اصول دین اسلام سے نہیں ملتا تھا جبکہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک بنام اسلام تھی وہ بظاہر اسلام کا مفکر تھا، اس کا شب خون اعتقادیات پہ تھا وہ اسلامی اعتقادیات کو علماء کی ذہنی وفکری اضافات سے تعبیر کرتا تھا، اس کی تحریک کا بنیادی مقصود اسلامی سطوت وشوکت کو ضائع کرنا اور مسلمانوں کو مختلف خانوں میں بانٹ دینا تھا، اور اس حوالے سے اسے بہت حد تک کامیابی ملی ،حکومت وقت کا یہی منشاء بھی تھا، اس کی تحریک سے مسلمانوں کو جو زخم ملے ہیں ان سے آج بھی خون کے فوارے پھوٹ رہے ہیں اور مسلمان زوال کی دلدل میں دھنستا جا رہا ہے۔

اکبر کے دین الٰہی کے خلاف علماء متحد نہ تھے، یہاں بھی حکومت کا خوف تھا، مگر مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک کے خلاف علماء اور عوام دونوں متحد تھے، دہلی کی جامع مسجد میں باضابطہ اس سے مناظرہ بھی ہوا اور وہ مناظرے کے دوران ہی مسجد سے نکل کر چلا گیا، اس کی تحریک کی علماء کے بیزاری کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے رد میں تین سو سے زائد کتابیں بھی لکھی گئیں، اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے، آج اس کے خلاف لکھی جانے والی کتابوں کو اکٹھا کیا جائے تو اس کی تعداد ہزاروں تک جا سکتی ہے، ملک میں ہر سمت حنفیت کا غلغلہ تھا اور پورا ملک دینی، ملی اور مسلکی امتیاز سے متحد تھا، مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک

اسلام کا ایک ایسا نیا چہرہ تھا جس میں تقدیس الوہیت اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ہدف تنقید تھی ،اس تحریک کی روشنی میں مولوی اسماعیل دہلوی کو افکار ونظریات کا مخالف اسلام سے خارج تھا، چاہے اس کا تعلق دنیا کے کسی خطے یا علاقے سے ہو۔

مولوی اسماعیل دہلوی کی دین بیزار اور رسول دشمن تحریک کے شعلوں سے پورا برصغیر جھلسنے لگا، گھر میں جدوجدال جیسا ماحول ہو گیا، بیٹا باپ کے خلاف محاذ آرا ہوا تو بیٹی ماں کے خلاف صف بندی میں مصروف ہوگئی جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو سعادت مند قلوب بارگاہ رب ذوالجلا میں دست بدعا ہوئے ان کی دعائیں باب اجابت سے ٹکرائیں ،رحمتِ الٰہی متوجہ ہوئی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ قوم وملت اور رہنمائے دین وشریعت بن کر بریلی شریف سے نمودار ہوئے ۔آپ کی ولادت ۱۲۷۲ھ ،۱۸۵۶ء میں ہوئی ، یہ زمانہ مسلمانان برصغیر کے لئے بڑا نازک زمانہ تھا، قوم مسلم رافضی اور خارجی دونوں اعتبار سے افلاس کا شکار تھی ،خاص کر ہندوستانی مسلمان سخت آزمائش میں مبتلا تھا ان سے ان کا مذہبی تشخص بھی چھینا جارہا تھا اور انہیں شہری وملکی حقوق سے محروم کرنے کی کوششیں بھی تیز تھیں حکمراں طبقہ کو یہ خوف پریشان کئے ہوا تھا کہ مسلمان کبھی بھی بیدار ہوسکتے ہیں چونکہ ان کی نگاہوں میں ان کے ہزار سالہ حکومت کے پرکیف مناظر اور تجربات ہیں وہ لذتوں اور آزاد دنیا سے ابھی ابھی نکل کر آئے ہیں ان کے سروں سے حکمرانی کا نشہ ابھی نکلا نہیں ہے، دوسری طرف برادرانِ وطن کو یہ خوف ہراساں کئے ہوا تھا کہ اگر یہ قوم پر اعتبار سے خود کفیل ہو جاتی ہے تو اس سے زندگی کے کسی بھی میدان میں مقابلہ آسان نہ ہوگا۔حکومت کی منشری اپنے مسلم نما ایجنٹوں کی ٹیم تیار کر چکی تھی ، جو اسلامی اقدار وروایات کے چہرے کو گرد آلود کرنے میں شب وروز مصروف تھی ،ایک طرف اسلاف کے سائے میں مسلمانوں کے تعاقب تھے تو دوسری طرف رہبر کے روپ میں رہزنوں کا ٹولہ مناظراتی ، مباحثاتی ماحول پیدا کر کے حال و مستقبل پہ غور کرنے سے انہیں روک رہے تھے یعنی زندگی کے ہر شعبے میں مسلمانوں کو پسپائی پہ مجبور کیا جارہا تھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے جب شعور کی دہلیز پہ قدم رکھا تو انہوں نے مسلمانوں کو مایوسی کے صحرا میں بھٹکتے ہوئے پایا، مذہب ،سیاست اور تجارت کے شعبوں میں مسلمانوں کی نمائندگی انتہائی مایوس کن ہے اور جو لوگ مذہبی ،سیاسی اور تجارتی نمائندوں کی شکل میں مصروف کار ہیں حقیقت میں وہ دین فروش ، مذہب فروش اور قوم فروش ہیں ان کی اولیں خواہش حکومت وقت کی خوشنودی ہے، جو دین مدینے سے مسلمانوں کو ملا ہے یہ اس دین کے سوداگر ہیں، جب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو ایمان کی اساس ہے یہ رہبر نما رہزن، اس عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چراغ کو مسلمانوں کے سینوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں، تقدیس الوہیت کا قرآن واحادیث نے جو پاکیزہ اور صاف وشفاف تصور دیا ہے یہ اس تصور کو میلا کر دینا چاہتے ہیں، ان کا مقصود اس دین سے مسلمانوں کا رشتہ توڑ دینا چاہتے ہیں جو دین مدینہ کی پرنور فضا میں پرورش پایا ہے اور پروان چڑھا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی ذات ظاہری وباطنی کمالات کی جامع تھی ،اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی طاقت وتوانائی عطا کی تھی کہ وقت کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان سے مقابلے کی تاب نہیں پاتی تھی چونکہ فتنے ہزار تھے اور ہر فتنے کا انہیں سر کچلنا تھا،اکبر کا خودساختہ دین ایک طویل مدت کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی کی شکل میں نمودار ہوا،اکبر کے دین الٰہی کا ایک ہی روپ تھا مگر مولوی اسماعیل دہلوی کے فتنے کے ہزار روپ تھے اور ہر روپ ایک مکمل فتنہ کی شکل اختیار کر چکا تھا ،مولوی اسماعیل دہلوی سے نکلے ہوئے ہر فتنہ کو تاب وتوانائی مل رہی تھی ، بلکہ حکومت ہی ان فتنوں کو ہر طرح کی غذا فراہم کر رہی تھی ،اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کے عہد میں ہر فتنہ جوان ہو چکا تھا،نظام قدرت ہے کہ فتنہ جس قدر اور جتنا مضبوط ہوتا ہے اس کو کچلنے کے لئے رب اس سے کہیں زیادہ بڑی اور مضبوط طاقت کو بھیجتا ہے،اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی کتاب حیات کے مطالعہ سے اس کی بھرپور توثیق ہوتی ہے،اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی ذات کو بے پناہ طاقت وتوانائی سے مزین فرمایا تھا،یہی وجہ ہے کہ کوئی باطل آپ کے سامنے سرخ رو نہ ہوسکا،خود فرماتے ہیں:

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے مسلمانوں کو قدم قدم پر حوصلہ دیا،مسلمانوں کی زندگی کی جو راہیں تاریک تھیں انھیں روشن کیا،جو قوتیں مسلمانوں کی مذہبی ومعاشرتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں مصروف تھیں ان کی نشاندہی کی اور ہر فتنے سے آپ نے نقاب الٹ دیا،اعلیٰ حضرت کے عہد میں کوئی ایسا فتنہ نہیں ملتا جس کی آپ نے نشاندہی نہ کی ہو،اور کوئی ایسا فتنہ نہیں ملتا جس کے خلاف آپ کی کوئی کتاب یا کوئی رسالہ نہ ہو،آپ کے علم،عمل اور عشق کی روشنی اتنی تیز تھی کہ پوری اسلامی دنیا آپ کی سمت متوجہ ہوگئی،آپ نے صرف اسلام دشمن عناصر ہی کا تعاقب نہیں کیا بلکہ آپ کے عہد میں بعض مسائل ایسے تھے جس کا اطمینان بخش حل علماء،فقہا اور مفتیان کرام پیش نہیں کر پا رہے تھے،آپ نے ان مسائل کا بھی انتہائی سنجیدہ اور دلائل وبراہین سے مزین حل پیش فرمایا،آپ کی دینی، ملی اور علمی ایسی نہیں ہیں کہ انھیں لفظوں میں سمیٹ لیا جائے، بلکہ اس کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے،اور یہ کام فرد واحد کے بس کا بھی نہیں ہے،اس کے لئے ایک مضبوط تنظیم اور ہر طرح سے مستحکم ادارے کی ضرورت ہے،اس مختصر تحریر میں ہم نظیریں بھی پیش کرنے سے قاصر ہیں،ویسے آپ کی حیات کے اکثر ابواب چاند کی چاندنی کی طرح صاف وشفاف اور چاند وسورج سے زیادہ روشن ومنور ہیں،آپ نے اپنی حیات کی ہر سانس کو دین وشریعت کی تبلیغ،عشق ومحبت کے فروغ،اور قوم وملت کی فلاح کے لئے وقف کر دیا تھا،آپ نے فتنوں کی سرکوبی بھی کی اور مسلمانوں کو ان کی سرکوبی کے

لئے ہتھیار بھی فراہم کئے، آپ نے مسائل کے بھنور سے مسلمانوں کو نکالا بھی اور مستقبل میں ایسے حالات سے نمٹنے کے لئے خطوط بھی متعین کئے، چراغِ عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قلوبِ مسلمین کو روشن بھی کیا اور عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحفظات بھی فراہم کئے۔ یعنی جن مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ کی ولادت ہوئی تھی آپ نے ان مقاصد کو بھر پور انداز میں تکمیل کے زیور سے مزین کیا ہے، یہ عقیدت کی تیز لہریں نہیں ہیں بلکہ صداقت کی پرنور شعاعیں ہیں۔

یہ ایک عظیم سچائی اور صداقت ہے کہ جب کوئی انسان نعمت کی قدر کرتا ہے اور اپنے منصب سے وفاداری کرتا ہے تو وہ نعمت اور منصب اس سے چھینا نہیں جاتا بلکہ اس کے بعد بھی وہ نعمت اور منصب اس کی آنے والی نسلوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ جب تک حیات سے رہے پوری اسلامی دنیا کی قیادت وامامت کی دستار آپ کے سر پر روشن ومنور، رہی آپ کے بعد یہ منصب آپ کے خلف اکبر حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کو ملا، حضرت حجۃ الاسلام نے اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت کی دینی، ملی اور قومی خدمات کے کسی بھی ورق کو داغدار ہونے نہیں دیا۔ چونکہ معاملہ عموماً پوری اسلامی دنیا اور خصوصاً پورے برصغیر کا تھا، اگر اعلیٰ حضرت کی تحریک، تحریک عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی بھی زاوے سے کمزور ہوتی تو پورے برصغیر کی مذہبی، حقانیت کے داغدار ہونے کا شدید خطرہ تھا، رحمت الٰہی اعلیٰ حضرت کی مسند عشق وعرفان کی زیب وزینت کے لئے افراد فراہم کرتی رہی، حضرت حجۃ الاسلام کے بعد اس مسند عشق وعرفان پر حضور مفتیٔ اعظم ہند شاہ محمد مصطفی رضا قادری برکاتی جلوہ افروز ہوئے، آپ نے پورے برصغیر کو منظم بھی کیا، مضبوط بھی کیا اور متحد بھی کیا۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند کی کتاب حیات کے انوار وتجلیات، پیشانیاں آج بھی روشن ومنور ہو رہی ہیں۔ آپ کے عہد نے آپ سے بڑا کوئی دوسرا التقویٰ شعار نہیں دیکھا ہے، دنیا کے جن شہر وصوبہ کو آپ کے قدموں کی برکتیں ملی ہیں، ان شہروں کے بام ودر سے آج بھی خوشبو پھوٹتی ہے، جن گلیوں سے آپ گزرے ہیں وہ گلیاں آج بھی مہکتی ہیں، آپ نے قریب قریب ۷۵ رسال تک اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی تحریک کی قیادت ونیابت کی اور اس شان سے کی کہ پورا برصغیر عشق وعرفان کی خوشبو میں نہانے لگا۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند کے بعد حضور تاج الشریعہ، وارث علوم اعلیٰ حضرت، پرتوِ حجۃ الاسلام اور جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند کی شکل میں نمودار ہوئے۔ اور اپنے خاندانی بزرگوں کی امانتوں کی تشہیر وترویج اس انداز میں کی کہ عوامی جذبات واحساسات کے قبلۂ عقیدت بن گئے، آپ پچاس سال سے زیادہ عرصہ تک ملت اسلامیہ کو حرارت عشق رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عرفان عطا کرتے رہے۔ آپ نے اسلاف اور اپنے خاندانی بزرگوں کے چراغ عشق وعرفان کی لو کو کبھی مدھم ہونے نہیں دیا اور قومی وملی اعتبار کو کسی بھی زاوے سے داغدار ہونے نہیں دیا، آپ کی حیات کی ہر سانس فکر رضا سے عبارت تھی، یاران زمانہ نے آپ کی شخصیت کو مجروح کرنے کی پرزور تحریک چلائی مگر مخالفت اور کردارکشی کی آگ میں محرکین کا اپنا وجود جھلسنے لگا، انہیں جلد ہی احساس ہو گیا کہ وار اُلٹا جارہا ہے، آپ نے کبھی کوئی فیصلہ ذاتی وشخصی مفاد سے متاثر ہو کر نہیں کیا، بلکہ اصول شریعت ہر وقت

آپ کے پیش نگاہ ہوتا، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے آپ کے شرعی فیصلے کو بغداد معلّٰی کی حمایت ودستگیری حاصل رہی ،سلسلۂ قادریہ کے فروغ وارتقا میں آپ نے جو رول ادا کیا ہے تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی ،غوثیت مآب سے آپ کا عشق ہر طرح کے داغ دھبے سے پاک ہے خود فرماتے ہیں:

صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو

ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد

حضور تاج الشریعہ کی ذات یقین مستحکم ،عمل پیہم ،محبت فاتح عالم کی حسین تعبیر تھی ،آپ جماعت اہلسنت کو خطرات سے بچانے کی تاحیات کوشش کرتے رہے ،آپ کو دنیا کی کوئی طاقت کبھی مرعوب نہ کرسکی ،دنیا اپنے ذاتی مفاد کے لئے سیاسی قائدین کے قرب کے لئے کوشاں رہتی ہے ،مگر بڑے بڑے سیاسی قائدین آپ کی زیارت کے لئے اہل عقیدت کی صف میں کھڑے ہو جاتے پھر بھی وہ محروم تمنا ہی واپس ہوتے ، یہاں تک کہ وقت کے وزیر اعظم بھی آپ سے شرف ملاقات کی غرض سے بریلی شریف حاضری دی پھر بھی آپ نے انھیں اپنے دربار میں باریابی کی اجازت نہیں دی آپ کے چہرے سے ہر وقت نور الٰہی کی شعاعیں پھوٹتی رہتیں ۔اہل علم ،اہل عقیدت اور اہل محبت دور دراز کا سفر کر کے بریلی شریف حاضر ہوتے اور زیارت کا شوق سے گھنٹوں قطار میں کھڑے رہتے ،عقیدت کے اضطراب کو بمشکل تسکین کی دولت نصیب ہوتی ،عوامی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بیٹھ جاتے پروانوں کے ہجوم اکٹھا ہوجاتا ،لوگ آپ سے وابستگی کو معراج زندگی تصور کرتے ،اکثر ایسا ہوتا کہ پروانوں کے ہجوم سے انسانی زنجیر بنا کر آپ کو باہر نکالا جاتا ۔ماضی قریب میں مقبولیت کی ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی ،علماء آپ کی بارگاہ میں ایسے بیٹھے ہوتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں ،جب بھی کوئی شرعی مسئلہ کھڑا ہوجاتا تو دنیا کی نگاہیں آپ کی سمت لگی رہتیں ،عہد حاضر میں آپ کو فیصل کی حیثیت حاصل تھی ،آپ کے استحضار ذہنی کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا کہ ہر فن کی کتاب آپ کے سامنے کھلی ہوئی ہے ،مسائل جو بھی ہوں اور جیسے بھی ہوں کبھی کوئی مسائل آپ کی بارگاہ سے محروم نہیں لوٹا ،واقعی آپ وارث علوم اعلیٰ حضرت ،پرتوِ حجۃ الاسلام اور جانشین مفتیٔ اعظم ہند تھے ،یہ القاب وآداب آپ کو عقیدت کے زیر اثر نہیں ملے ہیں بلکہ اس میں سو فیصدی حقیقت کی جلوہ ریزی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کو عہد حاضر کے علماء ومشائخ میں جو امتیازات حاصل ہیں اس میں خاندانی شرف ومجد کا کوئی عمل دخل نہیں ہے ،ہر چند کہ خاندانی وجاہتیں اپنے اثرات رکھتی ہیں ،یہ بات سچ ہے کہ خاندانِ رضا عالم میں انتخاب ہے اس خانوادے کی دینی ،ملی ،عملی اور سیاسی خدمات کا دائرہ دوسو سال سے زائد پر پھیلا ہوا ہے ،آج پورے برصغیر میں جہاں عشقِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چراغ روشن نظر آتے ہیں یہ اسی خاندان کی پر خلوص قربانیوں کا نتیجہ ہے ،اس خانوادے نے جہالت کی ہر تاریکی کو تار تار کر دیا ہے ،تقدیس الوہیت اور عظمتِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف اُلجھنے والے ہر طوفان کا اس خانوادے نے سرفروشانہ مقابلہ کیا ہے اور اس کی سرکوبی میں قائدانہ رول ادا کیا ہے ،خاندانی قربانیوں کا فیضان یقیناً حضور

تاج الشریعہ کے ساتھ تھا مگر ان کی ذاتی وکسبی صلاحیتیں تھیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھیں، انہوں نے اپنے علم وعرفان اور عشق وآگہی سے پوری دنیا کو متاثر کیا ہے، ان کی شخصیت کے علمی، فکری اور لسانی جہات ہیں اور ہر جہت تفصیل طلب ہے، تعصب، تنگ نظری اور گروہی عصبیت کا کوئی دین دھرم نہیں ہوتا، آپ کی شخصیت تاحیات علماء زمانہ کے لئے مرکز توجہ بنی رہی، دنیا کے ہر گوشہ، ہر خطہ اور ہر شہر کے علماء آپ سے اکتساب فیض کی تمنا لئے رہتے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر خطے میں آپ کے خلفاء، تلامذہ اور مستفیدین بڑی تعداد میں مل جاتے ہیں، آپ کی بینائی اور سماعت دونوں متاثر تھی مگر دینی، ملی، علمی اور فکری خدمات کی راہ میں سے دونوں کبھی حائل نہیں ہوئیں، آپ نے مسائل کی پیچیدہ گتھیاں سلجھانے میں کبھی بھی کسی سائل سے اس کی شکایت نہیں کی، اس دوران آپ کی جو تالیفات اور تصنیفات آئی ہیں ان میں علم وعرفان کا سمندر موجیں مارتا نظر آتا ہے، آج کی بعض تحریکات کے اثر اور بعض نام نہاد داعی اسلام اہلِ زبان وقلم کی ٹیم رکھ کر ان سے کتابیں لکھواتے ہیں اور انھیں اپنے نام سے چھپواتے ہیں، علمی دنیا کے لئے یہ بہت بڑا المیہ ہے، اس سے اہلِ علم کے قلمی نگارشات سے عوامی اعتماد اُٹھ سکتا ہے، خود اہلِ زبانِ قلم کو اس عمل سے گریز کرنا چاہئے، مگر حضور تاج الشریعہ عذر شرعی کے باوجود جو تحقیقات دنیا کے سامنے پیش کی ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے، آپ کو جب بھی کتابوں کی طرف رجوع ہونے کی ضرورت پیش آتی تو آپ کتاب کی جلد، صفحہ نمبر اور سطر نمبر کی بھی نشاندہی فرما دیتے اور جب کتابوں کو کھول کر دیکھا جاتا تو آپ کی نشاندہی حرف بحرف سچ ثابت ہوتی، آپ کی نشاندہی کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا کہ دینی مسائل سے متعلق تمام کتابیں آپ کو حفظ ہیں، عہدِ حاضر کی شخصیات میں کوئی بھی شخصیت ایسی نہیں ملتی جو مذکورہ خصوصیات کی حامل ہو۔

حضور تاج الشریعہ کے عہد کو فتنوں کا عہد کہا جاسکتا ہے، ہر آنے والا دن اپنے ساتھ ایک نیا فتنہ لے کر آتا ہے، اکبر نے جو صلح کلیت کی بنیاد رکھی تھی حضرت مجدد الف ثانی کی کوششوں سے اس کا جنازہ نکل گیا تھا مگر اس کے باقیات ہر زمانے میں شکلیں بدل بدل کر عوامی اضطراب کا سبب بنتے رہے، مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک بھی اکبری صلح کلیت کا حربہ تھی، اس تحریک کی کوکھ سے بہت سارے فتنوں نے جنم لیا، ہر وقت علماء حق کی پیش رفت نے مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک کو مفلوج کیا، مگر یہ تحریک ختم نہیں ہوئی، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت اور ندویت یہ سارے کے سارے فتنے مولوی اسماعیل دہلوی ہی کی تحریک کی مختلف شکلیں ہیں، فتنہ جو بھی ہو اور اس کا تعلق زمین کے جس حصہ سے ہو علماء حق نے اس کے دفاع میں بھرپور حصہ لیا ہے، تاریخ میں اس کی بے شمار نظیریں دیکھی جاسکتی ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علماء اور عوام دونوں کے لئے مقتدا کی حیثیت رکھتے تھے، آپ نے زندگی کے ہر شعبے میں اپنی قیادت وامامت کا جوہر دکھایا ہے، باہر کے جو فتنے تھے وہ تو اپنی جگہ تھے آپ نے کمال ہنر مندی سے باہر کے فتنوں کا دفاع فرمایا اور ان کی کمر توڑنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر آپ کو اندرونی فتنوں سے بھی نمٹنا پڑا، اندرونی فتنوں میں چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا فتنہ، ٹیلی فونی استفاضہ کا فتنہ، ٹائی کا فتنہ، ٹی وی، ویڈیو کا فتنہ اور لاؤڈ سپیکر کی اقتدا کا فتنہ وغیرہ وغیرہ آپ

نے مذکورہ فتنوں کا ہر اعتبار سے تعاقب کیا اور دلائل و براہین سے ان فتنوں کی چوٹیں ہلا کر رکھدی، صلح کلیت کا طوفان بھی بڑی تیزی سے اٹھا تھا اس طوفان میں بڑے بڑے ادارے اور خانقاہیں تلکوں کی طرح بہہ گئیں، مگر حضور تاج الشریعہ صلح کلیت کے خلاف فولادی دیوار بن کر کھڑے رہے، آپ نے اپنی زبان وقلم سے صلح کلیت کی نسیں کاٹ کر رکھدی، صلح کلیت آپ کے وجود سے خوف زدہ وحراساں تھی، صلح کلیت کے خلاف آپ نے اپنی زبان وقلم کا جس انداز میں استعمال کیا ہے اگر دوسرے علماء بھی آپ کے شانہ بشانہ ہوتے تو صلح کلیت کا نام ونشان مٹ جاتا، یہاں بھی تعصب، تنگ نظری اور برادرانہ عصبیت اپنے جلوے دکھاتی رہی، صلح کلیت کے فروغ کے لئے روپئے دے کر باضابطہ کتابیں لکھوائی گئیں مگر حضور تاج الشریعہ کے چند جملوں نے ان کتابوں کو ان کے مصنفین کے ساتھ دفن کردیا۔

حضور تاج الشریعہ کے امتیازات وخصوصیات کو چند صفحات میں سمیٹا نہیں جاسکتا اس کے لئے وقت، علم، مطالعہ اور مشاہدہ کی ضرورت ہے، ان کی کتاب حیات کا ہر ورق دوسروں سے ممتاز ہے، ان کی زندگی کی ہر سانس میں امتیاز ہے، انہوں نے دنیا سے جاتے جاتے بھی اپنے امتیازات دکھائے ہیں، ان کے جنازے میں جو بھیڑ دیکھی گئی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ، ان کے وصال کے بعد جو نمبرات اور جتنے نمبرات آئے ہیں یہ بھی تاریخ اسلامی کا اولین باب ہے، ان کے علمی، فکری اور لسانی انفرادات ہیں جن کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا، تاریخ میں ان کی انفرادی حیثیت صدیوں محفوظ رہے گی، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے علمی فکری، لسانی اور روحانی فیضان سے اہلسنت کو ہمیشہ شادکام رکھے آمین ثم آمین

☆☆☆☆

مدیر اعلیٰ پیغام رضا، ممبئی۔ ۱۷ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ، ۲۰۱۸ء

حضور تاج الشریعہ عظیم داعی ومبلغ

از قلم: مفتی مشتاق احمد اویسی امجدی

خالق کائنات عزوجل نے دنیا کو دار ابتلاوآزمائش اور آخرت کو دار جزاوسزا بنایا پھر رب کا بے پایہ فضل وکرم یہ ہے کہ اس نے سزاوجزا سے قبل بنی نوع آدم کو آزمائش پر کھرے اترنے کے لیے تبشیروانذار کا پاکیزہ قانون جاری فرمایا یعنی اللہ قادر مطلق نے پہلے اپنے اوامرونواہی سے مطلع فرمایا اور پھر اوامر کی بجا آوری پر جزا اور ارتکاب نواہی پر حکم سزا نافذ فرمایا، اسی اہم فریضہ کی ادائیگی کے لیے اللہ عزوجل نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے حضرت سیدنا عیسی علیہ السلام تک جملہ قوموں میں انبیائے کرام کی مقدس جماعت بھیجی تاکہ یہ حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام قوم کو اللہ کے فرائض سے آگاہ فرمائیں اور ان پر راہ حق واضح کرکے حجت قائم کریں ،اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا [اسراء، ۱۵] ترجمہ: اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں (کنزالایمان) اور ایک مقام پر فرماتا ہے: كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ [بقرہ، ۲۱۳] لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیا بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری کہ وہ لوگوں میں ان کے اختلافوں کا فیصلہ کردے۔ (کنزالایمان)

ہر زمانے میں اللہ کے جلیل القدر پیغمبران عظام اپنی اپنی امت کو ایک اللہ کی بندگی، اپنی نبوت ورسالت کا پیغام محبت پیش کرتے رہے اور لوگوں کو شرک وبت پرستی کی لعنتوں سے آگاہ فرماتے رہے، کوئی امت ایسی نہ گذری جس میں مصلحین اور مبلغین کا وجود مسعود نہ رہا اور امت کو عذاب میں گرفتار کیا گیا ہو بلکہ ہر دور میں داعیان توحید ورسالت نے تبلیغ کا فریضہ خوب خوب انجام دیا حتی کہ امام الانبیا، خاتم پیغمبراں روحی فداہ جناب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب کو یہ حکم دیا: ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ [نحل، ۱۲۵] ترجمہ: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ (یعنی خلق کو دین اسلام کی دعوت دو) پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے (کنزلایمان) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کریمانہ اور شمائل حسنہ سے بت کے پجاریوں کو خدائے وحدہ لاشریک کا پرستار اور ہوس پرستوں کو اطاعت شعاری کا خوگر بنایا اور دیکھتے دیکھتے ہی اسلام کا پرچم چہار دانگ عالم میں لہرانے لگا غرض کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اللہ کا پیغام بحسن وخوبی انجام دیا اور اس راہ میں آنے والی ہر صعوبت وکلفت کو خندہ پیشانی سے برداشت فرمایا، گویا دین کی دعوت دینا اور اس پر تمام مصائب کو برداشت کرنا انبیا ومرسلین، صحابہ وتابعین اور مومنین صالحین کی محبوب سنت اور پسندیدہ عمل ہے۔

یہی وہ سنت نبوی اور وصف ایمانی ہے جس کی وجہ سے اللہ عزوجل نے امت مصطفوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو سابقہ تمام امتوں

پر فوقیت و برتری عطا فرمائی، چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (ال عمران ۱۱۰) ترجمہ: تم بہتر ہو سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔ [کنزالایمان]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلفا وخلفا ائمہ دین، اولیائے کاملین، صالحین اور علمائے ربانیین اس عظیم وجلیل ذمہ داری کو انجام دیتے رہے۔

دعوت وتبلیغ کے سودمند اور دوررس نتائج وفوائد کے لیے داعی میں مبلغانہ اوصاف وکمالات کا پایا جانا ناگزیر ہے، اگر مبلغ وداعی ان صفات سے خالی ہو تو تبلیغ بے اثر ثابت ہوگی۔ جس کی طرف اللہ رب العزت جل وعلا نے قرآن مجید میں بڑے فصیح وبلیغ انداز میں اشارہ فرمایا، ارشاد ربانی ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ [صف: ۳، ۲] ترجمہ: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کتنی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو (کنزالایمان) اور فرماتا ہے: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ [بقرہ: ۴۴] ترجمہ: کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔ (کنزالایمان)

ہر چند کہ یہ آیات مخصوص مواقع پر مخصوص سبب سے نازل ہوئیں ہیں تاہم شان نزول کا خصوص آیات کی وسعت مفاہیم کو محدود نہیں کرتا لہذا مذکورہ آیتوں میں بجا طور پر داعی ومبلغ کے لیے بھی حسین درس ہے کہ اس کے قول وفعل میں یکسانیت ہو، وہ قوم کو انہیں باتوں کا حکم دے جسے وہ خود کرتا ہو اور جس پر وہ خود عامل ہو، ورنہ ایسا ناصح لائق مذمت اور مستحق عتاب ہے۔

غیر عامل داعی کی دعوت بے سود ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت میں ہلاکت وبربادی کا سبب بھی ہے حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ معراج کی رات نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، سرکار فرماتے ہیں کہ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کی امت کے وہ واعظین (مبلغین) ہیں جو لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور خود کو بھولے ہوئے ہیں۔

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الباری نے داعی دین کے تین جامع اوصاف بیان فرمائے ہیں جو یہ ہیں:

اول: علم۔ دوم: تقویٰ۔ سوم: حسن اخلاق| کیمیائے سعادت مترجم، ص: ۳۸۵|۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ نیکی کا حکم دینے والے (داعی دین) کے لئے پانچ باتیں ضروری ہیں۔

اول: علم کہ جسے علم نہ ہو اس کام کو اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔

دوم: اس سے مقصود رضائے الٰہی اور اعلاء کلمۃ الحق ہو۔

سوم: جس کو حکم دیتا ہے اس کے ساتھ شفقت ومہربانی کرے نرمی کے ساتھ کہے۔

چہارم: امر کرنے والا صابر اور بردبار ہو۔

پنجم: یہ شخص خود اس بات پر عامل ہو ورنہ قرآن کے اس حکم کا مصداق بن جائے گا "لِمَ تقولون ما لا تفعلون" یعنی کیوں کہتے ہو وہ جس کو

تم خودنہیں کرتے ۔[فتاویٰ عالمگیری، ج:۵،ص:۳۵۳]

چودھویں صدی ہجری میں برصغیر ہندوپاک میں بریلی شریف کا علمی وروحانی خانوادہ ''خانوادۂ رضویہ'' کے مشائخ کرام اپنی علمی وفقہی خدمات کے ساتھ دعوت وتبلیغ کے میدان میں بھی نمایاں اور اہم کردار ادا کیا جن میں امام العلما مفتی رضا علی بریلوی، امام المتکلمین مفتی نقی علی خان بریلوی، مجدد اعظم امام احمد رضا خان برکاتی بریلوی، حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان قادری اور مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔

حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمہ اسی عظیم اور جلیل خاندان کے سچے جانشین اور امین تھے، آپ کی پاکیزہ شخصیت میں دعوت دین اور تبلیغ اسلام کے تمام صفات بدرجہ اتم موجود تھیں اور آپ تمام اوصاف میں یکتائے زمانہ اور منفرد المثال تھے، نہ آپ کے علم کا کوئی جواب تھا نہ تقویٰ شعاری کی کوئی مثال تھی، زبان وبیان میں ہم آہنگی، نرمی وشفقت، عفو ودرگزر، صبر واستقامت اور حسن اخلاق وکردار میں اپنی مثال آپ تھے، ذیل میں اس اجمال کی قدرے تفصیل ملاحظہ کریں۔

علم وفضل: آپ علم وفضل میں اپنے آباواجداد کے علوم وفنون کے حقیقی وارث وجانشین تھے، آپ کی شخصیت میں بیک وقت اپنے جداعلیٰ خاتم المحققین مفتی نقی علی خاں بریلوی کا علمی کمال، مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ کی محدثانہ عظمت، مفتی اعظم ہند مفتی مصطفیٰ رضا نوری کی شان فقاہت، حضور حجۃ الاسلام کی فقہی بصیرت اور والد ماجد مفسر اعظم ہند کا مفسرانہ درک خوب خوب نمایاں تھا، استاذ گرامی ممتاز الفقہا، محدث کبیر علامہ مفتی ضیاء المصطفی قادری صاحب قبلہ مدظلہ العالی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے علم وفضل کا والہانہ تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری صاحب زید مجدہ یگانۂ روزگار محقق اور صاحب بصیرت عالم وفقیہ ہیں۔علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں آپ اپنے جدامجد امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے وارث منفرد ہیں۔احقاق حق وابطال باطل کا تحقیقی انداز ہ آپ کو وراثت میں ملا ہے۔آپ خداداد وجاہت سے متصف ہیں۔اسی لیے علمائے عرب وعجم کے عوام وخواص آپ سے فیض کے مشتاق رہتے ہیں اور آپ کی زیارت کو تازگیٔ ایمان کا ذریعہ مانتے ہیں| تجلیات تاج الشریعہ۔ص ۷۴|

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار علوم وفنون سے نوازا تھا، آپ عقائد وکلام، ردومناظرہ، تفسیر وتجوید، حدیث وفقہ، تصوف وسلوک، لغت وادب، تکسیر وجفر، توقیت وہیئت، منطق وفلسفہ، حساب وزیجات، اور ان کے علاوہ کثیر دینی ودنیاوی علوم وفنون پر تبحر وکمال رکھتے تھے، ملک وبیرون ملک کثیر تعداد میں آپ کے شاگرد پائے جاتے ہیں اور اکابر علما ومشائخ، فقہا ومحدثین نے آپ سے سند حدیث وفقہ حاصل کرنے کا شرف حاصل کیا۔

آپ نے ہزاروں کی تعداد میں فتاویٰ قلمبند فرمائے، آپ ہندوستان کے ایسے بے نظیر مفتی تھے جو عربی، اردو اور انگریزی تینوں زبانوں میں فتاویٰ تحریر فرماتے تھے، آپ کے انگریزی فتاویٰ ''ازہرالفتاویٰ'' کے نام سے مطبوع ہیں اور دیگر فتاویٰ ''فتاویٰ تاج الشریعہ ''میں جمع کیے گیے ہیں جو ۴ رجلدوں میں مطبوعہ ہے۔مفتی محمد مطیع الرحمن نظامی آپ کے فتاویٰ کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں:

ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ مدظلہ غالبا ہندوستان کے تنہا ایسے مفتی ہیں جو سہ لسانی جوابات ارقام فرماتے ہیں، آپ کے فتاوی

اردو، عربی، انگلش میں موجود ہیں، آپ کے بعض فتاوی رسائل و جرائد میں مطبوع ہیں بعض فتوی مستقل رسالے کی شکل میں ہیں جیسے سنو چپ رہو، القول الفائق، ٹائی کا مسئلہ وغیرہ، بعض انگلش کے فتاوی بھی ''ازہر الفتاوی'' کے نام سے مطبوع ہیں، وہ سارے فتاوی مختلف زبانوں میں فتاویٰ تاج الشریعہ میں ملاحظہ فرمائیں گے | فتاویٰ تاج الشریعہ، ج:۱،ص: ۱۳ |۔

آپ نے مختلف علوم وفنون پر متعدد زبانوں میں درجنوں کتب ورسائل تصنیف فرمائی جن میں سے چند یہ ہیں:

اردو تصانیف: (۱) ہجرت رسول (۲) آثار قیامت (۳) ٹائی کا مسئلہ (۴) حضرت ابراہیم کے والد تارخ ،تارح یا آزر (۵) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت (۷) سنوں چپ رہو (۸) دفاع کنز الایمان (دو جلد) (۹) الحق المبین (۱۰) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۱) کیا دین کی مہم پوری ہوچکی (۱۲) جشن عید میلادالنبی (۱۳) سفینۂ بخشش (نعتیہ دیوان) (۱۴) فضیلت نسب (۱۵) تصویر کا مسئلہ (۱۶) اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ (۱۷) القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق (۱۸) سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (۱۹) العطایا الرضویہ فی فتاویٰ الازہریہ المعروف فتاویٰ تاج الشریعہ۔

عربی تصانیف: (۱) الحق المبین (۲) الصحابۃ نجوم الاھتداء (۳) نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا (۴) سدالمشارع (۵) حاشیہ عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ (۶) تعلیقات زاہرہ علی صحیح بخاری (۷) مرأۃ النجدیہ بجواب البریلویہ (۲ جلد) (۸) نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین (۹) الفردۃ فی شرح قصیدۃ البردۃ۔

انگریزی کتب: ☆Azharul Fatawa (Few English Fatwawa)

☆A Just Answer To The Blased Author

☆Fatwa On Wearing Of The Tie

تقویٰ و پرہیز گاری: تقویٰ یعنی خوف خدا اور پرہیز گاری اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، قرآن مجید وفرقان حمید میں اس کی عظمت کے خطبے پڑھے گیے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **ان اکرمکم عند اللہ اتقکم** [حجرات، ۱۳] بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے (کنز الایمان) اور فرماتا ہے: **یایھاالذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ** [آل عمران: ۱۰۲] اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے (کنز الایمان)

خوش نصیب ہیں وہ بندے جنھیں یہ لازوال نعمت نصیب ہوئی، حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صحیفۂ حیات میں تقویٰ اور خوف خدا کے بہت سے ایسے روشن وتابناک ابواب ہیں جو متلاشیان حق کے لیے مشعل راہ ہیں، ۱۴/مارچ ۲۰۱۵ء کو افریقہ زمبانوے وغیرہ تقریباً ایک درجن ممالک کے دورہ کے لیے روانہ ہوئے، روانگی سے قبل ہی آنکھ میں تکلیف شروع ہوچکی تھی، مریدین نے دورہ ملتوی کرنے کے لیے کہا لیکن حضرت نے فرمایا ہم وعدہ کر چکے ہیں لہذا ہمیں جانا ہے الغرض آپ نے سفر شروع کیا اور وہاں پہنچنے کے بعد تکلیف میں افاقہ ہوا ڈاکٹر نے آپریشن کا مشورہ دیا، ۲۴/اپریل ۲۰۱۵ء کو مریدین نے ہاسپٹل میں داخل کرایا، جب ڈاکٹروں نے حضرت کے آپریشن کے لیے بے ہوشی کا انجکشن دینا چاہا تو آپ نے انجکشن سے یکسر منع فرمادیا اور ارشاد فرمایا کہ اس میں حرام چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے اس لیے بغیر انجکشن میرا آپریشن کیا جائے، ڈاکٹروں نے بہت منت وسماجت کی لیکن آپ کسی صورت

میں تیار نہ ہوئے حتی کہ انجکشن دئے بغیر ہی آپریشن شروع ہوا، تقریباً ۳؍گھنٹے آپریشن جاری رہا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک ہلکی سی جنبش کے بغیر درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف کے اشعار پڑھتے رہے، تمام ڈاکٹر آپ کی اس مجاہدانہ ہمت پر حیران و ششدر رہ گیے۔[جہان تاج الشریعہ،۶۱۱ / ۶۱۲]

حسن اخلاق: نیک سلوک مومن کا زیور ہے، جو جس قدر اخلاق حسنہ کا پیکر ہوگا اسی قدر اعلیٰ مقام ومرتبہ پر فائز ہوگا اور قدر کی نگاہ سے بھی دیکھا جائے گا، تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات گرامی اخلاق حسنہ، خصائل کریمانہ اور شمائل نبیلہ کی سدا بہار گلشن تھی، بڑوں کی تعظیم وتکریم، بزرگان دین کا لحاظ و پاس، علما ومشائخ کا اکرام، چھوٹوں پر شفقت، نیازمندوں کی دلداری، ضرورت مندوں کی حاجت روائی، مصائب پر صبر، نوازشات الٰہیہ پر شکر، دوسروں کی جانب سے کی گئی دل آزاریوں سے عفو ودرگزر اور حاسدین ومعاندین کی ریشہ دوانیوں سے صرف نظر کر کے خود کو اللہ ورسول کی رضا کے کاموں میں مصروف رکھنا آپ کے اخلاق حسنہ کے وہ پرنور کرنیں ہیں جن سے آپ کا پاکیزہ وجود جگمگا رہا تھا۔

اخلاص نیت: داعی ومبلغ کے لیے ضروری ہے کہ اس کی نیت میں اخلاص ہو یعنی اس کا یہ عمل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہو ورنہ اس کی ساری محنت اکارت وبرباد ہو جائے گی، بخاری ومسلم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروری ہے: **انما الاعمال بالنیات وانما لامری مانوی** یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جو وہ نیت کرے [بخاری شریف، ج:۱، ص:۲]، اخلاص کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ علم دین سیکھنا فرض ہے لیکن بری نیت اس اہم نیکی کو ضائع اور برباد کر دیتی ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **من طلب العلم لیجاری به العلماء اولیماری به السفهاء اویضرب به وجوه الناس الیه ادخله الله النار** یعنی جس نے علم اس لیے حاصل کیا کہ علما سے مقابلہ کرے گا، جاہلوں سے جھگڑے گا اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا | ترمذی شریف، ج:۲، ص:۹۰ | عموماً شیطان مردود داعی کی کوششوں کو ناکام بنانے کے لیے کچھ اس قسم کے خیالات اس کے دل میں ڈال کر اس کے اخلاص میں ڈاکہ ڈالتا ہے مثلاً یہ کہ لوگ اس کی تعریف کریں، اسے نمایاں مقام دیں اور خاطر تواضع بھی کریں، نتیجۃً اس قسم کے خیالات سے اس کے دل میں عجب وتکبر جنم لیتا ہے جو ہلاکت وبربادی کا سبب بنتا ہے، تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے کبر ونخوت، طلب عزت وشہرت اور تعریف پسندی سے دور ونفور ہو کر جیتے جی دعوت کا پیغام فرمایا اور اپنے اخلاص میں کمی نہ آنے دی، یقیناً وہ تبلیغ کو کار ثواب سمجھ کر ہی انجام دیتے تھے اسی لیے وہ اس کام سے مسرت وخوشی کا اظہار فرماتے ہیں چنانچہ ایک مرتبہ آپ سے سوال کیا گیا کہ تبلیغی حوالے سے آپ نے کہاں کہاں کا دورہ فرمایا ہے؟ آپ اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: یورپ، افریقہ، عرب امارات، ہندوپاک تقریباً ساری دنیا میں تبلیغی حوالے سے جانے کا موقع ملا، اب بھی ہمہ وقت تبلیغی مشن کے حوالے سے دورے کرتا ہوں، عمر بھی ۵۸، ۵۹ سال ہوگئی ہے شوگر کی تکلیف بھی مستقل رہتی ہے لیکن الحمد للہ دینی خدمات کر کے مسرور ہوتا ہوں میری تھکان ختم ہو جاتی ہے، میرا مشن ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اور حضور پرنور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہم کی تعلیمات کو عام کروں تا کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو سے ہمارا سارا معاشرہ معطر ہو جائے اور اسلامی اقدار کو فروغ ملے۔[جہان تاج الشریعہ، ص:۲۳۹]

اتباع سنت: مومن کامل وہ ہے جس کی زندگی کا ہر ہر لمحہ سنت مصطفیٰ کے مطابق گزرے، حیات کا ہر باب اتباع سنت کی ضیا سے پر نور ہو اور ہر ہر ادا ادائے مصطفیٰ کے عین مطابق ہو، تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیض یافتگان علما و فضلا اور مریدین و معتقدین بخوبی جانتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی درخشندہ شخصیت اتباع سنت مصطفیٰ سے عبارت تھی، آپ کا کھانا پینا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، خلوت وجلوت، سفر وحضر اور گفتار و کردار عین سنت رسول کے موافق تھا، اس کی ایک جھلک اس اقتباس سے لگائیں۔ مولانا غلام مصطفیٰ رقمطراز ہیں: ایک بار فقیر غفرلہ القدیر نے بچشم خود دیکھا کہ حضرت تاج الشریعہ کو دو آدمیوں نے سہارا دے کر رضا مسجد تک پہنچایا، حضرت نے نماز عصر ادا فرمائی، پھر انہی دو خادموں نے سہارا دیا اور دروازۂ مسجد تک لے کر آئے، دائیں قدم میں ایک خادم نے جوتا پہنانا چاہا مگر حضرت نے پاؤں کھینچ لیا، تین بار ایسا کیا گیا مگر حضرت نے پاؤں کھینچ لیا۔ میں غور سے یہ منظر دیکھتا رہا، میں سمجھ نہ سکا کہ پہلے دائیں پیر میں جوتا پہننا سنت ہے پھر کیوں نہیں پہنتے، پھر اچانک کیا دیکھا کہ حضرت نے بایاں قدم مسجد سے باہر نکالا پھر دائیں قدم میں جوتا پہنا پھر بائیں قدم میں پہنا، اس لیے کہ اگر دائیں میں پہلے پہنتے تو ایک سنت پر عمل ہو جاتا مگر دوسری چھوٹ جاتی کہ مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم نکالنا سنت ہے (جہان تاج الشریعہ، ص: ۶۳۰)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی بے شمار دینی و ملی، فکری و سماجی اور فقہی خدمات کے ساتھ دعوت و تبلیغ میں گرانمایہ خدمات انجام دی ہیں، خداوند قدوس نے آپ کو وہ قدر و منزلت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ آپ نہ صرف برصغیر بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک خصوصا سری لنکا، کناڈا، امریکہ، انگلینڈ، ماریشس، ڈربن، افریقہ، مصر، شام، لیبیا، لبنان، متحدہ امارات، دبئی، یمن، بحرین اور اردن وغیرہ ممالک میں تبلیغی دورے فرمائے، آپ نے اپنی حیات مستعار کے تقریبا پچاس سال تبلیغی خدمات میں صرف کیے اور لاکھوں افراد کے دلوں کو گنبد خضریٰ کی طرف پھیرا، مبلغانہ اوصاف و کمالات کی بدولت کروڑوں لوگوں کو اخلاص و یقین کا اجالا اور عقائد حقہ کا تقدس عطا فرمایا، بلاشبہ آپ صاحب بصیرت و وجاہت، پیکر صبر و شکر، خوش اخلاق و خوش کردار، بلند فکر و بلند ہمت اور ممتاز عالمی مبلغ اور داعی دین تھے،، آپ کی دیرینہ تبلیغ سے لاکھوں گم گشتگان راہ حق کو ہدایت، گنہگاروں کو توبہ اور بد عملوں کو اعمال صالحہ کی توفیق ملی۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء عنا و عن سائر المومنین، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علیہ و علی الہ افضل الصلوۃ و اکمل التسلیم**

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

استاذ امام احمد رضا لرننگ اینڈ ریسرچ سینٹر، ناسک

حضرت تاج الشریعہ بحیثیت محدث

محمد مبشر رضا ازہر مصباحی

اس وقت عالم اسلام میں تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری- رحمۃ اللہ علیہ- کی ذات محتاج تعارف نہیں۔آپ کی ولادت باسعادت ۱۴؍ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳؍نومبر ۱۹۴۲ھ بروز منگل کاشانۂ رضا محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی۔آپ ''تاج الشریعہ'' اور ''ازہری میاں'' سے متعارف ہیں اور عرب ممالک میں ''مفتی اعظم ہند'' سے مشہور ہیں۔آپ نے ایسے علمی خانوادے میں آنکھیں کھولیں جو تقریباً ۲؍صدیوں سے ملک وملت کی قیادت کا فریضہ انجام دے رہا ہے اور اس میں ایک سے بڑھ کر ایک محقق ومدقق ،مفسر ومحدث ، مصلح ومبلغ ،ولی وقطب اور متقی و پارسا گزرے ہیں ۔آپ اپنے آباواجداد کے سچے خلف،علوم امام احمد رضا کے حقیقی وراث،تاجدار اہل سنت حضرت مفتی اعظم ہند کے صحیح جانشیں اور حضرت حجۃ الاسلام وحضرت مفسر اعظم کی یادوں کے محافظ وامین تھے۔آپ کی ذات ستودہ صفات میں بیک وقت کئی خوبیاں جمع تھیں۔آپ زہدوتقویٰ،علم وعرفان،عمل وکردار،عبادت وریاضت،اخلاق وسلوک غرض کہ مختلف محاسن وکمالات کے حسین مرقع اور پیکرِ کامل تھے۔آپ کی علمی ودینی شخصیت کے کئی اہم اور نمایاں پہلو ہیں۔آپ ایک متبحر عالم وفاضل ، بلند پایہ مصنف و محقق،صاحب بصیرت فقیہ وقاضی اور عمدہ شاعروسخن ور تھے۔آپ کی شخصیت میں ردومناظرہ،فقہ وفتاوی،تفسیر وحدیث اور دیگر قدیم وجدید علوم وفنون کا رنگ نمایاں طور پر پایا جاتا تھا،مگر ان سب میں علم حدیث کا رنگ آپ پہ غالب تھا اور کیوں نہ ہو کہ جو جس درجہ فقہ میں ماہر وکامل ہوگا،وہ اتنا ہی علم حدیث کے بحر اسرار ورموز کا شناور ہوگا،علما بیان فرماتے ہیں کہ محدث کے لیے فقہی جزئیات پر کمال ضروری نہیں،لیکن ایک فقیہ کے لیے علم حدیث میں تبحر لازم ملزوم کا درجہ رکھتا ہے۔

ممدوح گرامی حضرت تاج الشریعہ کی فقاہت مسلم الثبوت ہے۔آپ کی فقہی صلاحیت،احکام شرعیہ میں گہرائی وگیرائی اور استحضار علمی کا جلوہ اس وقت نظر آتا تھا کہ فقہی سیمیناروں میں آپ جو رائے پیش فرماتے،اسی کو حرف آخر کا درجہ حاصل ہوتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاویٰ کو قول فیصل کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔آپ کے فتاویٰ میں امام احمد رضا محقق بریلوی اور تاجدار اہل سنت مفتی مصطفی رضا خاں قادری نوری کا طرز فتویٰ نویسی،کثیر آیات قرآنیہ،احادیث نبویہ اور جزئیات فقہیہ سے مسئلہ کی وضاحت اور فتویٰ میں مستفتی کی رعایت جیسی خوبیاں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں۔آپ کی شان فقاہت پر اہل قلم نے بہت کچھ لکھا اور بھی لکھا جائے گا۔جیسے جیسے آپ کے قیمتی اور نادر فتاویٰ منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے جائیں گے،ویسے ویسے آپ کے فقہی لطائف وحقائق آشکارا ہوتے جائیں گے۔

خیر! اس وقت مجھے ایک عظیم محدث حضرت تاج الشریعہ کی محدثانہ عظمت پر کچھ اظہار خیال کرنا ہے۔ بلا مبالغہ حضرت تاج الشریعہ منفرد المثال فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ممتاز محدث بھی تھے۔ آپ کی حدیث دانی کا عالم یہ تھا کہ جب کسی مجلس میں کسی مسئلے پر علمی گفتگو فرماتے تو اپنے موقف کی تائید میں بہ کثرت احادیث پیش فرما دیتے تھے جسے دیکھ کر سامعین وحاضرین ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے۔

علم حدیث میں مہارت مختلف علوم وفنون پر کمال کا مقتضی ہے، جیسے طرق حدیث واسانید، اسمائے رجال، نقد وجرح ، مصطلحات حدیث اور ناسخ ومنسوخ وغیرہ۔ آپ ان پر بھی کامل دسترس اور ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی تصنیفات وتالیفات اور فتاوے ان خوبیوں سے مالا مال ہیں۔ ہم ذیل میں بطور نمونہ ہر ایک کی ایک ایک مثال پیش کرتے ہیں:

طرق واسانید پر تحقیقی نظر:

حدیثِ نیت یعنی "انما الاعمال بالنیات" جو تمام اعمال صالحہ اور جملہ اشغال مبارکہ کی جان وروح ہے، حضرت تاج الشریعہ نے اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اس کی توضیح وتشریح فرمائی جو "شرح حدیث الاخلاص" کے نام سے اردو اور عربی دونوں زبانوں میں طبع ہو چکی ہے۔ اس میں مذکورہ حدیث کے طرق پر کلام کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

بهذا الحديث رواه البخاري ومسلم وابوداؤد والترمذي والنسائي وابن ماجه عن سيدنا عمر بن الخطاب وابونعيم والدار قطني في "غرائب مالك" عن "ابي سعيد الخدري" وابن عساكر في "الامالي" عن "انس" ورشيد العطار عن "ابي هريرة" كذا في الجامع الصغير للسيوطي قلت و كذا رواه الامام ابوحنيفة بمثل الاسناد ساقه البخاري عن شيخه الحميدي [شرح حديث الاخلاص، ص: ٣]

یعنی حدیث مذکور "انما الاعمال بالنیات" کو امام بخاری ومسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے سیدنا حضرت عمر بن خطاب سے روایت فرمائی ہے، اور ابونعیم اور دار قطنی نے "غرائب مالک" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور ابن عساکر نے "امالی" میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور حضرت رشید عطار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائی، ایسے ہی امام سیوطی کی "الجامع الصغیر" میں ہے، میں [حضرت تاج الشریعہ] کہتا ہوں کہ ایسے ہی اس حدیث شریف کی روایت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے، جس سند سے امام بخاری نے اپنے شیخ حضرت حمیدی سے روایت کی۔

مذکورہ اقتباس سے حضرت تاج الشریعہ کی ذہنی جولانیت، اخاذ طبع، قوت فکر، وسعت مطالعہ اور طرق واسانید حدیث پر تحقیقی نظر کا بخوبی اندازہ کریں۔ آپ نے صحاح ستہ کے علاوہ مزید چھ کتب حدیث سے چار سندوں سے حدیث مذکور کی تخریج فرما کر طرق احادیث پر واقفیت کا جو اعلیٰ مظاہرہ فرمایا ہے، وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ مذکورہ اقتباس بطور نمونہ پیش کیا ہے، ورنہ آپ کے دروس بخاری سے اس قسم کی توضیحات اگر جمع کی جائیں تو ایک دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

فن اسمائے رجال:

فن اسماء الرجال میں بھی آپ کو دست گاہ حاصل تھی۔اس فن میں آپ کے کمال وتبحر پر آپ کے مجموعۂ فتاویٰ سے ایک اقتباس ضیافت طبع کے لیے پیش ہے۔آپ سے سوال کیا گیا کہ مولوی محمد ٹانڈوی نے ''الملفوظ'' کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ نے صحابی رسول کو کافر قرار دیا ہے [معاذ اللہ]۔اس استفتا کا جواب دیتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

''قول مشہور ماخوذ بہ ہے کہ عبدالرحمن قاری مذکور تابعی ہیں'' الاکمال'' میں ہے ''المشهور انه تابعي و هو من جملة تابعي المدينة و علماء ها''[الاکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۹] وہابیہ نے انہیں ازراہ جہل صحابی بتایا ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر تبرا کرتے رہے کہ صحابی کو کافر کہہ دیا۔اہل سنت کے علماے کرام کے بار بار مطالبے کے باوجود وہابیہ جب شخص مذکور کا صحابی ہونا ثابت نہ کر سکے تو شرم مٹانے کو یہ کہنے لگے کہ صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا۔مندرجہ سوال مضمون میں نور محمد ٹانڈوی آنجہانی نے بھی یہی رٹ باندھی ہے اور یہ دیوبندیوں کا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر کھلا بہتان ہے۔انہوں نے ہرگز ہرگز کسی صحابی یا تابعی کو کافر نہیں کہا بلکہ عبدالرحمن فزاری کو کافر فرمایا ہے، جسے ناقل یا مرتب نے غلطی سے قاری لکھ دیا ہے۔اس پر اس کے وہ افعال جو اسی الملفوظ میں مفصل درج ہوئے۔مثلاً سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے چرواہے کو قتل کرنا، سرکاری اونٹ لے جانا، صحابہ کرام کا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی معیت میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا شاہد عدل ہیں کہ وہ کافر تھا نہ کہ صحابی یا تابعی مگر دیوبندی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر اعتراض کے جوش میں ایسے اندھے ہیں کہ ایسے شقی کو صحابی یا تابعی بتا رہے ہیں۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کو کافر ٹھہرانے کی فکر میں اس کافر کو صحابی یا تابعی بتا کر دین وایمان سے ہاتھ دھوئے بیٹھے ہیں۔یہ دھاندلی کا نتیجہ ہے اور بہتان کا ثمرہ ہے۔پھر فزاری کی جگہ قاری ہو جانے سے اعلیٰ حضرت کی تکفیر کے لیے یہ تو گڑھ لیا کہ انہوں نے صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا مگر اپنے مذہب کی کچھ خبر ہے۔دیوبندی دھرم میں صحابی کو کافر کہنے والا مسلمان ہے۔چنانچہ فتویٰ رشیدیہ میں ہے ''جو شخص صحابہ کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے اور وہ اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا'' [فتوی رشیدیہ ص ۱۳۱] اسی میں ہے '' جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے'' فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۰۹] اب دیوبندیوں سے رشید احمد گنگوہی کے ایمان و اسلام کی خبر پوچھیے بلکہ سب دیوبندی اپنے بابت بتائیں کہ ایمان کہاں رہا؟ واللہ تعالیٰ اعلم [فتاوی تاج الشریعہ ج ۱ ص ۴۳۰-۴۲۹]

مذکورہ استفتا کا جواب آپ نے جس انداز میں تحریر فرمایا ہے،فن اسماء الرجال میں آپ کی مہارت تامہ کا بین ثبوت اور روشن دلیل ہے۔

جرح وتعدیل پر تنقیدی شعور:

ایک محدث کے لیے فن اسماے رجال پر درک کے ساتھ ساتھ فن جرح وتعدیل پر عبور انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔حضرت تاج الشریعہ اس فن میں بھی امتیازی شان اور ممتاز مقام رکھتے تھے جس کی شہادت آپ کے فتاویٰ،تصنیفات وتالیفات خصوصاً آپ کے دروس بخاری میں جابجا موجود ہیں۔تفصیل میں نہ جا کر صرف ایک مسئلہ وضاحت کے لیے پیش ہے:

احناف وشوافع میں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ اذان کے بعد نماز مغرب سے پہلے کوئی نماز ہے یا نہیں؟ شوافع کے نزدیک

اس درمیان دو رکعت نماز ہے، جب کہ احناف وموالک اس کے منکر ہیں۔ چناں چہ امام بخاری نے بخاری شریف میں ایک باب باندھا "باب کم بین الاذان و الاقامة" اور اس کے تحت دو حدیثیں سجائیں جن میں مذکورہ نماز کا ذکر ہے، جنہیں شوافع اپنا مستدل بناتے ہیں۔ جب کہ حدیث بریدہ میں صراحت ہے کہ نماز مغرب میں پہلے کوئی نماز نہیں۔ حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: عن حیان بن عبید اللہ العدوی حدثنا عبد اللہ بن بریدة عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان عند کل اذانین رکعتین ما خلا المغرب [تعلیقات زاہرہ، ص:۷۹]

امام دارقطنی اور امام بیہقی- رحمہما اللہ- نے اپنی اپنی سنن میں اس کی تخریج فرمائی اور امام بزار نے بھی اپنی "مسند" میں اسے نقل فرمایا۔

اس سند میں ایک راوی ہیں "حیان بن عبید اللہ العدوی" جس کے بارے میں امام بزار فرماتے ہیں: لا نعلم رواہ عن ابن بریدة الا حیان بن عبید اللہ وھو رجل مشھور من اھل البصرة لا بأس بہ یعنی ہم حیان کو ابن بریدہ سے روایت کرتے نہیں جانتے مگر وہ مشہور بصری شخص ہیں جن سے روایت میں کچھ حرج نہیں۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: "اخطأ فیہ حیان بن عبید اللہ فی الاسناد والمتن جمیعا" یعنی حیان بن عبید اللہ نے اس کے متن وسند دونوں میں خطا کی اور ابن جوزی نے "موضوعات" میں ذکر کیا اور فرمایا: "کان حیان ھذا کذابا" یعنی یہ حیان کذاب تھے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مذکورہ روایتِ بریدہ کی سند میں جناب حیان کے بارے میں متعدد محدثین نے مختلف آرا کا اظہار کیا جس کے سبب اسے متروک قرار دیا گیا۔ مگر اس مقام پر حضرت تاج الشریعہ کی جلالت علمی اور شان حدیث دانی ملاحظہ کریں۔ آپ مسئلہ مذکورہ پر ناقدانہ بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

اقول: قول البزار فی حیان بن عبید اللہ العدوی انہ رجل مشھور لا بأس بہ ادنی ما یفھم من ھذا الکلام توثیق ھذا الراوی وفی حاشیة الدارقطنی قال الھیثمی فی "مجمع الزوائد" "لکنہ اختلط" وذکرہ ابن عدی فی "الضعفاء" انتھی، وحیان ھذا غیر الذی کذبہ الفلاس: ذاك حیان بن عبد اللہ بالتکبیر ابو جبلة الدارمی وھذا حیان بن عبید اللہ بالتصغیر ابو زھیر البصری، ذکرھما فی المیزان وقال فی ترجمة البصری قال البخاری: ذکر الصلت عنہ الاختلاط وکذا فی اللسان وزاد فی ترجمة البصری وقال ابو حاتم "صدوق" وقال اسحاق بن راھویہ "کان رجل صدوق" ذکرہ ابن حیان فی الثقات وقال ابن حزم "مجھول" فلم یصب انتھی [تعلیقات زاہرہ علی البخاری، ص:۷۹، مجلس برکات]

یعنی میں (حضرت تاج الشریعہ) کہتا ہوں کہ امام بزار کا حیان بن عبید اللہ عدوی کے بارے میں یہ کہنا کہ "انہ رجل مشھور لا بأس بہ" یعنی وہ مشہور راوی ہیں۔ ان کی روایت میں کوئی حرج نہیں۔ اس کلام سے کم از کم اتنا ضرور سمجھ میں آتا ہے کہ یہ راوی آپ کے نزدیک ثقہ ہے۔ اور دارقطنی کے حاشیہ میں ہے کہ علامہ ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں ان کے بارے میں ارشاد فرمایا "لکنہ اختلط" (لیکن وہ اختلاط کے شکار ہو گئے) اور ابن عدی نے ان کو "الضعفاء" میں ذکر کیا، رہ گئے ابن

الجوزی کا ان کے حق میں فلاس کا قول نقل کرنا، تو واضح رہے کہ فلاس نے جس کو کذاب کہا ہے وہ حیان بن عبداللہ ابو جبلہ دارمی ہے اور یہ حیان بن عبید اللہ ابو زہیر بصری ہیں ان دونوں کو علامہ ذہبی نے 'میزان الاعتدال' میں ذکر کیا ہے اور بصری کے ترجمہ میں کہا: امام بخاری نے فرمایا کہ صلت نے ان کے اختلاط کو ذکر کیا اور ابو حاتم اور اسحاق بن راہویہ نے ''صدوق'' کہا، ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ذکر کیا اور ابن حزم نے مجہول کہا مگر اچھا نہیں کیا۔

مذکورہ اقتباس سے نقد و جرح پر حضرت تاج الشریعہ کی بصیرت تامہ اور اعلیٰ ذہانت و فطانت خوب خوب ظاہر ہے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

مصطلحات حدیث پر عبور:

اصطلاح حدیث میں ضعیف اور موضوع دونوں جداگانہ اصطلاحات ہیں اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حدیث ضعیف علی الاقل فضائل اعمال میں معمول بہ اور حجت ہے۔ علما و فقہا نے اس کا اعتبار فرمایا۔ جب کہ حدیث موضوع کا کہیں اعتبار نہیں، نہ فرائض و واجبات میں نہ فضائل و مستحبات میں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں:

محدثین و فقہا وغیرہ علما نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جب کہ موضوع نہ ہو [ج:۱، ص:۴۵۴] اسی میں ہے: امام فقیہ النفس محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: الاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع [ایضا] پھر یہ بھی کہ کسی حدیث کا متن ثابت ہو محض راویان حدیث میں کسی پر ضعف طاری ہو تو فقط اس ضعف راوی سے اس حدیث کو موضوع یا باطل نہیں کہا جا سکتا ہے جب تک سبب وضع کا یقین نہ ہو جائے، امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

پھر علما کی تصریح ہے کہ مجرد ضعف رواۃ کے سبب حدیث کو موضوع کہہ دینا ظلم و جزاف ہے [فتاویٰ رضویہ، ج:۲، ص:۴۳۹]

اس تناظر میں حضرت تاج الشریعہ کی نور پاش ذات کو دیکھیں تو واضح ہوگا کہ آپ مصطلحات حدیث پر کس درجہ شان و کمال رکھتے ہیں۔ چناں چہ جمہور متقدمین و متاخرین علما و محدثین اور ائمہ مجتہدین کے نزدیک مشہور حدیث ''اصحابی کالنجوم الخ''، کو بعض حضرات نے موضوع اور باطل قرار دیا اور اس کی وجہ یہ بیان کی کہ اس حدیث کے بعض رواۃ کے متعلق کچھ کلام ہے، شدہ شدہ یہ بات حضرت حضور تاج الشریعہ کو پہنچی تو آپ نے اس کا محققانہ جواب تحریر فرمایا اور یہ ثابت کیا کہ مذکورہ حدیث کے بعض رُواۃ پر اگر چہ کلام ہے، مگر متن حدیث ثابت ہے جسے تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے، اسے موضوع کہنا ظلم شدید اور جزاف مزید ہے۔ آپ کی پوری تحقیق ''الصحابة نجوم الاهتداء'' نامی عربی رسالہ میں ہے جو مطبوعہ ہے۔ اس میں آپ نے علم حدیث کے مختلف علوم و فنون جیسے مصطلحات حدیث، جرح و نقد، اسماے رجال اور طرق و اسانید کے بیش بہا جواہر بکھیرے ہیں۔ اس کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

''ثم انه لم يبين الامر الذى من اجله منع من التحدث فاشبه الجرح المبهم و كذلك قول بن عدى

فیما ساق لہ من احادیث "کلھا بواطیل" مجمل لم یبین فیہ من ای جھۃ جاء بطلانھا أمن جھۃ السند ام من جھۃ المتن؟ وان کان من جھۃ المتن فبما وجہ الحکم علیہ بالوضع وما أمارۃ وضعہ؟ وھل الحکم لوضعہ ظنی بحسب علم متقین ومن ای اقسام الموضوع ھو؟ فلا یسوغ الرکون الی مجمل فی محل التفصیل لابد ان یقام دلیل علی ما ادعی وضعہ ویقدم شاھد لوضعہ بخصوصہ مع بیان جھۃ الوضع فان المحل محل التفصیل ولا یقبل فیہ مجمل کما لا یخفی علی ارباب التحصیل"

یعنی اس سبب کو بیان نہیں کیا جس کی وجہ سے انہیں (یعنی جعفر) کو حدیث بیان کرنے سے روک دیا گیا تھا۔لہذا یہ جرح مبہم کے مشابہ ہے (اوپر گزر چکا۔جرح صرف وہی قابل قبول ہے جو واضح ،صاف اور ظاہر و باہر ہو) ایسے ہی ابن عدی کا قول "کلھا بواطیل" بھی مجمل ہے۔اس میں کسی طرح کی کوئی وضاحت نہیں کہ یہ بطلان کس جہت سے ہے۔آیا سند کی جہت سے یا متن کی جہت سے؟ اگر متن کی جہت سے ہے تو موضوع ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اور وضع کی کون سی علامت پائی جاتی ہے؟ نیز اس کا درجہ موضوع کے کس قسم میں آتا ہے؟ مقام تفصیل میں مجمل کا سہارا لینا درست نہیں بلکہ ضروری ہے کہ مدعی اپنے دعوئ وضع پر دلیل قائم کرے، بالخصوص وضع کی صورتوں کے بیان کے ساتھ کوئی برہان بھی پیش کرے۔کیوں کہ اربابِ علم ودانش خوب جانتے ہیں کہ موضع تفصیل وتوضیح میں مبہم ومجمل کلام کسی صورت میں قابل قبول نہیں۔

ناسخ ومنسوخ پر گہری نظر:

ایک محدث کے ناسخ ومنسوخ پر کمال حاصل ہونا از حد ضروری ہے۔اس لیے کہ بیش تر مقامات پر بظاہر حدیثوں میں جو تعارض لازم آئے گا،اس کا علمی دفاع اور موثر ازالہ کرنا ناگزیر ہوگا، ورنہ وہ شان رسالت مآب کے مقاصد ومصالح کے خلاف ہوگا۔حضرت تاج الشریعہ اس فن میں بھی امتیازی شان رکھتے تھے۔اس کا عکس آپ کے دروس بخاری میں جا بجا ملتا ہے۔چناں چہ بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۶/ پر امام بخاری نے ایک باندھا "باب لاتستقبل القبلۃ بغائط او بول الاعند البناء جدار او نحوہ" یعنی یہ باب اس بارے میں کہ قضاے حاجت کے وقت قبلہ شریف کی طرف منہ اور پیٹھ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور باب کے تحت حضرت ابوایوب انصاری کی مشہور حدیث نقل کی۔حضرت تاج الشریعہ نے اس پر کلام کرتے ہوئے فرمایا: اس مسئلہ میں کل چار مذاہب مشہور ومعروف ہیں: پہلا مذہب: مطلقا ناجائز خواہ صحرا وفضا میں ہو یا بینان واماکن میں، یہ امام اعظم ابوحنیفہ، مجاہد، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری وغیرہ کا مذہب ہے۔دوسرا مذہب: صحرا میں ناجائز اور بنیان واماکن میں جائز، یہ مذہب امام شافعی، امام شعبی اور امام احمد بن حنبل کا ہے۔تیسرا مذہب: صحرا ہو یا اماکن استقبال ناجائز اور استدبار جائز۔چوتھا مذہب: مطلقا جائز۔حضرت تاج الشریعہ نے بیان مذاہب کے ساتھ ساتھ ہر مذہب کے دلائل بالتفصیل بیان فرمائے۔ساتھ ہی بچند وجوہ حدیث ابوایوب کو ترجیح دی۔بعض قائلین اباحت نے حدیث ابوایوب کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا جس پر آپ نے زبردست اور محققانہ کلام فرمایا۔پوری تفصیل ملاحظہ کریں:

"اباحت کے قائلین میں سے بعض حضرات نے نسخ کا دعویٰ کیا، ان میں عروہ ابن زبیر، ربیعۃ الرائی، اور ابوداؤد ہیں

۔ان کی دلیل یہ ہے کہ احادیث ممانعت منسوخ ہو چکی ہیں اور ناسخ مجاہد کی وہ حدیث ہے جو حضرت جابر سے مروی ہے "نھانا رسول اللہ ﷺ ان نستقبل القبلة او نستدبرھا ببول،ثم رأيته قبل ان يقبض بعام يستقبلها "اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، اور حاکم نے روایت کیا۔ امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے، مگر امام بدرالدین عینی نے فرمایا کہ حاکم کا مسلم کی شرط پر صحیح کہنا صحیح نہیں، کیوں کہ امام مسلم نے ابان بن صالح جو حدیث مجاہد عن جابر کے راوی ہیں ان کی کوئی روایت مسلم میں تخریج ہی نہیں کی پھر مسلم کی شرط پر صحیح کیسے ہوگی؟۔ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں "كان رسول الله ﷺ قد نهانا ان نستقبل القبلة او نستدبرها بفروجها اذا هرقنا الماء ثم رأيته قبل موته بعام يبول الى القبلة "اس حدیث کے راوی اُبان ابن صالح ہیں، ان کو یحییٰ ابن معین، ابوزرعہ، ابوحاتم نے ثقہ قرار دیا، امام ترمذی نے "علل کبیر" میں فرمایا: سألت محمد بن اسماعيل :يعني البخاري عن هذا الحديث فقال : صحيح والأحوط المنع ،لان الناسخ لابدأن يكون فى قوة المنسوخ وهذا وان صح لا يقاوم ما تقدم مما اتّفق عليه الستة وغيره مما أخرج كثيراً،مع أن الذى فيه حكاية فعله وهو ليس صريحاً فى نسخ التشريع القولى لجواز الخصوصية

حضرت تاج الشریعہ نے اس مقام پر طحاوی، فتح القدیر، بنایہ، نصب الرایہ اور عینی وغیرہ کے حوالے سے ایک تحقیقی گفتگو فرمائی اور دلائل سے یہ ثابت فرمایا کہ یہ حدیث، حدیث ابوایوب کی ناسخ نہیں ہوسکتی۔ یہ حدیث اگر صحیح بھی ہو تو صحت میں حدیث ابوایوب کے برابر نہیں جس کی تخریج پر ائمہ ستہ کا اتفاق ہے۔ نیز اس میں فعل رسول کی حکایت ہے جو حدیث قولی کے منسوخ ہونے پر دلیل نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ خصائص نبوت سے ہو اس لیے نسخ پر استدلال نہ صرف ظاہر کے خلاف ہے بلکہ سخت ضعیف ہے"۔[برکات تاج الشریعہ، ص:١٦٢/١٦١]

مذکورہ حوالہ جات اور شواہد کی روشنی میں یہ کہنا بجا ہے کہ حضرت تاج الشریعہ بلا شبہ اپنے زمانے کے ایک عدیم المثال اور عبقری محدث تھے، جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمودات اور آپ کے اقوال کا پیغام لازوال عام وتام فرمارہے تھے ۔آپ نے علم حدیث میں مندرجہ ذیل کتابیں یادگار چھوڑی ہیں: شرح حدیث الاخلاص (اردو/عربی) حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد تارح یا آزر (اردو/عربی) آثار قیامت (اردو) الصحابة نجوم الاهتداء، تعليقات زاہرہ حاشیۂ بخاری (عربی)۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور تربت اطہر پر رحمت وانوار کی بارش نازل فرمائے-آمین

تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت

مفتی محمد کمال الدین اشرفی مصباحی

میرے مقالہ کا عنوان ہے ''تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت'' اس عنوان اور پورے مقالہ کا تعلق حسب ذیل تین ذیلی عناوین سے ہے اور یہی اس مقالہ کے بنیادی عناصر ہیں۔

(۱) حضور تاج الشریعہ کا علمی تعارف

(۲) تفقہ فی الدّین کی تشریح وتوضیح

(۳) مسائل اور فتاویٰ میں حضور تاج الشریعہ کا تفقہ فی الدّین اور فقہی بصیرت کے نمونے

سب سے پہلے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا مختصر علمی تعارف پیش کیا جاتا ہے اس کے بعد تفقہ فی الدّین کی تشریح وتوضیح پیش کی جائے گی اور پھر اس کی روشنی میں حضور تاج الشریعہ کی فقہی بصیرت اور تفقہ فی الدّین کے کچھ خاص نمونے آپ کی فقہی نگارشات اور مسائل وفتاویٰ کے حوالے سے قارئین کی نذر کئے جائیں گے۔

حضور تاج الشریعہ کا علمی تعارف: برصغیر ہند میں بریلی شریف کی مردم خیز اور سرسبز وشاداب سرزمین پر بہت سارے لعل وگہر اور علم وفضل کے مہر درخشاں جنم لئے جو اپنی خداداد صلاحیت، ذہانت وفطانت، علمی بصیرت، تقویٰ وطہارت، رشد وہدایت، دینی، علمی اور مذہبی خدمات کی بدولت افق عالم میں نیر تاباں بن کر چمکے مسلکی، تجدیدی، اصلاحی، فکری اور قلمی وتحریری خدمات سے سواد اعظم مسلک حق وصداقت کی خوب خوب آبیاری کی، مجدد اعظم امام اہل سنت فقیہ اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان قادری، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان قادری، مفسر اعظم ہند مولانا ابراہیم رضا خان جیلانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس شہر علم وفضل کے وہ گوہر نایاب اور انمول ہیرے ہیں جن کی دعوت وتبلیغ اور دینی ومذہبی خدمات کی بدولت شہر بریلی کو چہار دانگ عالم میں بے پناہ شہرت ملی، اہل عقیدت کے درمیان بریلی کو ''شریف'' ہونے کا مبارک شرف ملا، اسلامی دنیا میں ''مرکز اہل سنت'' جیسا عظیم لقب ملا، دور حاضر میں اسکی نسبت کو عوام اہلسنت کے درمیان مسلک حق وصداقت کا علامتی امتیازی نشان سمجھا جانے لگا اور خواص اہلسنت نے عقائد اہلسنت کی سند اور پہچان تسلیم کیا۔

اسی شہر حکمت ومعرفت اور خانوادۂ علم وفضل میں مفسر اعظم ہند کے گھرانے میں رئیس المحققین، سند المفسرین، ممتاز المحدثین، امام المتکلمین، سراج السالکین، زبدۃ العارفین، آفتاب رشد وہدایت، مخزن علم وحکمت، تاجدار سنیت، پاسبان مسلک اہلسنت، بدر طریقت، تاج شریعت، نبیرۂ اعلیحضرت، نواسہ وجانشین مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند، جگر گوشۂ جیلانی، فرزند لاثانی، افقہ الفقہا، مصدر العلما،

شیخ الشیوخ حضرت علامہ حافظ وقاری ومفتی الحاج الشاہ اختر رضا خان قادری بریلوی المعروف بہ ''ازہری میاں، تاج الشریعہ'' نور اللہ مرقدہ و تغمدہ بغفرانہ نے ۱۴ر ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳ر نومبر ۱۹۴۲ء بروز سہ شنبہ، خاندانی روایتوں کے امین، اسلاف کے فضل وکمال کا مظہر، مجدد اعظم کے علوم وفنون کے سچے وارث، مفتی اعظم ہند کے زہد وتقویٰ کا عظیم پیکر، عالم اسلام کے ایک عظیم محقق ومفکر اور جماعت اہلسنت کے ایک ممتاز ونامور مذہبی رہنما اور قائد کی حیثیت سے جنم لیا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو علم وفضل، تحقیق وتنقیح، فقہ وافتا، تصنیف وتالیف، شعر وسخن، احقاق حق وابطال و باطل، تصلب فی الدین، اتباع شریعت، زہد وتقویٰ، دعوت وتبلیغ، مسلکی قیادت، اسلاف کے عقائد ونظریات کی پاسداری، جیسے اوصاف و کمالات اور گونا گوں خوبیاں اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملی تھیں، خانوادۂ رضویہ کے عظیم چشم و چراغ اور جماعت اہلسنت کے مقتدا اور پیشوا کی حیثیت سے بہت ہی قلیل مدت میں عالمی سطح پر آپ کی شخصیت مقبول ومتعارف ہوئی، عروج وارتقا اور بلندی کے جس نقطۂ منتہا تک آپ نے مختصر وقت میں سفر طے کیا لوگ مدتوں کی تگ ودو اور سعی پیہم کے بعد اس منزل اور مقام تک پہنچتے ہیں، آپ فخر خاندان و وقار خاندان تھے، اعلیحضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی کے علوم وفنون کے وارث حقیقی اور حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے سچے جانشین تھے ،قاضی القضاۃ فی الہند کے منصب جلیل پر فائز تھے اور جماعت اہلسنت کی عالمی سطح پر قیادت وترجمانی فرماتے تھے، اپنے وقت کے ایک عظیم محقق ومفکر اور افکار رضا کے بے باک ناشر وترجمان تھے، آپ کی ذات ستودہ صفات مرجع انام اور بالخصوص مرجع ارباب علم ودانش و مصدر علما ومشائخ تھی، آپ رضویت کی شان، سنیت کی جان، مسلک اہلسنت کی پہچان وعلامتی نشان اور مسلک حق وصداقت کی آبرو اور سرمایہ افتخار تھے، ہند وسندھ، عرب وعجم میں جو مقبولیت اور شہرت آپ کو حاصل تھی اس میں آپ عدیم النظیر اور یکتائے روزگار تھے۔

تفقہ فی الدّین کی تشریح: لفظ تفقہ ''فقہ'' سے مشتق ہے، لغت میں اس کا معنی علم، ادراک اور فہم بیان کیا جاتا ہے، عربی زبان وادب میں بہت سے ایسے محاورے اور کلمات پائے جاتے ہیں جن میں تفقہ کو فہم وادراک کے معنی میں لیا گیا ہے، لسان العرب اور المعجم الوسیط میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں، اسی طرح ذہانت، سرعت فہم اور بات کو آن واحد میں سمجھ لینے کو فقاہت کہا جاتا ہے اور اصطلاح شرع میں احکام شرعیہ کو تفصیلی دلائل کے ساتھ جاننے کا نام فقہ ہے، اور ان میں مخصوص صلاحیت واستعداد کو ''تفقہ فی الدّین'' کہا جاتا ہے۔

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ''علم فقہ'' ایک مستقل فن ہے اس کا موضوع احوال مکلفین ہے اور اس کی غرض وغایت دارین کی سعادت ہے اس فن کی مستقل تاریخ بھی ہے اور اس کا پس منظر بھی ہے، اس کے عروج وارتقا کے منازل بھی ہیں اور اس کو فروغ دینے میں فقہائے کرام ومفتیان عظام کی اہم داستان بھی ہے، فقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض کفایہ ہے اور ہر دور میں ایسے ماہر علما کا وجود ناگزیر ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی وشرعی رہنمائی کرسکیں، قرآن وحدیث میں ''تفقہ فی الدّین'' کی بڑی اہمیت وافادیت بیان کی گئی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ۔ (توبہ: ۱۲۲) ترجمہ: تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں ۔(کنزالایمان)

فقہ سراپا خیر ہے اور دین میں تفقہ ایک عظیم نعمت ہے، حدیث شریف میں ہے:

من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدّین (مسند امام احمد بن حنبل ج:۳،ص:۹۴)

ترجمہ: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کردیتا ہے۔

تفقہ باب تفعل سے ہے اور باب تفعل میں ایک قسم کا تکلف پایا جاتا ہے یعنی جو چیز محنت ومشقت، جانفشانی اور عرق ریزی سے حاصل کی جاتی ہے اسی کو باب تفعل میں لاکر بیان کیا جاتا ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تفقہ فی الدین اور فقہی بصیرت ومہارت حاصل کرنا کوئی آسان اور معمولی کام نہیں ہے، قانون شریعت، بہار شریعت، فتاویٰ رضویہ اور اسی طرح دیگر مسائل اور فتاویٰ کی کچھ کتابوں کے چند مسائل شرعیہ سے واقف ہوجانے کا نام تفقہ فی الدین نہیں ہے اور نہ ہی دین میں کچھ ''سوجھ بوجھ'' حاصل کرنے کا نام تفقہ فی الدین ہے بلکہ علم فقہ میں درک تام، دسترس کامل اور مکمل عبور کا نام تفقہ فی الدین ہے اور جو ان تمام اوصاف وکمالات کا جامع ہے وہ دین کا فقیہ ہے، تفقہ فی الدین فقہ حنفی کی چند کتابوں کے پڑھ لینے اور پڑھا لینے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے فقہ حنفی میں تخصص کے ساتھ کسی ماہر فقیہ ومفتی کی بارگاہ میں زانو ادب طے کرنا ہوتا ہے تب جاکر ''تفقہ فی الدین'' کا ملکہ اور دین کی فقاہت حاصل ہوتی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کا تفقہ فی الدّین: تفقہ فی الدّین کی تشریح وتوضیح کی روشنی میں اگر آپ حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ النورانی کی ذات ستودہ صفات اور آپ کی دینی فقاہت ومہارت کا جائزہ لیں تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہوگا کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفقہ فی الدین حاصل کرنے والے فقہائے کرام اور مفتیان اسلام کی فہرست میں نمایاں مقام اور امتیازی حیثیت کے حامل تھے۔ مسائل شرعیہ کی تحقیق وتدقیق میں آپ اپنے اقران ومعاصرین میں اعلیٰ اور انفرادی مقام رکھتے تھے، آپ اپنے وقت کے صرف ایک فقیہ ہی نہیں بلکہ فقیہ اعظم ہند تھے، فقہ وفتاوی کی دنیا میں بلاشبہ آپ کی شان کوہ ہمالہ کی طرح مضبوط ومستحکم اور ارباب فقہ وفتاوی کے درمیان آپ کی ذات مسلم الثبوت تھی۔

خانوادہ رضویہ بریلی شریف میں فتاویٰ نویسی کی ایمان افروز روایت تقریباً دوسو سال سے چلی آرہی ہے شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خاں سے لے کر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک اور آپ کے بعد سے لے کر تا حال علم وفضل افتا وقضا کا سلسلہ مسلسل جاری ہے، حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی فقہی بصیرت اور فتاویٰ نویسی میں ثقاہت ومہارت کے ثبوت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ نے عالم اسلام کے ایک عظیم فقیہ ومفتی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت میں فتوی نویسی کی مشق فرمائی اور حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی حیات ظاہری میں عالم اسلام کا مرکزی دارالافتا بریلی شریف کا آپ کو مفتی نامزد کرکے اور فقہ وافتا میں اپنا جانشین مقرر کرکے آپ کی فقہی بصیرت اور افتا کی مہارت پر مہر لگادی، آپ نے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی موجودگی میں اپنے نوک قلم سے سینکڑوں فتاویٰ تحریر کرکے حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اعتماد حاصل کیا اور فقہ وافتا کی دنیا میں اپنی قابلیت ولیاقت کا لوہا منوالیا، مفتی شہاب الدین رضوی مصنف حیات تاج الشریعہ اس تعلق سے یوں رقم طراز ہیں:

''حضور تاج الشریعہ جب جامعہ ازہر سے لوٹ آئے تو درس کے ساتھ افتا نویسی کا بھی آغاز کیا، چنانچہ ۱۹۶۶ء ہی میں ایک استفتا

کا شاندار جواب لکھا یہ استفتا مرکز اسلام مدینۃ المنورہ سے آیا تھا، طلاق، نکاح، میراث پر مشتمل تھا جواب لکھنے کے بعد حضرت نے پہلے بحر العلوم حضرت مفتی سید افضل حسین مونگیری صاحب کو دکھایا، انہوں نے دیکھنے کے بعد تحسین کی اور کہا کہ مولانا اسے اپنے نانا جان مفتی اعظم مولانا مصطفی رضا صاحب کو دکھایئے حضرت نے اسے اپنے شیخ واستاذ نانا محترم کو دکھایا نانا صاحب نے دلائل و براہین سے مزین فتوی دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا، صدائے تحسین بلند کی اور حوصلہ افزائی فرمائی'' (حیات تاج الشریعہ، ص:۱۹)

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتوی نویسی کی ابتدا کے بارے میں خود تحریر فرماتے ہیں:

''میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم ہند) سے داخل سلسلہ ہو گیا ہوں جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے اپنی دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا، شروع شروع مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمۃ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر فتوی دکھایا کرتا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا، حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں اس کام میں مجھے وہ فیض حاصل ہوا کہ جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہ ہوتا۔ (ماہنامہ استقامت کانپور)۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے پاس استفتے کی بھرمار رہتی تھی، ملک کے کئی نامور مفتیان کرام آپ کے پاس افتا نویسی کا کام انجام دیتے تھے، حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فقہی بصیرت اور فتوی نویسی کے ملکۂ راسخہ کو دیکھ کر ایک دن مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے آپ کو بلا کر یہ ارشاد فرمایا:

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں ہے یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم فتاوی نویسی کا کام انجام دو، میں دار الافتاء تمہارے سپرد کرتا ہوں پھر موجودہ لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے فرمایا آپ لوگ اب اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں انہیں میرا قائم مقام اور جانشین جانیں۔'' (حیات تاج الشریعہ ص:۱۷)

۱۹۶۷ء سے آپ مسلسل حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نگرانی میں ہندوستان کی شہرہ آفاق درسگاہ جامعہ رضویہ منظر الاسلام بریلی شریف سے درس وتدریس کے ساتھ فتوی نویسی کا کام مستقل طور پر انجام دیتے رہے اور جب ۱۹۸۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا وصال ہوا تو فتوی نویسی کی مکمل ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ گئی اور آپ مرجع فتاوی ہو گئے آپ نے اس کام کو باضابطہ طور پر انجام دینے کے لئے ایک مستقل تحقیقی ادارہ ''مرکزی دار الافتاء'' کے نام سے بریلی شریف میں قائم فرمایا، معتبر ومستند مفتیان کرام کا ایک عملہ تشکیل دی، ملک و بیرون ملک سے آئے ہوئے ہزاروں مسائل شرعیہ کا فقہ حنفی کی روشنی میں جوابات اپنے نوک قلم سے تحریر فرما کر امت مسلمہ کے حوالے کیا اور ان کی دینی رہنمائی کی۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کو اس صدی میں اپنے اقران ومعاصرین میں جس وصف نے سب سے زیادہ ممتاز ومنفرد بنایا تھا میری نظر میں وہ وصف آپ کا تفقہ فی الدین ہے، آپ بیک وقت محدث ومفسر، مفتی وفقیہ، مصنف ومولف، مترجم ومحشی، ادیب وناقد، شاعر وخطیب تھے، ان تمام خوبیوں میں تفقہ فی الدین اور فتاویٰ نگاری آپ کا امتیازی وصف تھا جو آپ کے خاندان کا طرۂ امتیاز اور آپ کو یہ فن ورثہ میں ملا تھا، آپ کے فتاوی میں مفتی اعظم ہند کے فتوں کی جھلک، حجۃ الاسلام کی تحریر کا دلکش نمونہ اور اعلیحضرت کے فتاوی کی روانی

وسلاست اور توضیح وتنقیح جیسے اوصاف نمایاں طور پر موجود ہیں ،نو پید مسائل کو حل کرنا، الجھے ہوئے مسائل کو سلجھانا، مسائل شرعیہ کو کثرت دلائل وشواہد اور فقہی جزئیات سے حل کرنا، سائل کی زبان کی رعایت، مسئلہ سے متعلق دیگر علوم وفنون کا استعمال، متعارض اقوال میں تطبیق اوراس طرح کے دیگر اوصاف اور نمایاں خصوصیات میں اعلیحضرت محدث بریلوی اور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے آپ مظہر اتم اور عکس جمیل تھے، آپ کے فتوؤں کو عالم اسلام میں سند کی حیثیت حاصل تھی ، مسائل شرعیہ میں عوام وخواص سبھوں کا آپ پر کافی اعتماد ووثوق تھا، آپ کے موقف اور فتوی پر اہلسنت وجماعت اور بالخصوص خانوادۂ رضویہ کے عقیدت مندوں کا بڑی سختی کے ساتھ عمل آپ کی حیات میں بھی تھا اور آج بھی ہے۔

فقہی سیمیناروں میں شرکت وصدارت: ہندو بیرون ہند کے اکثر فقہی سیمیناروں میں بھی آپ کی شرکت ہوا کرتی تھی ،مجلس شرعی از ہر ہند باغ فردوس جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فقہی سیمیناروں میں آپ شریک ہوتے تھے اور صدارت وسرپرستی آپ ہی کی ہوا کرتی تھی ، اسکے فیصل بورڈ کے آپ ایک اہم رکن بھی تھے، ان سیمیناروں میں اگر مفتیان کرام کا زیر بحث مسئلہ میں اختلاف رائے ہوتا اور کسی ایک قول پر تمام مندوبین کا اتفاق نہ ہوتا تو ایسی صورت میں وہ مسئلہ فیصل بورڈ کے حوالے ہوجاتا جس کو حل کرنے میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا کلیدی رول ہوا کرتا تھا، آپ کی رائے اور قول کو قول فیصل اور قول آخر کی حیثیت سے تسلیم کیا جاتا ،جس پر تمام مقالہ نگار، ارباب فقہ وافتا اتفاق کرتے اور اسکی تائید میں اپنا اپنا دستخط بھی ثبت فرماتے۔

راقم الحروف (محمد کمال الدین اشرفی مصباحی) نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی سب سے پہلی زیارت مجلس شرعی جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے دوسرے فقہی سیمینار میں ۱۹۹۴ء میں کی تھی ،سیمینار کا موضوع تھا''شناختی کارڈ کے لئے فوٹو کھنچوانا جائز یا ناجائز''؟

فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی، رئیس التحریر علامہ ارشد القادری، امام علم وفن خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ،محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری وغیرہم جیسے ملک کے نامور مفتیان کرام اور اجلہ فقہائے عظام کے درمیان آپ مسند صدارت وسرپرستی میں جلوہ بار تھے ایسا محسوس ہورہا تھا کہ شہر علم وعرفاں میں علم وفضل کا آفتاب اتر آیا ہے، فضل وکمال کا یہ کوہ بے مثال اور علم وحکمت کا یہ بحر ذخار اپنی فقہی تحقیق اور وسعت معلومات سے سب کو سیراب کررہے ہیں، تمام مندوبین اور شرکائے سیمینار آپ کی طرف متوجہ تھے اور جب آپ کچھ لب کشا ہوتے تو سبھوں کے کان کھڑے ہوجاتے ،آپ نے شناختی کارڈ کے لئے فوٹو کھنچوانے کے تعلق سے یہ ارشاد فرمایا:

''چوں کہ اس صورت میں عند الطلب ضرورت ملجئہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی لہٰذا خاص شناختی کارڈ کے لئے فوٹو کھنچوانے کی اجازت ہوگی الضرورات تبیح المحظورات وغیرہا''۔تمام مندوبین نے آپ کے موقف کی تائید کی اور اس کو خوب خوب سراہا۔

بریلی شریف میں ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کے نام سے آپ نے نت نئے اور جدید مسائل کے حل کے لیے ایک فقہی اور تحقیقی ادارہ قائم فرمایا جس کے زیر اہتمام ہر سال مختلف نوع کے اہم اور جدید مسائل کے حل کے لیے ملک کے نامور فقہائے کرام اور مفتیان اسلام اور اہل علم ودانش سے فقہی اور تحقیقی مقالات لکھواتے ،ان کی فقہی تحقیقات اور معلومات کو سامنے لاتے ،سبھوں کو فقہی سیمینار میں مدعو کرتے ، بحث ومباحثہ کراتے اور جب کسی ایک موقف پر تمام مفتیان کرام اور ماہرین فقہ کا اتفاق ہوجاتا تو اس پر سبھوں کے دستخط

اوران کی تائید حاصل کرتے نیز ان سیمیناروں میں جدید مسائل سے متعلق جو فیصلے صادر ہوتے ان کو فقہی دستاویز کی شکل میں اور ملک کے نامور اور موقر جرائد ورسائل میں شائع کر کے دینی مسائل میں امت مسلمہ کی رہبری اوران کی رہنمائی فرماتے۔

ماہرین فقہ وافتا آپ کی بارگاہ فقہ وتحقیق میں زانو ادب طے کیا کرتے تھے،مفتیان کرام کو جب پیچیدہ اور لاینحل مسائل میں دشواری پیش آتی تو آپ کی طرف رجوع کرتے،آپ اپنی وسعت نظر اور فقہی بصیرت سے ان مسائل کی گتھیاں سلجھاتے اوران کو مطمئن کر کے واپس کرتے،آپ سے گفتگو اور محبت وتمحیص کے بعد وسعت مطالعہ اور آپ کی تحقیق وتنقیح سے حیران وششدر رہ جاتے،آپ ایک عظیم بلند پایہ محقق تھے جس مسئلہ پر قلم اٹھاتے تھے اسے تحقیق کے کمال عرش تک پہنچا دیتے پھر کسی محقق و ناقد کو اس پر قلم رکھنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور آپ ہی کا قول اس باب میں قول آخر ہوتا اور آپ کا فتویٰ تمام فتوؤں پر بھاری ہوتا۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فقہی بصیرت اور شان فقاہت کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوجاتا ہے کہ آپ اہل اصول کے آئینے،فقہائے اسلام کے پیمانے اور ارباب تصوف کے میزان تینوں کے معیار کے اعتبار سے ایک فقید المثال فقیہ تھے،اور فقہ وافتا کے تمام شرائط کے جامع کامل تھے،یہی وجہ ہے عرب وعجم کے علماو مشائخ کو آپ کے علم وعمل،فضل وکمال اور فقہ وفتاویٰ پر مکمل اعتماد تھا،اہل علم نے آپ کو پورے ہندوستان کا قاضی القضاۃ تسلیم کیا اور تاج الشریعہ جیسا عظیم مذہبی علمی اور فقہی خطاب سے نوازا،فقہ وافتا کے میدان میں آپ کے ایسے زریں کارنامے اور تحقیقی فتاوے موجود ہیں جو اس بات پر شاہد عدل ہیں،آپ کے فتوؤں میں اختصار و جامعیت، حالات زمانہ کی رعایت،تحقیق وتدقیق کی بہار،مصادر ومراجع کی بھر مار،مذہب حنفی کی تائید اور مسلک اہلسنت و جماعت کی تاکید جیسی انمول خوبیوں کا ذخیرہ ہے۔المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ المعروف بہ''فتاوی تاج الشریعہ'' جو چار جلدوں پر مشتمل ہے اسکے مطالعہ سے آپ کے فتاوی کی جامعیت ومعنویت اور آپ کے تفقہ فی الدین کا خوب خوب پتا چلتا ہے۔

تفقہ فی الدّین کے کچھ خاص نمونے: زیر نظر مقالہ میں نمونے کے طور پر آپ کے چند تحقیقی فتاوے نقل کئے جاتے ہیں جن سے آپ کی فقہی بصیرت اور تفقہ فی الدین کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

نسبندی کا فتویٰ: ۱۹۷۶ء میں اندرا گاندھی کے زمانے میں نسل کشی کا قانون نافذ کیا گیا اور نسبندی کے جواز میں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب قاسمی اور دیگر علمائے دیوبند نے فتویٰ بھی جاری کر دیا،ایسے پرخطر ماحول میں حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حق گوئی اور بے باکی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے نسبندی کی حرمت کا فتویٰ صادر فرمایا اور آپ کے حکم پر حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک تفصیلی فتویٰ تحریر فرمایا جس کی تصدیق حضور مفتی اعظم ہند،علامہ قاضی عبدالرحیم بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی دام ظلہ جیسے جید علما اور نامور فقہانے کی،حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نسبندی کے مجوزین کے تمام دلائل کی تردید کرتے ہوئے اس کے حرام وگناہ ہونے پر ناقابل تردید بہت سارے دلائل پیش کئے جن سے آپ کی فقہی بصیرت اور تفقہ فی الدین کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے،نسبندی کو جائز قرار دینے والوں نے اسے ختنہ پر قیاس کیا جب کہ دونوں میں قیاس کی کوئی علت مشترکہ نہیں ہے،اس فتوی میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نسبندی کا ختنہ پر قیاس درست نہ ہونے کی تحقیق کرتے ہوئے یوں تحریر فرماتے ہیں:

"نسبندی کو ختنہ پر قیاس کرنا جائز نہیں بایں وجہ کہ وہ دلیل شرعی سے جائز ہوا، ایسی ہی دلیل اس کے لئے بھی مطلوب جو اس کا تغییر خلق اللہ کے حکم سے خاص کرکے نکال دے اور وہ یہاں مفقود ہے پھر یہ کہ ختنہ اصلاً تغییر خلق اللہ ہے ہی نہیں کہ جب وہ شرعاً مطلوب ہے تو معلوم ہوا کہ اس کھال کو رب العزت نے کٹنے کے لئے ہی پیدا فرمایا اور پھر اس کے کاٹنے میں فائدہ نظافت عضو ہے اور نظافت شرعاً و عرفاً محمود و مقصود تو معلوم ہوا کہ تغییر خلق اللہ ایسے جزو بدن کو کاٹنا ہے جس کا شرع مطہر نے حکم نہ فرمایا۔" (تجلیات تاج الشریعہ، ص:۳۴۳)

فقہا نے ضرورت شرعیہ کے وقت عورت کو رحم کا منہ بند کرنے کی اجازت دی ہے اس امر کو بھی مجوزین نے نسبندی کے لئے دلیل جواز بنایا، اس پر حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عبارات فقہاء اور اصول فقہ کی روشنی میں نہایت ہی عمدہ تحقیق فرمایا، آپ رقم طراز ہیں:

"فقہا نے عورت کو بضرورت شرعیہ اپنے رحم کا منھ بند کرنے کی اجازت دی ہے اور وہ بھی بطور بحث فرمایا ہے جس سے ظاہر کہ مذہب حنفی کی اس باب میں کوئی روایت نہیں بس بعض فقہا کی ایک بحث ہے تو اگر اسے اجازت مان لیں تو وہ بر بنائے ضرورت ہے اور یہاں ضرورت نہیں اور فقر و فاقہ کا خوف موہوم ہر گز ضرورت شرعیہ نہیں۔" (مصدر سابق، ص:۳۴۴)

ٹائی کا مسئلہ: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے ٹائی پہننے کے تعلق سے ایک استفتا کیا گیا جس کے جواب میں آپ نے شرح و بسط کے ساتھ ایک مدلل و مفصل رسالہ تحریر فرمایا جس میں فقہا کی عبارات اور محققین کی تحقیقات کی روشنی میں آپ نے اس کے اشد حرام ہونے اور اسے باندھنے والے پر عند الفقہا حکم کفر ہونے کی کامل وضاحت فرمائی، ٹائی کے کفری شعار ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ یوں رقم طراز ہیں:

"کراس (Cross) جسے مسلم و غیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ (جس پر بقول نصاریٰ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی) بھی کراس کا مصداق ہے، جب کراس بالاتفاق عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے اور ٹائی اس کے مشابہ ہے تو ٹائی عیسائیوں کا کفری شعار ہوا۔" (ٹائی کا مسئلہ، مطبوعہ: اسلامک ریسرچ سینٹر، ۱۱)

کراس کی تحقیق میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انگریزی کی ایک متداول لغت Practical Advance Twenth Centuary Dictionar کے حوالے سے اس کا معنی سولی، صلیب، اشارۂ صلیب، چیلیا بیان کیا اور ٹائی کے کراس اور شبیہ کراس ہونے کی ایسی تحقیق انیق فرمائی جس سے آپ کی فقہی بصیرت اور علوم و فنون پر کامل دسترس کا خوب خوب پتہ چلتا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"بالجملہ ٹائی مکمل کراس مع شی زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندہ بھی ہے اس پر بوٹائی (Boo tie) کو قیاس کر لیجئے اس کے گلے میں باندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے اور کراس اور شبیہ کراس عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو کراس مانو شبیہ کراس مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہر گز روا نہ ہوگی اگرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے، اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا ہے مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں، تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام اور باعث عار و نار ہے۔" (مرجع سابق، ص:۱۲/۱۳)

وحدۃ الوجود کا مسئلہ: وحدۃ الوجود کا مسئلہ صوفیا کے یہاں ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے جس سے ظاہر میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اشتراک فی الوجود ہے مگر حاشا ایسا ہر گز نہیں، یہ ایسا واحد نہیں کہ چند کی طرف تحلیل کر جائے اور نہ ایسا واحد جو حلول عینیت سے متہم ہو کر اثنیت کے مرتبہ میں اتر آئے بلکہ اس وحدۃ الوجود کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ حقیقتاً ایک ہی وجود ہے باقی سب ظلال وعکوس اور اسی کے پرتو وجود سے موجود ہیں، ذات پاک اس واجب الوجود کی نہ اس کی کوئی مثل وشبیہ نہ وہ کیف شکل سے متصف، جسم وجہت ومکان سے معرّ ااور امروز زمان سے منزہ، اس کی ذات اور ذوات کی مناسبت سے بری ہے، چنانچہ اس مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ مسئلہ وحدۃ الوجود سے جو عینیت واتحاد کا وہم ہوتا ہے یہ اصطلاح صوفیا سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ حقیقت میں نہ عینیت ہے نہ اتحاد خالق ومخلوق، آپ اس سلسلے میں یوں رقم طراز ہیں:

''عینیت واتحاد میان خالق ومخلوق کا قول صوفیا کے موہمات ومشکلات میں اسی غلو اور ان کی اصطلاح سے ناواقفی کا نتیجہ ہے اور اسے صوفیا صافیہ کا مذہب سمجھنا جہالت ہے وہ صاف صاف اتحاد خالق ومخلوق کو الحادوزندقہ بتا رہے ہیں بلکہ وہ جو عینیت بولتے ہیں وہ اصطلاح ہے جو عینیت کے ساتھ مجتمع ہو جاتی اور اس کا مرجع ومال وہی وحدت موجود مطلق ووحدت وجود حقیقی مطلق ہے اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کے اعتبارات وظلال وعکوس ہیں جن کے اوپر احکام حدوث وفنا وتغیر وزوال جاری ہوتے ہیں اور وہ موجود مطلق قدیم و باقی حدوث وفنا سے منزہ تغیر وتبدل سے معرّ الہٰذا ایک کا دوسرے پر اطلاق الحادوزندقہ ہے۔ لہٰذا حضرات صوفیا سے جو کچھ موہم عینیت منقول ہو وہ اولا عدم ثبوت پر اور ثانیا بعد ثبوت غلبہ حال وسکر پر محمول اور اس میں تاویل ضرور اور وہ مستحق اتباع نہیں جیسا کہ ماسبق سے ظاہر ہے۔'' (فتاوی تاج الشریعہ: ج ۱/ص: ۹۰ تا ۹۲)

شب معراج دیدار الٰہی کا مسئلہ: شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رب تبارک وتعالیٰ کا دیدار فرمایا یا نہیں؟ یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ رہا ہے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شدومد کے ساتھ اس رویت کا انکار کرتی ہیں بلکہ صحیح بخاری میں تو یہاں تک ہے کہ ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ اگر کوئی یہ حدیث بیان کرے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے ،اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،''لاتدرکہ الابصار''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے رویت کا ثبوت ملتا ہے حضرت ابن عباس کے قول کو ترجیح دیتے ہوئے حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کا قول سماع وتلقی پر محمول ہے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار اجتہاد و استنباط کی بنیاد پر ہے لہٰذا حضرت ابن عباس کے قول کو جو حکماً مرفوع ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اجتہاد واستنباط والے قول پر ترجیح حاصل ہے اس سلسلے میں آپ یوں رقم طراز ہیں:

''یہ مسئلہ سلف میں مختلف فیہ ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو شب معراج سر کی آنکھوں سے دیکھا رہا حضرت عائشہ کا انکار تو وہ بر بنائے اجتہاد واستنباط ہے نہ بر بنائے روایت اور یہ روایات حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سماع وتلقی پر محمول ہیں کہ رویت خداوندی کی حکایت ایسی بات نہیں کہ قیاس سے کہہ دی جائے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے یہ قول اپنی رائے وگمان سے کہہ دیا ہوگا بلکہ لامحالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوگا تو ان کا یہ

قول حدیث مرفوع ومسند بہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں ہے اور حضرت عائشہ کے قول پر مقدم ہے لہٰذا اکثر علما اہل سنت کے نزدیک راجح ومعتمد یہی ٹھہرا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو بچشم سر لیلۃ الاسرا میں دیکھا۔'' (فتاوی تاج الشریعہ ج:۱،ص:۳۳۲/۳۳۳)

علم غیب کا مسئلہ: اہل سنت وجماعت اور بدمذہبوں کے درمیان علم غیب کا مسئلہ بھی بہت ہی معرکۃ الآرا ہے اہل حق وباطل کے درمیان اس عنوان پر بہت سارے مناظرے ہو چکے ہیں، اور باطل کو ہمیشہ شکست کا سامنا کرنا پڑا، یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ علم غیب ذاتی اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے جو کسی مخلوق کے لئے ثابت کرے وہ یقینا شرک ہے اسی طرح علم غیب عطائی مخلوق کے ساتھ خاص ہے جو اللہ عزوجل کے لئے ثابت کرے وہ بھی شرک ہے یوں ہی نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والے کے ہیں جو مطلقاً نبی سے علم غیب کی نفی کرے وہ کافر ہے اس تعلق سے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم غیب ذاتی اور عطائی میں جو فرق کیا ہے اور دیابنہ ووہابیہ کا جس طرح رد بلیغ فرمایا ہے خود انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

''بالجملہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے علم غیب کی نفی اصل نبوت کا انکار اور بکثرت آیات قرآنیہ کی تکذیب ہے جو کفر ہے یونہی وحی کو غیب نہ کہنا قرآن کو جھٹلانا ہے البتہ علم غیب ذاتی خاصہ باری تعالیٰ کا ہے جو مخلوق کے لئے علم ذاتی ثابت کرے بلاشبہ مشرک ہے اور بفضلہ تعالیٰ کوئی سنی ایسا نہیں اور علم غیب عطائی اصالۃ انبیا وسید الانبیا اور ان کے طفیل میں اولیا بلکہ عام مومنین کے لئے بھی ثابت ہے جو اس عطائی کو خاص بجناب باری تعالیٰ بتائے وہ مشرک ہے اگرچہ موحد بنتا ہو۔'' (فتاوی تاج الشریعہ، ج:۱،ص:۳۴۰)

خاندانی منصوبہ بندی کا مسئلہ: آج کے اس ترقی یافتہ دور اور مغربی تہذیب وتمدن کے پرفتن ماحول میں کچھ قومیں معاشرتی مسائل اور روزی روٹی کی تنگی کا بہانہ بنا کر ضبط تولید کا پرچار کرتی ہیں اور ''ہم دو ہمارے دو'' کے نظریہ کی تشہیر میں شب وروز سرگرم عمل رہتی ہیں اس تعلق سے صحیح اسلامی نظریہ کیا ہے اس کی صراحت کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

''خاندانی منصوبہ بندی کے بہت سارے طریقے ناجائز ہیں جن میں نسبندی اور آپریشن کہ بلاضرورت شرعیہ تجرد بر ہنہ ہونا لازم آتا ہے پھر تغیر خلق اللہ، اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو جس مصلحت کے لئے پیدا کیا ہے اس میں مداخلت اور اس میں تبدیلی کی کوشش جو بہ نص قطعی حرام ہے بھی ہوتی ہے اور تحکیم دائمی یعنی مستقل اور پرمانینٹ طور پر عورت کو ناقبل ولادت کر دینا، بانجھ کر دینا یہ مقصد شرع کے خلاف ہے اور اگر یہ اس طور پر ہو کہ بچہ پیدا ہوگا اس کے رزق کا، اس کی روزی کا کیا اہتمام ہوگا کون اس کو کھلائے گا اور کون اس کی پرورش کرے گا تو یہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر توکل کے منافی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم**۔ اپنی اولاد کو تنگ دستی کے ڈر سے قتل مت کرو ہم تمہیں بھی روزی دیتے ہیں اور انہیں بھی روزی دیتے ہیں، تو یہ بعض حالات میں بالفعل قتل ولد ہوتا ہے کہ نطفہ ٹھہر جاتا ہے اور اس کا اسقاط کرا دیتے ہیں یہ حرام قطعی ہے اور بعض حالات میں یہ مثل قتل ولد ہے اور یہ ناجائز وحرام ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کے منافی ہے لہٰذا فیملی پلاننگ کی جو تدابیر تحکیم دائمی کے لئے کی جاتی ہیں وہ ناجائز وحرام ہیں۔ البتہ بعض حالات میں بعض مصالح معقولہ شرعیہ کی بنا پر اگر مانع حمل دوائیں استعمال کرے جس میں تجرد اور آپریشن کی ضرورت نہ ہو عارضی طور پر تو اس میں حرج نہیں۔'' (فتاوی تاج الشریعہ)

بینک اور ڈاکخانے سے ملنے والی زائد رقم (انٹرسٹ) کا مسئلہ: بینک یا ڈاکخانے میں جمع کردہ رقم سے زیادہ رقم لینا بظاہر سود ہے، اور سود حرام ہے مگر چونکہ مسلمان اور کافر حربی کے درمیان سود نہیں اس لئے یہاں کے بینکوں سے ملنے والی اٹرسٹ کی رقم جائز ہے، بعض نا آشنا مفتیوں نے مطلقاً انٹرسٹ کو سود مان کر ناجائز وحرام قرار دیا ہے، حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس رقم زائد کے تعلق سے یوں فرماتے ہیں:

''شرعی طور پر رقم زیادہ ملی اور اگر واقعی وہ شرعی طور پر سود ہے تو اس کی معاملت جائز نہیں اور اس کا لینا بھی جائز نہیں ہے اور اگر لے لی تو اب بغیر ثواب کی نیت سے اسے فقرا پر تصدق کردے اور جو رقم کافروں سے غیر مسلم بینکوں سے ملے یا ڈاکخانوں سے ملے یا کسی غیر مسلم سے انفرادی طور پر ایسا معاملہ کیا کہ ایک روپئے کے بجائے اس سے دو روپئے لے لئے تو یہ سود نہیں ہے اس کو سود سمجھنا جائز نہیں ہے اور یہ رقم مسلمان کے لئے حلال ہے وہ چاہے اپنے مصرف میں خرچ کرے یا کسی دوسرے کو دے دے جو چاہے کرے۔'' (فتاویٰ تاج الشریعہ)

لیزر ہیر ٹرانسپلانٹ کا مسئلہ: یہ ایک جدید طریقہ ہے جس میں اگر کسی شخص کے بال نہ نکل رہے ہوں تو لیزر کے ذریعہ ٹرانسپلانٹ کئے جاتے ہیں اور اس کے بال نکل آتے ہیں، اس مسئلہ کی شرعی حیثیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ یوں رقم طراز ہیں:

''لیزر ہیر ٹرانسپلانٹ میں حرج معلوم نہیں ہوتا جبکہ اس کے آفٹیر افیکٹس اور سائڈ افیکٹس خطرناک نہ ہوں اور کسی مرض یا کسی مصیبت کا گمان غالب نہ ہو اور اس میں ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو اس میں حرج نہیں۔'' (انوار تاج الشریعہ، ص:۱۶)

کسی دوسرے کو خون دینے کا مسئلہ: انسانی جسم کے خون اور دیگر اعضا کی بیع وشرا نیز وقت ضرورت ان کو عطیہ میں دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں، یہ دور حاضر کا ایک نہایت ہی حساس اور ضروری مسئلہ ہے بعض مفتیان کرام نے وقت کی ضرورت کی بنیاد پر چند شرطوں کے ساتھ خون عطیہ کرنے کو جائز قرار دیا ہے جبکہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سلسلے میں یوں تحریر فرماتے ہیں جس سے آپ کی فقہی عبقریت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں:

''خون کا عطیہ دیکر کسی کی زندگی بچانا جائز نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خون اور جسم کے اعضاء آپ کی جائداد اور ملک نہیں ہیں عطیہ آدمی اسی چیز کو کرتا ہے اور دینا لینا قیمت کے ذریعے یا بغیر قیمت کے بخشاً جو چیز مال ہو اور وہ کسی کی ملک میں ہو، خون نہ تو یہ مال ہے کہ جس میں خرید وفروخت کا معاملہ ہو سکے اور نہ یہ آپ کی اپنی پراپرٹی ملکیت ہے کہ آپ کسی کو بغیر کسی عوض کے عطا کردیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کی امانت ہے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا: **ولقد کرمنا بنی اٰدم** (ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی) لہٰذا انسان بجمیع اجزاء (انسان اور انسان کے تمام اجزاء، اعضاء) محترم ومکرم اور باعزت ہیں یہ نہیں ہوسکتا کہ انسان کے کسی پرزے یا انسان کے کسی بال کو جس طور پر جانوروں کے اجزا استعمال کئے جاتے ہیں انسان کے اجزا یا بالوں کو اس طور پر استعمال کیا جائے۔'' حدیث میں آیا **لعن اللہ الوصیلۃ والمستوصلۃ**، اللہ تبارک وتعالیٰ کی لعنت ہو اس عورت پر جو اپنی چوٹی کے بال دوسری چوٹی میں ملائے اور اس عورت پر لعنت ہو جو اپنی چوٹی میں دوسری عورت کے بال ملوائے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج:۶، ص:۷۶)

جسم سے جو بال جدا ہوجاتا ہے بظاہر اس کی کیا وقعت ہے اور جسم سے بال جدا ہو گیا لیکن شریعت کو یہ گوارا نہیں ہے کہ انسان کا یہ بال اس طور پر استعمال ہو جس طور پر بھیڑ بکری کی کھال اور اس کے بالوں کو استعمال کیا جاتا ہے اس لئے نہ دوسرے کے بال لگانا جائز ہے

اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ وہ بال کو ناخن کو یا خون کو اس طور پر جیسے کوئی حقیر اور بے وقعت چیز نالی میں بہادی جاتی ہے اور پیروں میں آتی ہے اور زمین پر پھینک دی جاتی ہے یہ بھی شریعت کو گوارا نہیں ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ ناخن کاٹے یا انسان کے جسم سے کوئی رونگٹا یا بال جدا ہو یا اس کا خون نکلے تو زمین پر ایسے ہی نہ پھینکے بلکہ اسے دفن کردے جیسے آدمی کا پورا جسم ایک مدت کے بعد جب وہ کام نہ کرے تو اس کو دفن کرنے کا حکم ہے ایسے ہی آدمی کے اجزا کو دفن کرنے کا حکم ہے اگر ضرورت کے تحت یہ جائز ہوتا کہ انسان کا خون دوسرا آدمی پیتا یا اس کی بوٹی کھالیتا تو پھر فقہا یہ فرماتے کہ اگر کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہے اور حرام یا حلال کوئی غذا اس کے پاس نہیں ہے نہ مردار ہے نہ سور ہے کہ جس کا ایک نوالہ کھا کر اپنی جان وہ بچا سکے ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میری بوٹی کاٹ کر تو کھالے شرعاً جائز نہیں اور یہ بعینہ جان جانے کا اور ضرورت کی یہ خاص وجہ ہے لیکن اس کے باوجود شریعت نے انسان کے لئے حرمت رکھی ہے کہ انسان کو یہ حاجت نہیں ہے کہ انسان کی بوٹی کاٹ کر کھا جائے اور اپنی جان بچائے لہٰذا عام حالات میں جبکہ کوئی خطرہ نہیں ہوتا انسان کے خون کا تبادلہ اور اس کے اجزا کا تبادلہ یہ بدرجہ اولیٰ ناجائز وحرام ہے اور شریعت مطہرہ کے مقصد کے سخت خلاف ہے۔'' (فتاوی تاج الشریعہ)

یہ چند فتاوے نمونے کے طور پر پیش کیے گیے، اسی طرح مفصل ومجمل آپ کے ہزاروں تحقیقی فتاوے موجود ہیں جن میں آپ کی شان فقاہت اور تفقہ فی الدین کے جلوے نمایاں طور پر موجود ہیں اور ان سے آپ کی فقہی بصیرت اور علمی کمالات کا بین ثبوت ملتا ہے ،یقیناً آپ کے ان فتاویٰ اور تحقیقات وتنقیحات کو دیکھ کر امام احمد رضا قدس سرہٗ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور یہ بات بے ساختہ زبان سے نکل آتی ہے کہ بلا شبہ آپ علوم وفنون میں مجدد اعظم ،فقیہ اسلام امام احمد رضا قدس سرہٗ کے سچے وارث وامین تھے،فقہ وافتا میں خانوادہ رضویہ کے نیر تاباں تھے اور احقاق حق وابطال باطل میں جماعت اہلسنت کے بے باک نقیب وترجمان تھے۔

حضرت ابراہیم کے والد کے نام کی تحقیق، دوشنبہ کے روز ابولہب کے عذاب میں تخفیف کی تحقیق، شاہد بمعنیٰ حاضر کی تحقیق، رویت ہلال کا شرعی حکم، تین طلاق کا شرعی حکم، الحق المبین، القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق، جیسے اہم تحقیقی رسالے اور دیگر فقہی نگارشات بھی آپ کی فقہی عبقریت پر روشن برہان ہیں۔

جدید ذرائع ابلاغ سے استفاضہ شرعیہ کا ثبوت، چلتی ٹرین میں فرض وواجب نماز کی ادائیگی کا حکم، ٹی وی و ویڈیو کی تحقیق بھی آپ کی گراں قدر فقہی تحقیقات ہیں، ان مسائل میں ارباب تحقیق وافتا اور مفتیان کرام نے آپ سے اختلاف رائے بھی کیا ہے، فروعی مسائل میں اپنے دور کے نامور مفتیان کرام اور فقہائے عظام سے نظریاتی اختلافات کے باوجود سبھی حلقوں میں آپ یکساں مقبول تھے، ہر ایک کے نزدیک آپ کی ذات مسلم الثبوت تھی ، اور قدر ومنزلت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے، اس بات کا اندازہ حضور تاج الشریعہ کی وفات کے بعد ہند وبیرون ہند کی تمام خانقاہوں کے سجادہ نشینان اور جماعت اہل سنت کے نامور ممتاز علمائے کرام، مفتیان ذوی الاحترام اور مشائخ عظام کے تعزیت ناموں، تاثراتی تحریروں، ایصال ثواب کے محافل ومجالس اور نماز جنازہ میں نمازیوں کا امنڈتا ہوا سیلاب اور کثرت ازدحام سے بھی بخوبی لگایا جا سکتا ہے، اس صدی میں کسی کی وفات پر آنکھوں نے نہ ایسا دیکھا، کانوں نے نہ سنا اور نہ تحریروں میں پڑھنے کو ملا، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی علمی وفقہی، تنظیمی، تعمیری، تدریسی اور سماجی تمام خدمات کو شرف

قبولیت بخشے اور جو اکابر علماء ومشائخ باحیات ہیں ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے ان کے نقوش زندگی کو ہم سبھوں کے لئے مشعل راہ بنائے اور ہم سب کو متحد ومتفق ہوکر سواد اعظم مسلک حق وصداقت کی ترویج واشاعت کا خوب خوب جذبہ صادق عطا فرمائے۔

☆☆☆ شیخ الحدیث وصدر شعبۂ افتاء ادارۂ شرعیہ رائے بریلی ☆☆☆

تاج الشریعہ کا تصلب فی الدین

مفتی محمد افتخار احمد رضوی اشرفی مصباحی

مبسملًا و حامداً و مصلیًا و مسلمًا

فخر ازھر، فخر اہل سنت و جماعت، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کا گھرانہ وہ گھرانہ ہے جو کثیر امتیازی اوصاف مثلاً تفقہ فی الدین، تبلیغِ دین، عشقِ رسول اور احترامِ سادات وغیرہ، کے ساتھ ساتھ تصلب فی الدین واستقامت علی الدین اور حق گوئی و بے باکی کا حامل ہے، اور دینی غیرت وحمیت جس کا طرۂ امتیاز رہا ہے، آپ کا اور آپ کے آباواجداد کا یہ وصف کوئی ڈھکا چھپا نہیں بلکہ جگ ظاہر ہے، احکامِ شرع میں کبھی کسی کمی اور خلافِ شرع مصلحت کو برداشت کرنا تو دور کی بات ہے، طاقت بھر اس کا رد کرنے سے بھی کبھی پیچھے نہیں ہٹے ہیں چاہے سامنے والا کتنا ہی فضل وشرف اور اقتدار وارتقا والا ہو۔

تصلب واستقامت کا مطلب

تصلب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معانی ہیں سخت ہونا، سختی کا برتاؤ کرنا، سختی کے ساتھ کاربند ہونا، محکم اور مضبوط ہونا۔ یہ صلب سے مشتق ہے جس کا معنٰی ہے سخت۔ کہا جاتا ہے "**ھو صُلبٌ فی دینه**" وہ اپنے دین میں سخت ہے۔

اور استقامت، تصلب کا ہم مطلب ہے جس کے معانی ہیں استقلال، کسی امر پر مضبوط رہنا، پائیداری اور مضبوطی۔

دین میں تصلب کا مطلب، دینِ اسلام کو اس کے تمام احکام کے ساتھ حق ماننا پھر اس پر عمل کرنا، اور اس کے سوا تمام ادیانِ باطلہ کو غلط اور خلافِ حق جاننا، ہمیشہ اور ہر حالت میں اسی پر قائم رہنا، وقتِ ضرورت اپنے قول وفعل سے اس کا اظہار کرتے رہنا اور ہر وہ نظریہ وعقیدہ جو دینِ اسلام کے خلاف ہو طاقت بھر اس کا رد کرنا اور اس نظریہ سے کنارہ کشی اور دوری اختیار کرنا۔

حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا: استقامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

حضرتِ عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ اَمر و نَہی (یعنی احکامات پر عمل کرنے اور ممنوعات سے بچنے) پر قائم رہے، اور لومڑی کی طرح حیلہ سازیاں کر کے راہِ فرار اختیار نہ کرے۔

حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ عمل میں اخلاص پیدا کرے۔

حضرتِ علی المرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ بندہ فرائض (کو پابندی کے ساتھ) ادا کرے۔(

تفسیر صراط الجنان، زیرِ تفسیر''ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا''حٰم السجدۃ،آیت:۲۰،بحوالہ خازن وروح البیان۔)

تصلب فی الدین کی فضیلت

تصلب واستقامت اوصافِ حمیدہ میں سے ایک عظیم الشان وصف ہے،اس لیے مشائخ فرماتے ہیں:''الاستقامۃ خیر من الکرامۃ'' کیونکہ یہ وصف بہت پسندیدہ ہے کہ انسان ابتدائے حال یعنی اقرار سے لے کر آخری دم تک استقلال واستقامت کا دامن نہ چھوڑے۔استقامت کی فضیلت کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ اللہ عزوجل نے استقامت پر فائز لوگوں کو خوف وغم نہ کرنے کی اور جنت کی بشارت دی ہے۔ارشادِ باری ہے:

''ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الّا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون۔ترجمہ:بیشک جنہوں نے کہا:ہمارا رب اللہ ہے پھر(اس پر)ثابت قدم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں(اور کہتے ہیں)کہ تم نہ ڈرو اور غم نہ کرو اور اس جنت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔(سورۂ حٰم السجدۃ،اٰیت:۲۰)

اور حدیث شریف میں بھی اِستقامت کی تاکید وترغیب آئی ہے:

''عن سفیانَ بنِ عبدِاللہِ الثَّقَفِیِّ قال:قلتُ یا رسولَ اللہِ!قُل لی فی الاسلام قولاً لا اَسأَلُ عنہُ احداً بعدَک وفی حدیثِ أبی أُسامۃَ غیرَک،قال:قُل اٰمنتُ باللہِ ثُمَّ استقم۔ترجمہ:حضرتِ سفیان بن عبداللہ ثقفی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ!مجھے اسلام کے بارے میں کوئی ایسی بات بتادیجیے کہ پھر آپ کے بعد کسی سے اس کے بارے میں سُوال نہ کروں،اور ابواُسامہ کی حدیث میں ہے کہ آپ کے سوا کسی سے اس کے بارے میں سُوال نہ کروں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:کہو میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو۔''(مسلم،کتاب الایمان،بابُ جامعِ اوصافِ الایمانِ الاستقامۃ)

تاج الشریعہ کے تصلب فی الدین کی کچھ جھلکیاں

تصلب فی الدین تاج الشریعہ کی فطرت:بلاشبہ تاج الشریعہ نے اپنی پوری زندگی شریعتِ اسلامیہ کے دائرے میں گذاری ہے،حالانکہ اس دنیا میں صحیح راستہ پر استقامت اتنی ہی مشکل ہے جتنی آخرت میں پُل صراط پر استقامت مشکل ہوگی،عقائد واعمال،نماز وروزہ،اسلامی وضع قطع ہر ایک میں آپ کا تصلب واستقامت درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا،اور نو عمری ہی سے دینی احکام پر بہت سختی کے ساتھ کاربند تھے،اور نوجوانی میں بھی مصر کی رنگینیوں اور جامع ازہر مصر کی آزاد تہذیب کا آپ پر کچھ بھی اثر نہ ہوا،گویا تصلب فی الدین تاج الشریعہ کی فطرت تھی،جب مصر سے تاج الشریعہ کی واپسی ہوئی تھی تو مفتی اعظم نے آپ کو دیکھ کر بہت اچھا تاثر پیش فرمایا تھا۔حیاتِ تاج الشریعہ میں ہے:

'' حضور مفتیِ اعظم قدِّس سرُّہٗ کے خادمِ خاص الحاج محمد ناصر رضوی بریلوی کے بقول:

آپ کو لینے کے لیے حضرت (مفتیِ اعظم قدِّس سرُّہٗ)بذاتِ خود بنفسِ نفیس تشریف لے گئے،اور ٹرین کا بے تابانہ اِنتظار فرماتے رہے،جیسے ہی ٹرین پلیٹ فارم پر اتری سب سے پہلے حضرت نے گلے لگایا،پیشانی چومی اور بہت دعائیں دیں،اور فرمایا کہ کچھ لوگ گئے تھے مگر بدل کر آئے مگر میرے بچے پر جامعہ کی تہذیب کا کچھ اثر نہیں ہوا،ماشاءاللہ۔''

عورتوں کو پردے کی سخت تاکید: دوسروں کو شریعت کے احکام بتانا آسان ہے، چرب زبان پیر یا مقرر تو یہ کام اور آسانی سے کر لیتے ہیں لیکن ان کی عملی زندگی پر نظر ڈالیں تو ان کے قول و عمل کا تضاد صاف نظر آئے گا۔ اور تاج الشریعہ کا جیسا قول تھا ویسا ہی عمل، جیسا ظاہر تھا ویسا ہی باطن، جیسا دوسروں کو بتاتے تھے ویسا خود عمل کر کے دکھاتے تھے۔ حیاتِ تاج الشریعہ ہی میں ہے:

"آج کل پیر، فقیر، عالم، اور عامل کے اِرد گرد عورتوں کا ہُجوم لگا رہنا عام سی بات ہے، جہاں دیکھیے منہ کھولے چلتی پھرتی نظر آئیں گی، حیا نام کی کوئی چیز ہی باقی نہیں رہ گئی ہے۔ مگر جانشینِ مفتیِ اعظم کی تقویٰ شِعاری مُلاحظہ فرمائیں!

۱۴۰۷ھ کی بات ہے زَنان خانہ میں عورتیں زیارت اور بیعت کے لیے حاضر ہیں۔ جب آپ زَنان خانہ میں تشریف لے گئے تو چند عورتوں کے نِقاب اُلٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے۔ آپ نے فوراً اپنی آنکھیں دوسری جانب پھیر لیں اور فرمایا پردہ کرو! بے حجابانہ گھومنا پھرنا سخت منع ہے، نِقاب ڈالو! لاحول ولاقوّۃ الاباللہ العلیّ العظیم ۔ سب عورتوں نے نِقابیں ڈال لیں پھر بیعت فرمایا، شریعت کی پاسداری ہو تو ایسی ہو۔"

عورتوں سے پردہ کرنے کا بے نظیر واقِعہ: عورتوں کو پردے کا حکم دیتے ہوئے اور عورتوں کو پردے میں مقید کرتے ہوئے تو لوگوں کو سنتے اور دیکھتے رہتے ہیں، لیکن کوئی مرد خود بھی عورتوں سے پردہ کرنے کا اِہتمام کرتا ہو شاید ایسا مرد چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں پا سکیں گے۔ ہاں ایسی بے مثال اور بے نظیر شخصیت حضور تاج الشریعہ کی تھی جو خود بھی عورتوں سے پردہ کرنے کا اِہتمام فرماتے تھے۔ اس حقیر کا ایک چشم دید واقِعہ مُلاحَظہ فرمائیں:

"بہار، پورنیہ، بائسی کے ایک گاؤں جھواں ٹولی کی بات ہے، میرے بچپن کا زمانہ تھا، حضور تاج الشریعہ کو بیعت وارشاد کی غرض سے محمد قاسم نامی ایک شخص کے گھر تشریف لانا تھا، قاسم کے کئی گھر تھے، مرد حضرات برآمدے اور آنگن میں بیٹھے تھے، لیکن محلہ کی تمام عورتوں کو پہلے ہی گھر کے اندر داخل کروا دیا گیا تھا، اس کے باوجود جب تاج الشریعہ کی آمد ہوئی تھی تو گھر کے باہر سے تاج الشریعہ کی نِشَست گاہ تک کپڑوں کی اونچی دیواروں کی گلی بنائی گئی تھی، جس گلی کے لیے بہت سے مرد حضرات کپڑوں کی دیوار بنائے کھمبوں کی طرح کھڑے تھے، تاکہ تاج الشریعہ پر کسی عورت کی نگاہ نہ پڑ سکے۔ وہ منظر آج بھی میری نگاہوں میں ہے، اور یقیناً تاج الشریعہ کے حکم ہی سے ایسا کیا گیا ہوگا۔"

نماز کی ادائیگی کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے: اسلام میں نماز کو جو فضیلت واہمیت حاصل ہے وہ محتاجِ بیان نہیں، اور مسلمانوں کو یہ بھی بخوبی معلوم ہے کہ نماز اہم الفرائض اور افضل العبادات ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تقریباً سو دفعہ نماز کو پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ خاص کر اللہ جل شانہ کا یہ حکم مُلاحَظہ فرمائیں!

" حٰفظوا علی الصلواتِ و الصلوٰۃ الوسطیٰ وقوموا لِلّٰہِ قٰنتین ۔ پابندی کرو سب نمازوں کی، خصوصاً درمیانی نماز کی، اور کھڑے رہا کرو اللہ کے لیے عاجزی کرتے ہوئے۔" (البقرہ۔۲۳۸)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"الصلوٰۃُ عِمادُ الدینِ فَمَن اَقامَھا فقد اقامَ الدینَ و مَن تر کَھا فقد ھدم الدینَ۔ نماز دین کا ستون ہے، جس نے نماز کو قائم

رکھا بلاشبہ اس نے دین کو قائم رکھا، اور جس نے نماز چھوڑ دی اس نے دین کو ڈھا دیا۔ (منیۃ المصلی، ص: ۱۳)

نماز کی اہمیت کے حوالے سے مُعلّمِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بس ہے:

"اوّلُ مایُحاسَبُ بہ العبدُ یومَ القیامۃِ الصلوٰۃُ المکتوبۃُ۔ قیامت کے دن بندہ کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہوگا وہ اس کی نماز ہے۔" (مصنف ابن ابی شیبہ ۷ / ۳۵۹۸۳)

عارفِ باللہ حضرت شرف الدین ابوتوامہ علیہ الرحمہ نے اسی حدیث شریف کی روشنی میں یہ لافانی اور مقبولِ اَنام شعر کہا تھا:

روزِ محشر کہ جاں گداز بود = اوّلین پُرسش نماز بود

نماز کی ان تمام ترفضیلت واہمیت کے باوجود ہم مسلمان نماز کے مُعاملے میں جو سستی اور کاہلی کرتے ہیں وہ یقیناً قابلِ افسوس اور انتہائی حرماں نصیبی کی بات ہے، آج نماز ہی سے سب سے زیادہ غفلت برتی جاتی ہے جو ضُعفِ ایمان کی دلیل اور حُبِّ دنیا وعیش پرستی کا نتیجہ ہے۔

لیکن حضور تاج الشریعہ نماز کے مُعامَلے میں بھی استقامت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ سفر وحضر میں ان کے ساتھ رہنے والوں کے مشاہدات وتاثرات مُلاحَظہ فرمائیں! حیاتِ تاج الشریعہ میں ہے:

"سفر چاہے جیسا ہو، ہوائی جہاز سے ہو یا ٹرین یا گاڑی سے نماز کا وقت ہوتے ہی نماز کی ادائیگی کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں۔ اکثر راقم السطور کو حکم فرماتے کہ مصلّٰی بچھاؤ! نماز ادا کروں گا۔ چاہے ایرپورٹ ہو یا اسٹیشن نماز تو قضا نہیں ہوتی، نماز پڑھنے کی سبھی کو تاکید فرماتے۔ حضرت راقم سے اکثر پوچھتے کہ نماز پڑھی کہ نہیں؟ اگر معلوم ہو گیا کہ نماز نہیں پڑھی تو سخت ناراض ہوتے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۹۹۱ء سے ۲۰۰۶ء تک تقریباً ۱۵ سال تک میں نے حضرت کے ساتھ پورے مُلک کا سفر کیا مگر نماز حضرت کی کوئی قضا نہیں ہوئی۔ اللہ اکبر۔"

مُناظرِ اعظم، فقیہ النفس، مفتی محمد مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی نے بھی حضور تاج الشریعہ کے ٹرین سے اُتر کر زمین پر نماز پڑھنے اور نماز کے لیے ٹرین چھوڑ دینے کا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے، پڑھیں اور آپ بھی اپنے اعمال میں استقامت پیدا کریں! مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"۱۹۷۴ء کی بات ہے جب حضور مفتیِ اعظم نے بہار کے ضلع پورنیہ کا آخری سفر فرمایا۔ اس سفر میں خواجہ تاشان رضوی کی اِستِدعا پر حضرت تاج الشریعہ کو بھی ہمراہ ہونا تھا، پھر بھی خدمت کے لیے مولانا خواجہ مقبول احمد رضوی کو تاریخِ مقررہ سے پانچ چھ دن پہلے ہی بریلی شریف بھیج دیا گیا۔ مگر حضور مفتیِ اعظم کا پروگرام، کلکتہ ہوتے ہوئے کشن گنج پہنچنے کا تھا، (جو اس وقت پورنیہ کا سب ڈویزن تھا) مولانا مقبول صاحب تو حضور مفتیِ اعظم کے ہمراہ ہو گئے۔ اور حضور تاج الشریعہ نے طے کیا کہ وہ تاریخِ مقررہ کی صبح براہِ راست گوہاٹی میل سے کشن گنج پہنچیں گے۔ جب مقررہ تاریخ آئی تو اِستقبال کے لیے سیکڑوں علما وعوام کشن گنج پہنچ گئے۔ حضور مفتیِ اعظم کی تشریف آوری تو کلکتہ سے صبح پہنچنے والی ٹرین سے ہو گئی، مگر گوہاٹی میل سے تاج الشریعہ نہیں پہنچے۔ ٹرین کے کچھ مسافروں نے اِستقبال کے لیے پہنچنے والوں کا ہجوم دیکھ کر وجہ دریافت کی تو ان کو بتایا گیا کہ اس ٹرین سے ہمارے ایک بزرگ تشریف لانے والے تھے مگر وہ

نظر نہیں آرہے ہیں۔تو ان مسافروں نے بتایا کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہورہا تھا کہ ٹرین مظفر پور پہنچی تھی ،اور حلیہ بتا کر کہا کہ اس شکل وصورت کے ایک صاحب بڑی بے تابی سے اتر کر نماز پڑھنے لگ گئے تھے،ٹرین روانہ ہونے لگی تو بھی وہ صاحب نماز ہی پڑھتے رہے ،بالآخر ٹرین روانہ ہوگئی اور وہ وہیں رہ گئے۔اگر آپ لوگ انہیں کو لینے کے لیے آئے ہیں تو یہ ہے ان کا سامان،اتار لیجیے! تاج الشریعہ کئی ٹرینیں بدلتے ہوئے شام کو پہنچ سکے۔ ''(جہانِ تاج الشریعہ)

رام مندر بنانے کی مُہم چلانے والوں کی ناکامی: حکومت کے اشارے پر شری شری روی شنکر نے بابری مسجد کی جگہ رام مندر بنانے کی مُہم چلائی تھی،روی شنکر وہ ہے کہ مُلک و بیرونِ ممالک میں جس کے کروڑوں محبین ہیں ،جس کے ساتھ بڑے بڑے سیاستداں اپنی تصویر کھچوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں ،حکومت نے اس کو میدان میں اتارا تاکہ وہ رام مندر بنائے جانے پر مسلمانوں کو کسی طرح آمادہ کرلے اور اسی سوچ کے ساتھ روی شنکر نے پورے مُلک کا دورہ کیا۔بنام مسلمان جتنے فرقے ہیں سب کی طرف سے شری شری کو مُثبت جواب ملا،ہر مکتبۂ فکر کے لوگوں نے کُھلے دل سے اس کا استقبال کیا،اور رافضیوں نے تو پہلے ہی اعلان کر دیا تھا کہ مندر بننا چاہیے حالانکہ رافضیوں کو بابری مسجد سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن پھر بھی بنام مسلمان حکومت نے انہیں اپنے ماتحت کر لیا،اس لیے شری شری کو امید قوی تھا کہ ہم کامیاب ہوجائیں گے۔اسی ارادے سے وہ بریلی شریف روانہ ہوا،اور ۶/مارچ ۲۰۱۸ءبروز منگل بریلی شریف پہنچا اور حضور تاج الشریعہ سے بات کرنی چاہی تاکہ اپنی بات ان کے سامنے رکھ سکے۔مگر واہ رے سنیوں کے دلوں کی دھڑکن ،شیر رضا،اہلِ سنت کی امانت،حضور ازہری میاں قبلہ زندہ باد! ملاقات کرنا تو دور کی بات جب شری شری کا قافلہ الجامعۃ الرضا کے گیٹ پر پہنچا تو اس کے ساتھ،ایس ڈی ایم۔ایس پی۔ڈی ایم۔اور انتظامیہ کے افراد بھی تھے،مگر تاج الشریعہ نے حکم دیا کہ مجھ سے ملاقات تو دور کی بات ہے میں اس شخص کو اپنے مدرسہ میں داخل بھی نہ ہونے دوں گا اور گیٹ میں تالا لگوا دیا،تقریباً ایک گھنٹہ سے زیادہ وہ لوگ کھڑے رہے لیکن انہیں خالی ہاتھ واپس لوٹنا پڑا،اور اسی وقت سے وہ تحریک ختم ہوگئی۔ع

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی = اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

(جہانِ تاج الشریعہ۔ص:۵۰۶)

ظالم سعودیوں کی قید میں بھی اِستقامت کا دامن نہ چھوڑا: اہلِ سنت وجماعت پر سعودی وہابیوں کا ظلم وستم کون نہیں جانتا،اہلِ سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اِستمداد اور تَوسُّل وغیرہ کو جائز مانتے ہیں،اِس لیے اِن امور کی بنا پر وہابیہ اہلِ سنت کو مشرک کہتے ہیں،اور خاص کر حُجّاج و مُعتَمِرین کو سعودی وہابیہ بہت پریشان کرتے ہیں،حج وعمرہ کے دوران اُن پر بہت سخت نگرانی رکھتے ہیں۔جن کاموں سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی تعظیم کا اظہار ہوتا ہو ان کاموں سے روکنے کے لیے سعودی وہابیہ صرف بات چیت پر اِکتِفا نہیں کرتے بلکہ مار پیٹ کرنے اور قید وبند میں ڈالنے میں بھی ذرا دیر نہیں کرتے ،اور اس مُعامَلے میں وہ لوگ کافی مُتَشَدِّد ہیں ،علمی وروحانی شخصیات کا بھی پاس ولحاظ نہیں کرتے۔(اللہ عزوجل ان کو ہدایت عطا فرمائے)

حضور تاج الشریعہ بھی ان کے مَظالِم کا شکار ہو چکے تھے،ظالموں نے تاج الشریعہ کو بھی قید کر لیا تھا اور ان پر کافی سختی کی تھی،اور سختی کے ساتھ کافی پوچھ گچھ کی تھی،اُن ظالموں کے اِستِفسار پر حضور تاج الشریعہ نے صاف اور واضح اَلفاظ میں وہابیوں کا عقیدۂ باطلہ اور اہلِ

سنت کا عقیدۂ حقہ دلائل کے ساتھ بیان فرمادیا تھا حالانکہ آپ اُن کی قید میں تھے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ ظالم ہر طرح کی تکلیف پہنچا سکتے ہیں، ایسے سنگین موقع پر تو بہادر سے بہادر آدمی بھی رَواداری اور خاموشی سے کام لیتا لیکن تاج الشریعہ نے یہاں بھی اِستقامت کا دامن نہ چھوڑا۔ سعودی مَظالم کی کہانی خود تاج الشریعہ کی زبانی کتاب ''حیاتِ تاج الشریعہ'' میں موجود ہے، میں صرف وہ ٹکڑا تحریر کررہاہوں جس میں حضور تاج الشریعہ نے ''وہابی'' اور ''سنی'' کافرق واضح فرمایا ہے، آپ بھی مُلاحَظہ فرمائیں! :

'' سی ۔آئی ۔ڈی ۔کے پوچھنے پر میں نے ''وہابی'' اور ''سنی'' کافرق مختصر طور پر واضح کیا۔ میں نے کہا کہ: وہابی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علمِ غیب، اور ان کی شفاعت، اور ان سے توَسُّل، اور اِستمدَاد اور اُنہیں پکارنے کے منکر ہیں، اور اِن امور کو شرک بتاتے ہیں۔ جبکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توَسُّل جائز ہے، اور انہیں پکارنا بھی، اور یہ کہ وہ سنتے بھی ہیں، اور اللہ کے بتائے سے غیب کو بھی جانتے ہیں اور اللہ نے ان کو شفاعت کا منصب عطا فرمایا۔

اور علمِ غیب پر سی ۔آئی ۔ڈی ۔کے پوچھنے پر ایاتِ قرآن سے دلیلیں قائم کیں اور یہ ثابت کیا کہ نبوت اِطّلاع علی الغیب ہی کا نام ہے، اور نبی وہی ہے جو اللہ کے بتانے سے علمِ غیب کی خبر دے۔ اور یہ کہ نبی کے واسطے سے ہر مومن غیب جانتا ہے جیسا کہ قرآن مقدس میں منصوص ہے۔

سی ۔آئی ۔ڈی ۔کے پوچھنے پر میں نے بتایا کہ: سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو بعدِ وِصال بھی غیب کی خبر ہے، اس لیے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی نُبوت باقی ہے اور نُبوت غیب جاننے ہی کو کہتے ہیں، پھر یہ کہ ایتوں میں ایسی قید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ بعدِ وِصال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم علمِ غیب نہیں جانتے ہیں۔

ایک اور نشَست میں سی ۔آئی ۔ڈی ۔کے مطالبہ پر میں نے توَسُّل کی دلیل میں ''وابتغوا الیه الوسیلة'' ایت پڑھی اور بتایا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے توَسُّل منجملہ اعمالِ صالحہ ہے، اور یہ کہ کسی عمل کا صالح ہونا اور وَسیلہ ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ وہ مقبول ہو، اور سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بلا شبہ مقبولِ بارگاہِ اُلوہیت ہیں، بلکہ سیدالمقبولین ہیں، تو ان سے توَسُّل بدرجۂ اَولیٰ جائز ہے، اور توَسُّل شرک نہیں۔ ''

مصر میں تاج الشریعہ کی اِستقامت کا جلوہ: جامع اَز ہر مصر اسلامی دنیا کی سب سے قدیم اور مشہور اِسلامِک یُونیوَرسیٹی ہے جہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے اپنے آپ کو اَز ہری لکھنے پر فخر محسوس کرتے ہیں اور جہاں سے سندِ فراغت حاصل کرلینا اپنے لیے سب سے بڑی کامیابی تصور کرتے ہیں، مگر فارغین جامع اَز ہر میں حضور تاج الشریعہ کی شخصیت وہ اِمتیازی اور اِنفِرادی شخصیت ہے جس پر خود جامع اَز ہر ناز کرتا ہے جس کا اِظہار شیخُ الاز ہر سید محمد طنطاوی علیہ الرحمہ نے ۴ر مئی ۲۰۰۹ء میں ''فخرِ از ہر'' ایوارڈ دیکر کیا تھا۔

اور سب سے خاص بات یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے تصلب وِاستقامت کا شُہرہ مصر میں بھی ہورہا تھا۔ خلیفۂ تاج الشریعہ مفتی غلام جیلانی از ہری نیپالی نے اپنے مضمون ''تاج الشریعہ داعیِ عرب وعجم'' میں زمانۂ طالبِ علمی کا اپنا ایک مشاہدہ تحریر کیا ہے مُلاحَظہ مرمائیں!

''۴ر مئی ۲۰۰۹ء کی بات ہے جب طلبۂ از ہر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ آج حضور تاج الشریعہ کی تقریر ہوگی، یہ پرُ وگرام ''کلیہ دعوہ '' کے اے سی ہال میں تھا۔ جب میں جلسہ گاہ میں گیا تو ایک پوسٹر پر نظر پڑی جو دیوار پر چپکا ہوا تھا جس میں لکھا تھا ''ممنوع التصویر''

یعنی حضور تاج الشریعہ کی ذات آج بھی تصویر کی حرمت کی قائل ہے لہٰذا کوئی صاحب فوٹو نہ لیں، مگر حُسن کو دیکھ کون عاشق بے قابو نہیں ہوتا۔ جونہی حضرت پرُوگرام ہال میں تشریف لائے طلبہ نے فوٹو لینا شروع کر دیا، فوراً نقیبِ جلسہ نے اِعلان کیا "ایھا المتعلمون لاتتصوروا فان التصویر عندالشیخ حتی الاٰن حرام" برائے مہربانی آپ لوگ فوٹو نہ لیں کیونکہ حضور تاج الشریعہ کے یہاں تصویر کشی آج بھی حرام ہے۔ یہ اِعلان سن کر تمام طلبۂ اَزہر رک گئے، ہال میں دائیں بائیں کرسیوں پر اَزہر یونیورسٹی کے بڑے بڑے مفتی اور ڈاکٹرس بیٹھے ہوئے تھے، بیچ والی کرسی حضور تاج الشریعہ کے لیے خالی تھی، آپ نہایت عالمانہ وقار، اور داعیانہ شان وشوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے ہیں، فُصحائے مصر اور عُلمائے اَزہر کی موجودگی میں فصیح عربی میں تقریر فرماتے ہیں۔"

تاج الشریعہ کا وسیلہ کامیابی کا ذریعہ: سادات، علما، اور اولیا سے ہزار عقیدت کے باوجود، دوسرے لوگوں کی طرح عام مواقع پر اور عام حالات میں اُن بزرگوں کو وسیلہ بنانے کا خیال میرے ذہن میں نہیں آتا تھا۔ لیکن ایک مرتبہ میرا ایک کام نہیں ہو پا رہا تھا، ایک دو مہینے نہیں بلکہ ایک ڈیڑھ سال سے میرا وہ کام رُکا ہوا تھا، جب اس کام کی تکمیل کی سخت حاجت ہوئی تو اچانک ذہن میں اپنے پیر ومرشد کا نام آیا، اور آپ کا وسیلہ فوری کامیابی کا ذریعہ بن گیا۔ یہ تذکرہ اگر چہ میرے عنوان سے ہٹ کر ہے لیکن کچھ فوائد کے پیشِ نظر درج کر دیا ہے۔

علم وہنر، فقہ وفن، شریعت وطریقت، تصوف وروحانیت، تصلب واستقامت، اور تقویٰ وطہارت کا وہ بحرِ بیکراں ہماری طرف سے اپنا رخ موڑ کر آخر ہمیں داغِ مفارقت دے گیا، حالانکہ ہمیں ان کی بہت سخت ضرورت تھی اور بحر وبر سب ان سے فیضیاب ہو رہے تھے۔ لیکن مرضیِ مولیٰ از ہمہ اَولیٰ۔

تاج الشریعہ رب کے محبوب تھے اور مخلوقِ خدا کی ضرورت تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی تھی، حیات میں مقبولیت تو دکھتی ہی تھی، لیکن وِصال کے بعد حد ہوگئی، جنازے میں مخلوقِ خدا کی جو بھیڑ جمع ہوئی تھی اس کی مثال کم سے کم برِصغیر کی تاریخ میں تو نہیں ملتی ہے۔ دنیا بھر کے احباب کے علاوہ ملکِ ہندوستان کا کوئی گاؤں، کوئی شہر، کوئی قصبہ، اور کوئی قریہ ایسا نہیں تھا جہاں سے مریدین ومعتقدین کثیر تعداد میں بریلی شریف نہ پہنچے ہوں، اور مجموعی تعداد کا شمار تو محالات میں سے تھا۔ میں فقیر بھی جنازے میں شرکت کے لیے بریلی شریف پہنچا تھا۔ علامہ مولانا عبدالرشید رضوی کشن گنجوی، علامہ مولانا شہاب الدین مصباحی بھروچی، حافظ زبیر رضوی ویراول، اساتذۂ دارالعلوم شاہِ عالم احمد آباد بھی میرے ہمراہ تھے۔ دارالعلوم کے اور دوسرے دو اساتذہ علامہ مولانا سید معین الحق ارشد القادری گونڈوی اور علامہ مفتی سراج احمد سیتامڑھی بھی بریلی شریف کے لیے نکلے تھے لیکن یہ دونوں کچھ وجوہات کی بنا پر نہیں پہنچ سکے تھے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ وہ تاج الشریعہ کے خاندان والوں اور تمام اہلِ سنت وجماعت کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے! اور فخرِ ازہر کو جنت میں اعلیٰ مقام اور اہلِ سنت وجماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے!

☆☆☆

استاذ ومفتی دارالعلوم شاہِ عالم احمد آباد گجرات

بیسویں صدی کے عظیم مصنف کی نشانی

از قلم: مولانا محمد ظفر الدین برکاتی

تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان (۱۹۴۳ء۔۲۰۱۸ء) بیسویں صدی کے عظیم مصنف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان کی نشانی تھے۔اعلیٰ حضرت رضا بریلوی، حضرت نوری بریلوی اور حضرت حسن بریلوی کی شاعرانہ بخششوں کے ریحانی سوغات تھے۔پاکیزہ نعتیہ شاعری کے ''حدائق بخشش'' خوش عقیدہ باعمل سنی مسلمانوں کے لئے ''سامان بخشش'' خوش عمل عاشقان رسول کے لئے ''سفینہ بخشش'' روحانیت کے طلب گار علمی عقیدت مندوں کے لئے رُوحُ الفُؤَاد بِذِکرِ خیرِ العِباد اور حسانی سلسلہ طریقت کے لئے ''ذوق نعت'' تھے۔

بریلی شریف کی مذہبی مرکزیت کے نقیب و پاسبان اور مرکز اہل سنت کے علمی ترجمان تھے۔خانوادہ رضا کی علمی وراثتوں کے امین تھے۔فقہ وفتاوی میں مفتی اعظم ہند کے نائب اور اعلی حضرت کی دینی غیرت وصلابت کے وارث تھے۔اپنے نانا جان کے آئینہ اور خاندان رضا کے مردِ حق آگاہ تھے۔مفتی اعظم ہند کے جانشین اور حجۃ الاسلام کی یادگار تھے۔رضوی جلال و جمال اور کمال کے نمائندہ عالم دین، قاضی و مفتی اور فقیہ تھے۔افکارِ رضا کے معروف و معتبر و موقع شناس عالم دین اور شارح اسلام تھے۔خوش عقیدہ کے لئے متصلب اور بدعقیدہ کے لئے متشدد تھے۔

سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے ہندوستانی سربراہ اور سنی حنفی علمائے ہند کے سرخیل تھے۔دین وسنیت کے کنزالایمان اور مذہب و مسلک کے حسام الحرمین تھے۔فقیہ اسلام امام احمد رضا کی فقہی بصیرت کی تفسیر خزائن العرفان تھے۔رضوی قادری مشرب کے مرکز عقیدت تھے۔عقیدہ وعقیدت کی شرحِ حدیث نیت اور باغیان دین وسنیت کے لئے آثارِ قیامت تھے، ایسے کہ اُن کی عالمانہ دھمک سن کر باغیانِ دین وسنیت سرگوشی کرنے لگیں کہ ''سنو! چپ رہو'' کہ بریلی کے امام کا جاہ وجلال آگیا ہے۔مذہب ومسلک کی اصطلاحاتی غلط فہمیوں کے ازالہ اور محدث بریلوی کی ہمت وقوت ارادی کے کوہ ہمالہ تھے۔اعلیٰ حضرت کی علمی وفقہی واعتقادی قدکی بلندی کی شرح ''دولۃ مکیہ'' تھے۔کثیر المریدین قادری شیخ طریقت اور کثیر التصانیف پیر طریقت تھے۔رضوی روحانی سلسلہ کے اہم بریلوی ستون اور کثیر المریدین مشائخ طریقت کے میر کارواں تھے۔

بدعقیدگی اور کج فکری کے نفاقستان میں نوری رضوی فکر ساز قندیل اور خود ساختہ و نام نہاد خوش عقیدگی کے فسق و

فجورستان میں مجددی سنگ میل تھے۔سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے عالمی شیخ طریقت اور قاسمی برکاتی گلشن شریعت وطریقت کے پھول تھے۔اکابر مشائخ اہل سنت کے نامور خلیفہ اور نامور علما و مشائخ کے شیخ خلافت تھے۔دینی و مذہبی رضوی استقامت و صلابت کے ایسے روشن چراغ تھے جس کی لو قیامت تھی۔سنی بریلوی علم وفضل کے انجمن میں نمایاں لیکن اپنے آپ میں اک انجمن تھے۔سیاست وسماج کی بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے والوں کے لئے نقش راہ تھے کہ حق کی آواز بن کر رہو،علمائے دین و شریعت کے تاج بن کر رہو گے۔مذہب ومسلک کی خط کشیدہ سیاسی وسماجی لکیروں کو پھاندنے والوں کے لئے نشان منزل تھے کہ اپنوں سے کٹو گے تو اپنوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے۔خلاصہ یہ کہ

فخر ازہر، فخر ملت، فخر پاک و ہند بھی
جس جہت سے دیکھئے اعلیٰ ہے شان ازہری

علم وفتویٰ، زہد وتقویٰ میں نہیں جس کی مثال
وہ شرف رکھتے ہیں اعلیٰ خاندانِ ازہری

ہم حضرت علامہ ازہری میاں کو تاج علمائے شریعت سمجھتے ہیں اور بولتے لکھتے ہیں اور ہم نے جس طرح سمجھا ہے تاج الشریعہ کو،اُسے آپ نے ملاحظہ کرلیا،مزید کے لئے عرس چہلم پر منظر عام پر آنے والے ماہ نامہ کنزالایمان دہلی کے" تاج الشریعہ نمبر"(اگست ۲۰۱۸ء) کا مطالعہ کریں جس میں انابت شناسی، اصالت شناسی، اقلیم شناسی، اقدار شناسی، استقامت شناسی،ادب شناسی،اکابر شناسی،اختر شناسی اور شخصیت شناسی کے تحت ہماری فکر ونظر کے شرارے پھوٹ رہے ہیں اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت کے نمائندہ ترجمان معروف ومقبول دینی اصلاحی نمائندہ رسالہ ماہ نامہ" کنزالایمان" دہلی شریف میں حضرت تاج الشریعہ کے اِس تاریخی جملے کی گہرائی میں اترنے کی کوشش بھی کریں کہ"اچھا ہوا کہ آپ لوگ دلّی آ گئے اور کنز الایمان بھی دلّی آ گیا۔"جس سے آپ کو بآسانی"سفینۂ بخشش میں حدائق بخشش کی جھلک" دیکھنے کی راہ مل جائے گی اور تاج الشریعہ کے اِس اصطلاحی جملے"شعارِقومی بدلتا ہے،شعارِمذہبی نہیں" کی حقیقت معلوم ہو سکے گی۔یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ علامہ اختر بریلوی نے اردو کے امام نعت گویاں کی معیاری شاعری کے سمندر میں" معیارِعشق رسول" کا سفینہ کیسے ترایا ہے اور یہ بھی اندازہ کرنا آسان ہو جائے گا کہ کیوں تاج الشریعہ کا"قلم اُٹھ جائے تو کوئی زباں کھلتے نہیں کھلتی" اور یہ تو خوب معلوم ہو جائے گا کہ کیوں

یاد رکھیں گے لوگ اُنھیں مثالوں کی طرح

☆☆☆☆

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ کنزالایمان دہلی شریف

تاج الشریعہ
کی نعتیہ شاعری میں فرقہ ہائے باطلہ کی تردید

غلام مصطفی نوری

زھد وورع ،تقویٰ وطہارت ،شرافت ونجابت ،اخلاق وکردار کی چمک دمک ،اخلاص کا جوہر اورافکار کی تابندگی نیز علم و عمل کی جولانی ان خوبیوں اور خصائل کا شخص واحد میں یکجا ہوجانا حیرت وتعجب کی بات ہے۔عصر حاضر میں اس خصوص میں نابغۂ عصرتاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضاخاں ازہری اخترؔ بریلوی مدظلہ العالی کی شخصیت بڑی نمایاں وممتاز ہے۔اکناف عالم میں آپ کے پائے اوررتبے کا کوئی عالم نظرنہیں آتا۔آپ کی دینی وعلمی ،دعوتی وتبلیغی ،فکری وفقہی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ، ہمہ پہلواور ہمہ وصف ہے۔ان تمام خوبیوں پر مستزاد یہ کہ آپ ایک باکمال اورمحتاط نعت گوشاعر بھی ہیں۔

دین پر تصلب واستقامت کا جوہرورثے میں ملا ہے بایں سبب احقاق حق وابطال باطل میں اس دور میں امتیازی شان رکھتے ہیں جو مثالی بھی ہے اورایمان افروز بھی۔مصلحت اور مفاد کے اس ماحول میں جب کہ بہت سے صاحبان جاہ وکلاہ بھی مداہنت سے کام لے لیتے ہیں،تاج الشریعہ کے یہاں عقیدہ وایمان کے بارے میں کسی قسم کی مصلحت یا سمجھوتے کا گزرتک نہیں بلکہ شریعت کی بالادستی اور پاس داری کا ہرآن پاس ولحاظ رکھتے اوراسی کی تعلیم وتلقین کرتے ہیں۔

آپ عالم اسلام کے مرجع فتاویٰ ہیں،فن تفسیر اور حدیث وفقہ میں مہارت رکھتے ہیں ساتھ ہی شعری ذوق بھی وراثت میں ملا ہے،جدید لب ولہجے میں دسترس رکھتے ہیں۔تصلب فی الدین اورعقیدے کی پختگی آپ کی شخصیت کے اہم پہلو ہیں اور یہی اوصاف آپ کے شعرشعر میں پیوست ونمایاں نظرآتے ہیں۔اور یہ درس امام احمد رضا محدث بریلوی کا بھی ہے کہ ع

دشمن احمد پہ شدت کیجیے

دین وایمان کی سلامتی کومقدم رکھنا ہی چاہیے،اگر یہ سلامت نہیں تو جینا کیا جینا ہے،زندگی بے کیف ہوجاتی ہے،اگر ایمان کا جوہر سلامت ہے تو زندگی کا سرور باقی ہے،حیات کی تازگی وتمکنت اور رعنائی باقی ہے اوراس کے لیے ان فرقوں اور گروہوں سے بہرصورت بچنا ہوگا جوعقیدے کوتباہ کردینے پرآمادۂ پیکار ہیں،جومتاع ایمانی کولوٹنے کی تاک میں ہرآن لگے ہوئے ہیں،ان کے دام فریب سے آگہی رکھنا،ان کے شر سے قوم کوباخبر کرنا ضروری ہے،اس رخ سے تاج الشریعہ حضرت اخترؔ بریلوی کے مجموعہ کلام ''سفینۂ بخشش'' میں کافی مواد ملتا ہے۔جس سے استفادہ عہد کی ضرورت بھی ہے اور دین کے فکری اثاثے

کے تحفظ کا ایک اہتمام بھی۔

شعرا نے عہد کے تقاضوں کا التزام صنف نعت میں بھی ملحوظ رکھا، اور یہ روایت عہد رسالت سے برابر چلی آ رہی ہے، جب کفار مکہ اور دشمنان رسول گستاخی و اہانت کے بول بولتے تو ان کی ہجو میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار کہتے ،نعت میں جہاں اوصاف مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیان کرتے وہیں دشمنوں کی مذمت بھی کرتے اور ان پر تنقید بھی۔اور یہ سلسلہ بعد کے عہد میں پورے اہتمام کے ساتھ قائم رہا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کو مسلمانوں کی ایمانی شوکت وحمیت کا اندازہ و مشاہدہ ہو چلا تھا، انھوں نے مسلمانوں میں انتشار وافتراق کا ایک منظم اور عملی منصوبہ بنایا اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقوش دل آویز کو دلوں سے جدا کرنے کے لیے نام نہاد علما خریدے گئے، ان کے قلم سے بارگاہ رسالت میں گستاخی واہانت کروائی گئی، بے ادبی اور توہین کے کلمات لکھوائے گئے، اور یوں مسلمانوں میں کئی بدعقیدہ فرقے وجود پا گئے۔ان میں وہابی، دیوبندی، قادیانی، غیر مقلد وغیرہم زیادہ نمایاں ہیں جن کے لٹریچر میں توہین رسالت کا پہلو کثرت سے ملتا ہے۔امام احمد رضا محدث بریلوی نے ان کے مکروفریب سے ملت کو خبردار کرنے کے لیے درجنوں کتابیں تصنیف کیں اور ملت کے اساسی سرمائے ''ناموس رسالت'' کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا،اس سلسلے میں آپ کے دیوان ''حدائق بخشش'' کا بھی اہم کردار رہا ہے۔اور یہی وصف تاج الشریعہ حضرت اختر بریلوی کی شاعری میں بھی مستور ہے۔

شعر گوئی اور سخن آرائی میں تاج الشریعہ کو خاص ملکہ حاصل ہے۔اس جہت میں کامیاب گزرنے کے لیے بڑی مہارت و ریاضت نیز مشق درکار ہوتی ہے، لیکن تاج الشریعہ شعر برائے شعر نہیں کہتے بلکہ اظہار عشق اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تسکین کے لیے اشعار نوک قلم سے صفحۂ قرطاس پر جلوہ گر ہوتے ہیں، آپ کی شاعری محبت کی آئینہ دار ہے، جس میں عشق وعرفان کی جلوہ سامانی ہے، اور قلبی واردات موروثی امانت کی ترسیل کا نقش جمیل ہے، مولانا قاضی شہید عالم رضوی تحریر فرماتے ہیں:

> ''تاج الشریعہ کی شخصیت کا بہ غور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ کو دین ومذہب سے والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ موزونِ طبع، خوش کلامی، شعر فہمی اور شاعرانہ ذوق بھی ورثے میں ملا ہے۔''

شعر وادب میں نشتریت وتنقید کی فنی حیثیت مسلم رہی ہے، یہ جوہر تاج الشریعہ کے اشعار میں پورے طور پر موجود ہے جیسا کہ اس مضمون میں اسی حوالے سے اجمالی جائزہ پیش کیا جائے گا۔اس جائزہ کے لیے بہ طور مآخذ آپ کا نعتیہ دیوان ''سفینۂ بخشش'' (مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۲۰۰۶ء) پیش نظر ہے۔

وہابی و دیوبندی علما نے اپنی کتابوں میں جو اہانتیں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کی ہیں وہ اس قدر شدید ہیں کہ ایک مومن کا کلیجہ انھیں پڑھ کر کانپ کانپ اٹھتا ہے اور ان سے نفرت کے جذبات خود بہ خود ابھر آتے ہیں، جس کا اظہار کبھی الفاظ میں ،کبھی حرکات وسکنات اور گفتگو میں اور کبھی اشعار میں ہوتا ہے۔تاج الشریعہ کے اشعار میں نشتریت کے اس رنگ کے ملاحظہ سے

قبل عشق ووارفتگی کی تپش کا اندازہ لگائیں کہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا داغ سینے میں بس جائے تو وہ ظلمتوں کی تاریکی میں روشنی کا ہالہ بن جاتا ہے، اس رخ سے ہمارے ممدوح کیا دل لگتی بات کہتے ہیں، جو دل میں بس کے رہ جاتی ہے اور فکر کی گہرائی میں اتر جاتی ہے ؎

ظلمتوں میں روشنی کے واسطے داغ سینہ کی حفاظت کیجیے

وارفتگی وجاں نثاری کا درس بھی خوب دیا ہے، جو دل میں نقش کر لینے سے تعلق رکھتا ہے، کیسا ایمان افروز مضمون باندھا ہے کہ ایمان کی کھیتی سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے، زبان عش عش کر اٹھتی ہے اور مضمون آفرینی کے جلوے شعری حسن کو دو چند کر دیتے ہیں ؎

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں
پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کر دیں

جب توہین رسالت معمول بن جائے اور گستاخی مشن تو ان کے لیے ذکر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑا بھاری ہوتا ہے، اس ذکر سے ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے، لیکن ایمان والے کی علامت ہے کہ ''وصف ماہ طیبہ'' اور ''ذکر سرکار'' سے اپنے قلب بے چین کو تسکین دیتے رہتا ہے، بھلے سے کسی کی حالت ''غیر'' ہو جائے، یا حسد سے دل جل اٹھیں یا سینے پھکنے لگیں ؎

میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں بر جبیں ہے
ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو جلا جاتے ہیں
تیز کیجیے سینۂ نجدی کی آگ
ذکر آیات ولادت کیجیے

دیوبندی پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی نے صحیح روایات کے ساتھ بھی میلاد پڑھنے کو ناجائز بتایا ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ، ص ۱۳۱، مطبوعہ فرید بک ڈپو دہلی) تو میلاد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان کی کیفیت ضرور مضمحل ہو جاتی ہوگی، اسی لیے یہ اس سے خار کھاتے ہیں۔اور اس کے منانے والوں پر جلتے، برستے اور کڑھتے ہیں۔

وہابی پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا:

''جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں خواہ انبیا ہوں یا اولیا ہوں وہ سب کے سب اللہ کے بے بس بندے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں مگر حق تعالیٰ نے انھیں بڑائی بخشی تو ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہوئے۔'' (تقویۃ الایمان، مطبوعہ مکتبۂ تھانوی دیوبند، ص ۷۱)

ان کے ایک دوسرے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

''انبیا اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔'' (تحذیر الناس، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، ص ۸)

ان دونوں عبارتوں میں کس جسارت اور بیباکی سے شان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں توہین و بے ادبی کی گئی ہے۔ ان میں توہین کے کئی پہلو ہیں، پہلی عبارت میں انبیا واولیا کو بے بس کہا گیا، بڑا بھائی کہا گیا ہے۔ دوسری عبارت میں بھی ہمسری بلکہ معاذ اللہ ''عمل میں سبقت لے جانے'' کا گھناونا عقیدہ رچا گیا ہے۔ حالاں کہ رحمت عالم نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان وعظمت، شرف وفضیلت، اختیار وعطا، نوازش وسخاوت کا یہ حال کہ بہ قول تاج الشریعہ ؎

جہاں بانی عطا کردیں بھری جنت ہبہ کردیں
نبی مختار کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کردیں

نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعویٰ ہمسری کرنے والوں کو یہ آیت مبارکہ دعوت غور وفکر دیتی ہے:

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (البقرۃ: ۲۵۳)

''یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا'' (کنز الایمان)

اس کے تحت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی ''خزائن العرفان'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''آیت میں حضور کی اس رفعت مرتبت کا بیان فرمایا گیا اور نام مبارک کی تصریح نہ کی گئی اس سے بھی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوے شان کا اظہار مقصود ہے کہ ذات والا کی یہ شان ہے کہ جب تمام انبیا پر فضیلت کا بیان کیا جائے تو سوائے ذات اقدس کے یہ وصف کسی پر صادق ہی نہ آئے اور کوئی اشتباہ راہ نہ پاسکے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ فضائل وکمالات جن میں آپ تمام انبیا پر فائق وافضل ہیں اور آپ کا کوئی شریک نہیں بے شمار ہیں کہ قرآن کریم میں یہ ارشاد ہوا 'درجوں بلند کیا' ان درجوں کی کوئی شمار قرآن کریم میں ذکر نہیں فرمائی تو اب کون حد لگا سکتا ہے۔'' (خزائن العرفان)

اس صراحت کی روشنی میں ہمسری کا دعویٰ کرنے والے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بڑا بھائی کہنے والے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ ان کی چیرہ دستی کا عقدہ کھل جاتا ہے۔ فریب آشکار ہوجاتا ہے، تاج الشریعہ نے ایسے بے ادب گروہ پر جو نشتر لگائے ہیں اس کی ایک جھلک دیکھیں ؎

وہی جو رحمۃ للعالمیں ہیں جان عالم ہیں
بڑا بھائی کہے ان کو کوئی اندھا بصیرت کا

وہ رگ جان دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے بُرے تیرے بڑے بھائی کے
بھلا دعوے ہیں ان سے ہمسری کے
سرعرش بریں جن کا قدم ہے
کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منھ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال

رفعت وشان مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیان میں خصائص مبارکہ ''رحمۃ للعالمین'' اور ''جان عالم'' و''رگ جان عالم'' کہہ کر منکرین کا رد کیا گیا ہے اور یہ کہ جن کا قدم مبارک عرش بریں پر ہے ان کی عظمت کیسی ارفع واعلیٰ ہے۔ ہمسری کا دعویٰ کرنے والوں کے ہاتھ سے ایمان جاتا رہا اور وہ ذلت ونکبت سے دوچار ہوکر بصیرت وبصارت سے بھی عاری ہو گئے۔ جنون خلد میں عقل برباد ہوگئی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے ''فتاویٰ رشیدیہ'' (ص ۵۹۷) میں کوا کھانے کو ثواب لکھا ہے۔ ان کے اس پہلو پر نشتر زنی ملاحظہ ہو

جو جنون خلد میں کوؤں کودے بیٹھے دھرم
ایسے اندھے شیخ جی کی پیروی اچھی نہیں
عقل چوپایوں کودے بیٹھے حکیم تھانوی
میں نہ کہتا تھا کہ صحبت دیو کی اچھی نہیں

دوسرے شعر میں مولوی اشرف علی تھانوی کے اس عقیدے کا رد ہے جو اس نے علم مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار میں لکھا:

''اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔'' (حفظ الایمان، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، ص ۱۵)

تو اس نے علم غیب کو حیوانات کے علم سے تشبیہ دی (معاذ اللہ) اس نے تو گویا اپنی عقل چوپایوں کو دے ڈالی اور حق کے راستے سے الگ ہو بیٹھے۔ علم مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہی: اَلرَّحْمٰنُ o عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ o (الرحمٰن: ۱۔۲) ''رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا'' (کنز الایمان)

خود حق تعالیٰ جس ذات کا پڑھانے والا ہو اس کے علم کی بلندی کا کیا عالم ہوگا۔ انسانی عقلیں اس کی بلندی کو نہیں ناپ

سکتیں۔حاسدین کا حال تاج الشریعہ کی زبانی سنیے ؎

ان کا سایہ سروں پر سلامت رہے منھ سڑاتے رہیں یوں ہی دشمن سدا
ان کے حاسد پہ وہ دیکھو بجلی گری وہ جلا دیکھ کر وہ جلا وہ جلا
وہ جلیں گے ہمیشہ جو تجھ سے جلیں مر کے بھی دل جلوں کو نہ چین آئے گا

محبت مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان کی جان ہے،اس محبت والفت کے ساتھ جو سجدہ بارگاہ الٰہی میں کیا جائے گا، مقبول ہوگا،بغیر اس محبت کے سجدہ قبول نہ ہوگا اور ماتھے سے دل کی سیاہی کا داغ ہویدا ہوگا ؎

جبین وہابی پہ دل کی سیاہی
نمایاں ہوئی جیسے ہو مہر شاہی
کہ ایں سجدہ ہائے بغیر محبت
نہ یابند ہرگز قبول از الٰہی

سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی
مہر لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے

وسیلے سے متعلق دلائل وبراہین کے انبار موجود ہیں،اس کے باوجود وہابیہ وسیلے کے منکر ہیں۔قرآن مقدس کا ارشاد ہے:
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ (المآئدۃ:۵:۳۵)
''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو'' (کنزالایمان)
انبیا و اولیا-بارگاہ الٰہی کے مقبولین ومحبوبین ہیں اور وسیلہ۔حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی کے لیے بھی وسیلہ درکار ہے۔آیت مذکورہ کے حوالے سے تاج الشریعہ کا یہ شعر دیکھیں ؎

ابتغوا فرما کے گویا رب نے یہ فرما دیا
بے وسیلہ نجدیو! ہرگز خدا ملتا نہیں

نجدی تحریک کو پروان چڑھانے میں انگریزوں کی معاونت ومشاورت رہی ہے جس کے شواہد بھی موجود ہیں۔اس تحریک نے حجاز مقدس پر قبضہ جمایا،مسلمانوں سے قتال کیا،مال واموال چھینے،مسلمانوں پر شرک وبدعت کے فتوے عائد کیے، مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کی۔ان کے ہاتھوں جاری تباہی وبے حرمتی کے ضمن میں تاج الشریعہ نے دعائیہ انداز میں حجاز سے ان کے انخلا کا مضمون بڑی فنی مہارت سے باندھا ہے ؎

نجدیوں کی چیرہ دستی یا الٰہی! تا بکے

یہ بلائے نجدیہ طیبہ سے جائے خیر سے

دفع ہو طیبہ سے یہ نجدی بلا
یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عجلت کیجئے

دفع طیبہ سے ہو یہ نجدی بلا
یارسول اللہ عجل بالجلاء

وہابیہ حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بھی منکر ہیں۔اس تعلق سے ''تقویۃ الایمان'' میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ ''رسول خدا مر کر مٹی میں مل گئے۔'' (ص ۱۹) معاذ اللہ۔اس عبارت کو تقویۃ الایمان کے جدید ایڈیشن میں تحریف سے بدل دیا گیا ہے۔

صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں:

''انبیا علیہم السلام اور اولیاے کرام وعلماے دین وشہدا وحافظان قرآن کہ قرآن مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی معصیت نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف میں مستغرق رکھتے ہیں ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی، جو شخص انبیاے کرام علیہم السلام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہے کہ ''مر کر مٹی میں مل گئے'' گمراہ بد دین خبیث مرتکب توہین ہے۔'' (بہار شریعت، حصہ اول، ج ۱، مطبوعہ فاروقیہ بک ڈپو دہلی، ص ۲۷۔۲۸)

اس بابت تنقید کا رنگ ملاحظہ ہو اور حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق عقیدے کی صراحت کا واضح پہلو بھی دیکھیے

مر کے مٹی میں ملے وہ نجدیو! بالکل غلط
حسب سابق اب بھی ہیں مرقد میں سلطان جمال

اشعار تاج الشریعہ سے، اس مضمون میں وہابیہ کے ردوابطال میں نشتریت کے صرف چند نمونے پیش کیے گئے۔ان شاء اللہ پھر کبھی مزید اشعار کا جائزہ پیش کیا جائے گا اور باطل فرقوں کے سد باب کے دوسرے شعری محرکات پر بھی روشنی ڈالی جائے گی۔ضرورت ہے کہ اعتقادی خدمات اور فروغ حق کے موضوع پر ''سفینۂ بخشش'' کا علمی جائزہ لیا جائے یہ کام بزم ادب کا کوئی شناور ہی کر سکتا ہے ایسے محققین کو اس سمت توجہ کرنی چاہیے۔اسی طرح ذکر کردہ موضوع پر تاج الشریعہ کا نثری اثاثہ جو تصانیف و تالیفات نیز فتاویٰ پر مبنی ہے وہ بھی خاصی اہمیت رکھتا ہے نیز ان سے اعتقادی پختگی اور ایمان کی مضبوطی کا درس ملتا ہے۔

☆☆☆

بانی نوری مشن مالیگاؤں

فن اسماء الرجال میں تاج الشریعہ کی مہارت

مفتی سراج احمد قادری مصباحی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال وتقریرات کی حفاظت وصیانت کرنا مسلمانوں کے اہم دینی فرائض سے ہے، کیوں کہ کتاب اللہ کے بعد احکام شرعیہ کی دوسری اصل اور بنیاد حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے، اللہ رب العزت نے اس کی حفاظت کے لیے سب سے پہلے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا، انھوں نے کلمات نبویہ کو اپنے قوی حافظوں اور محکم سینوں میں محفوظ رکھا اور امانت ودیانت کے ساتھ بعد والوں کو یہ گراں قدر امانت، جلیل الشان ذخیرہ اور اہم علمی سرمایہ سپرد فرمایا۔

پھر جب افتراق وانتشار رونما ہوئے اور فتنے، فسادات عام ہوئے تو کچھ ہوس پرستوں نے اپنے ناپاک مقاصد کے لیے اس اہم علمی سرمایہ میں ردوبدل اور تحریف کی ناپاک کوششیں کیں تاکہ مسلمانوں کا تعلق اسلام سے کمزور کر کے اسلام کو نیست ونابود کر دیں تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان علمی ودینی سرمایہ کی نگہداشت کے لیے ایسے اسباب ووسائل مہیا فرمایا کہ ان کی ساری کوششیں ناکام ہو گئیں اور ان کی ساری آرزوئیں خاک میں مل گئیں۔

چنانچہ ایسے ائمہ جرح وتعدیل پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی جفاکش اور جہد پیہم محنت سے اس عظیم سرمائے کی ایسی حفاظت فرمائی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کر کے رکھ دیا، راویان حدیث کے احوال وکوائف کو جانچنے کے لیے اصول مقرر کئے اور ان پر نقد وجرح کے لیے ایک معیار قائم کیا جس کے ذریعہ صحیح، ضعیف، اصل اور بے اصل روایتوں میں فرق کیا جا سکے اور خواہش پرستوں کی ہوس پرستی کا دروازہ بند کیا جا سکے، پھر رفتہ رفتہ اسے ایک فن کی حیثیت حاصل ہوئی جسے محدثین کے عرف میں ''فن اسماء الرجال وفن جرح وتعدیل'' کہا جانے لگا۔

رجال حدیث کا علم علوم حدیث کے اہم علوم سے ہے اس لیے کہ علم حدیث میں متن وسند سے بحث ہوتی ہے اور سند میں مذکور لوگ ہی رجال حدیث کہلاتے ہیں اس لیے اس فن کے ماہرین نے اس علم کا کافی اہتمام فرمایا ہے، ان اہتمام کرنے والوں میں سے ایک کڑی آفتاب رشد وہدایت، تاجدار اہل سنت، مرجع علما وفقہا، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، نبیرۂ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قسم قسم کی خوبیوں سے سرفراز فرمایا تھا، مختلف علوم وفنون پر آپ کی تصنیفات موجود ہیں جہاں آپ فقہ وافتا کے صدر نشیں تھے وہیں فن حدیث واصول حدیث اور فن اسماء الرجال میں لاجواب مہارت تامہ رکھتے تھے۔ جس کی روشن دلیل اس فن میں آپ کے قلمی

جواہر پارے ہیں مثلاً الصحابۃ نجوم الاہتدا، تعلیقات زاہرہ، شرح حدیث الاخلاص اور آثار قیامت وغیرہ۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے شروع سے آخر تک دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں باصلاحیت علما، وقت کے عظیم ترین مدرسین، کہنہ مشق مفتیان کرام اور محدثین عظام سے تعلیم حاصل کی، آپ نے حصول علم میں اتنی دلچسپی اور اس قدر انہماک کا مظاہرہ کیا کہ ہمعصروں پر سبقت لے گئے پھر مزید صلاحیت میں نکھار پیدا کرنے کے لیے جامعہ ازہر مصر کا رخ کیا، وہاں آپ نے مسلسل محنت ولگن کے ساتھ تین سال تک تفسیر وحدیث کی تعلیم حاصل کی، جامعہ ازہر میں امتیازی نمبروں سے کامیابی حاصل کی، جس کے نتیجے میں مصر کے کرنل جمال عبد الناصر نے ۱۹۶۶ء میں جامعہ ازہر ایوارڈ اور امتیازی سند پیش کی۔

تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے تقریبا بارہ سال تک دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیتے رہے اور سینکڑوں تشنگان علوم اسلامیہ کو علم وہنر سے سیراب فرماتے رہے اور آج بے شمار تعداد میں آپ کے شاگرد ہیں جو آپ کے مشن کو عام وتام کر رہے ہیں، جن میں کوئی محقق ہے تو کوئی مفتی، تو کوئی محدث الغرض کوئی نہ کوئی کسی نہ کسی فن کا شہسوار معلوم ہوتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے زیادہ تر دلچسپی تفسیر، فقہ اور حدیث سے رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ فقہ وافتا کے میدان میں مفتی اعظم تھے فقہ کے حوالے سے جو تحقیقات وتدقیقات ہیں انہیں پڑھ کر دل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ ہمارے تاج الشریعہ اس زمانے کے امام الفقہا اور سراج المحدثین تھے۔

جہاں آپ فقہ وافتا کے اسرار ورموز میں عمیق نظری کے حامل تھے وہیں آپ کو علم حدیث میں بھی زبردست گرفت، اصول حدیث، اسماء الرجال اور جرح وتعدیل میں حد درجہ مہارت رکھتے تھے۔ میں اپنے اس مختصر سے مضمون میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی اسماء الرجال میں مہارت کے حوالے سے کچھ لکھنے کی سعادت کر رہا ہوں۔ اللہ قبول فرمائے اور اسے بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین

ذیل میں کچھ اقتباسات پیش کیے جا رہے پڑھئے اور حضور تاج الشریعہ کی حدیث دانی اور رراویان حدیث پر عمیق نظری کا اندازہ لگائیے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''صحیح البخاری'' کے اندر کتاب الاذان باب کم بین الاذان والاقامۃ میں دو حدیثوں کی تخریج کی ہے۔ جن سے شوافع حضرات یہ استدلال کرتے ہیں کہ مغرب کی اذان کے بعد اور نماز سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے، حالانکہ احناف اور دیگر ائمہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ مسلک حنفی کی تائید میں ایک حدیث ذکر کی جس میں واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے کوئی نماز نہیں ہے۔ اس حدیث کو دار قطنی اور بیہقی نے اپنی ''سنن'' میں ذکر فرمایا اور امام بزار نے بھی اپنی مسند میں اس کی تخریج کی ہے۔

اس حدیث کی سند میں ایک راوی حیان بن عبید اللہ العدوی ہے جن کے بارے میں امام بزار فرماتے ہیں:

"وھو رجل مشھور من اھل البصرۃ لا باس بہ"

اور امام بیہقی نے فرمایا:

"اخطا فیہ حیان بن عبید اللہ فی الاسناد و المتن جمیعا"

اور ابن جوزی نے اس حدیث کو "موضوعات" میں ذکر کیا اور فلاس کے حوالے سے کہا کہ "کان حیان ھذا کذابا"

اب اس پر حضور تاج الشریعہ کا علمی، فنی اور تحقیقی اور ناقدانہ کلام سنیے کہ جس حسن وخوبی اور دقت نظری سے جائزہ لیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ فن اسماء الرجال میں آپ ایک امتیازی شان کے مالک ہیں:

اقول: قول البزاز فی حیان بن عبید اللہ العدوی انہ رجل مشھور لا باس بہ ادنی ما یفھم من ھذا الکلام توثیق ھذا الراوی وفی حاشیۃ الدار قطنی قال الھیثمی فی مجمع الزوائد لکنہ اختلط و ذکرہ ابن عدی فی الضعفاء انتھی وحیان ھذا غیر الذی کذبہ الفلاس۔ ذاک حیان بن عبد اللہ بالتکبیر ابو جبلہ الدارمی وھذا حیان بن عبید اللہ بالتصغیر ابو زھیر البصری۔ ذکرھما فی المیزان۔ وقال فی ترجمۃ البصری قال البخاری ذکر الصلت عنہ الاختلاط و کذا فی اللسان وزاد فی ترجمۃ البصری وقال ابو حاتم صدوق وقال اسحاق بن راھویہ کان رجل صدوق ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال ابن حزم مجھول فلم یصب انتھی۔ (تعلیقات زاہرہ، مع البخاری، ص:۷۹، مجلس برکات جامعہ اشرفیہ)

ترجمہ: میں (اختر رضا خان ازہری) کہتا ہوں: امام بزار کا حیان بن عبید اللہ العدوی کے تعلق سے یہ ارشاد فرمانا کہ "انہ رجل مشھور لا باس بہ" اس سے کم سے کم یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ راوی آپ کے یہاں ثقہ ہیں۔ حاشیہ دار قطنی میں ہے کہ امام ہیثمی نے "مجمع الزوائد" میں ان کے تعلق سے کہا "لکنہ اختلط و ذکرہ ابن عدی فی الضعفاء" لیکن وہ اختلاط کے شکار ہو گئے اور ابن عدی نے ان کو "الضعفا" میں ذکر کیا۔ امام ہیثمی کی بات ختم ہوئی۔

رہ گئی یہ بات کہ فلاس (جس کے قول کو ابن جوزی نے "الموضوعات میں ذکر کیا") نے جس حیان کو کذاب کہا ہے وہ حیان بن عبد اللہ ابو جبلہ الدارمی ہے اور یہ حیان بن عبید اللہ ابو زہیر البصری ہیں۔ علامہ ذہبی نے ان دونوں کا ذکر "المیزان" میں کیا ہے اور بصری کے ترجمہ میں کہا: "امام بخاری نے فرمایا کہ صلت نے ان کے اختلاط کا تذکرہ کیا اور ابو حاتم اور اسحاق بن راہویہ نے صدوق کہا، ابن حبان نے انہیں اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا، اور ابن حزم مجہول کہا مگر درست نہ کیا"

حدیث ''اصحابي کالنجوم'' جو کتاب الشفا میں مندرج ہے پر موضوع کا حکم لگا یا گیا اور اس کی موضوعیت کے ثبوت میں علامہ ذہبی کی کتاب ''المیز ان'' کا حوالہ دیا گیا اور اس کی بنیاد جعفر بن عبد الواحد کو بنایا جو حدیث ''اصحابي کالنجوم'' کی سند کے ایک راوی ہے ۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس حدیث پاک کا شرح وبسط کے ساتھ تنقیدی وتحقیقی اور تجزیاتی جائزہ لیا اور اس راوی کے متعلق ائمۂ محدثین کے اقوال کا باریک بینی اور عمیق نظری سے جائزہ لیتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ یہ حدیث موضوع نہیں ۔جیسا کہ اس پر مکمل تحقیق کتاب ''الصحابی نجوم الاھتداء'' میں مذکور ہے وہاں مطالعہ کیا جاسکتا ہے ۔یہاں ان میں سے ایک اقتباس تحریر کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

فنقول:''حکی عن الدار قطنی انه یضع الحدیث وعن الدار قطنی نفسه حکی انه اخرج هذا الحدیث الذی حکم علیه بالوضع من اجل جعفر ،ولو ثبت اخراجه الحدیث عن جعفر فمع قطع النظر ان قوله منقوض بفعله ،فتخریج الدار قطنی عن جعفر هذا ان لم یکن توثیقاًله فهو مشعر علی الاقل بان حدیثه یکتب ویقبل ،ولو لم یکن الامر کذلک لنبه علیه الدار قطنی ،وکذلک ما اثر عن ابن عدی انه یسرق الحدیث ویاتی بالمناکیر عن الثقات ،لایفید ان حدیثه موضوع ،وانما مرجعه الی وضع السند کما اسلفنا ،وقول ابی ذرعة فی هذا الحدیث ''انه من بلایاه'' لا یحتمل منه علی ظاهره کیف وقد تاید الحدیث بالحدیث ولم یکن مدار الحدیث علی جعفر بن عبد الواحد وحده ،بل روی بطرق عن عمر ،وعن جابر ،وعن ابن عمر ،وعن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهم ،ثم قول ابی زرعة ''انه من بلایاه'' انما هو فی اللفظ الذی نقل عنه فی المیزان ۔فلو فرض حکمه بالوضع فی المتن فانما یقتصر علی اللفظ الذی ورد فی المیزان ولا ینسحب علی غیره کما لا یخفی''۔

ترجمہ:تو ہم کہیں گے:(حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ)امام دارقطنی علیہ الرحمۃ سے روایت ہے کہ وہ (جعفر بن عبدالواحد)حدیث گڑھتے تھے اور دارقطنی سے یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے بذات خود اس حدیث کی تخریج کی ہے جس جعفر بن عبدالواحد کی وجہ سے موضوع کا حکم لگا یا گیا ہے ،تو امام دارقطنی کا جعفر سے روایت کرنا ثابت ہوا ۔اس سے قطع نظر ان کا قول خود ان کے فعل سے ہی مردود اور منقوض ہے ،لہذا امام دارقطنی کا جعفر کی حدیث کی تخریج کرنا ان کے ثقہ ہونے پر دال نہیں پھر بھی کم سے کم اس بات کی طرف ضرور اشارہ کرتا ہے کہ ان کی حدیث قابل کتابت اور لائق قبول ہے ۔

اگر معاملہ ایسا نہ ہوتا امام دارقطنی ضرور اس پر تنبیہ فرماتے ۔اسی طرح جو ابن عدی سے منقول ہے کہ'' وہ

(جعفر) سارق حدیث تھے اور ثقہ راویوں سے منکر احادیث روایت کرتے تھے'' اس سے بھی اس حدیث کا موضوع ہونا ثابت نہ ہوا، کیوں کہ اس کا مرجع و مدار محض وضع سند ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا (الصحابۃ نجوم الاھتداء کے صفحہ ۲۱ پر گزر چکا ہے کہ ابو حاتم نے کہا کہ جعفر بن عبد الواحد پر واضع سند اور سارق حدیث کی تہمت لگائی گئی ہے اس قول سے یہ واضح طور پر ثابت ہوا کہ وہ صرف سند وضع کرتے تھے، کیوں کہ کبھی کبھی کسی حدیث کو موضوع کہہ دیا جاتا ہے حالانکہ صرف سند موضوع ہوتی ہے تو اس وقت حکم صرف سند پر منحصر ہوتا ہے متن حدیث پر نہیں۔)

اور اس حدیث کے تعلق سے امام ابوزرعۃ کا یہ قول ''یہ جعفر کے شواذ و نوادر میں سے ہے'' بھی اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہوسکتا کیسے ہوسکتا ہے! جب کہ اس حدیث کی تائید دوسری حدیث سے ہو رہی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس حدیث کا مدار صرف جعفر بن عبد الواحد نہیں ہے بلکہ یہ بطریق حضرت عمر، حضرت جابر، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مروی ہے۔ لہذا امام ابوزرعۃ کے قول انہ من بلایاہ سے مراد جعفر بن عبد الواحد والی سند ہوگی جو میزان الاعتدال میں نقل کیا گیا ہے۔

اور اگر بالفرض موضوع کا حکم متن حدیث کے ساتھ لگا دیا جائے تو یہ حکم صرف اسی حدیث پر ہوگا جو میزان الاعتدال میں مذکور ہے اس کے علاوہ دیگر سندوں سے جو حدیث مروی ہے اس پر یہ حکم نافذ نہ ہوگا، جیسا کہ علم حدیث سے شغف رکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں۔

مذکورہ اقتباسات اور تحقیقات سے حضور تاج الشریعہ کی علمی جلالت، فنی مہارت، اور اسماء الرجال اور علم حدیث میں دستگاہ تام و دسترس کامل خوب خوب واضح ہوجاتی ہے۔ وقت کی قلت کے پیش نظر انہیں چند اقتباسات پر قلم کو بند کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں ان چند ٹوٹے پھوٹے جملوں کو شرف قبولیت سے نواز کر حضرت کا فیضان ہم سب پر جاری وساری فرما آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

*****

مقام مرغیا چک ضلع سیتامڑھی بہار

حضور تاج الشریعہ

کی تحقیقی کتاب ''الصحابۃ نجوم الاھتداء'' پر ایک نظر

ازہار احمد امجدی ازہری

حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی ذات بابرکت یقینا مختلف الجہات ذات تھی، آپ ایک ممتاز عالم دین وفقیہ تھے، زہد وتقوی آپ کا طرہ امتیاز تھا، آپ ایک نیک اور باشرع پیر ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثال ناصح وخطیب بھی تھے، ان تمام اوصاف حمیدہ کا جامع ہونے کے باوجود بھی سب سے خاص بات جو آپ کے اندر تھی وہ یہ تھی کہ آپ کو درس و تدریس میں مہارت تامہ حاصل تھی، آپ فقہ وفتاوی میں یدطولی رکھتے تھے، فن حدیث میں بھی آپ کی مہارت کا جواب نہیں تھا، آپ متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے، آپ نے متعدد کتابوں کی تعریب کا اہم کام بھی بخوبی انجام دیا، آپ کی تحقیق وتدقیق بڑی عمدہ ہوتی تھی؛ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تحقیقی کاوش کو عرب وعجم میں بنظر تحسین دیکھا جاتا تھا، ایسی شخصیت کسی زمانے والوں کو بڑے نصیب سے ملا کرتی ہے، آج اسی شخصیت بارزہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں، آپ کی شخصیت کی ہر جہت پر اس تھوڑے وقت اور چند صفحات میں گفتگو کرنا ممکن نہیں؛ اس لیے میں یہاں پر صرف آپ کی تصنیف کردہ ایک کتاب 'الصحابۃ نجوم الاھتداء' جو فن حدیث کا عظیم شاہکار ہے، اس پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا، **وما توفیقی إلا باللہ علیہ توکلت وإلیہ أنیب**

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے غالبا اپنے مطالعہ کے درمیان 'الشفاء' کے حاشیہ کو ملاحظہ فرمایا کہ کسی حدیث نے اس کتاب میں مذکور حدیث: ((أصحابي کالنجوم بأیھم اقتدیتم اھتدیتم)) کو موضوع قرار دیا، آپ نے اپنے وسیع مطالعہ کی وجہ سے اول وقت ہی میں سمجھ لیا کہ یہ حدیث موضوع نہیں ہے؛ اس لیے آپ نے اس غلط دعوی اور کج روی سے عام مسلمانوں کو اپنی تحقیق کی روشنی میں آگاہ کرنے کا ارادہ کر کے اس کو بحمد اللہ پایۂ تکمیل تک پہونچایا، آپ نے پہلے حدیث کی دلیل پیش کی پھر اس کے بعد اس کی دلیل کا منصفانہ جائزہ لیا، آپ اس حدیث کی دلیل ملاحظہ فرمائیں:

''یہ حدیث موضوع ہے، ذہبی نے اسے جعفر بن عبد الواحد ہاشمی کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے، جعفر کے بارے میں دارقطنی نے فرمایا: یہ حدیث گڑھتا ہے اور ابوزرعہ نے کہا: کچھ احادیث روایت کی ہے، جن کی کوئی اصل نہیں، یہ

حدیث اسی راوی کی بلا سے ہے، مزید کے لیے ابن حجر کی تلخیص الحبیر اور ابن حزم کی الاحکام دیکھی جائے''۔
(الصحابۃ نجوم الاھتداء تاج الشریعہ رحمہ اللہ، ص ۱۷، تحقیق: ابوسہل نجاح عوض، ط: المقطم للنشر و التوضیع قاہرہ، مصر)
ہمارے ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:
''اس حدیث کے موضوع ہونے کا دعوی محل نظر بلکہ نادرست ہے، موضوع ہونے کا دعوی کیوں نادرست ہے۔
ملاحظہ فرمائیں:
اولا: ''امام علی قاری نے خود ذکر کیا کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تخریج 'الفضائل' میں کی اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اس کو تخریج کرنے کے بعد فرمایا: ''اس حدیث سے حجت قائم نہیں ہوگی''۔
نیز امام دارقطنی رحمہ اللہ نے 'المدخل' میں فرمایا: ''اس حدیث کا متن مشہور ہے اور اس کی ساری اسانید ضعیف ہیں''۔
(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۱۸)
اور جب امام حلبی رحمہ اللہ نے امام قاضی عیاض رحمہ اللہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اس حدیث کو انہیں اپنی کتاب ''الشفاء'' میں صیغہ جزم کے ساتھ نہیں ذکر کرنا چاہیے تھا؛ تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
''یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث کی کوئی سند ثابت ہو یا یہ کہ آپ نے کثرت طرق کی وجہ سے اس حدیث کو حسن کے درجہ میں رکھا ہو، مزید یہ کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کرنے کی گنجائش ہے؛ اس لیے ان پر اعتراض مناسب نہیں''۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۱۸)
ہمارے ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ درمیان گفتگو اس حدیث کے صرف ضعیف ہونے پر مزید ناقدین کے متعدد اقوال ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
''امام علی القاری رحمہ اللہ کے کلام سے چند باتیں سامنے آئیں:
(۱) امام دارقطنی رحمہ اللہ نے خود اس حدیث کو روایت کیا اور اس پر موضوع ہونے کا حکم نہیں لگایا، اگر امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہوتا؛ تو امام علی القاری رحمہ اللہ ان کے قول کو ضرور نقل فرماتے۔
(۲) امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کرام نے اس حدیث کے متعلق جو الفاظ استعمال کیے ان کا مفاد صرف اتنا ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے، نیز امام دارقطنی رحمہ اللہ کے قول سے: ''اس حدیث کا متن مشہور ہے اگرچہ اس کی ساری اسانید ضعیف ہیں'' ایک اور فائدہ حاصل ہوا کہ اس حدیث کو تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے؛ جس کی وجہ سے کثرت طرق کے ساتھ اس حدیث کی قوت میں مزید اضافہ ہو گیا۔
نیز علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ نے بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ سے حکایت بیان کی کہ آپ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے

لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ خاص اس حدیث پر آپ نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے؛ لہذا صرف امام دارقطنی رحمہ اللہ کے قول: ’’راوی جعفر حدیث گڑھتے ہیں‘‘ کے پیش نظر یہ استشہاد نہیں کیا جا سکتا ہے کہ زیر بحث حدیث موضوع ہے‘‘۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۱۹)

ثانیا: ’’امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے قول: ’’جعفر نے کچھ احادیث روایت کی ہے جس کی کوئی اصل نہیں‘‘ سے بھی استشہاد تام نہیں؛ کیوں کہ یہ حکم وضع میں صریح نہیں اور اس پر سب سے بڑی دلیل وہ کلام ہے جس کو امام ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’لسان المیزان‘‘ میں نقل کیا ہے کہ سعید بن عمرو بردعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوزرعہ رحمہ اللہ سے بعض احادیث کے بارے میں مذاکرہ کیا جسے انہوں نے جعفر بن عبدالواحد سے سنا تھا؛ تو آپ نے ان کا انکار کیا اور فرمایا: ان کی کوئی اصل نہیں اور بعض کے بارے میں فرمایا: یہ باطل وموضوع ہیں۔

امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا ابتدا میں جعفر کی بعض احادیث کے متعلق یہ کہنا کہ ان کی کوئی اصل نہیں، یہ حدیث کے موضوع ہونے کا فائدہ نہیں دیتا؛ کیوں کہ اس کے فورا بعد ہی آپ نے ان کی بعض احادیث کے بارے میں فرمایا کہ وہ باطل وموضوع ہیں، اس کا واضح مفاد یہ ہے کہ آپ کے قول: لا اصل لہ اور موضوع و باطل کے درمیان فرق ہے، پہلے قول میں سند پر حکم ہے متن پر نہیں، نیز آپ کا قول: لا أصل لہ، آپ کے اپنے علم کے اعتبار سے ہے اور اس پر قرینہ آپ کا ان کی احادیث کا انکار کرنا ہے‘‘۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۰)

ثالثا: ’’جعفر کے ترجمہ میں جو کہا گیا ہے کہ وہ ایسی احادیث روایت کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں، ثقات سے مناکیر روایت کرتے ہیں، ان پر سند کے گڑھنے اور احادیث چوری کرنے کی بھی تہمت لگائی گئی ہے، یہ تمام باتیں سند کے وضع کرنے پر دال ہیں اور اسی وجہ سے کبھی کسی حدیث کے بارے میں صرف سند کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ حدیث موضوع ہے، یہ حکم صرف سند پر ہی منحصر ہوگا اور متن تک تجاوز نہیں کرے گا‘‘۔

پھر ہمارے ممدوح گرامی حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ جرح مفسر اور غیر مفسر کے بارے امام ابن صلاح رحمہ اللہ کا قول فیصل ذکر کرنے کے بعد دوبارہ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کے قول کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

رابعا: ’’امام ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے راوی جعفر کی بعض احادیث کے بارے میں جو یہ کہا کہ یہ موضوع ہیں، اس سے کوئی دھوکا نہ کھائے؛ کیوں کہ اس حکم میں یہ احتمال بہر حال ہے کہ ان احادیث کا دار و مدار انہیں راوی جعفر پر ہو؛ اس لیے ان کے اہتمام کا لحاظ کرتے ہوئے احادیث کے موضوع ہونے کا حکم لگایا، جس کا مآل وضع کا حکم باعتبار ظن ہے اور یہ اس بات کو مستلزم نہیں کہ جو بھی راوی جعفر نے روایت کیا سب موضوع ہے؛ اس لیے خاص اس زیر بحث حدیث کے متعلق یقین نہیں کیا جا سکتا بلکہ گمان کی بھی گنجائش نہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے‘‘۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۱)

خامسا: ’’یہ حدیث کیسے موضوع ہو سکتی ہے جب کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ اسی حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ

حدیث ضعیف ہے، نیز فرماتے ہیں: بلکہ ابن حزم سے مروی ہے کہ انہوں نے اس حدیث کے موضوع و باطل ہونے کا قول کیا ہے، مگر امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن حزم کے اس حکم کو قبول نہیں کیا، چنانچہ اس کے بعد آپ مزید فرماتے ہیں: لیکن امام بیہقی رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: بے شک مسلم شریف کی حدیث: ستارے آسمان کے امین ہیں۔۔۔الحدیث، اس زیر بحث حدیث کے بعض معنیٰ کو ادا کرتی ہے، پھر امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بیہقی رحمہ اللہ نے سچ فرمایا، یہ حدیث صحابہ کرام کو ستاروں سے تشبیہ کی مؤید ہے، ہاں اقتدا کے بارے میں تائید ظاہر نہیں، البتہ ممکن ہے کہ ستاروں کے ذریعہ ہدایت کے معنیٰ کا اعتبار کرتے ہوئے اقتدا کا معنیٰ حاصل ہوجائے، امام علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ اہتدا اقتدا کی فرع ہے"۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص۲۱)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اس کلام سے بالکل واضح ہوگیا کہ امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن حزم کے دعوی موضوع کو قبول نہیں کیا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے جس حدیث کو نقل کیا ہے اس کے ذریعہ زیر بحث حدیث کے معنیٰ کی تائید کی ہے، یہیں سے حدیث نے جو ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا تھا اس کا بھی جواب مل گیا اور وہ یہ کہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث کو موضوع و باطل قرار نہیں دیا اور ابن حزم کے دعوی کو بھی قبول نہیں کیا بلکہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے قول کو باقی رکھا اور زیر بحث حدیث تائید کی حالاں کہ آپ نے شروع کلام میں فرمایا تھا: یہ حدیث ہے"۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۲)

سادسا: "امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے جو اس حدیث کے بارے میں فرمایا: یہ حدیث جعفر کی بلا سے ہے، یہ اپنے ظاہر پر محمول نہیں؛ کیوں زیر بحث حدیث کی تائید صحیح مسلم کی حدیث سے ہورہی ہے اور اس حدیث کا مدار صرف جعفر بن عبدالواحد پر نہیں بلکہ یہ حدیث متعدد طرق کے ذریعہ حضرت عمر، جابر، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، نیز امام ابوزرعہ رحمہ اللہ کا یہ قول حدیث کے ان الفاظ کے بارے میں ہے جس کو انہیں سے 'المیز ان' میں نقل کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے: ((أصحابي کالنجوم من اقتدی بشیء منھا اھتدی)) قارئین واضح طور پر ملاحظہ کرسکتے ہیں کہ یہ وہ حدیث نہیں جس کو "الشفاء" اور "المشکاۃ" وغیرہ میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا: ((بأیھم اقتدیتم اھتدیتم))

لہذا اگر مان بھی لیا جائے کہ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کے متن پر وضع کا حکم لگایا ہے؛ تو یہ حکم اسی لفظ کے ساتھ خاص ہوگا جس کا ذکر 'المیز ان' میں ہوا اور ان کا یہ حکم حدیث کے دوسرے الفاظ پر صادق نہیں آئے گا"۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۵)

پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ امام ابن حجر رحمہ اللہ کی 'القرءۃ یرو التحبیر' کے حوالہ سے گفتگو کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"امام ابن حجر رحمہ اللہ نے راوی جعفر کے بارے جس کلام کے ذریعہ اپنی بات ختم کی ہے، اس سے بے توجہی نہیں برتی جاسکتی، وہ کلام یہ ہے: مسلمہ بن قاسم نے فرمایا: راوی جعفر کا مقام ثغر ۲۴۸ھ میں انتقال ہوا، یہ بصری ثقہ ہیں، ان سے امام ابوداؤد نے روایت کی ہے اور اسی طرح ابو علی جیان نے بھی انہیں شیوخ ابوداؤد میں شمار کیا ہے"۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: "اور یہ امام ابن حجر رحمہ اللہ کی جانب سے راوی جعفر کے بارے میں صریح

توثیق ہے اور جو راوی جعفر کے بارے میں دوسروں کی جانب سے کلام کیا گیا ہے، وہ محتمل ہے؛ اس لیے راوی جعفر کے بارے میں توثیق ہی مقدم ہونی چاہیے۔

پھر جو ناقد ہوتا ہے وہ غیر کی رائے کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ہے اور امام قاضی عیاض رحمہ اللہ یقینی طور پر عظیم ناقد اور حدیث کی علل کو جاننے والے ہیں، اس طرح کے جو لوگ ہوتے ہیں، انہیں اس بات کا حق ہوتا ہے کہ جس راوی کو وہ قابل قبول سمجھیں، ان سے روایت کریں، اگر چہ دوسروں کے نزدیک وہ قابل قبول نہ ہو''۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۲۸)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ اپنے اس دعوی پر صحیح البخاری، مسلم اور ابوداؤد کے بعض متکلم فیہ راویوں کی مثال پیش کرنے کے بعد ابن حزم کی رائے کی طرف اپنی نوک قلم کے ذریعہ متوجہ ہوتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

سابعا: ''ابن حزم اپنے دعوی میں تمام لوگوں سے متفرد ہیں اور ان کا تفرد ہمیں کوئی ضرر نہیں دے سکتا۔۔۔ابن حزم زیر بحث حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور روایت: أصحابي کالنجوم، یہ روایت ساقط ہے''۔ پھر سند ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''ابو وہب ثقفی اور سلام بن سلیمان موضوع احادیث روایت کرتے ہیں اور زیر بحث حدیث بلاشک انہیں موضوعات میں سے ہے؛ لہذا یہ روایت ساقط ہے جس کی اسناد ضعیف ہے''۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ ان کے اس قول کا تنقیدی تعاقب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ابن حزم کا قول: ''یہ روایت ساقط ہے''۔ یہ حکم صرف سند پر صادق آئے گا، اس پر قرینہ ابن حزم کی عبارت کے اخیر میں یہ قول ہے: ''لہذا یہ روایت ساقط ہے جس کی اسناد ضعیف ہے''۔ اس لیے یہ حکم صرف سند پر ہی منحصر ہوگا اور اس حکم کا متن سے کوئی تعلق نہیں ہوگا''۔

پھر اپنے جد امجد اعلی حضرت مجدد دین وملت نور اللہ مرقدہ کی کتاب: 'الھاد الکاف فی أحکام الضعاف' کا حوالہ دینے کے بعد ابن حزم کے دعوی کا رد اور ان کے تناقض کو اجاگر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور گفتگو کے درمیان ابن حزم کا یہ کہنا: ''یہ حدیث انہیں موضوعات میں سے ہے'' قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ یہ دعوی دلیل سے خالی و عاری ہے اور ساتھ ہی یہ دعوی ان کے ضعف سند کے اقرار کے منافی ہے؛ کیوں کہ ضعف سند، متن کے ضعیف ہونے کے مستلزم نہیں چہ جائے کہ حدیث کے موضوع ہونے کو مستلزم ہو''۔(الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص ۳۰)

پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ ابن حزم کا بعض دیگر ناقدین کے اقوال سے استدلال جیسے متروک، مجہول اور عدم صحت کا علمی وتنقیدی جائزہ لینے کے بعد فرماتے ہیں:

''ابن حزم کا ان اقوال کو ذکر کرنے کے بعد یہ کہنا: ''یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ یہ روایت بالکل ثابت نہیں، بلاشبہ یہ روایت جھوٹی ہے''۔ دعوی بلا دلیل ہے اور اندازہ سے حکم لگانا ہے جو بہت سخت ہے، نیز تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ابن حزم زیر بحث

حدیث کی سند کے بارے میں گفتگو کر کے سند کے ضعیف ہونے کا اقرار کرتے ہیں، امام بزار رحمہ اللہ کا ایسا قول ذکر کرتے ہیں جو ضعیف ہونے کا بھی فائدہ نہیں دیتا، پھر متن کے بارے میں یقینی طور پر مکذوب و موضوع ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں!''۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص۳۱)

اس کے بعد جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے آیات کریمہ سے ابن حزم کا بے محل استدلال اور ان کی کج روی بیان کرتے ہوئے وضاحت فرمائی کہ اس طرح کے بے محل استدلال اور فکری انحراف کی وجہ سے تقلید سے منع کرنا، سارے صحابہ کے اقوال کو رد کرنا، صحیح احادیث کو قبول نہ کرنا بلکہ قرآن کریم کو نہ تسلیم کرنا اور ہر کس و ناکس کے لیے اجتہاد کا باب کھولنے جیسی مہلک خرابیاں لازم آئیں گی۔

نیز ابن حزم نے جو بلا دلیل امام بخاری اور راوی ہشام کے درمیان انقطاع کا دعوی کر کے حرمت معازف کے بارے میں وارد حدیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے، اس دعوی کو بھی جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنے علمی وسعت کے پیش نظر قبول نہیں کیا اور بتایا کہ یہ دعوی بالکل غلط ہے؛ کیوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی راوی ہشام سے ملاقات اور سماعت دونوں ثابت ہے اور یہ بھی بتایا کہ اس بے جا استدلال، بلا دلیل دعوی اور کج روی سے واضح ہو گیا کہ ابن حزم نے اپنے نفس اور خواہش کی اتباع کرنے کی مذموم کوشش کی ہے، اس پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ابن حزم نے عام راوی تو عام راوی، صحابی رسول حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی بے جا تنقید و طعن کا نشانہ بنایا اور کہا کہ یہ مقدوح ہیں، یہ طعن صرف ایک صحابی رسول کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس متفق علیہ اعتقاد کے بھی مخالف ہے کہ سارے صحابہ عدول ہیں؛ کیوں کہ کسی صحابی رسول کی عدالت کو طعن کر کے ساقط کرنا، تمام صحابہ کی عدالت کو ساقط کرنا ہے۔

پھر حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ نے ان بعض احادیث جن کی وجہ سے راوی جعفر کو متہم قرار دیا گیا، ان کا فنی و تنقیدی جائزہ لیا اور ان کے بارے میں بتایا کہ یہ احادیث ایسی نہیں ہیں کہ جن کی وجہ سے انہیں متہم قرار دیا جا سکے بلکہ اس میں سے تو بعض حدیث متواتر یا کم از کم حسن لغیرہ یا صحیح لغیرہ کو پہونچی ہوئی ہیں، اس کے باوجود ان احادیث کو روایت کرنے کی وجہ سے انہیں جرح و قدح کا نشانہ بنانا عجیب و غریب ہے۔

اس کے بعد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ اپنی قیمتی گفتگو کو سمیٹتے ہوئے اپنے جد امجد حضور اعلی حضرت مجدد دین و ملت علیہ الرحمۃ کا قول فیصل پیش کرتے ہیں:

''عقل شاہد ہے کہ حدیث ضعیف اس طرح کے مقام میں مقبول ہے'' اس کے بعد فرماتے ہیں:

''میں کہتا ہوں: جب عقل سلیم شاہد ہے کہ حدیث ضعیف ایسے مقام پر معتبر ہے؛ تو سند میں خواہ کتنا ہی کیوں نقص نہ ہو، اس حدیث کے باطل ہونے پر یقین نہیں کیا جا سکتا؛ کیوں کہ زیادہ جھوٹ بولنے والا بھی کبھی سچ بولتا ہے، ممکن ہے کہ اس کے سوا دوسری سند کے ذریعہ صحیح طریقہ سے حدیث روایت کی گئی ہو''۔ (الصحابۃ نجوم الاھتداء، ص۴۰)

پھر آپ نے اپنے اس دعوی پر متعدد ناقدین وعلما کے اقوال پیش کر کے اپنے دعوی کو مزید محکم اور مضبوط بنایا نیز یہ بھی وضاحت فرمائی کہ کبھی حدیث سند کے اعتبار سے تو ضعیف ہوتی ہے مگر اہل کشف کے نزدیک وہ صحیح ہوتی ہے جیسے امام اکبر ابن عربی اور خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمہا اللہ نے متعدد احادیث کو کشف کے ذریعہ صحیح قرار دیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے اخیر میں ایک مفید مثال پیش کی، وہ مثال یہ ہے:

''ایک آدمی نے طبعی حرارت میں کمی محسوس کی؛ تو زید نے اس سے کہا: فلاں ماہر ڈاکٹر نے اس مرض کے لیے ایک دوا تجویز کی ہے کہ سونے کے اوراق کو بید مشک کے عرق کے ساتھ ہاوون دستے میں سونے کے کوٹنے والے اوزار سے کوٹ کر یا اسے ہتھیلی میں شہد کے ساتھ رگڑ کر خوب باریک کر کے پی لیا جائے۔

اب مریض کو یہ تجویز معلوم ہونے کے بعد عقل سلیم کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ مذکور دوا کو حرام جانے جب تک کہ ڈاکٹر تک صحیح سند کے ذریعہ اس نسخہ کی حیثیت معلوم نہ ہو جائے، یہاں پر اس کے استعمال کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ طبی اصول کے مطابق اس کے استعمال میں کوئی خرابی نہیں، ورنہ بعید نہیں کہ وہ نسخہ کی صحت کتابوں میں تلاش کرتا پھرے، راویوں کی ثقاہت کی تحقیق کرے اور اپنی بے وقوفی کی وجہ سے اس دوا کے منافع سے محروم ہو جائے اور بیمار کو وقت پر نافع دوا نہ مل پائے۔ (الصحابة نجوم الاهتداء ص ۴۴)

اس کے بعد اپنی اس بات کو بطور نتیجہ اس فکر انگیز قول کے ذریعہ اختتام کو پہونچایا، ملاحظہ فرمائیں:

''فضائل اعمال کی حدیث کا بھی یہی حال ہے کہ ہمارے کانوں تک اس طرح کی کوئی مفید حدیث پہونچی جس سے شریعت مطہرہ نے منع نہیں فرمایا قانون اسلام سے متصادم نہیں؛ تو ہمارے لیے محدثین کے طریقہ کار پر حدیث کی تحقیق ضروری نہیں، اگر حدیث صحیح ہے تو خوب، ورنہ ہماری اچھی نیت کی وجہ سے ہمیں بہترین ثمرہ ملے گا، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: {هَلۡ تَرَبَّصُونَ بِنَآ إِلَّآ إِحۡدَى ٱلۡحُسۡنَيَيۡنِ} (التوبۃ:۹، آیت:۵۲) وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم''۔ (الصحابة نجوم الاهتداء، تاج الشریعہ رحمہ اللہ، ص ۴۵، تحقیق: ابو سہل نجاح عوض، ط: المقطم للنشر والتوضیع، قاہرہ، مصر)

حضور تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے اپنی اس علمی، تحقیقی وتنقیدی گفتگو میں مندرجہ ذیل پیغام امت مسلمہ کو پہونچانے کی بہترین کوشش فرمائی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ایک ناقد ومحقق کے لیے مناسب نہیں کہ کسی کی تحقیق خاص کر کسی حدیث کی تحقیق کو دیکھ کر مرعوب ہو جائے اور بلا تحقیق وتفتیش آمنا وصدقنا کہے۔

(۲) اہل سنت وجماعت کے عوام پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہر معاملہ خاص کر وہ معاملہ جس کا تعلق دین متین سے ہے، اس میں ضرور اپنے علماے اہل سنت ہی کی طرف رجوع کریں تاکہ حق سے انحراف کی کوئی سبیل پیدا نہ ہو۔

(۳) زیر بحث حدیث کے متعلق حدیث محقق کی تحقیق قابل قبول نہیں؛ کیوں کہ اس نے جن علما وناقدین کے اقوال سے

استدلال کیا تھا وہ خود خاص اس حدیث کے موضوع ہونے کے قائل نہیں، البتہ ابن حزم نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے مگر خود ان کا استدلال ان کے دعویٰ کا ساتھ نہیں دے رہا ہے؛ اس لیے ان کی رائے قابل اعتماد نہیں۔

(۴) اس حدیث کے راوی جعفر نے بعض احادیث روایت کی جس کی بنا پر بعض لوگوں نے ان پر جرح وقدح کیا مگر چوں کہ یہ احادیث اصول شرع سے متصادم نہیں بلکہ ان میں سے بعض متواتر یا صحیح ہیں؛ اس لیے ان احادیث کی بنا پر جرح اور دیگر مبہم ومحتمل جرح محل نظر ہے، خاص کر اس صورت میں کہ بعض ناقدین نے آپ کی توثیق بھی کی ہے۔

(۵) اس حدیث کے متعلق جو اکثر اقوال ہیں وہ یہی بتاتے ہیں کہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے بلکہ بعض رجحان کے مطابق اس حدیث کے حسن لغیرہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

(۶) ابن حزم نامی شخصیتیں آیات سے بے محل استدلال کیا جو بہت ساری شرعی خرابیوں کی جامع اور بعض اوقات یہ جرح وقدح میں بہت سخت ثابت ہوئے ہیں یہاں تک کہ صحابی رسول ابوطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کو بھی اپنی جرح وقدح کا نشانہ بنایا جو تمام صحابی کی جرح وقدح کے مترادف ہے۔

(۷) کشف کے ذریعہ بھی احادیث کی صحت ثابت ہوتی ہے؛ اسی لیے بعض اوقات محدثین کرام بعض احادیث کو موضوع یا ضعیف قرار دیتے ہیں مگر اہل کشف کے نزدیک وہ حدیث صحیح ہوتی ہے۔

(۸) راوی کتنا بھی ضعیف ہو، اس کی روایت کردہ حدیث کے متعلق موضوع ہونے کا یقین نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ کبھی بہت جھوٹ بولنے والا بھی سچ بولتا ہے اور یہی مذہب محتاط ہے۔

(۹) اگر بر سبیل تنزل زیر بحث حدیث کو ضعیف مان لیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں؛ کیوں کہ اس طرح کی حدیث فضائل کے باب میں معتبر اور قابل عمل ہے، نیز کوئی ایسی حدیث جس کی سند قوی نہیں بلکہ ضعیف یا شدید ضعیف ہے اور وہ اصول شرع سے متصادم نہیں تو اس پر بھی عمل کرنا جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ کی قبر انور پر رحمت وانوار کی بارش فرمائے، ہمیں ان کے علمی وعملی فیوض وبرکات سے مالا مال کرے، ہم سب کو باطل سے بچنے، حق بولنے اور حق قبول کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ژژژژژژژژ

خادم: مرکز تربیت افتا، اوجھا گنج، بستی، یوپی، انڈیا

حضور تاج الشریعہ اور درس بخاری

مفتی محمد کونین نوری مصباحی

حضور تاج الشریعہ وہ ہیں جو بہ یک وقت محدث، محقق، معلم، محشی، مترجم، مصنف، مؤلف، مدرس فقہ وحدیث، مفتی، قاضی، ادیب، شاعر، خطیب، مبلغ، متقی، عابد، شب زندہ دار اور مرشد برحق ہیں۔

آپ کا اسم گرامی ''محمد اسماعیل رضا'' جب کہ عرفی نام ''محمد اختر رضا'' اور تخلص ''اختر رضا'' ہے مگر زیادہ تر شہرت ''ازہری'' میاں سے ہوئی۔

ولادت: ۲رفروری ۱۹۴۱ء بروز منگل بریلی شریف محلہ سوداگران میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم گھر میں اپنے والد ماجد مفسر قرآن علامہ ابراھیم رضا خان جیلانی اور والدہ ماجدہ شہزادیٔ مفتی اعظم ہند سے حاصل کی رسم بسم اللہ آپ کے نانا جان تاجدار اہلسنت ولی فرزند ولی حضور مفتی اعظم ہند نے ادا کی اور اس تقریب سعید میں یادگار اعلی حضرت دارالعلوم منظر اسلام اور یادگار مفتی اعظم ہند مظہر اسلام کے اساتذہ اور طلبہ موجود تھے، درس نظامی کی تکمیل دارالعلوم منظر اسلام سے کی پھر ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر تشریف لے گئے اور وہاں آپ کلیۃ اصول الدین میں داخلہ لیا اور فن حدیث اور تفسیر کے ماہر اساتذہ کرام سے مسلسل تین سال اکتساب علم کر کے مہارت تامہ حاصل کی اور ۱۹۶۶ء میں اپنی جماعت میں اول پوزیشن کر کے تفسیر وحدیث کی سند حاصل کر کے اور بطور اعزاز آپ کو مصر کے صدر سرنل بحال عبدالناصر'' نے'' جامعہ ازہر ایوارڈ پیش کیا۔ (از مفتی اعظم ہند اور ان کے خلفاء)

آپ ابوالبرکات حضور مفتی اعظم ہند سے بچپن ہی میں بیعت ہو چکے تھے اور ۱۹رسال کی عمر میں حضور مفتی اعظم ہند نے تمام سلاسل کے اجازت وخلافت عطا فرمائی ان کے علاوہ خلیفہ اعلی حضرت برھان ملت مفتی برہان الحق جبلپوری، سید العلماء سید شاہ آل مصطفی برکاتی مارہرہ شریف، احسن العلماء سید حیدر حسن میاں برکاتی مارہرہ شریف، اور والد ماجد مفسر قرآن مفتی ابراہیم رضا خان قادری بریلوی سے بھی جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہے۔

حضور ازہری میاں کی پوری زندگی چند مختصر مگر جامع الفاظ میں دیکھنا ہو تو حضور مفتی اعظم ہند کی زبان فیض ترجمان سے ملاحظہ کریں آپ فرماتے ہیں لوگوں اب اختر رضا کو میرا قائم مقام اور جانشین سمجھو مسائل میں ان سے رجوع کریں آخر وقت میں آپ نے بدست خود لکھ کر بھی دیا کہ اختر میاں میرا قائم مقام اور جانشین ہے (مصدر سابق)

شریعت کے اصول بنیاد چار ہیں (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اجماع (۴) قیاس

کتاب اللہ: یہ درحقیقت ختم المرسین صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۳ رسال مسلسل نزول وحی کا وہ حتمی اور قطعی مجموعہ ہے جو لفظی اور معنوی تغیر وتبدل سے بالکل محفوظ و مامون ہے جس کے حفاظت وصیانت خود پروردگار عالم نے اپنے ذمہ کرم میں لے رکھا ہے چنانچہ قرآن مقدس ہی دنیا کی ایک منفرد اور واحد کتاب ہے جس کا زیر وزبر، شدومد، حرکت وسکون، حرف ونکتہ، آیت وسورت اپنی اسی حالت اصلی میں جس طرح معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل ہوا تھا اور آپ نے اپنے صحابہ کو سنایا تھا۔

اسلام کی دوسری اساس سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ قرآن مقدس کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کیلئے لیل ونہار، صبح ومسا، سفر وحضر، خلوت وجلوت، عبادت وریاضت، رشد وہدایت الغرض ہر زاویہ پوری رعنائیوں کے ساتھ موجود ہے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وسیرت کو ''اسوہ حسنہ'' سے موسوم فرمایا ہے۔ اسلئے ضروری تھا کہ اس پاکیزہ اعلیٰ ترین کو نمونہ عمل کو بھی بنی نوع انسان کیلئے محفوظ کرلیا جائے اس عظیم کارنامہ کو انجام دینے کیلئے قدرت کاملہ نے اپنی حکمت بالغہ سے صحابہ کرام کی مقدس جماعت کو تیار کیا اور ان کو ایسی خداداد ذہانت وفطانت، شجاعت وبہادری، اخلاص وایثار، عشق ومحبت، قوت مشاہدہ، صداقت ودیانت اور حفظ وضبط کی نادر خصوصیات سے بیک نوازا گیا کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا، پسند وناپسند اور اظہار فرحت وکوفت کی ہر کیفیت کو انہی الفاظ کے ساتھ محفوظ کرلیا جو آپ نے اپنی زبان نبوت سے ارشاد فرمائے تھے۔ انہیں کلمات، انداز وبیان اور کیفیات احوال کو حدیث کہا جاتا ہے ان اقوال وافعال اور کیفیات کے بیان کرنے والے کو ''راوی'' اور راویوں کے اسماء کو سند کہا جاتا ہے اور ان روایات سے ہر کام کرنے والوں کو محدثین اور ان روایات سے مسائل شرعیہ مستنبط کرنے والوں کو مجتہدین کرام بولا جاتا ہے۔

اب یہاں پر ایک ضروری امر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ دور حاضر میں ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ کی کثرت ان کے کارنامے بھی محیر العقول ہے جس کا پچاس سال قبل تصور بھی نہ تھا آج ان ذرائع ابلاغ، زمین وآسمان کی وسعتوں اور مشرق ومغرب کے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے آڈیو، ویڈیو اور ریکاڈنگ کے ذریعہ ہر شخص کی حرکات وسکنات تک رسائی آسان ہو چکی ہیں طول طویل سفر اور لمبی مسافت کو طے کرنیکی ضرورت نہیں اب تو معلومات کا ذخیرہ انسان کی خدمت عالیہ میں دست بستہ حاضر ہے ریڈیو، ٹی وی، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، سی ڈیز، میموریز، پین ڈرائیوز، اخبارات کتب اور مسائل جرائد الغرض ایک سے ایک تیز رفتار اور آسان ذریعہ دستیاب ہے بڑے بڑے خطباء، ادباء قائدین مفکرین اور دانشوروں کے قیمتی خطابات کو آڈیو، ویڈیو کے ذریعہ محفوظ کیا جارہا ہے لیکن ان تمام سہولیات کے باوجود کوئی شخص یا کوئی حکومت یا کوئی تنظیم وتحریک یا کوئی ادراہ یہ دعوہ نہیں کرسکتا کہ ہم نے فلاں شخصیت یا فلاں حضرت کی ساری زندگی کو محفوظ کرلیا ہے اس کی کتاب حیات کا ہر ورق دنیا کے سامنے ہے؟ اس کی خلوت وجلوت کی تمام تفصیلات عوام کی نظر میں ہے؟ اس پوری کائنات میں یہ خوبی یہ کمال اور یہ ایثار صرف اور صرف تاجدار مدینہ، محسن اعظم، امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے جب کہ اس وقت ان ذرائع ابلاغ کی سہولیات بھی نہ تھی

صرف دیکھنے والوں کی محبت بھری نگاہ اور محسوس کرنے والوں کی زبان حق ترجمان تھی۔آج بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت وجلوت کا ہر لمحہ سفر وحضر کی ہر تفصیل نشست و برخاست کا ہر انداز اور خوشی وغمی کی ہر کیفیت کتابوں کے اوراق اور دیوانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔

اور یہ بات بھی کس قدر پر لطف اور عقلوں کو حیران کرنے والی ہے کہ جن لوگوں نے اس خدمت میں خود کو مٹایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو ہر زاویہ سے محفوظ کرتے رہے تو خداوند قدوس نے ان کو یہ اعزاز بخشا کہ ان کی حیات وخدمات کو بھی ہمیشہ کے لئے بقائے دوام کی نعمت مل گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ''احوال رواۃ'' اور ان کی سیرت وکردار پر مستقل ایک فن بنام ''علم اسماء رجال'' وجود میں آگیا اس کے علاوہ ''تاریخ الحدیث''،''علم جرح وتعدیل''،''علم الانساب''،''تخریج الحدیث''،''علم معرفت الاسماء والکنی ''اور علم الطبقات'' بھی ہے۔

چنانچہ ہر زمانہ میں کچھ ایسے خوش نصیب افراد پیدا ہوئے جنھوں نے علم حدیث کی خدمت اور اس کی خیرات وبرکات کو حاصل کرنا اپنی زندگی کی معراج سمجھتے رہے اور مکمل انہماک دلچسپی، دلجمعی اور یکسوئی کے ساتھ یہ گرانقدر خدمت انجام دیتے رہے۔

حضور تاج الشریعہ کی علم حدیث میں مہارت تامہ، فقاہت کاملہ، عالمانہ شعور، ناقدانہ بصیرت اور محققانہ شان وشوکت کا اندازہ ان کی تصانیف جلیلہ مثلاً ''شرح حدیث الاخلاص''اصحابی کا نجوم الخ آثار قیامت'' اور تعلیقات زاہرہ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

راقم السطور کو آپ کے ''درس بخاری'' میں کئی بار حاضری کا شرف حاصل ہے بڑی خوشی ہوئی کہ مجھ بے مایا کو ان کی شخصیت پر خامہ فرسائی کا موقع ملا اور برجستہ زبان پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی کا یہ شعر جاری ہوگیا۔

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

حضور تاج الشریعہ نے کثرت کار،ہجوم افکار،تبلیغی دورے،اور بیرونی اسفار کی وجہ سے صحیح بخاری شریف کی دونوں جلدوں پر تعلیقات کا کام پورا تو نہ کر سکے البتہ جلد اول باب کیف کان بدء الوحی سے لیکر بنیان الکعبہ تک تقریبا ۷۰ رابواب علمی اور تحقیقی نمایاں کارنامہ انجام دیا جو ۸۹ رصفحات پر مشتمل ہے کسی باب میں ایجازاً اور کسی باب میں اطناباً کلام کیا ہے اور بعض مقامات میں اعلیٰ حضرت کے رسائل کا عربی میں ترجمہ کرکے افادہ عام کیلئے شامل کیا ہے مثلا

(۱) اھلاک الوھابین علیٰ توھین قبور المسلمین
(۲) عطایا القدیر فی حکم التصویر
(۳) شمول الاسلام لأباء الرسول الکرام
(۴) تیسیر الماعون للکسن فی الطاعون

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ یا آزر؟ اس موضوع پر آپ نے لاجواب تحقیق پیش کی ہے جو قابل مطالعہ ہے۔

امام بخاری قدس سرہ نے صحیح بخاری شریف کو ''تسمیہ'' کے بعد باب کیف کان بدء الوحی الخ سے شروع کیا جب عام مصنفین کا طریقہ یہ ہے کہ ''تسمیہ'' کے بعد ''تحمید'' سے شروع کرتے ہیں چونکہ ابتدا کی حدیث ''تحمید'' کے بارے میں بھی مروی ہے اس اعتراض مشہور کہ چند جوابات منقول ہیں۔

اولاً امام بخاری کی شرط پر نہ ہونے کی وجہ سے اس کا ذکر نہیں کیا لیکن تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ اس جواب میں نظر ہے کیونکہ بخاری شریف میں چند احادیث ایسی بھی مذکور ہے جو شرط بخاری پر نہیں ہے۔

ثانیاً تحمید کیلئے ابتدا کی حدیث کتب کیلئے نہیں بلکہ خطب کیلئے ہے جیسا کہ ایک اعرابی نے خطبہ دیا اور تحمید نہیں کی تو اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''**کل امر ذی بال لم یبدا بحمدللہ فھو اقطع**'' (بیہقی جلد ۳ ص ۲۰۹ کنز العمال ۲۵۱۱)

ثالثاً ابتدا بالتحمید کی حدیث منسوخ ہے مگر اس میں کلام یہ ہے کہ عدم کتابت نسخ کو مستلزم نہیں ہے ہوسکتا ہے بیان جواز یا اور کسی مصلحت دینی وشرعی کی وجہ سے ہو ازہری میاں رقمطراز ہیں اس جواب میں بھی ضعف ہے اسلئے کہ کتب اصول میں یہ امر نقاہت شدہ ہے کہ خصوصیت مورد کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ عموم الفاظ کا اعتبار ہوتا ہے۔

رابعاً ابتدا بالتحمید کی حدیث صرف بخاری میں متروک العمل نہیں بلکہ مؤطا میں امام مالک نے مسند میں امام احمد نے، سنن ابوداؤد میں امام ابوداؤد نے، مصنف میں امام عبدالرزاق نے، جامع ترمذی میں امام ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی ترک کیا ہے تاج الشریعہ رقم فرماتے ہیں کہ جمہور کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ انھوں نے کتابت سے صرف نظر کرتے ہوئے عمل باللسان پر اکتفا کیا ہے۔

امام بخاری نے اپنی سند کا آغاز حضرت امام حمیدی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا ہے ان کے علم وفضل، جلالت شان کیلئے یہی کافی ہے کہ آپ امام بخاری کے درس اساتذہ وشیوخ میں سے ہیں حسب ونسب کے اعتبار سے آپ قریشی ہیں ان کا سلسلہ نسب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جاملتا ہے ان کی کنیت ابوبکر نام عبداللہ بن زبیر بن عیسیٰ ہے ان کے اجداد میں کوئی بزرگ حمید بن اسامہ نامی تھے ان کی نسبت سے آپ حمیدی کہلاتے ہیں اس حدیث '' **انما لاعمال بالنیات** '' کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حمیدی سے جو کہ مکی ہے لاکر یہ اشارہ فرمارہے ہیں کہ وحی کی ابتدا مکہ سے ہوئی تھی

۔

جس طرح آیت قرآنیہ کیلئے شان نزول اور اسباب ہوتے ہیں اسی طرح بعض احادیث کے بھی شان ورود اور اسباب ہوتے ہیں حدیث مذکور کا شان ورود یہ ہے کہ مکہ میں ایک شخص نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا اور وہ عورت ہجرت کرکے مدینہ چلی گئی تو وہ شخص بھی اس سے نکاح کی رغبت میں مدینہ چلا گیا اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور اس شخص کو مہاجر ام قیس کہا جاتا ہے (نعمۃ الباری اول ۱۱۹)

حدیث انما الاعمال بالنیات کو حضرت عمر فاروق اعظم کے علاوہ اور بھی دیگر صحابہ نے روایت کیا ہے مثلا سعد بن ابی وقاص علی بن ابی طالب، ابوسعید خدری، عبداللہ بن مسعود، ابوھریرہ، جابر بن عبداللہ، عبداللہ ابن عمر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسماء گرامی منقول ہیں مگر امام بخاری نے حضرت عمر فاروق اعظم سے روایت نقل کر کے نام نہاد اہل حدیث جو در حقیقت منکرین حدیث ہیں ان کے چہرے پر زناٹے دار طمانچہ ہے جو حضرت عمر فاروق اعظم کو بدعتی اور ۲۰ ررکعت تراویح بدعت عمری کہتے نہیں تھکتے۔

دینی امور میں یہ حدیث زبردس اہمیت کی حامل ہے جسمیں اخلاص اور حسن نیت کی ترغیب اور تلقین کی گئی ہے خاص کر علم حدیث کے طالب کو جس طرح اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کرنے میں اخلاص اور حسن نیت کا حکم ہے اسی طرح علم حدیث کی طلب میں اخلاص اور حسن نیت'' شرط ہے

تاج الشریعہ نے اس پر علمی اور تحقیقی گفتگو فرمائی ہے اور نیت کا ثمرہ'' کیا ہے؟ اس پر روح انسان کے حوالہ سے واقع کی روشنی مزید وضاحت فرمائی ہے نیز نیت کے بارے فقہی اختلافات یعنی اعمال کا ثواب نیت پر موقوف ہے؟ یا اعمال کی صحت نیت پر موقوف ہے؟ حدیث ظنی ہے؟ یا قطعی ہے؟ ان سب کو شرح وبسط کے ساتھ بیان کر کے فقہی حنفی کو مدلل اور برہن کیا ہے۔

وفات: علم وفضل، زہد وتقویٰ، شریعت وطریقت، رشد وہدایت، علم وفضل، علم وفن، فکر ونظر، تدبر وتعقل، قرطاس وقلم کا روشن وتابناک آفتاب ۶ رذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بوقت مغرب ہمیشہ کیلئے غروب ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ محمد عسجد رضا خان قادری جانشین حضور تاج الشریعہ نے پڑھائی جب تدفین کا عمل جاری تھا دیوانے سسک سسک کر رونے لگے، ہچکیاں بند ہوگئیں اور پرنم آنکھوں سے کروڑوں محبین، مخلصین، متنفکرین، مریدین وخلفاء اور اولاد وامجاد کی موجودگی میں بریلی شریف ازہری گیسٹ ہاوس میں آپ کو سپرلحد کیا گیا۔

پروردگار عالم آپ کے تربت پر رحمت ونور کی بارش فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

☆☆☆☆☆☆☆

شیخ الحدیث دارالعلوم فیض اکبری، لونی شریف، گجرات

تاج الشریعہ
کی تصانیف کا اجمالی تذکرہ

از قلم: مفتی غلام مصطفیٰ رضوی

حضرت تاج الشریعہ بدر الطریقہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قدس سرہ دنیائے اسلام میں محتاج تعارف نہیں، ہندوستان اور قریبی ممالک کے علاوہ۔ مکۃ المکرمہ، عمان، بحرین، یمن، ایران، انگلینڈ، ہالینڈ، کناڈا، میکسیکو وغیرہ ممالک کے علماء کرام، مفتیان عظام اور صوفیاء ذوی الاحترام آپ کی عظمتوں کا اعتراف کرتے ہیں۔

ملک شام میں غیر مقلدین وہابیوں ندویوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے خلاف فتنے مچار کھے تھے۔ اور طرح طرح سے امام احمد رضا کو بدنام کرنے کی کوشش کی تھی۔ بدنام زمانہ مولوی احسان الٰہی وہابی کی کتاب البریلویہ جو جھوٹ اور افتراء پر مشتمل ہے مفت تقسیم ہو رہی تھی۔ پورے دمشق میں تقریر و تحریر اور باہمی ملاقات کے ذریعے ندوی وہابیوں کے وہاں کے علماء و مشائخ کو باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ بریلوی ایک نیا فرقہ جو اہلسنت و جماعت سے الگ ہے۔

اسی اثناء میں حضرت تاج الشریعہ وہاں کے علماء و مشائخ کی دعوت پر دمشق (شام) پہنچے۔ وہاں آپکا پر جوش استقبال ہو، حضرت تاج الشریعہ نے وہاں کے علماء کے پوچھے گئے سوالات کے عالمانہ جوابات دئے۔ اعلیحضرت کے علمی مقام اور دینی خدمات پر روشنی ڈالے۔ تصنیفات اعلیٰ حضرت کا تعارف کرایا۔ وہاں کے علماء جو امام احمد رضا کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو گئے تھے مطمئن ہوئے۔ وہابیوں اور ندویوں کا قلع قمع اور وہاں سے خائب و خاسر ہو کر بھاگے کئی دور تک مختلف علاقوں کا سفر جاری ہے وہاں کے صوفیہ و علماء سے علاقوں کا سلسلہ جاری رہا، علمی مذاکرے ہوئے۔ حضرت تاج الشریعہ عربی زبان میں مہارت ، طرز استدلال، طریقہ جواب سے بہت خوش ہوئے

حضرت مولانا عمار خان مصباحی شامی فرماتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کا روان شام کے وقت شیخ عبد الفتاح کے گھر کے لئے روانہ ہوا جہاں آپ کا استقبال مفتی دمشق اور مجمع الفتح الاسلامی کے اساتذہ و مشائخ نے بڑی تعظیم و تکریم سے کیا۔ وہاں بھی علمی گفتگو کا ایک حسین دور چلا اور بہت سے علمی مسائل کی گتھیاں حضور سلجھائے نظر آئے اور اپنی خداداد علمی و روحانی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے جد امجد کے سچے وارث و جانشین بن کر علمی و عملی صورت میں احقاق حق و ابطال باطل کیا۔ دشمنوں کی سازش کو ناکام بنادیا۔ انکی برسہا

برس کی محنت کو خاک میں ملا دیا۔اور اعلیٰ حضرت کی شخصیت کو تمام حاضرین کے دلوں میں بے غبار کر دیا۔ وہاں موجود بہت سارے علماء ومشائخ نے آپ سے فقہ وحدیث ودیگر علوم نقلیہ وعقلیہ میں اجازتوں کی درخواست جو منظور ہوئی اور آپ نے سب کو اجازت سے نوازا۔

چوتھا دن دمشق کے علاوہ حلب، حمص، حماہ، رقہ، لاذقیہ اور ملک شام کے دیگر شہروں اور دیہاتوں کے علماء ومشائخ وطلبہ کے لئے خاص تھا۔مجمع الفتح الاسلامی، مجمع الشیخ احمد کفتار، محمد الشیخ بدرالدین حسنی اور دیگر معاھد ومدارس اور یونیورسٹیز پس زیر تعلیم ملکی اور غیر ملکی طلبہ اور اساتذہ سے ملاقات کے لئے حضرت نے خاص کیا تھا۔

لھٰذا صبح ہی سے جوق در جوق جماعت در جماعت طلبہ واساتذہ آپکی بارگاہ میں حاضری دیئے۔علوم عقلیہ ونقلیہ کی سندیں طلب کرتے، مرید ہوئے اور اپنے شرف کا تمغہ حاصل کرتے جائے اور اور کہتے جائے۔''ما راینا فی آیاتنا مثل ھذا النوری علی وجہ احد''یعنی ہم نے اپنی زندگی میں ایسا نورانی چہرہ کسی کا نہ دیکھا۔

تصانیف تاج الشریعہ:

تبلیغ وارشاد، اور تصنیف وتالیف آپ کا خاندانی ورثہ ہے امام احمد رضا، حجت الاسلام اور حضور مفتی اعظم کی طرح بہت سی تصنیفات کے ذریعے قوم کی رہنمائی کی۔دور حاضر میں جہاں بھی بعض علماء سے لغزش ہوئی، تقریر وتحریر کے زریعہ ان حضرات کو تنبیہ کیا ان میں سے بعض تصنیفات یہ ہیں۔

(۱) تراجم قرآن میں کنز الایمان کی فوقیت

(۲) منحۃ الباری فی شرح البخاری

(۳) العطایا الرضویۃ فی الفتاوی الازہریۃ

(۴) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۵) فقہی مقالات

(۶) سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی

(۷) شرح حدیث نیت

(۸) ہجرت رسول

(۹) آثار قیامت

(۱۰) سنو اور چپ رہو!

(۱۱) ٹائی کا مسئلہ

(۱۲) تصویروں کا حکم

(۱۳) تین طلاقوں کا شرعی حکم
(۱۴) دفاع کنز الایمان۔ ۲ رجز
(۱۵) الحق المبین۔ اردو
(۱۶) الحق المبین۔ عربی
(۱۷) ٹی،وی اور،وی،ڈی،یوکا آپریشن اور شرعی حکم
(۱۸) القول الفائق بحکم اقتداء الفاسق
(۱۹) حضرت ابراہیم کے والد تارخ یا آزر
(۲۰) حاشیۃ المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند
(۲۱) ترجمۃ الزلال الانقی، مع بحر السبقۃ الاتقی
(۲۲) ملفوظات جاج الشریعۃ
(۲۳) تقدیم تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم
(۲۴) ترجمہ قصیدتان رائعتان
(۲۵) فضیلت نسب ترجمہ ارائۃ الادب
(۲۶) ایک غلط فہمی کا ازالہ
(۲۷) حاشۃ انواد المنان
(۲۸) رویت ہلال
(۲۹) چلتی ٹرین پر نماز کا حکم
(۳۰) افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم
(۳۱) الصحابۃ نجوم الاھتداء
(۳۲) شرح حدیث الاخلاص
(۳۳) سد المشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع
(۳۴) تحقیق ان ابا ابراہیم تارخ الآذر
(۳۵) نبدۃ حیاۃ الامام احمد رضا
(۳۶) مراۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ
(۳۷) حاشیۃ الازہری علی صحیح البخاری

(۳۸) اھلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین (تعریب)
(۳۹) شمول الاسلام لاصول رسول الکرام (تعریب)
(۴۰) الھاد الکاف فی حکم الضعاف (تعریب)
(۴۱) برکات الامداد لاھل الاستمداد (تعریب)
(۴۲) عطایا القدیر فی حکم التصویر (تعریب)
(۴۳) تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (تعریب)
(۴۴) دقوارع القھار فی رد المجسمۃ الفجار (تعریب)
(۴۵) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح (تعریب)
(۴۶) القمع المبین لامال المکذبین (تعریب)
(۴۷) النھی الاکید عن الصلوۃ وراء عدی التقلید (تعریب)
(۴۸) حاجۃ البحرین الواقی عن الجمع بین الصلوتین (تعریب)
(۴۹) فقہ شہنشاہ ان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (تعریب)
(۵۰) الفردہ فی شرح القصیدۃ البردۃ (تعریب)
(۵۱) فتاوی رضویہ جلد اول (تعریب)
(۵۲) نغمات اختر (عربی)
(۵۳) Few English Fatawa (انگلش)
(۵۴) ازھر الفتاوی (انگلش)
(۵۵) ٹائی کا مسئلہ۔ (انگلش)
(۵۶) A Just answer to the blased Auther
(۵۷) صیانۃ القبور (عربی)
(۵۸) سفینۂ بخشش (اردو)
(۵۹) النور النورق (تعریب)
(۶۰) کنز الایمان کا دیگر تراجم سے تقابلی جائزہ
(۶۱) جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ھلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت
(۶۲) نوح حامیم کیلر کے سوالات کے جوابات

(۶۳) نھایۃ الزین

(۶۴) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی؟

(۶۵) الامن والعلی لناعتی المصطفے بدافع البلاء (تعریب)

(۶۶) دامان باغ سبحان السبوح

(۶۷) حکم عملیات التلفزیون والفیدیو

(۶۸) حکم رباط الرقبۃ (انگلش)

مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق صاحب نے مجھ سے روداد سنی اور فرمایا

''صاحب! ہم لوگوں کیلئے یہ بڑی بات ہے۔ اور ہم سب سنی حضرت کے دل میں رہ کر کعبہ شریف کے اندر داخل ہو گئے۔ ان سے میرا اسلام کہنا اور مبارکبادی پیش کر دینا۔ اس طرح بہت سے افراد اور کئی ملکوں کی اہم شخصیات نے اظہار مسرت کیا اور مبارکبادیاں پیش کیں''

جب حضرت بریلی شریف تشریف لائے تو پورے شہر نے شاندار استقبال کیا اور جلوس کی شکل میں اظہار مسرت کرتے ہوئے اور نعرہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے درگاہ اعلیٰ حضرت تک پہونچے اور حضرت تاج الشریعہ کو مبارک بادیاں پیش کیں۔

غیر ملکی علماء سے روابط:

آپ کی شخصیت اس قدر بلند تھی کہ عرب وامریکہ وشام وغیرہ میں آپ کی عظمت ورفعت کا سکہ جما ہوا ہے۔ جامع از ہر مصر میں آپ نے بخاری شریف کا درس دیا جسمیں تقریبا پچاس ممالک کے علماء نے شرکت کی، مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ میں بھی آپ نے بخاری شریف کا درس دیا، سیکڑوں علماء وطلبہ نے شرکت کی۔ متحدہ عرب عمارت کے علماء وطلبہ نے شرف تلمذ حاصل کیا۔ جن علماء ومشائخ سے آپکے قریبی روابط رہے ان میں سے مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

(۱) حضرت علامہ عبدالفتاح مفتی اعظم دمشق (شام)

(۲) حضرت علامہ شیخ طہٰ قسم الفلسفہ والعقیدہ جامع ازہر (مصر)

(۳) حضرت علامہ شیخ عبدالجلیل محدث دمشق (شام)

(۴) حضرت علامہ شیخ جمیل فلسطینی شیخ سلسلہ نقشبندیہ

(۵) حضرت علامہ عمر بن سلیم خطیب وامام مسجد امام اعظم محلہ اعظمیہ بغداد (اعراق)

(۶) حضرت علامہ شیخ محمد علوی مالکی محدث مکۃ المکرمہ

(۷) حضرت علامہ سید محمد فاضل جیلانی مرکز الجیلانی لبحوث العلمیۃ استنبول (ترکی)

(۸) حضرت علامہ محمود آفندی مفتی اعظم استنبول (پیرومرشد جناب طیب اردگان راسٹرپتی) (ترکی)

(۹) حضرت علامہ شیخ محمد طرطرشان استاد فقہ وحدیث دمشق (شام)

(۱۰) حضرت علامہ مجال فاروق الاقاق استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ جامع ازہر (مصر)

(۱۱) حضرت علامہ شیخ اسامہ سید محمود ازہری استاذ کلیۃ الدعوۃ الاسلامیہ جامع ازہر (مصر)

عربی پر زبان پر قدرت:

زبان عربی پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قدرت عطا فرمائی کہ علماء عرب نے آپ کو عربی تقریر وتحریر سے متاثر ہو کر کہا کہ یہ تو کوئی عربی نژاد عالم معلوم ہوتے ہیں۔

ذیل حضرت تاج الشریعہ کا عربی کلام جو معنویت کے ساتھ سلامت وروانی سے معمور ہے پیش کیا جاتا ہے۔

تلوموني على ذنب عظيم　　ومن بات الذنوب فقد الاما
ولطف الله اوسع ان يضيقا　　بمثلي فاسمعوا ودعوا الملاما
دعوني اسئال الرحمن سئوئي　　واني واثق ان لا اضاما
فلي ميثاق ربي ان يتوبا　　علي وهو عن خلق تساما
الهي فاغتفرلي مامضى من　　ذنوبي قبل ان القى حماما
وللا خوان والا صحاب انا　　دعوناک فادخلنا السلاما
وجنبنا عد اب النار ربی　　فان عذا بها كان غراما
وابق المفتى الشيخ الجليلا　　على اعد اتردو ماحساما
ومتعنا به دهر اطويلا　　وبارک فيه وارفعه مقاما
بجاه المصطفى من جاء فينا　　رسولا هاذيا يجلو الظلاما

الفردہ فی شرح البردہ:

قصیدہ بردہ شریف جو علماء عرب وعجم کے معمولات وظائف میں سے ہے۔ اسکی مختلف زبانوں پر بہت سی شرحیں ہو چکی ہیں۔ حضرت استاذ دکتور سید ھاشم محمد علی حسین مہدی مکہ مکرمہ نے جب حضرت تاج الشریعہ کی شرح "الفردہ فی شرح البردہ) کا مطالعہ کیا تو اسطرح اپنی مسرت کا اظہار فرمایا۔

"لکن عنہ مااطلعت علی "الفردہ فی شرح البردہ'] من تایف تاج اشریعہ العلامۃ اختر رضا مفتی الہیار الھندیۃ وباشراف نجلہ محمد عسجد رضا القادری خفق قلبی من الفرح وطار سروراً الماا حسبہ من معانی فیاضۃ ومشاعر جیاشۃ فی کلمار الشارح وعبارتۃ تلتقی عندھا القلوب وتنشرح النفوس وتحلق الارواح فی

سماء العظمة المحمدية۔ان هذا الشرح مزيد في السحابه مع معاني القصيده الفريده في صدق الحب المحبة سيدنا احمد احبيب المحبوب الاجسام و الارواض و القلوب" حج بیت اللہ و غسل کعبہ

حضرت تاج الشریعہ ن چھ حج کئے۔اور کچھ سالوں کے علاوہ عمرہ کا سلسلہ اخیر عمر تک جاری رہا۔حجرت علامہ سید علوی مالکی محدث مکہ المکرمہ کے توسط سے کلید بردار کعبہ معظّمہ نے حضرت تاج الشریعہ اور صاحبزادہ مولانا عسجد ررضا صاحب کو غسل کعبہ کی دعوت دی۔

یکم شعبان ۱۴۳۴ھ/۱۰ جون ۲۰۱۳ءکو غسل کعبہ میں شریک ہے۔جب حضرت تاج الشریعہ حرم کعبہ میں داخل ہوئے۔ ناظرین نے ایک دوسرے کو پوچھنا شروع کیا من ھذا؟ یہ کون ہیں۔ایک عالم دین نے بتایا ہوا میر الہند شیخ الہند المفتی الاعظم بالدیار الہندیۃ بلکہ مولانا قمر الزماں کی زبان سے نعرہ تکبیر بھی بلند ہو گیا پھر بولے مفتی صاحب دل چاہ رہا ہے کہ بڑا زوردار نعرہ لگاؤں یقین جانیئے ہر شخص ان نورانی چہروں کو دیکھ رہا تھا میرے لئے دعا کریں شیخ! میرے لئے دعا کریں۔

حضرت علامہ عسجد رضا خان صاحب سے پوچھنے پر فرمایا کہ جب ہم لوگ اندر پہنچے تو دل کی کیفیت الگ ہی ہوگی کہ بتایا نہیں جاسکتا۔ادھر اُدھر نگاہیں جمائیں مگر نگاہیں تھک گئیں نمازیں ادا کیں اور دعاء مانگیں۔اور جو حضرات اندر تھے وہ سب حضرت تاج الشریعہ کی طرف شیخ کبیر کہہ کر آگے بڑھتے اور دعاء کی درخواست کرتے تھے۔پیشانی چومتے اور پوچھتے کون ہیں؟ کہاں سے تشریف لائے ھیں۔تقریباً ۴۸ منٹ کے بعد حضرت تاج الشریعہ کعبہ شریف سے باہر تشریف لائے۔باہر آتے ہی لوگوں نے حضرت کو گھیرے میں لے لیا اور برکت حاصل کرنے کے لئے دست بوسی کرنے لگے۔حضرت تاج الشریعہ کے ساتھ جو مخصوص افراد ہندوستان اور سعودعربیہ کے تھے۔موقع غنیمت جان کر زیب تن لباس کو تبرکاً حضرت تاج الشریعہ اور حضرت عسجد رضا میاں سے حاصل کرلیا۔استفسار پر حضرت علامہ عسجد رضا خان صاحب نے بتایا کہ اندرون کعبہ معظّمہ انبیاء کرام سے منسوب بہت تبرکات رکھے ہوئے ھیں۔

حضرت کے اندرون کعبہ داخل ہونے کی خبر جونہی مریدین، متوسلین اور خوش عقیدہ مسلمانوں تک پہنچی۔مبارکبادیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔میرے پاس مدینہ منورہ بلگرام شریف سے مرشدی علامہ سید اویس مصطفے واسطی قادری مدظلہ العالی کا فون آیا اور حکم دیا ہ حضرت کو مبارکبادی پیش کرو۔اور کہو کہ ہم سب سنیوں کے لئے یہ بڑی مسرت کی بات ہے اللہ تعالیٰ حضرت کے فیوض و برکات ہم سنیوں کو مالا مال فرمائے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی آلہ و صحبہ و من الیہ منسوب

لقد التقى قلبب الشارح العلامة اختر رضا مع قلب الناظم الامام ابی عبيد الله محمد بن سعيد البوصيرى على محبة الم الذات المحمدية و الغرام نها۔

حضرت علامہ شیخ محمد انس المراد حفظہ اللہ نے "الفردہ فی شرح البردہ" کے بارے میں ففرمایا۔

الی ان کرم اللہ تعالیٰ سیدی العارف باللہ الشیخ محمد اختر رضا القادری وبتوفیق منہ سبحانہ لیکون احد من ولج ھذہ الحدیقۃ الغناء والالواحۃ الجمیلۃ بجاعتہ الادبیہ وفکرتہ العلمیۃ والروحیۃ واللتی جاءت متمیزۃ شمولھا کل الوان العلوم والمعارف بدأ بعلوم اللغۃ العربیۃ وامتہ اوالسبائر العلوم المعروفۃ والمعھودۃ اعلم العقیدۃ وعلم الفقہ واصولہ وعلوم القرأن وعلم السیرۃ النبویۃ وعلم الحدیث واتراجم وعلم الاحسان (الرفائق) وانتھا ء بعلم السلوک والتربیۃ والتزکیۃ

حضرت فضیلت الشیخ علامہ یوسف ادریس البیروتی فرماتے ہیں۔

ومن افضل الشروح اللتی اطلعت علیھا فی ھذہ الحقبۃ الموسوم ب"الفردہ فی شرح البردہ" شیخنا المرشد الکامل والعالم العامل شیخ الاسلام فی الدیار الھندیۃ ومفتی الانام محمد اختر رضا خان حفید مولانا شیخ الاسلام المجدد احمد رضا خان فانبری متصدیا شرحھا ذا ججادوا فاد جامعا بین ماتضادب وتعارض ظاھر اً فی شروح من سقبہ کاشفا اللثام عن حقائق مااستغلق علی کثیر، من الشراح ببتحقیق فائق وتخریج رائق۔

حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیفات مختلف علوم وفنون سے معمور ہوتے ھیں اکابر علماء وفقہاء کی تائدات سے بھر پور ہوتے ہیں۔

تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری وعلی حواشی المحدث السھارنپوری کوایک سواکسیٹھ کتابوں سے مزین فرمایا۔

کتاب آثار قیامت: اس کتاب کو ۳۲ رکتابوں کے حوالجات سے مزین فرمایا

کتاب ٹائی کا مسئلہ:۔اس مسئلہ کی تائید میں ۱۶ رکتابوں کے حوالے پیش فرمائے

کتاب ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن:۔۱۶ رکتابوں کے حوالوں سے اس مسئلہ کو ثابت فرمایا

کتاب تحقیق ان ابا البراھیم تارخ لا آزر:۔تقریباً ۵۰ رکتابوں کے حوالوں سے ثابت فرمایا

کتاب مراۃ النجدیۃ:۔ اس کتاب کو تقریباً اسی ۸۰ رکتابوں کے حوالوں سے مبرھن فرمایا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

استاذ دارالعلوم سراج العلوم، سنبھل

تاج الشریعہ علماء ومشائخ کی نظر میں

از قلم: مفتی محمد طاہر فیضی

کسی ذات سے محبت ولگاؤ کے اسباب زہد وتقوی عبادت وریاضت اصابت واستقامت، شرافت وکرامت، صورت وسیرت، حسن وجمال، جود وسخا خوش خلقی وشفقت، علم وحکمت، ذکاوت وفراست، تفقہ فی الدین، ملت اسلامیہ کی خدمت وغیرہ بہت سے اوصاف ہیں اور یہ وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، نبیرۂ حجۃ الاسلام شہزادہ مفسر اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان قاضی القضاۃ فی الھند، شیخ الاسلام والمسلمین تاج الشریعہ، بدر الطریقہ حضور علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان میں موجود تھے بریں بنا عوام تو آپ پر جان نچھاور کرتی ہی تھی مگر علماء ومشائخ نے کس قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے ان کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں حقیقت خود بخود روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گی۔

مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ، بریلی شریف:

اختر میاں! اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے، کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام کو انجام دو! میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ (حیات تاج الشریعہ) لوگوں سے مخاطب ہوکر مفتی اعظم نے فرمایا: آپ لوگ اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انھیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں (مفتی اعظم اور ان کے خلفاج ا ص ۱۵۲)

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی الحاج سید محمد مدنی الاشرفی الجیلانی

(آستانۂ عالیہ محدث اعظم ہند، کچھوچھہ مقدسہ)

ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشد وہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں، یقیناً وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔

(انوار تاج الشریعہ ص ۱۷)

امین ملت پروفیسر حضرت سید محمد امین میاں برکاتی

(سجادہ نشیں خانقاہ قادریہ، برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ)

وارث علوم اعلیٰ حضرت، قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری میاں کے وصال کے موقع پر فرمایا۔

عرش پر دھومیں مچی وہ مومن صالح ملا
فرش پہ ماتم اٹھے کہ وہ طیب وطاہر گیا

یہ شعر اپنے آپ میں بہت معنویت رکھتا ہے۔(ایضاً ص ۱۸)

سید نجیب حیدر حسن صاحب مارہرہ شریف

مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الھند، علامہ مفتی اختر رضا خاں المعروف ازھری میاں ان شخصیات میں سے ایک تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار محاسن وکمالات سے سرفراز فرمایا۔آپ عظیم محقق اور اعلیٰ حضرت کے علوم کے سچے وارث تھے۔آپ مارہرہ مطہرہ کے افکار ونظریات کے بے باک ترجمان اور مفتی اعظم ہند کی علمی وروحانی وراثتوں کے سچے امین وجانشین تھے۔موصوف کی فکری وعلمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔عربی اور اردو زبان میں ان کی تحریر کردہ متعدد کتابیں اس پر شاہد ہیں۔(ایضاً ص ۶۶)

حضور سید العلماء۔مارہرہ شریف

حضور سید العلماء مفتی سید شاہ آل مصطفی برکاتی مارہروی علیہ الرحمہ نے (حضور تاج الشریعہ کو) جمیع سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور دعاؤں سے نوازا (مفتی اعظم اور انکے خلفاء ص: ۱۶۲)

حضور قطب مدینہ

حضور قطب مدینہ علامہ مفتی ضیاء الدین رضوی علیہ الرحمہ فرماتے: مجھے میرے مرشد حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے جو کچھ ملا ان خانوادے کے شہزادوں مولانا ابراہیم رضا خاں، مولانا ریحان رضا خاں اور مولانا اختر رضا خاں کو عطاء کر دیا۔(سوانح قطب مدینہ)

مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمن علیہ الرحمہ اڑیسہ

ایک صاحب کی والدہ حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہتی تھی تو آپ نے فرمایا "میاں! سرکار اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں انہیں سے مرید کروایئے"۔

دوسری روایت ہے کہ "حضرت نے فرمایا کہ میں حضرت ازہری میاں صاحب کے سامنے سے ہو کر کیسے گذر سکتا ہوں اخیر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے کہ کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں، آہستہ بولو شہزادے قیام فرما ہیں" (راوی، مولانا عبدالمصطفیٰ حشمتی، ردولی شریف)(انوار تاج الشریعہ ص ۵۸)

حضرت علامہ مفتی قاضی شمس الدین جونپوری علیہ الرحمہ

حضرت مولانا شمشاد حسین رضوی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم تمام طالب علم حضرت قاضی (شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین رضوی جونپوری، تلمیذ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ) صاحب کے درس میں موجود تھے اور حضرت پڑھا رہے تھے۔ایک بزرگ صفت انسان تشریف لائے۔قاضی صاحب نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔آنے والے کو اپنی مسند پر بٹھایا اور خود مؤدب ہو کر بیٹھ گئے اور طالب علموں کے ذہن ودماغ میں کیا تاثر ابھرا؟ اس کو میں نہیں بتا سکتا۔البتہ میں نے محسوس کیا۔قاضی صاحب جیسی شخصیت۔اللہ اللہ ان کی علمی شان وشوکت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے ان کے سامنے طفل مکتب معلوم ہوتے تھے اپنے اساتذہ میں سے کسی سے میں نے دریافت کیا، حضرت کون ہیں فرمایا یہ حضرت ازہری میاں قبلہ ہیں۔(حیات تاج الشریعہ)

پروفیسر مسعود احمد مجددی، پاکستان

امام احمد رضا کے انتقال کو ۶۲ رسال گذر چکے ہیں۔ ان کے جانشین ان کے پوتے علامہ اختر رضا خان ازہری ہیں۔ بڑے متقی اور باعمل ہیں۔(اجالا ۳)

حضور احسن العلماء علیہ الرحمہ

۱۴/۱۵رنومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں حضرت احسن العلماء مولانا مفتی سید حیدر حسن میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ (علیہ الرحمہ) نے جانشین مفتی اعظم کا استقبال قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد کے نعرہ سے کیا اور مجمع کثیر میں علماؤ مشائخ اور فضلاؤ دانشوروں کی موجودگی میں جانشین مفتی اعظم کو یہ کہہ کر۔ ''فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب کو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہوں۔ پورا مجمع سن لے تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علماء کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ رہیں۔''(مفتی اعظم اور انکے خلفاء ص:۱۶۲)

حضور مفسر اعظم ھند علیہ الرحمہ

ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی لکھتے ہیں: ''والد ماجد مفسر اعظم ہند نے اپنے فرزند ارجمند کو قبل فراغت علم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا جانشین بنایا اور ایک تحریر بھی عنایت فرمائی''۔

حضرت رحمانی میاں علیہ الرحمہ نے ماہنا اعلیٰ حضرت میں بعنوان کوائف دار العلوم میں تحریر فرماتے ہیں''بوجہ علالت (والد ماجد) یہ توقع نہیں کہ اب زیادہ زندگی ہو بنابریں ضرورت تھی کہ دوسرا قائم مقام ہو۔لہٰذا اختر رضا سلمہٗ کو قائم مقام، وجانشین اعلیٰ حضرت بنا دیا گیا، جانشین کا عمامہ باندھا گیا اور عبا پہنائی گئی۔(ایضاً ۱۶۳)

حضرت سید اشرف میاں، مارہرہ شریف

دعا گو رہتا ہوں کہ کاش! ہماری خانقاہ برکات کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے کے پودے والے سے یہ کہہ سکیں: سنو! ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامتیں ہیں: احمد رضا، مصطفی رضا اور اختر رضا دامت برکاتہم العالیہ۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:۲۸۵)

حضرت سید فضل المتین چشتی، اجمیر شریف

تاج الشریعہ مفتی اختر رضا ازہری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات بابرکات علمی، دینی، روحانی، سماجی خدمات کے حساب سے ایک مثال ہے۔ یہ اس وقت کی ایک اہم قابل ذکر اور قابل قدر شخصیت ہیں اور ایسے حلقے کے سربراہ ہیں جس کے ذکر کے بغیر ہمارے عہد کی دینی، مسلکی اور فقہی تاریخ مکمل ہو نہیں سکتی۔ یہ بذات خود شخصی اعتبار سے بلند مرتبہ ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:۳۵)

حضرت مولانا سید اویس مصطفی واسطی، بلگرام شریف

فقیر قادری کو جانشین مفتی اعظم ہند علامہ ازہری میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے ، یہ ملاقات اور رابطے دیرینہ تعلقات کے باعث ہیں۔ جو خانقاہ بلگرام و بریلی میں ہمیشہ سے رہے ہیں۔ موصوف کو خانقاہ رضویہ میں وہ مقام حاصل ہے کہ تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ جیسے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:۱۰۱۔المعتقد ص ۴۳)

حضرت مولانا سید فخر الدین اشرف اشرفی جیلانی، کچھ چھہ شریف

اسی (خانوادۂ رضویہ) عظیم روحانی خانوادے کے چشم و چراغ ،طریقت و شریعت کے علم بردار فقیہ عصر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مولانا تاج الشریعہ الحاج اختر رضا صاحب قبلہ ملقب بہ ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ کی ذات ستودہ صفات ہے جو علم و عمل ، زہد وتقوی ،شرم وحیا،صبر وقناعت،صداقت واستقامت وغیرہ عظیم صفات حسنہ سے متصف ہیں۔ یہ عصر حاضر کی وہ عظیم ہستی ہیں جس سے عوام وخواص یکساں طور پر مستفید ہو رہے ہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ ص:۲۴۹)

حضرت مولانا سید سہیل میاں، بلگرام شریف

ہم سب نے اس وقت حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو عالم سنیت میں جماعت کا رہنما اور قائد مان لیا ہے،ہم سب کو چاہیے کہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا جو حکم ہو اس پر عمل کریں۔حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا قلم اس وقت قلم آخر ہے، جب کسی مسئلے پر تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا قلم چل جائے تو کسی سنی میں یہ جرأت نہیں ہونی چاہیے کہ ان کے قلم پر تصحیک کرے۔(اقتباس تقریر: امام احمد رضا کانفرس، بموقع عرس رضوی ۲۰۱۵)(انوار تاج الشریعہ)

حضرت میر سید حسین میاں واحدی، بلگرام شریف

مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہی جنت کا راستہ ہے اور اس راستے کی کھلی پہچان حضور تاج الشریعہ ازہری میاں دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ (انوار تاج الشریعہ ۵۷)

حضرت سید محمد اسماعیل گلزار میاں واسطی، مسولی شریف

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا انتخاب (حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ) لاجواب ہے یہی وجہ ہے کہ آج تنہا ایک میرے شیخ اعظم حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا ڈنکا بج رہا ہے اور جو مقدس درویش قطب زماں مفتی اعظم کے انتخاب تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ پر انگلی اٹھاتا ہے، وہ درحقیقت مفتی اعظم اور اعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ پر انگلی اٹھاتا ہے۔(ایضاً ص ۵۷)

حضرت شیخ سید محمد بن علوی مالکی علیہ الرحمہ، مکہ مکرمہ

شیخ علوی علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو محدث حنفی، محدث عظیم اور عالم کبیر جیسے القاب سے یاد کرتے ہوئے اپنی ایک تقریر میں فرمایا: میں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کو اس مقام پر فائز محسوس کرتا ہوں جس سے الفاظ اور حروف کی تعبیر آشنا نہیں۔(تجلیات تاج الشریعہ ص ۵۹۴)

شیخ جمیل بن عارف حسینی شافعی، فلسطین

آپ نے اپنی تقریر میں حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کے لیے شیخ الاسلام والمسلمین ، عارف باللہ اور شیخ کامل جیسے القاب کا استعمال کرتے ہوئے فرمایا: حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات وہ ذات ہے جن کے توسل سے دعائیں مانگی جائیں تو اللہ تعالیٰ انھیں ضرور قبول فرمائیگا۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:۵۹۵)

شیخ محمد عمر بن سلیم مہدی دباغ، عراق

آپ تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ اور صدر العلما کی تعریف توصیف بڑی عقیدت مندانہ انداز میں فرماتے تھے۔ شیخ صاحب نے حضرت دامت برکاتہم العالیہ کی شان میں عربی میں منقبت بھی لکھی۔ آپ نے حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ سے حدیث وافتا کی سند واجازت اور خلافت لی۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص:۵۹۵)

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری، پاکستان

دور حاضر میں اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین افکار رضا کے حقیقی وارث قائد اہل سنت حضور تاج الشریعہ مفتی اعظم علامہ الشاہ اختر رضا قادری بریلوی دامت، برکاتہم العالیہ ہیں۔ (انوار تاج الشریعہ ص:۶۴)

شارح بخاری حضرت مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

گھوسی یوپی۔

حضرت مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی۔ اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی (راوی علامہ یاسین اختر مصباحی) (تجلیات تاج الشریعہ ص ۶۸)

حضرت مفتی سید شاہد علی حسنی، رام پور

عصر حاضر میں اعلیٰ حضرت کے علوم وفنون کے سچے وارث، حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم کے صحیح جانشین، روحانیت کے تاج دار، رضویت کے امین، تاج الشریعہ، فقیہ اسلام، قاضی القضاۃ فی الہند محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ ہیں، جو اہل سنت و جماعت کی عالمی سطح پر علمی ودینی اور اعتقادی وفکری قیادت ورہبری فرمارہے ہیں جن کے آفتاب شہرت اور اقبال کی کرنیں سارے عالم کو روشن ومنور کررہی ہیں۔ (حیات تاج الشریعہ، جدید اضافہ ص:۱۲)

فقیہ عصر مفتی شہاب الدین احمد نوری (خلیفہ فقیہ ملت وتاج الشریعہ)

استاذ ومفتی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند یادگار مفسر اعظم مسلک حنفیت کے محافظ اعظم خانوادۂ رضویت کے چشم و چراغ نمونۂ اسلاف بقیۃ السلف عمدۃ الخلف حامل تقویٰ وطہارت عالم حق سید الاتقیاء رئیس الفقہاء قاضی القضاۃ فی الہند مرشد کامل عالم ربانی محبوب غوث صمدانی مسلک رضا کے سچے پاسبان، فقہائے کرام دین مصطفوی علیہ التحیۃ والثناء کے سچے نگہبان محافظ امن وامان ولی کامل حامی سنیت ماحی بدعت فخر ازہر حضور علامہ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا ازہری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں، اس دار الاسباب میں بہت سارے آنے والے آئے اور چلے بھی گئے لیکن زمانے کو ان کے جانے کی خبر تک نہ ہوئی، البتہ کچھ ایسی ذوات بابرکات بھی ہیں کہ یہ دنیا ان کا جانا آج تک فراموش نہ کرسکی، انہیں پاکیزہ شخصیات میں حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا ازہری بریلوی کی شخصیت ہے۔ آپ کی ذات بابرکات بہت سارے اوصاف کی حامل تھی۔ (ماہنامہ فیض الرسول اگست ۲۰۱۸)

حضرت علامہ مفتی نظام الدین احمد نوری (خلیفۂ تاج الشریعہ)
استاذ و مفتی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر

نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشینِ مفتی اعظم ہند وارثِ علوم اعلیٰ حضرت سیدی حضور تاج الشریعہ اپنے دور میں قیادت کی تمام تر صلاحیتوں کے حامل تھے، عالمی طور پر مسلمان اہلسنت کی اکثریت نے عموماً اور اہل ہند نے خصوصاً انہیں اپنا قائد تسلیم کیا۔ آپ نے کبھی احقاق حق و ابطال باطل میں کسی لومتہ لائم کی پرواہ نہ کی بلکہ پوری زندگی تبلیغ دین حق و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت میں مصروف رہے۔ (ماہنامہ فیض الرسول اگست ۲۰۱۸)

شہزادہ حضور بدر ملت مفتی محمد رابع نورانی بدری
استاذ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر

حضرت تاج الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت عالم اسلام کیلئے محتاج تعارف نہیں، وہ بلا اختلاف عالمی شخصیت تھے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک فرد اپنی قوم میں نمائندہ قوم کی حیثیت حاصل کر لیتا ہے حضرت کو یہی حیثیت حاصل تھی، وہ ایک فرد نہیں ایک قوم، ایک شخص نہیں ایک ملت، تنہا نہیں مجموعہ صفات و کمالات تھے، ایسی شخصیت کسی قوم کیلئے بے حد قیمتی ہوتی ہے، اپنی اس حیثیت کی بنا پر آپ پوری قوم کیلئے شیرازۂ اتحاد، اور مرجع قوم تھے، ہر حلقہ اور ہر گروہ میں یکساں طور پر عزت و اعتماد کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، آپ کو بلاشبہ رجل القرن یعنی صدی کی شخصیت کہا جاسکتا ہے کہ حضرت کا کارنامۂ حیات نصف صدی سے زیادہ پر محیط ہے، وہ اپنی ذات میں ایک متحرک صدی تھے، آپ نے نہ صرف یہ کہ اپنے عہد کو متاثر کیا بلکہ آپ کے زریں کارناموں سے صدیاں منور رہیں گی، یقیناً آپ اس عہد کی شناخت ہیں، تاریخ میں آپ اس دور کی علامت و پہچان کے طور پر یاد رکھے جائیں گے۔ (ماہنامہ فیض الرسول اگست ۲۰۱۸)

حضرت مولانا سید غلام محمد حبیبی، اڑیسہ

حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے علمی سرمایہ کے امین ہیں اور عالم گیر شہرت و مقبولیت کے حامل ہیں، لاکھوں اہل طریقت کے قبلہ عقیدت، شرعی کونسل کے ذریعہ امت مسلمہ کو درپیش دینی مسائل کا حل نکالنے والے اور سواد اعظم کے منتشر ارباب افتا کو یکجہتی کا پیغام دینے والے قائد، قدیم علوم کے ساتھ جدید علوم کے ذریعہ عصری تقاضوں کی تکمیل کے لیے عظیم دانش گاہ کے بانی ہیں۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص: ۴۷)

مفتی اعظم راجستھان

اللہ رب العزت نے حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری مدظلہ العالی کو بے شمار فضائل اور مناقب جلیلہ سے نوازا ہے میں آپ کے علم و فضل، حزم و اتقاء، تصنیفی فقہی، تبلیغی خدمات سے بہت متاثر ہوں، عربی ادب میں آپ حضور حجۃ الاسلام حضرت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی کا آپ پر خصوصی فیضان ہے جس کی واضح نظیر ہے کہ ایشیا و یورپ کی آہنگ چوٹیوں پر آپ کی عظمتوں کے پرچم لہرا رہے ہیں۔ اور آپ کی علمی جلالت و شخصی وجاہت کے آگے بڑے بڑوں کے سر خمیدہ نظر آتے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم راجستھان ص: ۳۸۳)

علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی، بہار

حضرت تاج الشریعہ نے ان اہم مباحث کا سلیس اردو زبان میں ایسا برجستہ ترجمہ (المعتقد المنتقد) فرمایا ہے کہ ترجمہ ہی سے مفہوم واضح ہو جاتا ہے اس کے باوجود جابجا پیچیدہ مسائل کی ایسی عقدہ کشائی کی ہے کہ بے اختیار زبان سے نکل پڑتا ہے کہ یہ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کے فیض سے تاج الشریعہ ہی کا خاصہ ہے۔(المعتقد ص:٤٦)

علامہ عبدالحکیم شرف قادری، پاکستان

حضور تاج الشریعہ سے حضرت کے روابط بہت گہرے تھے سفر پاکستان کے موقع پر والد گرامی علیہ الرحمہ سے مسائل شرعیہ پر سنجیدہ ماحول میں گفتگو ہوا کرتی تھی حضرت والد ماجد قدس سرہٗ حضور تاج الشریعہ کے علم وفضل، فقہی بصیرت اور حدیث دانی کے معترف تھے۔(بروایت ڈاکٹر سدیدی)(تجلیات تاج الشریعہ ص١٠١)

مفتی عبداللطیف۔ گوجرانوالہ

حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ہر حوالے سے اپنے آباء واجداد کے سچے جانشیں ہیں۔(المعتقد ص:٦٦)

فقیہ النفس حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب، پورنیہ

وہ امام احمد رضا، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم کی علمی وروحانی امانتوں کے عظیم وارث وامین تھے۔(انوار تاج الشریعہ ص٦٧)

مولانا محمد حنیف خان شیرانی، راجستھان

قاضی القضاۃ فی الہند، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری نور اللہ مرقدہ کی ذات ستودہ صفات پوری دنیائے سنیت کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے ایک نعمت بے بہا تھی۔ خلاق ازل نے آپ علیہ الرحمہ کو گوناگوں خوبیوں سے نوازا تھا۔ حضرت علامہ رضا علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ کے وقت سے چل رہی۔ خانوادۂ رضویہ کی علمی فکری اور مسلکی خدمات آپ گویا آخری امین تھے، جو علمی متانت، فکری اصابت اور مسلکی تصلب میں اپنے اجداد کرام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد مصطفی رضا خاں بریلوی اور مفسر اعظم مولانا ابراہیم رضا خان علیہم الرحمہ کے مذہبی علوم وفنون کے سچے وارث، باوفا امین اور بجا جانشین تھے۔ اللہ رب العزت نے حضور تاج الشریعہ کو غیر معمولی قبول عام عطا فرمایا تھا۔ آپ کا جس جگہ سے گزر ہو جاتا بلکہ جہاں سے گزرنے کی خبر بھی موصول ہوتی، ایک نظر دیدار کے لیے خلق خدا کا ہجوم امڈ پڑتا۔(ایضاً ص٦٨)

حضرت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی، پاکستان

بلاشبہ وہ ایک فرد ہی تھے مگر اپنی ذات میں ایک جمعیت، انہوں نے اپنی نسبتیں خوب نبھائیں اور خلقت نے ان کی متابعت کی، وہ اپنے خاندان ہی کے نہیں، مسلک حق کی آبرو تھے۔ علمی فقہی اور روحانی سطح پر ان کی فضیلت ومرتبت مسلم رہی۔ ان کا ظاہر وباطن یکساں تھا۔ ان سے محبت ورفاقت کی قریباً چار دہائیاں، یادوں اور یادگاروں کا ہجوم ہے۔(ایضاً ص٢٠)

ڈاکٹر غلام زرقانی، ہیوسٹن، امریکہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم وآگہی کا بحر بیکراں تھے۔ موصوف کو فارسی، عربی، اردو اور انگریزی میں یکساں مہارت تھی۔ علما اور عوام

کے درمیان موصوف کی یکساں مقبولیت صرف اس لیئے تھی کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ علم اور عمل، دونوں منظر میں اوج ثریا پر پہنچے ہوئے تھے۔(ماہنامہ فیض الرسول ماہ اگست ۲۰۱۸ء)

حضرت مفتی شمس الدین احمد رضوی علیہ الرحمہ

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، بہرائچ شریف

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین حضور مفتی اعظم عالم، جگر گوشۂ مفسر اعظم حضور تاج الشریعہ علم وعرفان کا نورانی چہرہ جس سے تقویٰ وطہارت کے آثار نمایاں تھے ذہن وفکر میں آج بھی موجود ہے۔اسی طرح موجودہ دور پرفتن میں حضور تاج الشریعہ نے سد سکندری بن کر مذہب ومسلک کی بھرپور حفاظت وصیانت کی اور اپنے دور کے ہر فتنہ کو کچل کر رکھ دیا، فتنۂ صلح کلیت جو دور حاضر کا بہت بڑا فتنہ تھا، آپ نے صلح کلیوں کی ایسی سرکوبی کی کہ وہ بھی کامیاب نہ ہوسکے۔حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا لمحہ لمحہ مذہب ومسلک کی حفاظت اور اس کی نشر واشاعت کے لیے وقف تھا، دنیا بھر کے اکثر ممالک میں تقریبا پانچ کروڑ آپ کے مریدین اور ارادت مند ہیں یہ بھی ایک عالمی ریکارڈ ہے۔(انوار تاج الشریعہ ص ۴۳)

داعی اسلام حضرت مولانا شیخ ابوبکر احمد ملسیاری

بانی وسربراہ اعلیٰ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ کیرالا

وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری رحمہ اللہ دنیائے سنیت کے عظیم رہنما تھے۔آپ اچھے اخلاق اور دعوت وتبلیغ کے سچے علمبردار تھے۔آپ کی شخصیت عالم اسلام کے علمائے کرام اور سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے اکابر میں سے تھی۔(ایضاً ص ۱۹)

مفتی محمد اختر حسین قادری علیمی۔

دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

گلستان سنیت کے گل خوش رنگ حضور تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا قادری ازہری علیہ الرحمہ علم وفضل اور حکمت ومعرفت میں اپنے آباء واجداد کے سچے امین ومحافظ اور اسلاف کرام کی روایات کے پاسبان ونگہبان ہیں۔فہم وذکاوت، وسعت نظر، قوت حفظ واتقان ،تدبر وتفکر، حق گوئی وبے باکی، جودت طبع، حذافت ومہارت، فقہی بصیرت ودیدہ وری اور قوت خطابت وبیان میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی قدس سرہٗ، حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا قادری، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان قادری نوری اور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ جیلانی میاں قادری علیہم الرحمہ کے حقیقی وارث وجانشین اور ان ارواح اربعہ طاہرہ کے فضائل ومحاسن کے عکس جمیل ہیں۔آپ کی ہمہ جہت شخصیت ایک ایسا صاف وشفاف آئینہ ہے جس میں علوم ومعارف کے ہزاروں جلوے نظر آتے ہیں، آپ بیک وقت محدث، مفسر، محشی، متکلم، اصولی محقق، مصنف، مترجم، مدرس، ناقد، ادیب، شاعر، مرشد، خطیب، مفتی اور فقیہ جیسے اوصاف وکمالات کے جامع اور حامل ہیں۔(ماہنامہ فیض الرسول اگست ۲۰۱۸)

مولانا ڈاکٹر شفیق اجمل قادری

مہتمم جامعہ تاج الشریعہ، بنارس

حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہٗ العزیز کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے علوم کے وارث وامین، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں قادری کے علم وفضل کے آئینہ اور حضور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی مصطفی رضا خاں قادری کے جانشین اور قائم مقام تھے۔ آپ کی ذات پوری جماعت اہل سنت کے لیے مرجع کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ ہر جہت سے اپنے آباو اجداد کے حقیقی وارث وامین تھے۔ علم وفضل اور زہد وتقویٰ میں اپنے اسلاف کے عکس جمیل تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ آپ بیک وقت مفکر و مدبر ہونے کے ساتھ ساتھ علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (انوار تاج الشریعہ۔ ص ۹۳)

مفتی محمد جابر رضا مصباحی

خادم: نوری دارالافتاء نورانی مسجد، لاتور، مہاراشٹر

خانوادہ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ مرشد برحق استاذ العلما مرجع الفقہا آفتاب شریعت ماہتاب طریقت منبع رشد و ہدایت ناصر الملۃ والدین شیخ الکل تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اختر رضا قادری برکاتی رضوی علیہ الرحمہ موجودہ دور میں اہلِ سنت و جماعت کے قائدہ سرخیل اعظم اور مسلک اعلیٰ حضرت کے حقیقی داعی و ترجمان تھے۔ (انوار تاج الشریعہ ص ۱۵)

حضرت مولانا محمد شاکر نوری (امیر سنی دعوت اسلامی، ممبئی)

حضرت تاج الشریعہ بلا شبہ علوم اعلیٰ حضرت کے وارث تھے۔ اس پر آپ کے فتاوی اور تقریباً چار درجن کتب ورسائل شاہد ہیں۔ آپ مفتی اعظم حضرت علامہ مصطفی رضا خاں علیہ الرحمہ کے زہد وتقوی اور صبر وعزیمت کے عکس جمیل بھی تھے۔ بڑے بڑے علما، فقہا اور مشائخ عظام آپ سے ملاقات، دست بوسی اور کسب فیض کو اپنی سعادت تصور کرتے تھے۔ علمی وفکری گہرائی اور گیرائی میں انہیں ایک خاص ملکہ ودیعت کیا گیا تھا۔ علم وفضل اور کرامت وسعادت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری اور حضرت مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ والرضوان کا حسین تسلسل تھے۔ (ایضاً ص ۲۴)

حضرت علامہ عطاء الرحمن نوری، مالیگاؤں (ریسرچ اسکالر)

زینت مسند رشد وہدایت، نبیرۂ اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ حضرت العلام مفتی الشاہ محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ خانوادۂ رضویہ میں علم وعرفان اور دین ودانش کا سرچشمہ تھے، سیکڑوں اساتذہ کے استاذ اور بے شمار فرزندان توحید کے ماویٰ وملجا اور مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے علم وفضل، زہد وتقویٰ، اخلاص ووفا اور تحقیق وتنقیح کے حقیقی وارث احقاق حق وابطال باطل کا تحقیقی انداز آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ عرب وعظم کے عوام وخواص آپ سے حصول فیض اور اکتساب برکت کے لیے مشتاق رہتے تھے۔ اور آپ کے چہرۂ تاباں کی زیارت کو ایمان کی تازگی کا ذریعہ جانتے تھے۔ آپ اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ کا مرقع حکمت ودانائی، طہارت وپاکیزگی، بلند کردار، خوش مزاجی وملنساری، حلم وبردباری، خلوص وللّٰہیت، شرم وحیا، صبر وقناعت، صداقت و استقامت بے شمار خوبیاں آپ کی شخصیت میں جمع تھیں۔ آپ جہاں ایک عاشق رسول، باعمل عالم، لاثانی فقیہ، باکمال محدث، لاجواب

خطیب، بے مثال ادیب، کہنہ مشق شاعر تھے وہیں آپ باکرامت ولی بھی تھے۔ (ایضاً ص ۲۵)

حضرت علامہ مفتی محمد شمشاد القادری منظری

استاذ: الجامعۃ القادریہ رچھا بریلی شریف

حضورتاج الشریعہ بلاشبہ اس عہد کی ایک ایسی نادرالوجود ہستی کا نام ہے جس کی ہر جان اسیر محبت، ہر روح سرشار عقیدت اور ہر زبان مدح وثنا میں محو ومستغرق ہے۔ انھیں کی بزم گاہ ناز میں خوشبوئے الفت وعقیدت کے رنگ و بو سے معمور لفظوں کے گلاب اور آرزؤں کے خوشنما دیپ لیے ہیں۔ (ایضاً ص ۳۴)

مناظرِ اہل سنت حضرت علامہ صغیر احمد رضوی جوکھن پوری

بانی و ناظم اعلیٰ: الجامعۃ القادریہ و جامعۃ البنات برکات فاطمہ، رچھا اسٹیشن بریلی شریف

عبقری و آفاقی شخصیات میں سے صدر بزم مفتیان، افقہ الفقہاء، افصح الفصحاء، ابلغ البلغاء، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، نبیرہ حجۃ الاسلام، شہزادۂ مفسر اعظم علیہم الرحمۃ والرضوان، قاضی القضاۃ فی الھند، شیخ الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکات ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو علم وعمل، زہد وتقویٰ، شرم وحیا، صبر وقناعت، خلوص وللّٰہیت، صداقت واستقامت، اخلاص ومحبت، اتباع سنت، تفقہ فی الدین اور حسنِ خلق جیسی عظیم نعمتوں سے نوازا تھا۔ آج ان ساری صفات کا جامع آپ کا کوئی مثل نہیں ملتا ہے۔ آپ کو اپنے پیر ومرشد سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا سچا جانشین پایا۔ آپ کی علمی جلالت وشان وشوکت ومقبولیت ومحبت کا عالم یہ تھا کہ آپ مرجع خلائق بنے رہے۔ ملک اور بیرونی ملک سے لوگ آپ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرتے اور ان کو آپ اپنے بحر بیکراں سے فیض یاب فرماتے رہے۔ (ایضاً ص ۳۸۔۴۹)

خطیب شہیر حضرت علامہ سید مظفر شاہ قادری رضوی

جس شخصیت کا آج کوئی نظیر نہیں، میں کہتا ہوں تاج الشریعہ کی نظیر نہیں۔ نہ تقو میں کوئی نظیر ہے نہ علم میں کوئی نظیر ہے۔ (ایضاً ص ۴۹)

حضرت علامہ خالد ایوب مصباحی شیرانی، چیف ایڈیٹر، ماہ نامہ احساس

وارث علوم اعلیٰ حضرت، قاضی القضاۃ فی الھند، حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی شاہ اختر رضا قادری برکاتی رضوی المعروف بہ ازہری میاں علیہ الرحمہ ان نابغۂ روزگار ہستیوں میں سے ایک تھے، جنھیں علاقائی حدود وقیود سے بہت بالاتر قبول عام حاصل تھا۔ کیا ہند و پاک اور کیا عرب وعجم، کیا علماء وعوام، کیا اپنے اور کیا غیر۔ (انوار تاج الشریعہ ص ۵۴)

پروفیسر اختر الواسع، جودھ پور

حضرت ازہری میاں صاحب خاندان اعلیٰ حضرت کی علمی روایت ووراثت کے امین اور علم وفضل وزہد وورع کے پیکر تھے۔ (ایضاً ص ٦٦)

مولانا عبد المصطفیٰ صدیقی، ردولی شریف

حضور تاج الشریعہ سراپا رحمت وبرکت اور عالم اسلام کی ضرورت تھے۔ ان کی ذات علمی مجلسوں کی میر اور فقیہ بے بدل تھی۔ وہ

استقامت علی الحق کے کوہ ہمالہ تھے۔ وہ اعلیٰ حضرت کے علوم، حجۃ الاسلام کے جمال اور مفتی اعظم کے زہد وتقوی کے سچے وارث وامین تھے۔ ہزاروں تحقیقی فتاوی اور مختلف علوم وفنون پر مختلف زبانوں میں درجنوں کتابیں تاج الشریعہ نے تصنیف کیں۔(ایضاً ص ۷۰)

حضرت مولانا محمد ارشد مصباحی، انگلینڈ

میں حضور تاج الشریعہ کو اپنے عہد کا، اپنے زمانے کا اعلی حضرت مانتا ہوں۔(خطاب بمقام، مالیگاؤں ۲۷ر جولائی ۲۰۱۸ء) (ایضاً ص ۶۹)

حضور علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ

اللہ تعالیٰ نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت دی ہے۔ ایسی مقبولیت تو دیکھنے میں نہ آئی۔ دیکھو تو سہی کہ ازہری میاں کو مختلف جگہ پروگرام میں جانا تھا رانچی ایئرپورٹ پر اترے پھر بذریعہ کار فلاں جگہ پہنچنا تھا مگر رانچی میں ان سے ملنے کیلئے ہزاروں میکشوں کی بھیڑ جمع ہوگئی تھی۔ جب کہ رانچی میں رکنا نہ تھا۔ صرف وہاں سے گذرنا تھا۔ مگر آناً فاناً اتنے لوگوں کا اکٹھا ہوجانا بڑی بات ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہنچا دیتی ہے اور آناً فاناً سب جمع ہوجاتے ہیں۔(راوی مفتی عابد حسین نوری۔ ٹاٹا)(حیات تاج الشریعہ)

علامہ ابوالنصر خلیفہ قطب مدینہ

حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب خاندان اعلیٰ حضرت کے فاضل محقق ہیں جن کے فیضان سے ایک زمانہ مستفید و مستفیض ہورہا ہے۔(المعتقد ص:۵۵)

مفتی نعیم اختر نقشبندی لاھوری

حضور مفتی اختر رضا صاحب کا علمی مقام کا کیا کہنا اس کتاب (المعتقد) کے بارے میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ یہ کتاب حضرت کے عربی ادب پر مہارت کی دلیل ہے۔ اور یہ کتاب ثابت کرتی ہے کہ آپ واقعی جانشین مفتی اعظم ہند ہیں۔(المعتقد ص:۵۸)

علامہ یٰسین اختر مصباحی، دہلی

جانشین مفتی اعظم، تاج الشریعہ نے علما کی آغوش تربیت میں پرورش پائی۔ بریلی شریف اور جامع ازہر مصر میں تعلیم حاصل کی۔ علما وطلبہ، خواص وعوام کے درمیان جانشین مفتی اعظم، تاج الشریعہ حضرت ازہری میاں کو جو شہرت ومقبولیت حاصل تھی اس زمانے میں مشکل ہی سے کہیں اس کی کوئی مثال اور نظیر مل پائے گی۔ خانوادۂ رضویہ بریلی شریف میں علم وفضل اور فقہ وافتا کے شعبے میں اپنے عہد میں حضرت ازہری میاں ہی آبروئے خاندان اور نمائندہ خانوادۂ رضویہ تھے جن پر اہل سنت و جماعت کو فخر و ناز ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ ص ۶۸)

مفتی مکرم احمد نقش بندی، دہلی

الحمدللہ ان (اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم ہند علیہما الرحمۃ) کی علمی وفقہی خدمات کی آب وتاب سے آج بھی عالم اسلام منور اور روشن ہے۔ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی فقہی بصیرت، علمی طنطنہ اور علوم اسلامیہ پر دسترس اپنی جگہ مسلم ہے۔ آپ نے بیعت وارشاد کے ذریعہ

ملک و بیرون ملک کے گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن کیا ہے۔اسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی ہے اس پر سواد اعظم اہل سنت کو فخر ہونا چاہیے۔(انوار تاج الشریعہ ص ۶۸)

ڈاکٹر مفتی امجد رضا امجد

تاج الشریعہ مولانا اختر رضا خان، ازہری میاں علیہ الرحمہ نے جس طرح گلستان علم وفن کی آبیاری، چمنستان شعر وسخن کی سرسبز و شادابی اور میکدہ عرفان کی آبادر کھنے میں خون جگر صرف کیا ہے اسے تاریخ ہمیشہ یادر کھے گی۔ ہمارے عہد کے مرد یگانہ جانشین حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری کو پروردگار عالم نے جن خوبیوں کا حامل بنایا اس کی نظیر کہیں اور نظر نہیں آئیں، آپ علم وفن میں یگانہ تصوف و معرفت میں یکتا، خلق وکرم میں ممتاز اور پیروی سنت میں امام اعظم تھے۔شالم شباب سے عمر کی اس منزل تک اپنے ہر عمل میں رضائے الٰہی کی طلب نے اس مرتبہ کمال تک پہنچادیا ہے کہ آج ہر آنکھ آپ کی دید کی طالب، ہر دل محبت کیش آپ کا تمنائی اور ہر صالح ذہن فرد آپ کا شیدائی ہے، عالمی سطح پر جو مقبولیت آپ کی ہے اس سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ خلق خدا کے دل میں آپ کی محبت ڈال دی گئی ہے۔اور یہ یقیناً اللہ کے ولی کی پہچان ہے۔(ماہنامہ فیض الرسول اگست ۲۰۱۸)

مولانا طارق رضا مشاہدی مصباحی

مدرس: مدرسہ اسلامیہ تعلیم القرآن، امریا پیلی بھیت یوپی

حضور تاج الشریعہ مفتی الحاج الشاہ اختر رضا خاں دنیائے سنیت واسلام کی اس عظیم عبقری ومنفرد والمثال شخصیت کا نام ہے جنہوں نے اعلائے کلمۃ اللہ کا اعلان ہر حال میں ہر دور میں ہر جگہ فرمایا اور آپ کی اسی حق گوئی کا صلہ ہے کہ جس کی دھوم عمومی طور پر پوری دنیا میں اور خصوصی طور پر اسلامی ممالک میں مچی ہوئی ہے۔اور آپ کی شخصیت کا اعتراف اپنے تو اپنے غیروں نے بھی عشق ومحبت میں ڈوب کر کیا ہے۔(انوارِ تاج الشریعہ۔ص ۴۷)

مولانا محمد شاہد القادری

چیئرمین امام احمد رضا سوسائٹی، کلکتہ

اللہ نے خانودۂ امام احمد رضا پر یہ فضل فرمایا کہ آپ کی نسل پاک میں اپنے وقت کے جید عالم دین اور آفتاب ومہتاب پیدا ہوئے ۔ان میں ایک نمایاں نام مرشد اعظم عارف باللہ حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قادری بریلوی علیہ الرحمہ کا ہے۔ (ایضاً۔ص ۸۴)

مفکر اسلام ڈاکٹر حسن رضا خاں پٹنہ

حضور تاج الشریعہ کے ادبی مقام کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: آپ کے علمی اور ادبی فن پارے فکر واحساس کی سطح پر قاری کے ذہن پر اپنے اثرات نہایت آسانی سے چھوڑ جاتے ہیں کیوں کہ اس میں آپ کی بے پناہ ترسیلی ہنرمندی کارفرما رہتی ہے۔آپ کی تحریر ایک زبردست طنطنے کی کیفیت کے ساتھ ہر قدم پر ملتی ہے۔(ایضاً۔ص ۹۴)

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی (مالیگاؤں)

علامہ مفتی محمد اسماعیل رضا المعروف اختر رضا قادری برکاتی ازہری بریلوی عالم اسلام کی عظیم روحانی شخصیت تھے۔علم وعمل، زہدو تقویٰ، استقامت علی الدین، خشیتِ الٰہی، اور عشق رسول ﷺ میں آپ بلند مرتبہ پر فائز تھے۔آپ کی دینی وعلمی، تبلیغی وتدریسی اور تعلیمی واصلاحی خدمات عالم گیر شہرت ووسعت رکھتی ہیں۔(ایضاً۔ص ۹۴)

مفتی عبدالمالک مصباحی (چیف ایڈیٹر رضائے مدینہ جمشید پور)

حضور تاج الشریعہ نور اللہ مرقدہٗ اس دور قحط الرجال میں علم وفن، تقویٰ وطہارت، زہدوورع میں اپنے اقران میں ممتاز ونمایاں تھے، شرق وغرب اور شمال وجنوب میں بسیار تلاش وجستجو کے بعد بھی کوئی ایسی ذات نظر نہیں آتی جو بیک وقت شریعت وطریقت، علم ومعرفت وتقویٰ وطہارت، عشق ومحبت، اتباع سنت واجتناب کراہیت، عزیمت واستقامت، فقہ وحدیث، زبان وبیان میں مہارت اور شعروادب پر عبور میں آپ کے ہم سرو مماثل ہو۔(ایضاً ص ۱۵)

مولانا فیض احمد مصباحی شراوستی

استاذ جامعہ اہلسنت نور العلوم عتیقیہ مہراج گنج بازار ترائی ضلع بلرامپور (یوپی)

پندرہویں صدی میں عالم اسلام کی سب سے مقبول شخصیت، خداترس، مقبول بارگاہ محدث بریلوی اس عالم فانی کے لیے محتاج تعارف نہیں ہیں۔حضور تاج الشریعہ کو اللہ نے ان تمام خوبیوں سے نواز رکھا تھا جو ایک عالمی، مبلغ اور داعی میں ہونا چاہیے تھی، ظاہری حسن ایسالاجواب تھا کہ جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا، عالمانہ جاہ وجلال اتنا پرکشش تھا کہ پوری دنیا کے اہل علم ہر پیچیدہ مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کی علمی تحقیق کے سامنے سرخم تسلیم کرتے۔(ایضاً۔ص ۱۲۶)

مذکورہ علماء ومشائخ کے تاثرات نے یہ واضح کردیا کہ آپ بے شمار خوبیوں کے حامل مرتبہ کمال پر فائز تھے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کے درجات کو خوب بلند وبالا فرمائے اور ہم سب کو آپ کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

صدر المدرسین ومفتی الجامعۃ الامجدیہ، بھیونڈی

تاج الشریعہ جانشین مفتیٔ اعظم

از قلم: (مولانا) محمد تفویض احمد رضوی

اللہ تعالیٰ کے جس بندے میں علم و عمل اور اخلاص جمع ہوجاتے ہیں تو وہ بندہ کثافتِ قلب سے پاک وصاف ہوکر ظاہری و باطنی دونوں فلاح سے متصف ہوجاتا ہے۔ پھر مصلحت کوشی، پست ہمتی کا شکار نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بلا تکلف صبر آزما، وادی پر خار و آتش زار سے گزر کر اللہ تعالیٰ کے محبوب و مقرب بندوں کی فہرست میں شامل ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ایسے محبوب و مقرب بندے نفع وضرر، سود وزیاں، خوف وخطر سے بے نیاز ہوکر قوم وملت کی قرآن وحدیث، اقوالِ فقہاء کی روشنی میں ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اور خیر وشر، حق و باطل کی کشا کش میں پوری جرأت ایمانی اور ہمت مردانہ کے ساتھ احقاقِ حق و ابطالِ باطل، اعانتِ سنت و اہانتِ بدعت میں مصروف عمل رہے۔ اور اپنی جانثاری کے مخلصانہ جذبہ سے دشمنانِ دین کی تہہ در تہہ تاریکیوں کا سینہ چیر کر حق وصداقت کی قندیل فروزاں کرتے رہے۔

ان محبوب بندوں میں مرجع الخلائق، مرجع العلماء، رأس الفضلاء، افقہ الفقہاء، جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ بھی ہیں جو ایک چمکتا دمکتا ستارہ بن کر افق عالم پر چودہ سوصدی کے نصف آخر میں طلوع ہوا اور پندرہ سوصدی کے نصف اول میں غروب ہوگیا، لیکن اس کی روشنی اور ضیا بار کرنوں سے پوری دنیائے سنیت تابناک نظر آرہی ہے۔ ہر چہار سو حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی نغمہ سرائی ہورہی ہے۔ عوام وخواص، علماء وصلحاء سب آپ کی مدح سرائی میں رطب اللسان نظر آرہے ہیں۔

آپ کی ولادتِ مبارکہ ۲۴؍ ذوالقعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳؍ نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل ہند کے مشہور ومعروف شہر، بریلی شریف ایک علمی ومعیاری عظیم خانوادہ، خانوادۂ رضا کا شانۂ رضا میں ہوئی۔

آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' رکھا گیا۔ والد گرامی کے نام کی نسبت سے آپ کا نام ''اسماعیل رضا'' تجویز ہوا، عرفی نام ''اختر رضا''، اختؔر تخلص ہے۔

خالص اسلامی اور خوشگوار ماحول میں آپ کی نشو ونما ہوئی۔ والد گرامی حضور مفسر اعظم ہند اور نانا جان حضور مفتیٔ اعظم ہند دونوں بزرگوں کی خاص نگرانی وسایۂ عاطفت میں تعلیم وتربیت ہوئی۔ آپ کو بچپن ہی میں نانا جان حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بیعت کرلیا تھا چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں میں بچپن سے ہی حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ سے داخل سلسلہ ہوگیا ہوں'' جب آپ کی عمر شریف ۲۰؍ سال کی ہوئی تو حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے میلاد شریف کی ایک محفل میں آپ کو خلافت واجازت بھی عطا کردی۔ مولانا شہاب الدین رقم

طراز ہیں:

''حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے مولانا ساجد علی خان بریلی مہتمم: دارالعلوم مظہر اسلام بریلی کو حکم دیا کہ شمارہ جنوری ۱۹۶۲ء/ ۸ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ کو صبح ۸ر بجے گھر پر محفل میلاد شریف منعقد کی جائے ،میلاد خواں حضرات ،علماء ومشائخ وطلباء مدارس اور فارغ ہونے والے طلبہ کو دعوت شرکت دیدی جائے۔شدید سردی کے موسم میں کئی ہزار لوگوں نے میلاد شریف کی اس خصوصی تقریب میں شرکت کی۔محفل میلاد شریف کے آخر میں حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ تشریف لائے اور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں ،ازہری کو بلوایا۔اور اپنے قریب بٹھایا،آپ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر جمیع سلاسل عالیہ،قادریہ سہروردیہ،نقشبندیہ، چشتیہ اور جمیع سلاسل احادیث مسلسل بالاولیت کی اجازت سے سرفراز فرمایا۔تمام اورادووظائف ،اعمال واشغال ،دلائل الخیرات ،حزب البحر ،تعویذات وغیرہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے آخری ایام میں اپنے جانشین کے متعلق ایک تحریر پر خوب لکھی جس میں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ کو اپنا جانشین اور قائم مقام مامور کیا،اس تحریر کا عکس ''سیرت تاج الشریعہ ''صفحہ ۱۳ار پر ہے جس میں خطبہ کے بعد سب سے پہلا جملہ یہ لکھا ''میں اختر میاں کو اپنا قائم مقام کرتا ہوں''۔

ایک مرتبہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے فرمایا ''اختر میاں !اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں ہے'' یہ لوگ جس کی بھیڑ لگی رہتی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے ،اب تم فتویٰ نویسی کے کام انجام دو۔میں دارالافتاء تمہارے سپرد کرتا ہوں۔اور لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب آپ لوگ اختر میاں سلمہٗ سے رجوع کریں۔انہیں میرا قائم اور جانشین جانیں''۔

اُستاذِ گرامی فقیہ النفس حضرت مفتی مطیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی رقم طراز ہیں۔''بریلی شریف میں ایک صاحب تھے مُلّا لیاقت علی خان مرحوم وہ حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دست گرفتہ اور عاشق وشیدا تھے موصوف کے بقول انہوں نے پیرومرشد کے وصال کے کچھ دنوں بعد آپ کو خواب میں دیکھا تو زاروقطار رونے لگے۔پیرومرشد نے تسلّی کے کلمات کہہ کر چپ کرایا،استفسار فرمایا کہ آخراتنا کیوں رورہے ہو،'' مُلّا عرض گزار ہوا کہ حضور میری دنیاودین سب کچھ تو آپ تھے،میں اپنی ہر حاجت میں آپ سے رجوع کرتا تھا اور حاجت سے سوا پاتا تھا۔آپ تو پردے فرماگئے۔اب میں کیا کروں اور کہاں جاؤں؟ مفتیٔ اعظم نے ارشاد فرمایا کہ ''اختر میاں ہیں نا ،انہیں کے پاس'' اور میری آنکھ کھل گئی۔حضرت مفتیٔ اعظم حضرت تاج الشریعہ کو ''اختر میاں'' کہتے تھے''۔

حضرت مفتی صاحب پھر رقم طراز ہیں:

''حضرت مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال سے چاردن قبل محرم کے پہلے عشرہ کی بات ہے۔رحمان پور ضلع کٹیہار کے مسلمانوں کا ایک گروہ اجمیر شریف سے واپسی پر بریلی شریف حاضر ہوا،حضرت مفتیٔ اعظم ہند حددرجہ علیل وصاحب فراش تھے۔عام زیارت کا وقت ہوتا تو حضرت کی چارپائی آنگن میں لگادی جاتی۔لوگ جوق درجوق آتے اور فیض یاب ہوتے۔یہ دیکھ کر ان میں سے بھی بہت سے حضرات کے دل میں بیعت ہونے کی خواہش پیدا ہوئی،

آپس میں مشورہ کیا۔اس وقت کے زیر تعلیم احسان نامی ایک نوجوان (جو کہ کٹیہار کے سنیر وکلاں میں شمار ہوتے ہیں) نے کہا "میاں مرید ہونے سے قوالی چھوڑنی پڑے گی اس لئے میں تو مرید نہیں ہوں گا۔ بہرکیف! جب لوگ اندر جانے لگے تو یہ حضرات بھی ساتھ ہو لئے اور سلام ودست بوسی کے بعد غلامی میں داخل ہوئے مگر احسان صاحب اپنی سوچ پر قائم رہے۔واپسی کے مصافحہ پر کچھ لوگوں نے نذریں پیش کیں' اور قبول ہوئیں، مگر جب احسان صاحب کا نمبر آیا تو حضرت مفتی اعظم نے منع فرما دیا۔قدرت کو منظور تھا وہ لوگ جس دن واپس رحمان پور پہنچے اس دن رات کو حضور والا نے جام وصال نوش فرما لیا۔چھ سات مہینوں کے بعد فقیر کی دعوت پر حضور تاج الشریعہ پورنیہ، بہار پہنچے' تو موضع سیتل پور جاتے ہوئے راستے میں رحمان پور آیا، سورج غروب ہوئے پندرہ بیس منٹ ہو چکے تھے، اس لئے نماز وہیں خانقاہ لطیفیہ کی مسجد میں ادا کی گئیں ۔معلوم ہوتے ہی پورا گاؤں جمع ہو گیا، مصافحہ ودست بوسی ہونے لگی۔کئی لوگوں نے جن میں احسان صاحب بھی شامل تھے کچھ نذریں پیش کیں۔عجب اتفاق کہ سب کی نذریں قبول ہوئیں، مگر احسان صاحب کو منع فرما دیا گیا حالانکہ ان سے حضور تاج الشریعہ کی نہ کبھی ملاقات تھی نہ تاج الشریعہ کو پتہ تھا کہ حضرت مفتی اعظم نے ان کی نذر قبول نہیں فرمائی تھی۔جب کہ تاج الشریعہ کی بینائی کمزور تھی۔اس پر مستزاد ہے کہ شام کا دارا گرا تھا کیونکہ ابھی گاڑی اس گاؤں تک پہنچی ہی نہیں تھی، اس وقت احسان صاحب نے تعجب کے ساتھ حضرت مفتی اعظم کے نذر قبول نہ فرمانے کی بات سب کے سامنے بیان کی، جب ہم لوگ وہاں سے اپنی منزل کے لئے روانہ ہوئے تو فقیر نے حضرت تاج الشریعہ احسان صاحب کی نذر قبول نہ ہونے کا سبب جاننا چاہا تو یہ فرما کر خاموش ہو گئے کہ "حضرت مفتی اعظم کی کرامت تھی"

حضور مفتی اعظم ہند وحضور تاج الشریعہ قدس سرہما کی محبوب ادائیں اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ قوم کے رہبر ورہنما اور دین کے فقیہ کو بے نیاز ہونا ناگزیر ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

"**نعم الرجل الفقیه فی الدین ان احتیج الیه نفعه وان استغنیٰ عنه اغنٰی نفسه**"یعنی دین کے فقیہ وہ شخص ہیں اگر ان کی ضرورت پڑے تو نفع پہنچائیں اور اگر ان سے بے اعتنائی برتی جائے تو اپنے آپ کو بے نیاز سمجھے۔

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری

چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

اللہ تعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی طبیعت وجبلت کو جس طرح تقویٰ وطہارت، فہم وفراست کے سانچے میں ڈھال کر پیدا کیا اسی طرح تفقہ فی الدین میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کا نمونہ بنا کر پیدا فرمایا۔اور اس نعمتِ عظمیٰ سے اسی ذات ستودہ صفات کو سرفراز کیا جاتا ہے جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کیا جاتا ہے۔بخاری شریف جلد اول ص/ ۱۶ ر پر ہے۔"**من یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین**"یعنی اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ بنا دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کو اپنی حیات مبارکہ کی تمام تر رعنائیوں میں امتیازی وانفرادی حیثیت حاصل رہی، دقتِ نظر، وسعتِ علم، جرأتِ طبع، کثرتِ مطالعہ وغیرہ

خوبیوں میں اپنی مثال آپ تھے۔

دورِ حاضر کے مسائل جدیدہ کو دلائل وبراہین سے مدلل ومبرہن کر کے قوم کے سامنے پیش کرنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا اور مختلف وپیچیدہ مسائل کو خداداد صلاحیتوں اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں حل کرنا آپ کا خاص حصہ وجزو لاینفک تھا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کے معمولات ومشمولات قابل دید ہیں۔ جب آپ بریلی شریف میں ہوتے تو مندرجہ ذیل مصروفیات کے ساتھ ایّام گزارتے تھے۔ ہفتہ بعد نمازِ فجر تلاوت، وظائف، ناشتہ سے فراغت کے بعد کتابیں سنتے یا فتاوے تحریر کرواتے یا فتاویٰ سن کر تصدیق فرماتے تھے۔ دوپہر ا ربجے تک ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے تخصص فی الفقہ کے طلباء کو، ۱۱ر یا ۱۲ر بجے کے بعد درس دیتے تھے۔ کھانا تناول فرما کر قیلولہ کرتے، بعد نماز ظہر پھر کتابیں سنتے یا کتابیں لکھواتے، بعد نماز عصر دلائل الخیرات شریف پڑھتے تھے، بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہوکر پھر کتابیں سننا یا کتابیں لکھوانا پھر بعد نماز عشاء کھانا تناول فرماتے تھے بعدہٗ تھوڑی دیر ٹہلتے تھے پھر کتابیں سنتے یا لکھواتے ۱۱ر ۱۲ر بجے رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔ اسی دوران ملاقاتی ملاقات بھی کرتے، اور مرید ہونے والے داخلِ سلسلہ بھی ہوتے تھے۔ پھر جب حضرت فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد معمولاتِ حسبِ سطور بالا انجام دیتے تھے۔

اتوار: اس دن بعد نماز عشاء انٹرنیٹ پر آن لائن سوالات کے جوابات دیتے تھے۔ انگلش سوال کا انگلش میں، عربی کا عربی میں، اردو کا اردو میں جواب ہوتا۔ بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔ پیر: یہ دن حسب یوم ہفتہ گزرتا۔ منگل: یہ دن بھی حسب یوم ہفتہ گزرتا۔ جمعرات: دوپہر میں دورۂ حدیث کے طلبہ کو بخاری شریف کا درس دیتے تھے، بعد نماز مغرب ازہری گیسٹ ہاؤس کے ہال میں عوام اہلسنت کے سوالات کے جوابات دیتے تھے۔ بقیہ معمولات حسب یوم ہفتہ۔

جمعہ: اس دن دیر سے رڈنگ روم میں تشریف لاتے۔ تقریباً ۱۰ر دس یا ۱۱ر گیارہ بجے آجاتے تھے۔ ملاقاتیوں سے ملاقات کے بعد تحریری کام کرواتے تھے۔ ایک ا ربجے گھر کے اندر تشریف لے جاتے تھے پھر جمعہ کے وقت تیار ہوکر باہر آتے خطبہ دیتے اور جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے۔ بعد نماز مغرب شہر کی کسی مسجد میں جب سوال وجواب کا پروگرام رکھا جاتا تو وہاں تشریف لے جاتے تھے پھر تشریف لانے کے بعد بقیہ معمولات حسب ہفتہ سابق۔ (ماخوذ از سوانح حضور تاج الشریعہ)

سفر میں بھی حتی المقدور آپ کے معمولات میں فرق نہیں آتا تھا۔ بیعت وارشاد، وعظ ونصیحت کے ساتھ ساتھ تحریر وتصنیف کی مشغولیت بھی رہتی تھی۔ دو جلدوں پر مشتمل آپ کے فتاوے بنام ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' اب تک منظر عام پر آچکے ہیں۔ اور آپ کی دیگر تصانیف بھی غیر معمولی افادیت کے حامل ہیں۔ آپ کی دعوت وتبلیغ کا سلسلہ بھی وسیع سے وسیع تر رہا۔ ملک وبیرون ملک کا دورہ کر کے

لاکھوں بندگانِ خدا کو مسلکِ اہلسنت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت سے وابسطہ کرواتے کروڑوں کی تعداد میں آپ کے مریدین ہیں جو مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی غلامی پر فخر کرتے ہیں۔

حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے مریدین میں علماء، فضلاء، صلحاء، ادباء، محققین، مدققین، مفسرین، مصنفین اور دنیوی علوم کے ماہرین حتیٰ کہ اولیاء، اقطاب بھی تھے۔ یہی صورت حال آپ کے جانشین حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی رہتی ہے کہ آپ کے مریدین میں بھی ایسے ایسے افراد ہیں ''جو نہ صرف گوناگوں خوبیوں والے ہیں بلکہ وہ ایسے اشخاص ہیں جن سے دنیا کا نظام قائم ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ کو نیابت وجانشین کا صلہ دنیا میں بھی عطا فرمایا کہ درجہ محبوبیت سے نوازا جس کا بین ثبوت عالمی سطح پر آپ کی شہرت ومقبولیت ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''**اذا احب اللہ العبد نادیٰ جبرئیل: ان اللہ یحب فلاناً فاحببہ، فیحبہ جبرئیل، فنیاری جبرئیل فی اھل السماء ان اللہ یجب فلاناً فاعبدہ فیحببہٗ اھل السماء ثم یوضع لہٗ القبول فی الارض**۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے: میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو: تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، اور اہل آسمان میں منادی کرتے ہیں فلاں آدمی سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے تم سب بھی ان سے محبت کرو، تو اہل آسمان بھی ان سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر تو زمین میں ان کی مقبولیت ہوجاتی ہے۔ ۷ر ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء جمعہ کا دن گزر کر مغرب کی اذان کے وقت جانشین مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہٗ اس دار فانی سے عالم جاویدانی کی طرف کوچ کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے وصال کی خبر پوری دنیا میں چند گھنٹوں کے اندر پھیل گئی اور پوری دنیائے سنیت غم واندوہ میں ڈوب گئی۔ امنڈتے ہوئے سیلاب کی طرح بندگانِ خدا، بریلی شریف پہنچ کر جاثاری کا ثبوت پیش کئے۔ اور نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ مجھے بھی نماز جنازہ میں شریک ہونے کا شرف حاصل رہا۔

۸ر ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۲ر جولائی ۲۰۱۸ء بروز اتوار صبح: ۱۱ر بجے آپ کے فرزندار جمند وجانشین حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد عسجد رضا خان بریلوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور لاکھوں کی تعداد میں لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تربت اطہر پر انوار وتجلیات کی بارش برسائے۔

ابرِ رحمت اُن کی مرقد پر گہر باری کرے

حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ اجمعین یارب العٰلمین

☆☆☆☆☆☆

شیخ الحدیث دار العلوم فیضانِ مفتیٔ اعظم، بھنڈی بازار، پھول گلی، ممبئی۔ ۳

تاج الشریعہ: مظہر مفتئ اعظم ہند

ڈاکٹر حافظ احمد حسن رضوی

حق گوئی اور بے باکی، اہل ایمان کی صفت ہے۔جس کے دل میں جتنا ایمان مضبوط ہوگا اس کے اندر اتنا ہی حق گوئی اور بے باکی ہوگی اوران کے اندر سے اتنا ہی حیرت انگیز مظاہرے عیاں ہوتے رہیں گے۔ یہ صفت ہمیں انبیاء کرام کی زندگی میں زیادہ ملتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کی زندگیاں اس کی زندہ مثال ہیں۔۔۔آخر میں خاتم النبیین حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حق گوئی اور بے باکی کی کوئی مثال نہیں ملتی ہے۔امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانِ منھ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

''العلماء ورثۃ الانبیاء'' سے ملقب ہونے والے علماء کرام واولیاء عظام کی بھی زندگی سے ہمیں حق گوئی کی جھلکیاں ملتی ہیں۔

خلفائے راشدین سے لے کر میدان کربلا تک اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے لے کر ایں دم تک ہمیں ایسے کئی شاہکار نظر آتے ہیں جن کی حق گوئی سے ایوان باطل میں زلزلہ پیدا ہوگیا اور دنیا کا نقشہ بدل گیا۔اتنی سی تمہیدی گفتگو کے بعد آیئے ہم اصل موضوع کے مطابق حضور تاج الشریعہ کی حق گوئی اور بے باکی پر تبصرہ کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کے حسب ونسب کا تعلق اس حق گو خاندان سے ملتا ہے جہاں سے بڑے بڑے نوابوں کو اور ساہوکاروں کو یہ جواب ملا ہے۔

''میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں''

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تربیت اور نشونما ایسے گود میں ہوئی ہے جن کے حق گوئی کی مثال ماضی قریب میں کہیں نہیں ملتی۔۔۔

حضور تاج الشریعہ کے مربی خاص حضور سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ان میں اولیت رکھتے ہیں۔۔۔سرکار مفتی اعظم ہند کا تقویٰ اور حق گوئی کے تعلق سے گواہی اسٹیج پر تشریف فرما ہر علماء کرام دیں گے۔

مفتی اعظم ہند جب کہیں کسی پروگرام میں تشریف لے جاتے جہاں ان کا قیام ہوتا اگر وہاں کوئی خلاف شرع کام دیکھتے یا گفتگو سن لیتے تو فوراً گرفت فرما لیتے۔اکثر علماء کرام آپ کے سامنے خطاب فرمانے میں گھبراتے کہ کہیں سبقت لسانی کی وجہ سے توبہ کی نوبت نہ آجائے۔یہ خوبی اور حق گوئی آپ کو دوسرے مربی کی بارگاہ میں شاذ ونادر ہی ملے گی۔کیوں کہ شریعت وطریقت سے عاری خانقاہوں پر مادیت حاوی ہوتی ہیں۔حضور مفتی اعظم ہند کے حق گوئی کا نتیجہ یہ نکلتا تھا کہ اپنے اپنے وقت کے بڑے ذی استعداد علماء کرام اور پیران

عظام اور اہل ثروت حضرات متاثر ہو جاتے اور اپنا سرخم کر دیتے۔ چند مثالوں میں صرف ایک مثال عرض کر دوں۔ حیدر آباد دکن کی ایک ممتاز خانقاہ ''حضرت یحییٰ مسکن'' کے تعلق سے ایک روایت ہمیں اس طرح ملتی ہے جس کا ذکر علامہ یٰسین اختر مصباحی نے مفتی مجیب اشرف صاحب مدظلہ کے حوالے سے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

''۱۹۷۲ء کی بات ہے۔ حیدر آباد دکن کی مشہور خانقاہ یحییٰ مسکن'' قاضی پورہ میں حضور مفتی اعظم ہند تشریف فرما تھے۔ حیدر آبادی علماء ومشائخ بھی زینت محفل تھے۔ خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید محمد قادری مرحوم ومغفور جن کا ابھی دو سال پہلے انتقال ہوا ان کے کمرے میں یہ سبھی حضرات رونق افروز تھے اور مختلف دینی وعلمی موضوعات پر آپس میں تبادلہ خیال ہو رہا تھا۔۔۔ اب آگے جو واقعہ ذکر کیا جا رہا ہے اسے توجہ وانہماک کے ساتھ سماعت فرمائیں۔ جس سے حضور مفتی اعظم کی جرأت وحق گوئی بھی ظاہر ہوتی ہے اور ترک نفسانیت اور احتساب نفس کا جذبہ بھی آشکار ہو کر سامنے آجاتا ہے جو تقویٰ کی ایک نہایت اعلیٰ قسم ہے۔۔۔ محفل میں بیٹھے بیٹھے اچانک حضور مفتی اعظم کی نگاہ سامنے کی دیوار کی طرف اٹھی اور آپ نے استغفر اللہ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے سر نیچے جھکا لیا۔ چند ہی لمحات کے بعد پھر آپ نے نگاہ اوپر اٹھائی اور توبہ توبہ استغفر اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتے ہوئے دوبارہ سر نیچے جھکا لیا۔۔۔ حاضرین دم بخود تھے کہ آخر بار بار ایسا کیوں ہو رہا ہے؟۔ سارے علماء ومشائخ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی نگاہ سے وہ کون سی چیز اوجھل ہے جس کا حضور مفتی اعظم مشاہدہ فرما رہیں اور توبہ استغفر اللہ فرما رہے ہیں۔۔۔ اسی عالم میں حضور مفتی اعظم کی آواز گونجتی ہے۔ کس نے اس کو لگایا؟، اتارو پھینکو۔ اب جو دیکھا گیا تو اوپر ایک طغریٰ آویزاں ہے جس پر یہ شعر لکھا ہوا ہے

اچھے تو بخشے جائیں گے گنہگار منھ تکیں
اے رحمت خدا تجھے ایسا نہ چاہئے

آپ نے ارشاد فرمایا رحمت خدا کے ساتھ ایسے نازیبا کلمات کا استعمال جائز نہیں۔ اس لئے صاحب خانہ (مولانا سید محمد قادری) اس سے توبہ کریں۔۔۔ حیدر آبادی تہذیب غالباً اس طرز عمل کی روادار نہ تھی اس لئے وہاں کے علماء ومشائخ اس جرأت حق گوئی کا ناخوشگوار اثر اوپر محسوس کر رہے تھے۔۔۔ چار و ناچار صاحب خانہ نے اس طغریٰ کو نیچے اتارا اور پھر اپنی غلطی پر اظہار ندامت اور پشیمانی کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں توبہ بھی کیا۔

اس پورے واقعہ کے دوران حیرت انگیز پہلو اس وقت سامنے آیا جب خود حضور مفتی اعظم نے عرض کیا۔ آپ لوگ گواہ رہیں کہ میں بھی توبہ کرتا ہوں۔۔۔ حاضرین کی سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی تھی کہ آخر اس وقت حضور مفتی اعظم سے کون سی غلطی سرزد ہوگئی؟ جسے وہ اپنے توبہ کا اظہار فرما رہے ہیں۔ اس وسوسے کا ازالہ فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا ''تحریر کا ادب چاہئے۔ اس شعر میں چونکہ رحمت خداوندی کا لفظ بھی شامل ہے جس کا ادب ہر لحاظ سے ضروری ہے اور اس کے لئے میری زبان سے اتارو پھینکو کا جملہ نکل گیا ہے جو خلاف ادب ہے اس لئے آپ حضرات کو گواہ بنا کر میں بھی توبہ و

استغفار کرتا ہوں پھر فرمایا" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

مذکورہ بالا واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت مولانا مفتی مجیب اشرف اعظمی نے ایک اور واقعہ بیان کیا۔ پہلا واقعہ اپنوں کی اصلاح سے متعلق ہے اور دوسرا واقعہ غیروں کی سامنے کلمہ حق کے اظہار و اعلان کا شاہکار ہے

(تین برگزیدہ شخصیتیں۔علامہ یٰسین اختر مصباحی ص ۳۵)

حضور مفتی اعظم ہند کے حق گوئی کی مثال دیکھنے کے بعد آیئے حضور تاج الشریعہ کے حق گوئی کی ایک مثال پیش کروں۔۔حضور تاج الشریعہ یوروپی ممالک کے دورے میں تھے۔جب ان کا دورہ مانچسٹر میں ہوا۔اس دوران ان کی ملاقات ایک ہاسپٹل کے بڑے ڈاکٹر صاحب سے ہوئی جن کا شمار دواخانہ کے ڈائرکٹر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ان کا نام ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ہے۔حضور تاج الشریعہ سے ملنے کے لئے اپنا مخصوص لباس میں سوٹ بوٹ میں آئے کیونکہ یہ ڈریس وہاں کے ماحول کے مطابق ہاسپٹل کے آداب میں شمار ہوتے ہیں جونہی ڈاکٹر صاحب حضور تاج الشریعہ سے ملنے کے لئے آئے حضرت نے ان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ان کے گلے میں لٹکتی ہوئی ٹائی کو کھینچتے ہوئے فرمایا۔ڈاکٹر صاحب! یہ ٹائی لگانا جائز نہیں ہے۔دیار غیر میں ایک جم غفیر کے سامنے ایک بڑے عہدے پر فائز ایک ذمہ دار شخص کو للکارنا حضور تاج الشریعہ کے حق گوئی کی زندہ مثال ہے۔دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کپکپا گئے اور شرمندہ ہوگئے اور اس حق گوئی کا اثر یہ ہوا کہ انہوں نے لندن میں رہتے ہوئے زندگی میں پھر کبھی ٹائی نہیں باندھی۔ہمارے ان خیالات کی تائید علامہ مفکر اسلام قمر الزماں خاں اعظمی مانچسٹر لندن اس طرح فرماتے ہیں:

"یہی علامہ اختر رضا ہیں۔یہاں کے ایک ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے کہا میں نے ٹائی کھول دی۔یہ تو ہندوستان کی وادیوں میں پلے بڑھے ہیں۔ڈاکٹر بشیر احمد صاحب جو ہمارے بڑے اچھے ساتھی ہیں۔مانچسٹر میں رہتے ہیں اور بہت اچھے مقرر ہیں تقریباً ہر ٹاپک پر بولتے ہیں انہوں نے بھی ٹائی باندھ رکھی تھی۔حضرت نے ٹائی پکڑ کر کہا ڈاکٹر صاحب یہ جائز نہیں ہے وہاں ٹائی باندھ کے ہاسپٹل میں بیٹھنا ہاسپٹل کے آداب میں سے ہے مگر بشیر احمد صاحب نے اس وقت سے لے کر آج تک کئی سال ہوگئے ہیں ٹائی نہیں باندھی"

(خطبات مفکر اسلام حصہ دوم ص ۲۷۴۔مرتب مولانا ساجد حسین صاحب قادری

(

اس حق گوئی کے واقعہ کو سننے کے بعد میں ان لوگوں سے مخاطب ہوں جنہوں نے حضور مفتی اعظم ہند کو دیکھا یا کتابوں میں مطالعہ کیا ہے۔کیا آپ کو حضور تاج الشریعہ کی زندگی میں حضور مفتی اعظم ہند کی حق گوئی کی جھلکیاں نہیں ملتی ہیں؟۔

حضور تاج الشریعہ کے حق گوئی کی دوسری مثال۔۔عروس البلاد ممبئی کی سرزمین پر عالمی تنظیم رضا اکیڈمی کے بینر تلے ۱۹۹۰ء میں حضور سرکار مفتی اعظم ہند کا صد سالہ جشن بڑے تزک واحتشام سے منایا جا رہا تھا۔دنیا کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے اسکالر، علماء مفکرین کی ایک بڑی جماعت مدعو تھے ان میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ، حضور رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ، علامہ خوشتر صدیقی مانچسٹر علیہ الرحمہ، مفتی جیش محمد صاحب نیپال، علامہ شاہ تراب الحق پاکستان، علامہ مفکر اسلام قمر الزماں خاں اعظمی مدظلہ العالی

وغیرہ پیش پیش تھے۔ان علماء کو اسٹیج پر زینت محفل ہوتے ہوئے ہم نے ان کو دیکھا ہے۔ان کے علاوہ مدارس اسلامیہ کے ذمہ دار علماء کرام بھی موجود تھے۔آخری شب تاج السنہ حضرت علامہ توصیف رضا صاحب نائب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف خطاب فرمارہے تھے۔دوران خطاب سبقت لسانی ہوگئی اور حضور مفتی اعظم ہند کی شان بیان فرماتے ہوئے کہا''شافع یوم النشور'' یا اسی طرح کا ایک جملہ فرما گئے۔حالانکہ اس اسٹیج پر دانشوران قوم اور ممتاز فقہا وعلماء کی ایک بھیڑ جمع تھی مگر کسی نے بھی انہیں نہیں روکا اور نہ ہی رد کیا۔ اب اس موقع پر جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی حق گوئی اور بے باکی ملاحظہ فرمائیے۔جس طرح سرکار مفتی اعظم ہند اسٹیج پر علماء کرام کی سبقت لسانی پر توبہ کرواتے ٹھیک اسی طرح اسی اسٹیج پر تمام علماء کرام کے سامنے حضور تاج السنہ کی گرفت فرمائی اور توبہ کروایا۔اور فرمایا کہ''شافع یوم النشور'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہے۔مفتی اعظم ہند کی نہیں۔اگر کہنا ہے تو یہ کہو''نائب شافع یوم النشور''۔۔۔حضور تاج السنہ علامہ توصیف رضا صاحب نے بھی اس کو تسلیم کیا۔۔یہاں یہ بھی نہیں دیکھا گیا کہ خطاب کرنے والا میرے خاندان کا بچہ ہے۔میرا بھتیجا ہے بعد میں توبہ کروالیں گے۔سب کے سامنے ان کی توہین ہوجائے گی۔۔یہ حق گوئی آپ کو کسی دوسری خانقاہوں میں شاذ ونادر ہی ملے گی۔

اس واقعہ کی گواہی وہ تمام لوگ دیں گے جو اس عظیم کانفرنس میں موجود تھے۔اب آئیے پورے واقعہ کو نظر کے سامنے رکھئے اور مفکر اسلام علامہ قمر الزماں خاں اعظمی کا اس پر تبصرہ ملاحظہ کیجئے۔

> ''لوگ جانبداری کا مطالبہ کرتے ہیں آج دنیا کا مزاج یہ ہے کہ اپنے کی بات ہوتو فتویٰ نہ دیا جائے۔غیروں کی بات ہوتو فتویٰ دے دیا جائے۔سعودی عرب کا مفتی بادشاہوں کے سر کو قلم نہیں کرتا۔غریبوں کے سر کو قلم کروارہا ہے۔سعودی عرب کا مفتی شرابیوں پر کوڑے لگوارہا ہے۔لیکن فہد جیسے ظالم پر کوئی نہیں کوڑے لگوارہا ہے۔سعودی عرب کا مفتی لوگوں کے ہاتھ کٹوارہا ہے مگر ان چوروں کا ہاتھ نہیں کٹوارہا ہے جو پوری دنیا میں ملت اسلامیہ کا خزانہ منتقل کررہے ہیں۔ جو اسپین میں شراب خانے خرید رہے ہیں۔مصر میں شراب خانے خرید رہے ہیں جو انگلستان میں شراب خانے خرید رہے ہیں، جوا اور شراب پر پابندی لگانے والا سعودی مفتی نہ فہد کی جواری پن کو دیکھ رہا ہے، نہ اس کے بیٹے اور بھتیجوں کے شرابی پن کو دیکھ رہا ہے، اس لئے کہ وہاں تو فتویٰ غریبوں پر لگایا جاتا ہے، غیروں پر لگایا جاتا ہے مگر یہ مفتی اعظم ہند کا خانوادہ ہے کہ بھتیجے کا معاملہ ہوا ہے تو بھی فتویٰ لگایا گیا ہے۔۔۔۔میں اس چچا کا بھی احترام کروں گا جس نے اپنے بھتیجے کو شریعت کے سلسلے میں ماخوذ کیا ہے اور میں اس بھتیجے کا بھی قدم چوموں گا جس نے اپنے فیصلے کو تسلیم کیا ہے۔یہ مفتی اعظم ہند کا آستانہ ہے کسی اور جگہ یہ حق گوئی نہیں ملے گی۔کہ اگر ایمر جنسی کا معاملہ ہوا ہے تو حکومت وقت کے خلاف بول رہے ہیں اور اگر بھتیجے کا معاملہ ہے تو شریعت کا حکم نافذ کیا جارہا ہے۔
>
> خدا اس مزاج کو صبح قیامت تک زندہ رکھے(آمین)

☆☆☆☆☆☆☆

مدیر اعلیٰ: ماہنامہ بطحاء حیدرآباد

تاج الشریعہ کے تبلیغی دورے

ازقلم: محمد فیروز بخت القادری صدیقی امجدی

نگہ بلند، سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کیلئے

فضل وکرامت، شرف وولایت، تقویٰ وطہارت، عدالت وثقاہت، عقابی فطرت پاک طبیعت، حسین صورت گورا سرخی مائل رنگ، گلابی رخسار، چمکدار دندان علم وعرفان، زہد وورع جانشین حضور مفتی اعظم چشم وچراغ خاندان اعلیٰ حضرت وارث علوم امام احمد رضا شہزادۂ مفسر اعظم۔فخر ازھر۔مہمان کعبہ، فقیہ عصر نابغہ روزگار، مذکورہ تمام اوصاف حمیدہ اور القابات جلیلہ کے حسین امتزاج سے جو صورت وپیکر سطح ذھن پر منعکس ہوا سی پیکر اور ذات ستودہ صفات کو حضور تاج الشریعہ اختر رضا خان قادری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ الرحمہ بریلوی سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز ۲۴ رذیقعدہ ۱۳۶۲ھ میں ہندوستان کے شہر بریلی میں محلہ سوداگران میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کیا والدہ ماجدہ نے ناظرہ ختم قرآن کرایا بعدہٗ درس نظامی کی تکمیل کیلئے منظر اسلام میں داخلہ لیا۔جہاں سے آپ نے سند فضلیت حاصل کی بعدہ جامعۃ الازھر قاہرہ، مصر میں آپ نے مسلسل تین سال فن تفسیر وحدیث میں ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کیا ۱۹۶۶ء میں جامعۃ ازھر مصر سے اول پوزیشن سے فراغت حاصل کی۔

مرشد برحق حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے فراغت کے بعد ہی سے باضابطہ طور پر فتویٰ نویسی، درس وتدریس اور تبلیغی دورے کا آغاز فرمایا اس کے بعد آپ پوری زندگی دنیائے اسلام کی تبلیغ اور شجر اسلام کی آبیاری میں صرف فرمادی۔

حدیث مبارکہ۔بلغو اعنی ولو آیۃ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے ھندو بیرون ھند کے لاتعداد شہروں اور بے شمار قریوں تک بنفس نفیس تشریف لے جاکر دعوت وتبلیغ کا منصبی فریضہ انجام دیتے رہے باوجودیکہ فیاض ازل نے خاندانی وجاہت وشرافت کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی سہولتوں سے نوازا تھا نازونعم میں پرورش پائی تھی محض دین وسنیت کے فروغ واستحکام اور گم گشتگان راہ کی رہبری ورہنمائی کی خاطر ایک دوسال نہیں بلکہ اپنی حیات مبارکہ کا بیشتر حصہ دعوت وتبلیغ، رشد وھدایت، اصلاح معاشرہ واصلاح عقائد واعمال کیلئے تبلیغی دورے میں صرف فرمادیا۔دین کی سربلندی اللہ ورسول کے پیغام سرمدی کی اشاعت اور بندگان خدا کی اصلاح وفلاح کیلئے نہ تو آپ نے جاڑے کی فکر کی نہ گرمی کی نہ سہولت کی فکر کی نہ صعوبت

کی نہ اپنوں کی فکر کی نہ بیگانوں کی شہروں کی فکر کی نہ صحراؤں کی۔کھانے کی فکر کی نہ آرام کی بلکہ سرزمین بریلی شریف کے افق سے اٹھنے والا سحاب رحمت اٹھا اور اٹھتا چلا گیا، بڑھا اور بڑھتا چلا گیا پھیلا اور پھیلتا چلا گیا، برسا اور برستا چلا گیا، اپنوں پر برسا، غیروں پر برسا شہروں پر برسا، دیہاتوں پر برسا، محلوں پر برسا، جھونپڑیوں پر برسا، صحراؤں پر برسا، دیوانوں پر برسا، ایسا برسا کہ رشد وہدایت کی وادیاں لالہ زار اور گل گلزار ہوگئیں۔دین ودیانت اور علم ودانش کی کھیتیاں سرسبز وشاداب ہوگئیں۔تاریک کدہ حیات کوعشق رسالت کی شمع فروزاں حاصل ہوگئیں۔وہ ایسے مشفق ودلنواز، خلیق ومہربان اور سحاب کرم تھے کہ خود ہر جگہ جا کر برس آئے اسطرح سیدی امام احمد رضا خان اور ہم شبیہ غوث اعظم سیدی حضور مفتی اعظم ہند کی آواز بشکل تاج الشریعہ ھندوبیرون ھند لاتعداد شہروں قصبوں اور قریوں تک پہنچ گئی۔

جس طرف بھی چل پڑے ہم آبلہ پایان شوق
خار سے گل اور گل سے گلستاں بنتا گیا

حضور تاج الشریعہ کے تبلیغی اسفار میں جہاں مریدین ومتوسلین کی تزکیہ نفس، اصلاح باطن واصلاح عقائد واعمال کی خدمت زریں شامل تھیں وہیں ھندوبیرون ھند کے مشاہیر دینی اداروں کے سالانہ جلسہ دستار فضلیت ودیگر اسلامی کانفرنسوں میں شرکت سے بھی اداروں اور جلسوں کے اقبال کودوبالا فرماتے عالم اسلام کی شاید ہی کوئی ایسا ادارہ اور جامعہ ہو جہاں آپ نے بحیثیت خاتم ختم بخاری کی شرکت نہ فرمائی ہو، بلکہ پوری زندگی مشاہیر اداروں کے جلسہ میں شرکت فرما کر ختم بخاری یعنی طلباء کو بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھانے کی سعادت عطا فرماتے رہے۔علم حدیث وتفسیر اور فقہ وفتاوی پر آپ کو ید طولی اور دسترس حاصل تھی بلکہ آپ مرجع عوام وخواص وعلماء ومشائخ تھے کثرت کار، ھنگامہ علائق، رشد وہدایت، تبلیغی دورے اور پوری

یہ کلی بھی اس گلستان خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

اب آیئے حضور تاج الشریعہ کے تبلیغی دورے کی کچھ جھلکیاں ملاحظہ کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے نہ صرف اپنے علم وکمال اور تحریر وتقریر سے تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا تھا بلکہ آپ نے اپنے پاکیزہ کردار، کیریکٹر اور سیرت وصورت سے بھی تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا تھا آپ کی خاموشی ہزار تقریروں پر بھاری ہوتی تھی ایک مرتبہ حضور تاج الشریعہ یورپ کے دورے پر تھے جس وقت آپ فلائٹ سے باھر نکلے آپ کے اسلامی کردار وکیریکٹر اور خداداد حسن وجمال کو دیکھ کر حاضرین ومسافرین اور ایرپورٹ کا عملہ دم بخود اور مبہوت ہو کر رہ گیا ہر آدمی آپ کو دیکھنے لگا مگر ایک دوسرے سے پوچھنے لگا یہ صاحب کون اور کہاں کے ہیں ہم نے تو بہت حسینوں مہہ جبینوں کو دیکھا ہے مگر ان کے حسن کا عالم ہیکہ دل خود بخود کھینچا جا رہا ہے دل کی دنیا زیروزبر اور ہچکولے کھا رہی ہے کسی نے کہا بھائی یہ خوبصورتی یقینا ایمان واسلام کی خوبصورتی ہے، یہ اسلام کا شہزادہ ہے اس کی بات ہی لاجواب ہے کسی نے کہا کیا ھندوستانی بھی اتنے خوبصورت اور حسین ہوتے

ہیں ان کا حسن تو انگریزوں کے بھی حسن اور ان کی رنگت کو مات دے رہا ہے مختصر یہ کہ آپ کے پاکیزہ اور روحانی تصرف وجمال نے ایسا اثر ڈالا کہ ایر پورٹ سے باہر نکلتے نکلتے کئی عیسائی اور یہودی نے آپ کے دست حق پرست پر ایمان واسلام قبول کرلیا ہے۔

وہ حسیں کیا جو فتنے اٹھا کر چلے
ہاں حسیں تم جو فتنے مٹا کر چلے

مرشد برحق تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان بلاشک وشبہ فنافی الرسول کے منصب پر فائز تھے جسکا اندازہ آپ کی نعتیہ شاعری اور تقویٰ وطہارت اور تصلب فی الدین اور گراں قدر تصانیف وتالیف اور خطابات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔حضور تاج الشریعہ بارگاہ رسالت کی مقبول ترین شخصیت تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کثرت سے حرمین طیبین تشریف لے جایا کرتے تھے۔راقم الحروف کے ایک قریبی عالم دوست نے بتایا کہ حسن اتفاق حرم کعبہ شریف میں مجھے حضور تاج الشریعہ کے ھمراہ ارکان ادا کرانے کا موقع میسر آیا وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت کے مریدوں نے جوں ہی وہیل چیر پر حضرت کو بٹھا کر مکان میں لائے دیوانوں کی بھیڑ اکٹھا ہوگئی، ہر کوئی مصافحہ کیلئے دیوانہ وار ٹوٹنے لگا عجمی تو عجمی واللہ العظیم میں عرب کے شیخوں کو دیکھا کہ وہ دست بستہ آپ کی زیارت کیلئے ایک دوسرے پر ٹوٹ رہے تھے اور ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے من ھذا الشیخ، یہ شیخ کون اور کہاں کے ہیں انہیں بتایا جاتا نام پتہ چھوڑو شیخ کی زیارت کرو۔مزید انھوں نے بیان کیا ھم نے دیکھا کہ کثیر تعداد میں عرب لوگ بھی حضرت کے مریدین ومتوسلین میں شامل ہیں یہی حال میں نے مدینہ طیبہ میں دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ جوں ہی حرم نبوی میں جلوہ گر ہوئے دیوانوں کی بھیڑ اکٹھا ہوجاتی حتی کے وہاں بھی انڈیا کی طرح خادموں کو زائرین سے حضرت کی حفاظت کرنی ہوتی تھی، اللہ اکبر یہ مقام ومرتبہ ہے حضور تاج الشریعہ کا کہ وہ حرم جہاں بڑے بڑے حکمراں دھکے کھاتے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا پروردگار عالم ایسے محترم مقام پر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب وجانشین حضور تاج الشریعہ کو عزت وکرامت اور شرف وفضیلت عطا فرمائے۔۔حضور تاج الشریعہ یورپ وایشیا وعربستان ہر علاقے کا دورہ کیا کرتے تھے اور حیرت بالائے حیرت کہ جہاں تشریف لے جاتے وہیں کے مروّجہ زبان میں بے تکلف خطاب فرماتے اور وہیں لوگوں کی زبان میں مرید فرماتے فیاض ازل نے آپ کو شیریں زبان ولسان اور لغات پر کامل عبور اور مہارت تامہ عطا فرمایا تھا آپ کے کشف وکرامت ،علو ومرتبت علمی فضل وکمال، فقہی بصارت وبصیرت اور تبحر علمی کے سبب سعودی حکومت نے آپ کو غسل کعبہ کی دعوت دی جو بڑوں بڑوں کو نصیب نہیں ہوتی اس طرح سے آپ مہمان کعبہ ہوئے اور غسل کعبہ کی برکت سے فیضیابی حاصل کی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سفر ہماری زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے، ہر لوگ سفر کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے ان مسافر میں عوام بھی ہیں خواص بھی، علماء

بھی ہیں مقتداء بھی، مقررین بھی ہیں واعظین بھی، خطباء بھی ہیں اور مدرسین بھی لیکن یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ سفر میں اچھوں اچھوں کا تقوی متاثر ہوجاتا ہے یعنی نمازیں قضا ہوجاتی ہیں کچھ لوگ جان بوجھ کر قضا کر لیتے ہیں لیکن قربان جایئے حضور تاج الشریعہ کے تقوی وطہارت اور زہد واتقاء پر کہ سفر ہو یا حضر حتی کہ اثنائے علاج ہوسپیٹل میں بھی آپ نے نماز قضا نہ ہونے دی۔

چنانچہ فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمن مضطر پورنوی صاحب قبلہ کا بیان ہے کہ پورنیہ میں جلسہ تھا حضور مفتی اعظم کیساتھ ساتھ حضور تاج الشریعہ کی بھی دعوت دی حضور مفتی اعظم پورنیہ پہنچ گئے البتہ حضور تاج الشریعہ کو کلکتہ سے کشن گنج اسٹیشن بائی ٹرین آنا تھا احباب لانے کیلئے اسٹیشن گئے گاڑی پلیٹ فارم پر جوں ہی رکی دیوانے متعینہ کوچ یعنی ڈبے میں چڑھ گئے دیکھا تو تاج الشریعہ ندارد، مسافروں سے پوچھا کہ اسی کوچ میں ایک بزرگ آنے والے تھے آخر وہ کہاں ہیں تب لوگوں نے بتایا کہ ہاں وہ اسی ڈبے میں تھے اور یہ ان کا سامان بھی ہے لیکن وہ تو مظفر پور اسٹیشن پر ہی چھوٹ گئے لوگوں نے ماجرا پوچھا تو بتایا کہ نماز کا وقت جارہا تھا وہ بہت بے چینی سے ٹرین رکنے کا انتظار کررہے تھے تاکہ نماز قضا نہ ہونے پائے چنانچہ جیسے ہی ٹرین مظفر پور اسٹیشن پر رکی وہ اترے مصلی بچھادیا اور بڑے سکون کیساتھ نماز کیلئے کھڑے ہوگئے انہیں نہ تو ٹرین کے کھلنے کا غم تھا نہ ہی ساز وسامان کا چنانچہ وہ نماز ہی میں تھے کہ ٹرین کھل گئی اور وہ نماز ہی میں مشغول تھے۔

اللہ اکبر اسکا نام تقوی، خشیت الہی، اتباع سنت مصطفی اور احکام خدا اور رسول کی پیروی واطاعت ہے، افسوس صد افسوس کہ علم وادب کا وہ کوہ ہمالہ، فیض وکرم کا بحر ذخار علوم ومعارف کا نیر تاباں۔ ولایت وکرامت کا آفتاب وماہتاب، امام احمد رضا کے علوم وفنون کا وارث لاکھوں علماء مشائخ کے مرشد ومقتدا حضور تاج الشریعہ اختر رضا خان علیہ الرحمہ والرضوان ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء ۱۴۳۹ھ کو ہمیشہ ہمیش کیلئے ہماری نگاہوں سے روپوش ہوگیا۔

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تم ہو

☆☆☆☆☆

تاج الشریعہ: چشم و چراغ رضویت

محمد ابراہیم آسی: جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی

موت برحق ہے اس سے کسی کو راہ فرار نہیں کچھ ایسے اشخاص بھی ہوتے ہیں جنکی موت پر دنیا جشن مناتی ہے ہر سمت خوشی کا ماحول ہوتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنکی ذات سے خلق خدا پریشان رہتی ہے لوگ ان کے ظلم وستم سے تنگ آجاتے ہیں ان کی ہلاکت وبربادی کے لئے رب قدیر کی بارگاہ میں میں دعائیں مانگی جاتی ہیں اسی آسمان تلے ایسی ہستیاں بھی ہوتی ہیں جنکی موت پر سب کی آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں ہر طرف آہ وبکاہ کا ماحول ہوتا ہے ایسے افراد کے بارے میں کہا جاتا ہے موت العالم موت العالم ان کی زندگی خدمت خلق کے لئے وقف ہوتی ہے دین واسلام کی ترویج واشاعت کے لئے ہمہ لمحہ کوشاں رہتے ہیں۔ دنیائے کفر والحاد میں ان گنت محبوبان خدا نے گمراہوں کو بارگاہ ایزدی میں سر بسجود کرایا اور خالق حقیقی سے جا ملے ہزاروں ماہ ونجوم افق تصوف پر نمودار ہوکر بندگان خدا کو معرفت الٰہی سے منور کیا۔

برصغیر کا روحانی اور علمی مرکز بریلی شریف محتاج تعارف نہیں ۔ ۲۳؍نومبر ۱۹۴۳ کی ایک سہانی رات تھی نور بخش سحر سمت مشرق سے نمودار ہونے والی تھی یہ بریلی کی ایک خوبصورت صبح تھی آج کا دن نہ معلوم کیوں اتنا حسین اور دلکش لگ رہا تھا فطری طور پر یہ احساس ذہن کے وسیع پردے پر چھا رہا تھا کہ خالق کائنات کی کوئی رحمت ونعمت نمودار ہونے والی ہے اور ایسا ہی ہوا بریلی شریف کی سرزمین پر ایک بچہ چمنستان رضویت کا پھول بن کر گلشن بریلی میں کھلا والد محترم مفسر اعظم ہند کا دل بچے کے رخ زیبا کو دیکھ کر فرط مسرت سے کھل اٹھا بچے کا چہرہ نہایت پرکشش اور تابناک لگ رہا تھا ہوشمندی اور تابندگی کا ستارہ عیاں تھا طفولیت سے ہی رموز ولایت مترشح تھا علم وفن معرفت وطریقت کے گہوارے میں آنکھیں کھولیں بچے کو دیکھنے کے بعد یہ اندازہ ہوتا تھا کہ قدرت نے دولت حسن بھی بڑی فیاضی سے عطا فرمایا ہے ان کا نام خاندانی رسم ورواج کے مطابق محمد رکھا گیا لیکن اصلی نام اسماعیل رضا تجویز ہوا عرفی نام اختر رضا ہوا اور یہی نام مشہور ہوگیا زبان خلق میں ''تاج الشریعہ،، کا لقب پڑ گیا اس بچے کی زندگی عام بچوں سے الگ تھلگ تھی کھیل کود سے کوسوں دور۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو آپ کے جد اعلی امام عشق ومحبت کے علوم کے آپ وارث تھے والد گرامی جانتے تھے کہ آپ سے رضویت کا خوب خوب اظہار ہوگا۔

وقت گزرتا گیا ناظرہ کی تعلیم اپنی والدہ محترمہ سے حاصل کی پھر تعلیم کی طرف توجہ ہوئی ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مفسر اعظم ہند اور جد اعلی مفتی اعظم ہند سے حاصل کی پھر دار العلوم منظر اسلام میں کتب متداولہ کی تعلیم حاصل کی اور یہیں سے فراغت پائی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے قول اطلبو العلم ولوکان بالصین پر عمل کرتے ہوئے اعلی تعلیم کے لئے رخت سفر باندھا ۱۹۶۳

میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ ازہر تشریف لے گئے اور وہاں :کلیہ اصول الدین :میں داخلہ لے کر تین سال تک حدیث، اصول حدیث، فقہ اور عربی زبان و ادب میں کمال حاصل کیا۔ ۱۹۶۶ میں جامعہ ازہر مصر سے امتیازی پوزیشن سے کامیابی حاصل کی۔علم و فن کا یہ پیکر اب میدان شباب میں قدم رکھ چکے تھے متناسب جسم کے مالک بارعب چہرہ پر کشش آنکھیں باوقار قد کا نوجوان کم عمری میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ تفسیر وفقہ پر عبور حاصل کر کے العلماء ورثۃ الانبیاء کے منصب پر فائز ہو کر علم وفن کے عظیم شہسوار بن گئے اب بھی آپ کی روح پیاس اور تشنگی محسوس کر رہی تھی اب علوم باطنی کی ضرورت تھی جس کے بغیر انسان بہت کچھ حاصل کر کے بھی کچھ حاصل نہیں کر پاتا دینی تعلیم سے فراغت کے بعد روحانی تعلیم کی طرف توجہ ہوئی خاندانی رسم ورواج کے مطابق آپ کے والد گرامی حضور مفسر اعظم نے آپ کو اپنا جانشین بنایا اور حضور مفتی اعظم نے شرف بیعت فرما کر تمام سلاسل کی اجازت خلافت سے نوازا اور تاج وجبہ مرحمت فرمایا

کشور ولایت پر تخت نشیں ہوئے، خلق خدا کو علوم ظاہری اور علوم باطنی سے سیراب کرنے لگے فیاضی وسخاوت ورثہ میں ملی تھی آپ منکسر المزاج اور حلیم الطبع تھے فخر و کبر سے آپ کا دامن مبرہ ومنزہ تھا پوری زندگی خدمت خلق کیلئے وقف کر دی آپ نباض قوم اور ہمدرد ملت تھے علوم ظاہری کی پیاس بجھانے کے لئے آپ نے ۲۹ مئی ۲۰۰۰ء کو جامعۃ الرضا کی بنیاد ڈالی اس چمن کو خون جگر سے سینچا اس میں بے شمار گل ولالہ پیدا ہوئے جسکی خوشبو اطراف واکناف ہی نہیں بلکہ مشرق ومغرب ،شمال و جنوب میں پھیل گئی علم وفضل کا ایسا گلزار بن گیا جسکی مہک دار گیتی کے ہر گوشے میں بس گئی آپ کی تعمیری فکر میں یہ بات ثبت ہو چکی کہ کتابیں قوم کا لازوال خزانہ ہے اسی پیش نظر آپ نے تاج الشریعہ لائبریری قائم کیا اور قلیل مدت میں آپ نے مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہزاروں سے زائد کتابوں کو اکٹھا کیا کثیر تعداد میں کتب اسلامیہ موجود ہیں آپ اپنے جد امجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے نہ صرف شہروں اور قصبوں کا تبلیغی دورہ کیا بلکہ دور افتادہ دیہاتوں میں جہاں سفر کی سہولتوں کا فقدان تھا دشوار گزار راہوں اور صعوبتوں کو برداشت کر کے سنیت کو فروغ دیا آپ کے دلکش اور مقدس صورت کو دیکھ کر کتنے بد عقیدہ اپنے بدعقیدگی سے تائب ہو گئے۔

یقیناً سرزمین بریلی کو آپ پر فخر ہے بریلی کے افق سے اٹھنے والا یہ بادل اٹھا اور چہار جانب چھا گیا اور ایسا برسا کہ علم و دانش کی کھیتیاں سرسبز شاداب ہوتی چلی گئیں آپ علم وفضل میں شہرہ آفاق ،تفقہ وتدبر میں یگانہ روزگار، شریعت وطریقت کے بحر زخار، دبستان فکر وفن کے ماہر آبیار، فلک تقدس وطہارت کے ماہ تاباں تھے روحانی تصرف کا یہ عالم کہ خلق خدا خود بخود کھینچی چلی آتی ہندو بیرون ہند میں مختلف دینی ادارے دینی تنظیم قائم کئے آپ تنہا تھے لیکن آپ کی ذات ایک انجمن تھی عشق رسول میں سرشار زیارت حرمین طیبین کے لئے آپ عازم سفر ہوئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علاوہ آپ متعدد مقامات مقدسہ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ یوں تو بے شمار دینی، ملی، اور سماجی علمی خدمات آپ کی ذات سے ہوئی لیکن ان میں جامعۃ الرضا، تاج الشریعہ لائبریری مفتی اعظم آئی ٹی سیل حامدی مسجد کی بنیاد سب سے زیادہ نمایاں ہے جسے قوم کبھی فراموش نہیں کر سکتی قوم وملت پر آپ کا یہ بہت بڑا احسان ہے اس طرح آپ کی پوری زندگی خدمت خلق میں صرف ہوئی۔

تاج الشریعہ
کے اردو کلام میں محاوروں کا استعمال

محمد کاشف رضا شادؔ مصباحی۔ایم۔اے،ایم فل

محاورہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی آتے ہیں۔بول چال،بات چیت،باہم بات کرنا وغیرہ۔اور اصطلاحاً ''وہ کلمہ یا کلام جسے معتبر لوگوں نے لغوی معانی کی مناسبت یا غیر مناسبت سے کسی خاص معنی کے لیے مخصوص کر لیا ہو۔''[اردو ڈکشنری۔آن لائن]یعنی وہ کلمہ یا کلام اپنے معنی حقیقی کے بجائے معنی مجازی میں استعمال کیا گیا ہو۔حبیب محمد بن عبد اللہ رفیع المرغنی اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں۔

''محاورے کا استعمال زبان میں استعاراتی انداز میں ہوتا ہے یعنی محاورے کے الفاظ اکثر مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں مثلاً پاؤں توڑ کے بیٹھ جانا۔مایوس ہو جانا،ہمت ہار جانا،کوشش نہ کرنا کے معنی میں لکھا جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ یہاں پاؤں توڑنا اپنے اصل معنی نہیں رکھتا ہے۔اسی طرح عقل کے گھوڑے دوڑانا۔فکر و تدبر کرنا،سوچ بچار کرنا کو گھوڑے دوڑانے سے لغوی نسبت نہیں ہے۔البتہ یہ بات قابل توجہ ہے کہ محاروں کے الفاظ سے ان کے اصل معانی کا واضح اشارہ ملتا ہے جیسے پاؤں کا ٹوٹ جانا معذوری اور عقل کے گھوڑے دوڑانا سوچ کی تیز رفتاری پر دلالت کرتا ہے''[روزنامہ ''انقلاب دکن'' گل برگہ ۲۸/اگست ۲۰۱۶ء]

نظم ہو یا نثر محاورے کا استعمال اس کی اہمیت و معنویت بڑھا دیتا ہے اور اسے فصاحت و بلاغت عطا کرتا ہے کیوں کہ جس بات کو کہنے کے لیے صفحات درکار تھے اسے ایک محاورے نے چند الفاظ کے کوزے میں بند کر لیا۔دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان و ادب بھی محاروں کی دولت سے مالا مال ہے۔اردو کے سبھی محاورے قواعد کے لحاظ سے علامت مصدری نا پر ہی ختم ہوتے ہیں نثر میں اس کا بعینہ استعمال تو ممکن ہے لیکن نظم میں قدرے دشوار ہے اس لیے نظم میں محاوروں کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے لیکن اس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔بقول علامہ ادریس رضوی۔

''نثر میں یہ سب من و عن استعمال ہو جاتے ہیں لیکن نظم میں اس کے حصے بکھرے ہو جاتے ہیں مثال کے طور پر ''ہتھیلی پر جان لیے پھرنا'' محاورہ ہے مگر شعر میں اس کا سالم استعمال ہونا مشکل ہے تو اب اس کے الفاظ آگے پیچھے ہو سکتے ہیں اور یہ روایت زمانہ قدیم سے ادبا و شعرا کے یہاں قائم ہے۔اہل زبان اور اہل علم نے اسے قبول

کیا ہے'' [کلام راہی اور صنائع وبدائع۔ص ۱۵۶]

محاورہ اپنے معنی کو بیان کرنے میں مکمل فقرہ نہیں ہوتا ہے اس لیے وہ الحاقی عبارت یا ضمائر وغیرہ کی طرف محتاج ہوتا ہے اسی لیے اشعار میں محاورے تقدیم وتاخیر اور الحاقی عبارت یا ضمائر میں، تو وغیرہ کے ساتھ ہی استعمال ہوتے ہیں۔شاعر کا اپنے کلام میں محاوروں کا استعمال کرنا زبان وبیان پر اس کے مضبوط گرفت کی دلیل ہے۔تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ [ولادت: ۱۹۴۲ء بریلی وفات ۲۰۱۸ء بریلی] کی شناخت خانوادۂ رضویہ کے ایک بزرگ اور علمی فرد کی حیثیت سے ہے ان کی شاعری پر نظر ڈالی جائے تو جہاں ایک طرف ان کی علمی وفکری ندرت نکھر کر سامنے آتی ہے وہیں زبان وبیان اور محاروں پر ان کی گرفت بھی آشکارا ہوجاتی ہے میں نے اس مضمون میں آپ کے کلام میں محاروں کی تلاش کی ہے جس سے ان کی شاعری کی لسانی اہمیت ومعنویت سامنے آتی ہے۔

الف ممدودہ

(۱) آشیاں بنانا (یا باندھنا): گھونسلہ بنانا

شاخ گل پر ہی بنائیں گے عنادل آشیاں
برق سے کہہ دو کہ ہم سے ضد تری اچھی نہیں

''آشیاں بنانا'' اور ''آشیاں باندھنا'' دونوں محاورہ کے طور مستعمل ہیں زیادہ لغات میں ''آشیاں باندھنا'' ہی لکھا گیا ہے لیکن بعض لغات میں ''آشیاں بنانا'' بھی درج ہے اور ''آشیاں بنانا'' ہی زیادہ معروف ہے دونوں کے معانی یکساں ہیں۔استاد شعرا کے کلام میں دونوں مستعمل بھی ہیں اور اکثر نے ''آشیاں بنانا'' ہی استعمال کیا ہے بطور حوالہ علامہ اقبال کا یہ شعر دیکھیں علامہ نے اپنے اشعار میں ''آشیاں بنانا'' اور آشیاں باندھنا'' دونوں استعمال کیا ہے۔

بنائیں کیا سمجھ کر شاخ گل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ! کیا رہنا جو ہو بے آبرو رہنا

(بانگ درا)

ہاں، اسی شاخ کہن پر پھر بنالے آشیاں
اہل گلشن کو شہید نغمہ ء مستانہ کر

(بانگ درا)

کہاں اقبال تونے آ بنایا آشیاں اپنا
نوا اس باغ میں بلبل کو ہے سامان رسوائی

(بانگ درا)

بلبل دلی نے باندھا اس چمن میں آشیاں
ہم نوا ہیں سب عنادل باغ ہستی کے جہاں
(بانگ درا)

لے رنگ بے ثباتی یہ گلستاں بنایا
بلبل نے کیا سمجھ کر یاں آشیاں بنایا
(کلیات میر، دیوان دوم)

(۲) آگے جانا: (ا) آگے بڑھنا (۲) رستہ بتانا۔ رہنمائی کرنا (۳) سبقت لے جانا

خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

(۳) آنکھ اٹھا کر دیکھنا (ا) نظر بھر کر دیکھنا۔ (۲) نظر ملا کر دیکھنا۔ (۳) التفات کی نظر سے دیکھنا۔ توجہ کرنا

آنکھ اٹھا کر تو ذرا دیکھ مرے دل کی طرف
تیری یادوں کا چمن دل میں سجایا ہوگا

(۴) آنکھ لگ جانا رلگنا: نیند آنا (۲) عاشق ہو جانا۔ محبت ہو جانا

میں مروں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہہ دیں
کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگ گئی ہے

(۵) آنکھیں بچھانا: بڑی خاطر و مدارات کرنا۔ نہایت تعظیم و تکریم کرنا

اس طرف بھی دو قدم جلوے خرام ناز کے
رہ گزر میں ہم بھی ہیں آنکھیں بچھائے خیر سے

فرش آنکھوں کا بچھاؤ رہ گزر میں عاشقو!
ان کے نقش پا سے ہو گئے مظہر شان جمال

(۶) آنکھوں میں بسنا: آنکھ میں سمانا۔ بھانا۔ پسند آنا

ہند کا جنگل مجھے بھاتا نہیں
بس گئی آنکھوں میں طیبہ کی زمیں

(۷) آئینہ کر دینا: (ا) بالکل صاف کر دینا۔ چمکا دینا (۲) ظاہر کر دینا

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیائے رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

الف مقصورہ

(۸) اپنا بنانا: طرف دار بنانا۔ دوست بنانا (۲) رشتہ جوڑنا۔ کسی چیز کو اپنی ملکیت قرار دینا (۳) فریفتہ بنانا۔ دلدادہ بنانا

قید شیطاں سے چھڑاؤ تو بہت اچھا ہو
مجھ کو اپنا جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

(ب)

(۹) بدل جانا: اور کا ہو جانا۔ پھر جانا۔ تبدیل ہو جانا۔ وعدہ خلافی کرنا۔ مکرنا

موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا
جب اشارہ کریں گے مرے ناخدا اپنا بیڑا بھنور سے نکل جائے گا

یہ میری دوری بدل جائے قرب سے اختر
اگر وہ چاہیں تو میں باریاب ہو جاؤں

(۱۰) بگڑی بنانا: خراب معاملہ سدھارنا

اپنے در پہ جو بلاؤ تو بہت اچھا ہو
میری بگڑی جو بناؤ تو بہت اچھا ہو

(۱۱) بگڑی بن جانا: خراب حالت کا درست ہو جانا

جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف در آنجناب ہو جاؤں

(۱۲) بھول جانا: یاد سے اتر جانا۔ خیال نہ رہنا۔ فراموش ہو جانا

بھول جائے جسے پی کر غم دوراں اختر
ساقئ کوثر و تسنیم وہ صہبا دے دو

(پ)

(۱۳) پار ہو جانا/پار ہونا: عبور کرنا۔ (۲) دریا سے اتر جانا (۳) کسی چیز سے گزرنا (۴) توڑ کر نکل جانا (۵) کام ہو جانا۔ مراد پا جانا (۶) ختم ہو جانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (۸) چلا جانا۔ بھاگ جانا

تمہارا نام لیا ہے تلاطم غم میں
میں اب تو پار رسالت مآب ہو جاؤں

(۱۴) پاؤں پھسلنا: (۱) قدم ڈگمگانا۔ لغزش ہونا۔ (۲) لالچ آنا۔ جی چاہنا۔ خواہش کرنا

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے وسوسے
پل سے گزریں گے وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

(۱۵) پسینا آنا: عرق آنا۔ نمی یا بخارات کا خارج ہونا۔ شرمندہ ہونا

اس تجلی کے سامنے اختر
گل کو آنے لگے پسینے سے

(ت)

(۱۶) تاب نہ لانا: برداشت نہ کر سکنا۔ گھبرا جانا

یہ ان کے جلوے کی تھیں گرمیاں شب اسریٰ
نہ لائے تاب نظر بھکے دیدہائے فلک

(۱۷) ترس کھانا: رحم کرنا

ترس کھاؤ میری تشنہ لبی پر
مری پیاس اور اک جام! کم ہے

(۱۸) تھپکی دینا: حریف کے ہتھیار پر اس طرح ہاتھ سے ضرب لگانا کہ ہتھیار پٹ پڑے (۲) کسی کے ماتھے پر ہتھیلی سے ضرب لگانا۔ (۳) چمکارنا

تری یاد تھپکی دے کر مجھے اب شہا سلا دے
مجھے جاگتے ہوئے یوں بڑی دیر ہو گئی ہے

(ج)

(۱۹) جگہ ہونا: گنجائش ہونا۔ موقع ہونا

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہو گئی
خوب مژدہ سنایا خوشی نے چلیں

(۲۰) جہاں سے اٹھ جانا / جہاں سے گزر جانا: مرجانا

اٹھا جو اختر خستہ جہاں سے کیا غم ہے

مجھے بتاؤ عزیزو! کسے ممات نہیں

(۲۱) جیتے جی مرجانا: تباہ ہوجانا۔ برباد ہوجانا (۲) سخت ترین صدمہ یا رنج پہنچا (۳) بے فیض ہونا۔ فائدہ نہ پہنچنا (۴و) زندگی ہی میں چھوٹ جانا (۵) کسی کام کا نہ رہنا۔ قدرتی صلاحیتوں سے محرومی۔

فرقت طیبہ کے ہاتھوں جیتے جی مردہ ہوئے
موت یا رب ہم کو طیبہ میں جلائے خیر سے

(چ)

(۲۲) چراغ گل ہونا: چراغ بجھنا۔ گھر تباہ ہونا

گل ہو جب اخترؔ خستہ کا چراغ ہستی
اس کی آنکھوں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

(۲۳) چل دینا: رفو چکر ہوجانا۔ بھاگ جانا (۲) فوت ہوجانا

بے تکلف شہ دوجہاں چل دیئے
سادگی سے کہا جب کسی نے چلیں

اگلے پچھلے سبھی خلد میں چل دیئے
روز محشر کہا جب نبی نے چلیں

اخترؔ خستہ بھی خلد میں چل دیئے
جب صدا دی اسے مرشدی نے چلیں

چل دیئے تم آنکھ میں اشکوں کا دریا چھوڑ کر
رنج فرقت کا ہر اک سینہ میں شعلہ چھوڑ کر

لذت مے لے گیا وہ جام و مینا چھوڑ کر
میرا ساقی چل دیا خود مے کو تشنہ چھوڑ کر

(۲۴) چیں بر جبیں ہونا: تیوری پر بل ڈالنا۔ ماتھے پر شکن ڈالنا۔ ناراض ہونا

میں وصف ماہ طیبہ کر رہا ہوں
بلا سے گر کوئی چیں بر جبیں ہے

(ح)

(۲۵) حسرت آنا: آرزو ہونا۔ افسوس آنا

چاندنی رات میں پھر مے کا وہ اک دور چلے
بزم افلاک کو بھی حسرت مے آئی ہو

چلا دور ساغر مے ناب چھلکی
رہے تشنہ کیوں بادہ خوار مدینہ

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر چل رہا ہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

(خ)

(۲۶) خاک میں ملنا: (۱) تلف ہونا۔ ضائع ہونا (۲) دفن ہونا (۳) پریشان ہونا۔ برباد ہونا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں مل جاتا

(۲۷) خاک ہونا رخاک ہوجانا: مل کر مٹی ہوجانا۔ بوسیدہ ہوجانا۔ کچھ نہ ہونا۔ تباہ ہونا۔ برباد ہونا

خاک طیبہ کی طلب میں خاک ہو یہ زندگی
خاک طیبہ اچھی اپنی زندگی اچھی نہیں

(۲۸) خالی پھیر دینا: محروم واپس کردینا۔ کچھ نہ دینا

وہ جہان بھر کے داتا مجھے پھیر دیں گے خالی
مری توبہ اے خدا! یہ مرے نفس کی بدی ہے

(۲۹) خواب ہوجانا: خیال سے جاتا رہنا۔ محض وہمی ہوجانا۔ گزرے دنوں کی یاد آنا

مری حقیقت فانی بھی کچھ حقیقت ہے
مروں تو آج خیال اور خواب ہو جاؤں

(۳۰) خون رلانا: انتہا سے زیادہ رلانا۔ خون کے آنسو رلانا۔ بہت ستانا

جب بھی ہم نے غم جاناں کو بھلایا ہوگا
غم ہستی نے ہمیں خون رلایا ہوگا

(د)

(۳۱)درپے ہونا: پیچھا کرنا۔گھات میں ہونا

درپے شرارت یارسول اللہ　　کفر کی جماعت یارسول اللہ
ناتواں ہے امت یارسول اللہ　　کیجیے حمایت یارسول اللہ

(۳۲)دردر پھرنا: دنیا بھر میں مارامارا پھرنا

یوں نہ اخترؔ کو پھراؤ مرے مولیٰ دردر
اپنی چوکھٹ پہ بٹھاؤ تو بہت اچھا ہو

اخترؔ خستہ عبث در در پھرا کرتا ہے تو
جز در احمد کہیں سے مدعا ملتا نہیں

(۳۳)دل پھر جانا(پھرنا) بیزار ہونا۔کراہت ہونا

مرے دل پھر جائیں یارب !شب وہ آئے خیر سے
دل میں جب ماہ مدینہ گھر بنائے خیر سے

(۳۴)دل جانا: عاشق ہونا

وہ خرام فرماتے میرے دیدہ ودل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل جاتا

(۳۵)دل جلانا: سخت رنج دینا(۲)رشک دلانا۔رنج اٹھانا

ذکر سرکار بھی کیا آگ ہے جس سے سنی
بیٹھے بیٹھے دل نجدی کو جلا جاتے ہیں

(۳۶)دل جھکنا: مائل ہونا

در پہ دل جھکا ہوتا اذن پا کے پھر بڑھا ہوتا
ہر گناہ یاد آتا دل خجل خجل جاتا

(۳۷)دل کی کہنا: صاف بات ظاہر کردینا(۲)وہ بات جو دوسروں کے دل میں ہو بتادینا۔

یہ بات مجھ مرے دل کی کہہ گیا زاہد
بہار خلد بریں ہے بہار طیبہ سے

(۳۸)دم نکل جانا:(۱)جان نکلنا(۲)نزع میں ہونا(۳)ڈر جانا

میرا دم نکل جاتا ان کے آستانے پر
ان کے آستانے کی خاک میں مل جاتا

یوں تو جیتا ہوں حکم خدا سے مگر میرے دل کی ہے ان کو یقینا خبر
حاصل زندگی ہوگا وہ دن مرا ان کے قدموں پر جب دم نکل جائے گا

(۳۹)دور چلنا:شراب کا باری باری ہر ایک کے روبرو آنا

چاندنی رات میں پھرے کا وہ اک دور چلے
بزم افلاک کو بھی حسرت مے آئی ہو

چلا دور ساغر مے ناب چھلکی
رہے تشنہ کیوں بادہ خوار مدینہ

یہ مجھ سے کہتی ہے دل کی دھڑکن کہ دست ساقی سے جام لے لے
وہ دور ساغر چل رہاہے شراب رنگیں چھلک رہی ہے

(۴۰)دہل جانا:ڈر جانا۔رعب کھا جانا

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

(۴۱)دھوم مچانا:شور کرنا۔غل کرنا(۲)فریاد کرنا

شام تنہائی بنے رشک ہزاراں انجمن
یاد جاناں دل میں یوں دھومیں مچائے خیر سے

(ڈ)

(۴۲)ڈوب جانا:غرق ہوجانا۔دریا میں بہہ جانا (۲)غائب ہوجانا (۳)روپیہ ضائع ہوجانا(۴)تباہ و برباد ہوجانا۔ (۵)رسوا ہونا۔ناکام ہونا

ڈوب جائے نہ کہیں غم میں ہمارے عالم
ہم جو رو دیں گے تو بہتا ہوا دریا ہوگا

(ر)

(۴۳)راستہ دکھانا: راہ بتانا۔ راہنمائی کرنا (۲) انتظار کرنا

بھٹکتا یوں پھرے کب تک تمہارا اختر خستہ
دکھا دو راستہ اس کو خدا را شہر الفت کا

(۴۴)روشن ہوجانا: ظاہر ہوجانا۔ نتیجہ نکل آنا

خلائق پر ہوئی روشن ازل سے یہ حقیقت
ہے
دو عالم میں تمہاری سلطنت ہے بادشاہت ہے

(ز)

(۴۵)زمیں کو آسماں کردینا

جہاں میں ان کی چلتی ہے وہ دم میں کیا سے کیا کردیں
زمیں کو آسماں کردیں ثریا کو ثرا کردیں

میرے خیال میں "ثریا کو ثرا کردینا" کو بھی محاورہ تسلیم کرلینا چاہیے

(س)

(۴۶)سائے میں آنا: چھاؤں میں آنا (۲) پناہ یا سرپرستی حاصل کرنا

کرم سے اس کمینے کی بھی ولی لاج رکھ لینا
ترا اختر ترے سایہ میں شاہ دوجہاں آئے

(۴۷)سر جھکانا: اطاعت یا فرماں برداری کرنا۔ (۲) شرمندہ ہونا۔ غیرت محسوس کرنا (۳) عاجزی ظاہر کرنا

تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں
ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں

(۴۸)سہارا دینا: مدد کرنا۔ تھامنا (۲) ٹیک یا آڑ دار لگانا

شوق طیبہ نے جس دم سہارا دیا
چل دیئے ہم کہا بے کسی نے چلیں

غرق ہوتی ہوئی ناؤ کو سہارا دے دو

موج تھم جائے خدا را یہ اشارہ دے دو

(ش)

(۴۹)شور اٹھنا: غل ہونا۔شور ہونا

اٹھے شور مبارکباد ان سے جا ملا اختؔر
غم جاناں میں کس درجہ حسیں انجام فرقت ہے

(ص)

(۵۰)صدقہ اتارنا رصدقہ دینا: اتار دینا یا اتارنا۔خیرات کرنا۔قربان دینا

لب جاں بخش کا صدقہ دے دو
مژدۂ عیش ابد جان مسیحا دے دو

(۵۱)صدقے جانا: قربان ہونا۔واری جانا۔تصدق ہونا

میری خلوت میں مزے انجمن آرائی کے
صدقے جاؤں میں انیس شب تنہائی کے

(۵۲)صدمے اٹھانا: نقصان اٹھانا۔(۲)رنج اٹھانا

آسماں تجھ سے اٹھائے نہ اٹھیں گے سن لے
ہجر کے صدمے جو عشاق اٹھا جاتے ہیں

نہ جانے کس قدر صدمے اٹھائے راہ الفت میں
نہیں جاتی مگر دل کی وہ نادانی نہیں جاتی

(ع)

(۵۳)عام کردینا: مشہور کردینا۔مشتہر کردینا

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کردیں
پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کردیں

(غ)

(۵۴)غبار اٹھنا: زمین سے گرد کا بلند ہونا(۲)آندھی آنا۔آندھی اٹھنا(۳)ملال دور ہوجانا۔تعلقات کا بحال ہوجانا

نہالیں گنہ گار ابر کرم میں

اٹھا دیکھے وہ غبار مدینہ

(ف)

(۵۵)فدا کرنا: قربان کرنا۔تصدق کرنا۔وارنا۔نثار کرنا۔چھڑکنا

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں
پدر، مادر، برادر، مال و جاں ان پر فدا کردیں

وہ خرام فرماتے میرے دیدہ ودل پر
دیدہ میں فدا کرتا صدقے میرا دل جاتا

(۵۶)فریب کھانا رفریب میں آنا: دھوکہ کھانا۔جال میں پھنسنا

جہاں کے قوس قزح سے فریب کھائے کیوں
میں اپنے قلب ونظر کا حجاب ہو جاؤں

نہ جانے کتنے فریب کھائے راہ الفت میں ہم نے اخترؔ
پر اپنی مت کو بھی کیا کریں ہم فریب کھا کر بہک رہی ہے

(۵۷)فنا کرنا: کھونا۔برباد کرنا۔مٹانا۔نیست ونابود کرنا

عطا ہو بیخودی مجھ کو خودی میری ہوا کردیں
مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کردیں

(۵۸)فنا ہوجانا: مٹ جانا۔(۲) کنایۃً عاشق ہوجانا

میرے دل سے ڈھل جاتا داغ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ میں ہی مل جاتا

(ک)

(۵۹) کاٹے نہ کٹنا: دوبھر ہونا۔اجیرن ہونا۔کٹھن اور سخت ہونا۔کسی طرح تمام نہ ہونا

کروں اختر شماری انتظار صبح میں کب تک
الٰہی ہے یہ کیسی رات کہ کاٹے نہیں کٹتی

(٦٠) کانپ جانا: خوف سے تھرا جانا۔(٢) جاڑے سے کپکپی چھوٹ جانا

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

(٦١) کروٹ لینا: رخ بدلنا(٢) منہ پھیر لینا(٣) انقلاب اختیار کرنا

تجسس کروٹیں کیوں لے رہا ہے قلب مضطر میں
مدینہ سامنے ہے بس ابھی پہنچا میں دم بھر میں

(٦٢) کھل جانا: شگفتہ ہوجانا۔خوش ہوجانا

گل طیبہ میں مل جاؤں گلوں میں مل کے کھل جاؤں
حیات جاودانی سے مجھے یوں آشنا کردیں

(٦٣) کھل جانا: شگفتہ ہوجانا۔خوش ہوجانا

دل پہ جب کرن پڑتی ان کے سبز گنبد کی
اس کی سبز رنگت سے باغ بن کے کھل جاتا

میرے دل میں بس جاتا زار طیبہ کا
داغ فرقت طیبہ پھول بن کے کِھل جاتا

(٦٤) کنارہ کرنا: علیحدگی اختیار کرنا۔الگ ہونا۔چھوڑ دینا۔باز آنا۔گوشہ نشیں ہونا۔دست بردار ہونا۔بچنا

نہ فیض راہ محبت میں تو نے کچھ پایا
کنارا کیوں نہیں کرتا تو اہل دنیا سے

طلب گار مدینہ تک مدینہ خود ہی آجائے
تو دنیا سے کنارہ کر مدینہ آنے والا ہے

(٦٥) کلی چٹکناں۔(پھولنا۔کھلنا): غنچہ کا شگفتہ ہونا۔پھول کھلنا(٢) فرحت دل اور انبساط خاطر۔خوشی ہونا

گلوں کی خوشبو مہک رہی ہے دلوں کی کلیاں چٹک رہی ہیں
نگاہیں اٹھ اٹھ کے جھک رہی ہیں کہ ایک بجلی چمک رہی ہے

(گ)

(٦٦) گمان گزرنا: شک ہونا۔شبہ ہونا۔خیال میں آنا

تبسم سے گماں گزرے شب تاریک پر دن کا
ضیاء رخ سے دیواروں کو روشن آئینہ کر دیں

(٦٧) گلے ملنا: (١) ہم آغوش ہونا۔ گلے لگنا (٢) صفائی کرنا۔ سلوک کرنا (٣) ملاقات کرنا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

(٦٨) گھٹا جھومتی آنا: گھٹا کا چاروں طرف سے گھرنا

اٹھاؤ بادہ کشو! ساغر شراب کہن
وہ دیکھو جھوم کے آئی گھٹا مدینے سے

(٦٩) گھٹا چھانا: ابر گھرنا۔ بادل گھرنا۔ ابر کا آسمان پر محیط ہونا

موسم مے ہو وہ گیسو کی گھٹا چھائی ہو
چشم مے گوں سے پئیں س جلسہ صہبائی ہو

عرصہ حشر میں کھلی ان کی وہ زلف عنبریں
مینہ وہ کر گرا چھائی وہ دیکھئے گھٹا

وہ چھائی گھٹا بادہ بار مدینہ
پیئے جھوم کر جاں نثار مدینہ

(ل)

(٧٠) لاج رکھنا: آبرو بہ بگڑنے دینا۔ عزت بچانا۔ شرم رکھنا

کرم سے اس کمینے کی بھی ولی لاج رکھ لینا
ترا اختر ترے سایہ میں شاہ دو جہاں آئے

(٧١) لو لگانا: تصور باندھنا۔ خیال باندھنا۔ توجہ دینا۔ رجوع ہونا۔ ہر وقت دھیان لگانا۔ (٢) عشق کرنا۔ دل لگانا۔ عاشق ہونا (٣) خواہش کرنا۔ آرزومند ہونا

اختر خستہ کیوں اتنا بے چین ہے تیرا آقا شہنشاہ کونین ہے
لو لگا تو سہی شاہ لولاک سے غم مسرت کے سانچے میں ڈھل جائے گا

مجھے کیا پڑی کسی سے کروں عرض مدعا میں
مری لو تو بس انہیں کے در جود سے لگی ہے

کب سے بیٹھے ہیں لگائے لو در جاناں پہ ہم
ہائے کب تک دید کو ترسیں فدایانِ جمال

لو لگاتا کیوں نہیں باب شہ کونین سے
ہاتھ اٹھا کر دیکھ تو پھر ان سے کیا ملتا نہیں

اختر لگایئے لو نبی کریم سے
کیافکر اہل دنیا جو ستارے بدل گئے

(م)

(۷۲) مچل جانا[پڑنا]: مچلنا۔ضد پر آجانا۔اڑ جانا

ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا
پر یہ ناز ان کے بندے کا دیکھیں گے سب تھام کر ان کا دامن مچل جائے گا

(۷۳) مردے جلانا: مردے زندہ کرنا

تم تو مردوں کو جلا دیتے ہو میرے آقا
میرے دل کو بھی جلاؤ تو بہت اچھا ہو

(۷۴) مزے لینا: لطف حاصل کرنا۔ذائقہ چکھنا

دشت طیبہ میں گمادے مجھے اے جوش جنوں
خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے

(۷۵) مژدہ سنانا: خوشخبری لاکر دینا

خاک طیبہ میں اپنی جگہ ہوگئی
خوب مژدہ سنایا خوشی نے چلیں

(۷۶) معلوم ہونا (۱) ظاہر ہونا۔بھید کھلنا (۲) دکھائی دینا۔نظر آنا۔سوجھنا (۳) تمیز ہونا۔شناخت ہونا۔پہچان میں آنا (۴) محسوس ہونا۔حس میں آنا (۵) خیال میں آنا۔خیال گزرنا (۶) سزا ملنا۔پاداش کو پہنچنا (۷) دقت پیش آنا۔قدر عافیت

کھلنا۔خبر پڑنا۔

خدا نے یاد فرمائی قسم خاک کف پا کی
ہوا معلوم طیبہ کی دو عالم پر فضیلت ہے

(۷۷)مل جانا:(۱) اجڑ جانا۔پیوستہ ہوجانا۔(۲) صلح وصفائی ہو جانا(۳) شامل ہوجانا۔شریک ہوجانا۔(۴) دو چار ہونا۔ملاقات ہونا۔(۵) حاصل ہونا۔وصول ہوجانا

گل طیبہ میں مل جاؤں گلوں میں مل کے کھل جاؤں
حیات جاودانی سے مجھے یوں آشنا کردیں

میرے دل سے دھل جاتا داغ فرقت طیبہ
طیبہ میں فنا ہو کر طیبہ میں ہی مل جاتا

موت لے کے آجاتی زندگی مدینے میں
موت سے گلے مل کر زندگی میں مل جاتا

(۷۸)منہ کے بل گرنا:اس طرح گرنا کہ چہرہ زمین پر لگے۔ذلت اٹھانا۔ذلیل ہونا

کر کے دعویٰ ہمسری کا کیسے منہ کے بل گرا
مٹ گیا وہ جس نے کی توہین سلطان جمال

(۷۹)منہ موڑنا:منہ ہٹانا۔روگرداں ہونا۔کسی کے شریک حال نہ ہونا۔پہلوتہی کرنا(۲) رخ نہ دینا۔توجہ نہ کرنا(۳) باغی ہونا(۴) پرہیز کرنا۔باز رہنا(۵) انکار کرنا۔(۶) شکست کھانا۔پسپا ہونا(۷) بے وفائی کرنا۔ٹالنا۔بے مروتی کرنا

جان گلشن نے ہم سے منہ موڑا
اب کہاں وہ بہار کا عالم

(۸۰)منہ نکل آنا:لاغر ہوجانا۔چہرہ کمزور ہوجانا

جو بے پردہ نظر آجائے جلوہ روئے انور
ذرا سا منہ نکل آئے ابھی خورشید خاور کا

(۸۱)موج آنا:لہرآنا۔ترنگ اٹھنا(۲) شادابی اور سرسبزی ہونا(۳) خیال آجانا۔دھن بندھنا

تلاطم ہے یہ کیسا آنسوؤں کا دیدۂ تر میں
یہ کیسی موجیں آئی ہیں تمنا کے سمندر میں

(ن)

(۸۲)ناز کرنا:نخرے کرنا۔لاڈ کرنا۔(۲)اترانا۔غرور کرنا(۳)فخر کرنا

شجاعت ناز کرتی ہے جلالت ناز کرتی ہے
وہ سلطان زماں ہیں ان پہ شوکت ناز کرتی ہے

(۸۳)نام لینا:نام زبان پر لانا(۲)نام رٹنا۔نام جپنا(۴)تعریف کرنا۔گن گانا(۵)کسی کا ذکر کرنا(۶)واسطہ دینا

تمہارا نام لیا ہے تلاطم غم میں
میں اب تو پار رسالت مآب ہو جاؤں

(۸۴)نکل جانا:چلا جانا۔بھاگ جانا(۲)دور ہو جانا(۳)جاتا رہنا۔زائل ہو جانا(۴)سبقت لے جانا۔آگے بڑھ جانا(۵)کپڑے کا پھٹ جانا۔رفاقت ترک کر دینا

موج کترا کے ہم سے چلی جائے گی رخ مخالف ہوا کا بدل جائے گا
جب اشارہ کریں گے میرے ناخدا اپنا بیڑا بھنور سے نکل جائے گا

(۸۵)نظر آنا:دکھائی دینا۔سوجھنا(۲)دھیان میں آنا

سایہ ذات کیوں نظر آئے نور ہی نور ہے ضیا ہی ہے

(۸۶)نظر پھیر لینا:بے توجہی کرنا۔بے مروتی کرنا(۲)ادھر ادھر نگاہ دوڑانا

ساقیا تیری نگاہ نازے کی جان تھی پھیر لی تو نے نظر تو وہ نشہ ملتا نہیں

(۸۷)نظر جمنا:نگاہ ٹھہرنا۔بغور دیکھے جانا

مہر خاور پہ جمائے نہیں جمتی نظریں وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

(۸۸)نظر ہونا:پہچان ہونا۔تمیز ہونا۔پرکھ ہونا۔جانچ ہونا(۲)نظر لگنا(۳)توجہ ہونا۔خیال ہونا۔دھیان ہونا(۴)علم نجوم میں ایک ستارے کا دوسرے ستارے پر اثر انداز ہونا(۵)توقع ہونا

نظر پہ کسی کی نظر ہو رہی ہے مری چشم کان گو ہر ہو رہی ہے

(۸۹)نیچا دکھانا:مغلوب کرنا۔ذلیل کرنا(۲)شرمندہ کرنا۔غرور ڈھانا

تیری چوکھٹ پہ جو سر اپنا جھکا جاتے ہیں
ہر بلندی کو وہی نیچا دکھا جاتے ہیں

(۹۰)نیند آ جانا،آنا:سو جانا۔سونے کی خواہش ہونا

ترے دامن کرم میں جسے نیند آ گئی ہے
جو فنا نہ ہوگی ایسی اسے زندگی ملی ہے

(و)

(۹۱) وجد کرنا: بیخود ہو کر جھومنا

رب سلم وہ فرمانے والے ملے کیوں ستاتے ہیں اے دل تجھے
وسوسے
پل سے گزریں گے وجد کرتے ہوئے کون کہتا ہے پاؤں پھسل جائے گا

(۹۲) وقف ہونا: خدا کے نام پر چھوڑا جانا۔ کسی لی ملکیت نہ ہونا (۲) کسی کام میں اس قدر مصروف ہونا کہ کسی اور طرف متوجہ نہ ہوسکنا۔ جو کام کرنا اسی کا ہو جانا

جہاں کی بگڑی اسی آستاں پہ بنتی ہے
میں کیوں نہ وقف در آنجناب ہو جاؤں

(ہ)

(۹۳) ہوا دینا: پنکھے یا دامن سے ہوا دینا (۲) ہوا میں رکھنا۔ کسی چیز کو ہوا کھلانا (۳) آگ کو ہوا سے سلگانا۔ آگ کو بھڑکانا۔ (۴) اشتعال دینا۔ اکسانا

دیجئے میری محبت کو ہوا اس طرف چشم محبت کیجئے

(۹۴) ہل جانا: (۱) متحرک ہو جانا۔ لرز جانا۔ کانپ جانا۔ تھرا جانا (۲) مانوس ہو جانا۔ خوگر ہو جانا

فرقت مدینہ نے وہ دیئے مجھے صدمے
کوہ پر اگر پڑتے کوہ بھی تو ہل جاتا

(ی)

(۹۵) یاد آنا۔ یاد پڑنا۔ یاد ہونا: خیال میں آنا۔ ذہن میں آنا۔ ذہن نشیں ہونا۔ معلوم ہونا۔ ازبر ہونا۔ حفظ ہونا

مر کے بھی دل سے نہ جائے الفت باغ نبی
خلد میں بھی باغ جاناں یاد آئے خیر سے

یاد آتا ہے وقت غم اختر
رخصت غم گسار کا عالم

(۹۶) یاد میں ڈوبنا: کسی کے خیال میں رہنا

ڈوبے رہتے ہیں تیری یاد میں جو شام و سحر
ڈوبتوں کو وہی ساحل سے لگا جاتے ہیں

☆☆☆☆

معلم: دار العلوم رضائے مصطفیٰ۔ گل برگہ

تاج الشریعہ: مختلف الجہات شخصیت

از جنید احمد خاں مصباحی

پروردگار عالم کی اس روئے زمین پر کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو نہ قسمت سے عظیم ہوتے ہیں اور نہ ہی حکمت سے بلکہ اپنی محنت سے عظیم ہوتے ہیں۔ یہ لوگ عظمت کو اپنے عرق جبیں اور کدم مبین سے حاصل کرتے ہیں، یہی لوگ حقیقی معنوں میں عظیم ہوتے ہیں ان کی عظمت نہ اتفاقی ووہبی ہوتی ہے نہ فرضی ومصنوعی بلکہ ان کی جہد مسلسل اور عمل پیہم کا نتیجہ ہوتی ہے۔ خالق کی اطاعت اور خلق کی خدمت کا ثمرہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی بندے اقوام وملل کی عظمت عروج وارتقا کے ضامن ودلیل اور ان کی امامت وقیادت کے حق دار ہوتے ہیں اور بدقسمتی سے آج ہمارے درمیان ایسے بندے کم یاب ہی نہیں بلکہ نایاب ہوتے جارہے ہیں۔

"لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا"

یقیناً حضور تاج الشریعہ اللہ تعالی کے انہیں بندوں میں سے ہیں جنہوں نے قسمت وحکمت کے بجائے جدوجہد سے عظمت کا حصول واکتساب کیا ہے۔ ۲۴/ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء بروز منگل بریلی شریف کے محلہ سوداگران میں آپ کی ولادت ہوئی، ابتدائی تعلیم گھر ہی پر والد ووالدہ سے حاصل کی اور پھر "منظر اسلام" میں درس نظامی کی تکمیل کی اور اس کے بعد ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر مصر کے شعبہ کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۶ء میں فراغت حاصل کی۔

اس میں شک نہیں کہ منظر اسلام کی آب وہوا اور وہاں کے مایہ ناز اساتذہ کی صحبت وتعلیم نے ان کے جوہر عظمت کو صیقل کیا ہوگا۔ ان کی طلب کو جلا بخشی ہوگی اور ان کے ذوق کو صحیح راہ دکھائی ہوگی ,لیکن سوال یہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس مدت میں تنہا طالب علم نہیں تھے بلکہ اور بھی بہت سے طلبہ نے یہاں کے اساتذہ سے استفادہ کیا ہوگا اور سب کے لئے ایک ہی ماحول اور وہی اساتذہ تھے جنکی تدریسی عظمت پر شک کی گنجائش نہیں۔ لیکن چند کو چھوڑ کر اکثر کا گمنام ہوجانا اس امر کی دلیل ہے کہ صرف عظیم درسگاہ، عظیم ماحول اور عظیم اساتذہ حصول عظمت کیلئے کافی نہیں ہوتے بلکہ طالب علم کا ذوق عمل بھی ضروری ہوتا ہے۔

بلاشبہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ذات میں مشیت نے بے پناہ امکانات ودیعت فرمائے تھے جنہیں ان کے ذوق وشوق اور سعی وعمل میں اساتذہ ومشائخ کی تعلیم وتربیت کے تعاون سے مجسم کردیا۔ فراغت کے بعد ایک مدت تک منظر اسلام بریلی شریف میں تدریس وافتاء کی خدمت انجام دیتے رہے اور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے خصوصی فیوض وبرکات سے سیراب ہوتے رہے اور جب ۱۴۰۲ھ میں حضور مفتی اعظم ہند کا وصال پر ملال ہوا تو آپ ان کے جانشین قرار پائے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الر

حمہ کو جو شہرت و مقبولیت حاصل تھی اس زمانے میں مشکل ہی سے کہیں کسی کو مل پائے گی۔ اس سلسلے میں عظیم مفکر علامہ یسین اختر مصباحی نے اپنے ایک تازہ مضمون میں ۔۔۔۔۔ نقل کیا ہے جو شارح بخاری سے منقول ہے وہ لکھتے ہیں ''میں نے شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۰ء مطابق صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یو پی سے کئی بار کہتے سنا۔

حضرت مفتی اعظم کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت و ہر دل عزیزی حاصل ہوئی وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی اور بہت جلد ازہری میاں نے لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ بنالی (مضمون علامہ یسین اختر مصباحی جاری شدہ ۳؍اگست ۲۰۱۸ء) حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے عزم محکم و عمل پیہم سے سرزمین ہندو بیرون ہند پر اسلام وسنیت کی جو خدمات انجام دی ہے وہ آفتاب نیم روز کی طرح عیاں اور واضح ہیں، ان کی خدمات اور اثرات و برکات ایسے ظاہر و باہر حقیقت ہیں جس کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا ایک بڑا کارنامہ ''مرکز الدراسات الاسلامیہ'' معروف بہ جامعۃ الرضا متھرا پور کا قیام ہے جو وسیع و عریض رقبے میں پر شکوہ اور شاندار عمارتوں پر مشتمل ہے۔ جس میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ شب و روز جاری ہے۔ حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائیں اور بہت سے کتب و رسائل رضویہ کو عربی سے اردو، اردو سے عربی میں منتقل کیا، خصوصا فتاوی رضویہ جلد اول کی تعریب آپکا بہت ہی عظیم کارنامہ ہے۔ یہاں ایک واقعہ بر محل ہوگا جو علامہ یسین اختر مصباحی سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں ''ایک بار میں بریلی شریف حاضر ہوا بارگاہ امام احمد رضا میں حاضری و فاتحہ خوانی کے بعد قریب ہے کہ آپکے دولت کدہ پر بھی برائے ملاقات حاضر ہوا، یہاں کئی عقیدت مند زائرین منتظر زیارت تھے جنہیں بتایا گیا تھا کہ حضرت کی زیارت و ملاقات اس وقت نہیں ہو سکے گی، خیر جب میں پہونچا تو مجھے پہچان کر اندر اطلاع دی گئی اور صدر دروازے کے عقبی حصے میں مجھے پہونچا دیا گیا۔ یہاں ایک مخصوص کمرے میں حضرت بڑے انہماک کے ساتھ کچھ سن رہے تھے اور ان کے سامنے ایک نوجوان عالم کچھ پڑھ رہے تھے، کمرے کے اندر داخل ہوا تو عبارت خوانی اور سماعت کا سلسلہ جاری تھا، صحیح و شستہ عبارت خوانی سن کر دل میں خیال آیا کہ یہ نوجوان عالم کوئی مصباحی صاحب لگ رہے ہیں۔ بہر حال قریب پہونچ کر جب میں نے سلام کیا تو اس نوجوان عالم نے عبارت خوانی کا سلسلہ موقوف کر کے حضرت کو پورا نام بتایا کہ فلاں صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں، حضرت نے سلام کا جواب دیا اور خیر و عافیت پوچھنے کے بعد اندر سے ناشتہ منگایا، اس دوران اس نوجوان عالم نے بتایا کہ اعلی حضرت کے فلاں رسالے کی حضرت نے تعریب کی ہے، جسے میں پڑھ کر سنا رہا ہوں۔ موقع غنیمت سمجھتے ہوئے میں نے حضرت سے عرض کیا کہ اگر فتاوی رضویہ جلد اول کی تعریب ہو جائے تو یہ بڑا کام ہوگا اور ایک بڑی دینی و علمی خدمت ہوگی اس کے ساتھ ہی عالم عرب کے علماء و فضلاء کرام پر آپ کا علم و فضل اور تفقہ بھی واضح ہو جائیگا۔ میرا معروضہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ کچھ لوگ کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن کی ۔۔۔۔۔ کا مشورہ دے رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا کہ اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں، جبکہ فتاوی رضویہ جلد اول کی تعریب ایک بڑی دینی وعلمی خدمت ہے اوراس کی ضرورت واہمیت بھی ہے، حضرت نے فرمایا''اچھا۔اوراسکے بعد کسی ضرورت سے اندر تشریف لے گئے، نوجوان عالم نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا''میرا نام عاشق حسین ہے، اشرفیہ میں میری تعلیم ہوئی ہے میں نے اشرفیہ میں کئی بار آپ کو دیکھا ہے۔وغیرہ وغیرہ۔اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ فتاوی رضویہ جلد اول کی تعریب کی آپ نے گزارش کی، میری بھی ایسی ہی خواہش تھی مگر اس خواہش کو حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کی ابھی تک ہمت نہیں کر سکا تھا، اب جبکہ آپ نے حضرت سے عرض کر دیا ہے تو میرے لئے کچھ کہنا آسان ہوگیا ہے، میں نے انہیں تاکید کی کہ موقع موقع سے حضرت سے اس کی آپ یاددہانی کرتے رہیں اور کسی طرح یہ کام کرا ہی لیں۔

یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت اندر سے تشریف لائے، اور پھر آپ سے متعدد موضوعات پر میری گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ بہر حال! بعد کی ایک ملاقات میں مولانا عاشق حسین نے بتایا کہ فتاوی رضویہ جلد اول کی تعریب کا کام شروع ہو چکا ہے اور حضرت نے اچھا خاصہ کام کرادیا ہے، فالحمد للہ علی ذلک (مضمون علامہ یسین اختر مصباحی ۳۰/اگست ۲۰۱۸ء)

اس طرح آپ نے دین متین اور شرع متین کی مسلسل خدمات سے عظمت ورفعت حاصل کی نیز اپنی بے پایاں خدمات سے عوام وخواص سب کو اپنا گرویدہ بنالیا۔حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ گوناگوں اوصاف وکمالات کے حامل تھے اوران اوصاف وکمالات میں بھی لاکھوں لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت کو جاں گزیں کردیا ہے اوران کی ذات قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی مصداق بن گئی۔

''ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا'' بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے عنقریب اللہ تعالی ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیگا۔

ظاہر ہے کہ خدمت دین سے بڑھ کر کون سا عمل نیک ہوسکتا ہے اور حضرت کی تو پوری زندگی خدمت دین سے عبارت ہے، اور یہ ان کا ایسا عمل صالح ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالی نے بے شمار لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی۔صرف وفات شدگان کیلئے اپنی محبت کو مخصوص رکھنے والی قوم میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ایسی مثال ہے جو خال خال ہی نظر آتی ہے۔

ہندو بیرون ہندان کی یہ محبوبیت ان کے محبوب خدا ہونے کی دلیل بھی قرار دی جاسکتی ہے۔اس لئے کہ ایسی محبوبیت و مقبولیت صرف رب تعالی کا فضل ہی ہوسکتی ہے جس کے مستحق اس کے نیک بندے ہوتے ہیں، حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ ،حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''اذا احب اللہ عبدا نادی جبرئیل ان اللہ یحب فلانا فاحببہ، فیحبہ جبرئیل، فینادی جبرئیل فی اھل السماء ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ، فیحبہ اھل السماء ثم یوضع القبول فی الارض '' (صحیح البخاری کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملئکۃ)

یعنی اللہ تعالی جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو ندا دیتا ہے کہ اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا

ہے تم بھی اس سے محبت کرو، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں میں آواز لگاتے ہیں کہ اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے، تم لوگ بھی اس سے محبت کرو! تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر اس کی مقبولیت کو زمین والوں میں (دلوں) ڈال دیا جاتا ہے۔

جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ قدس سرہ نے تقریبا پچاس سال تک اپنی دینی و ملی خدمات کے ذریعہ لاکھوں بندگان خدا کو فیضیاب کیا اور عمر عزیز کی آخری دہائی میں بھی کسی نہ کسی طور پر ان مقدس و بابرکت خدمات میں مشغول رہے، ان کا یہ اسوہ ہم سب کیلئے سبق آموز ہے۔

ظاہر شریعت پر استقامت بھی ان کی نمایاں خوبی ہے، اس پیری و ناتوانی کے عالم میں بھی اس استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ غیر متزلزل استقامت بھی بندۂ مومن کے بلند مرتبے اور عظمت کی نشانی ہے۔ یہ بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو خراج عقیدت پیش کرنے اور انکی خدمات کا اعتراف کرنے کیلئے بہت سے مقامات سے آپکی حیات پر نمبر شائع ہورہے ہیں، یہ جماعت کی زندگی کی علامت ہے، کیونکہ زندہ قومیں اپنے علمائے اعظام کو خراج عقیدت پیش کرنے میں زیادہ انتظار نہیں کرتے۔

اس مبادرت خیز اور خوش رسمی کی بنا کیلئے میں امام احمد رضا اکیڈمی اور جامعۃ الرضا کے جملہ رفقائے کار اور معاونین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہو کہ اللہ تعالی ہم سب کو تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے فیضان کرم سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

حضور تاج الشریعہ
کرامات کے آئینے میں

از قلم: مفتی شرافت حسین رضوی

کرامات کی تحقیق:

زمانہ نبوت سے آج تک کبھی بھی یہ مسئلہ اہل حق کے درمیان مختلف فیہ نہیں ہوا کہ اولیاء کرام کی کرامتیں حق ہیں اور ہر زمانے اللہ والوں کی کرامتوں کا صدور وظہور ہوتا رہا اور ان شاء اللہ قیامت تک کبھی بھی اس کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا، بلکہ ہمیشہ اولیاء کرام سے کرامات صادر وظاہر ہوتی ہی رہے گی۔

اور اس مسئلہ کے دلائل میں قرآن مجید کی مقدس آیتیں اور احادیث کریمہ، نیز اقوال صحابہ وتابعین کا اتنا بڑا خزانہ اوراق کتب میں موجود ہے کہ اگر ان سب موتیوں کو ایک لڑی میں پرو دیا جائے تو ایک ایسا گرانقدر وبیش قیمت ہار بن سکتا ہے جو تعلیم و تعلم کے بازار میں نہایت ہی انمول ہوگا اور اگر ان منتشر اوراق کو صفحات قرطاس پر جمع کر دیا جائے تو ایک ضخیم وعظیم دفتر تیار ہو سکتا ہے۔

کرامت کیا ہے:

مومن متقی سے اگر کوئی ایسی نادر الوجود وتعجب خیز صادر وظاہر ہو جائے جو عام طور پر عادۃً نہیں ہوا کرتی ہے تو اس کو ''کرامت'' کہتے ہیں۔ اسی قسم کی چیزیں اگر انبیاء علیہ السلام سے اعلان نبوت کرنے سے پہلے ظاہر ہو تو ''ارہاص'' اور اعلان نبوت کے بعد ہو تو ''معجزہ'' کہلاتی ہے اور اگر عام مومن سے اس قسم کی چیزوں کا ظہور ہو تو اس کو ''معونت'' کہتے ہیں اور کسی کافر سے کبھی اس کی خواہش کے مطابق اس قسم کی چیز ظاہر ہو جائے تو اس کو ''استدراج'' کہا جاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک باکرامت ولی ہیں:

حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں اتنی ساری خوبیاں ہیں کہ ان کو گننا مشکل ہے آپ جہاں ایک صحیح عاشق رسول، بے مثال عالم دین، لاثانی فقیہ، باکمال محدث لاجواب خطیب بے نظیر ادیب بہترین شاعر ہیں وہاں آپ ایک باکرامت ولی بھی ہیں اور آپ کی سب سے بڑی کرامت دین کے احکام پر سختی سے قائم رہنا ہے قرآن وسنت پر استقامت آپ کی خاص پہچان ہیں جو بلاشبہ ولایت کی پہچان ہے لیکن اس کے علاوہ آپ سے حسی کرامتیں (جن کو ہر آدمی جان سکے) کا ظہور بھی ہوا ہے

۔آیئے کچھ کرامتیں ہم بھی پڑھتے ہیں۔

بغیر انجکشن آنکھ کا آپریشن:

کرامات تاج الشریعہ میں ہے کہ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ افریقہ، ماریشش، زمبابوے وغیرہ کا دورہ کرتا تھا، آپ تاریخ دے چکے تھے مگر آپ کو آنکھ کی سخت تکلیف درپیش تھی یہاں تک کہ کبھی کبھی آنکھ سے خون بھی نکل جاتا تھا لیکن چونکہ آپ تاریخ دے چکے تھے اس لئے آپ اپنے صاحبزادے علامہ عسجد رضا خان قادری صاحب قبلہ کے ساتھ ۱۴/ مارچ ۲۰۱۵ء کو بریلی سے روانہ ہوگئے فرماتے ہیں کہ جب آپ ساؤتھ افریقہ پہنچے تو آنکھ کی تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی آخر کار آپ کو وہاں آنکھ کے ڈاکٹروں کے پاس لے جایا گیا ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن کرنا پڑے گا جب آپریشن کرنے کا وقت آیا تو ڈاکٹروں نے بے ہوشی کی انجکشن لگانا چاہا، لیکن آپ نے منع کر دیا، انہوں نے بہت گزارش کی کہ اس کے بغیر آپریشن نہیں ہوسکے گا لیکن آپ راضی نہ ہوئے پھر انہوں نے کہا کہ آنکھ میں سن کا انجکشن لگادیں ورنہ بہت زیادہ تکلیف ہوگی اور ہمیں بہت دشواری ہوگی لیکن آپ اس پر بھی راضی نہ ہوئے اور فرمایا آپ اطمنان سے آپریشن کیجئے میں کسی بھی ناجائز چیز استعمال نہیں کرتا آپ اپنا کام کریں اللہ ہمارا حافظ ہے آخر کار ڈاکٹروں نے اپنا کام شروع کیا یہ عمل تین گھنٹے تک چلا مگر حضرت پورے آپریشن کے دوران ذکر الٰہی، درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف پڑھنے میں مشغول رہے کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا، ڈاکٹروں کا پورا پینل یہ عجیب وغریب معاملہ دیکھ کر حیران تھا آخر وہ یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ یہ روحانی طاقت ہے ورنہ عام انسان کے لئے یہ بالکل ہی ممکن نہیں۔

مارواڑی اور مرید حضور تاج الشریعہ:

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری ممبئی تجلیات تاج الشریعہ میں لکھتے ہیں کہ میسور میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کی دکان کے بغل میں ایک مارواڑی دکاندار کی دکان تھی جو ہمیشہ مرید کو دکان بیچنے کے لئے پریشان کرتا تھا اور اس کے لئے وہ اس کو دھمکیاں بھی دیتا تھا، آخر کار مجبور ہوکر مرید نے حضرت کو فون کیا اور پوری حالات وکیفیات بتائی، تو حضرت نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے یہاں دعا کرتا ہوں اور تم وہاں روزانہ ہر نماز کے بعد یا قادر پڑھا کرو اس کے علاوہ یہ وظیفہ ہر وقت پڑھتے رہو۔ اس مرید نے حضرت حکم کے مطابق اس وظیفہ کا ورد شروع کیا ابھی پندرہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ وہ مارواڑی جو ہمیشہ مرید تاج الشریعہ کو دکان بیچنے کے لئے دباؤ بناتا تھا اچانک خود ہی اس کے ہاتھ دکان بیچنے کو تیار ہوگیا۔ آخر کار مرید نے اس مارواڑی کی دکان خرید لی، اور وہ مارواڑی وہاں سے کہیں چلا گیا۔

مکان پرسکون ہوگیا:

مفتی موصوف صاحب ایک دوسرا واقعہ بیان کرتے ہوئے تجلیات تاج الشریعہ میں لکھتے ہیں کہ حبلی کرناٹک میں ایک شخص نے بہت عالی شان مکان بنایا مگر جب اس مکان میں اس نے رہنا شروع کیا تو اس میں رات میں پورے گھر میں جیسے آندھی چلتی، طرح طرح کی آوازیں آتی، آخر کار اس نے وہ مکان چھوڑ کر دوبارہ اپنے پرانے مکان میں رہنا شروع کر دیا اور

نئے مکان کو بھاڑے پر دے دیا لیکن جو بھی اس مکان میں رہنے کے لئے آتا تو یہ حالت دیکھ کر بھاگ جاتا، بہت عرصے تک وہ مکان یونہی خالی پڑا رہا، اتفاق کی بات ہے کہ اس علاقے میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک پروگرام طئے ہوا جب اس مکان والے شخص کو معلوم ہوا تو اس نے پروگرام کرنے والوں کو اس بات پر راضی کر لیا کہ حضرت میرے نئے مکان میں ٹھہرے، انہوں نے بات مان لی جب حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو اسی مکان میں آپ کا قیام ہوا جہاں آپ کی مہمان نوازی کی گئی حضرت نے کچھ گھنٹے وہاں قیام کیا اور وہاں عشا اور فجر دو وقت کی نماز ادا کی جس کی برکت سے اس مکان کی تمام پریشانیاں غائب ہوگئیں۔(تاج شریعت ہندی،ص ۲۵)

ایکسیڈنٹ میں سب سلامت رہے:

مولانا حبیب النبی رضوی رامپوری بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۸۹ء میں رامپور کے موضع عثمان نگر میں ایک جلسہ تھا جس میں حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔ واپسی کے وقت پیلا کھار ندی کے کنارے باندھ پر جب جیپ پہنچی تو اچانک کھڑنجے کی اینٹ اکھڑ گئی جس سے جیپ کا توازن بگڑ گیا تو تین پلٹے کھا کر تقریبا ۵۰ / ۶۰ فٹ باندھ کے نیچے کھائی میں چلی گئی جیپ میں اس وقت ڈرائیور کو لیکر کل چھ لوگ سوار تھے مگر اللہ کے فضل سے سب محفوظ رہے۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی واضح کرامت دیکھ کر سبھی نے اللہ کا شکر ادا کیا کیونکہ جس طرح سے جیپ نے تین پلٹے کھائے اس سے تو کسی کو صحیح سلامت نہیں رہنا چاہئے تھا مگر حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے اللہ پاک نے سب کی حفاظت فرمائی۔(تاج شریعت ہندی،ص ۲۶)

دلی خیالات پہ آگاہی:

مشہور نقیب جناب حلیم حاذق رضوی ہوڑہ رقمطراز ہیں کہ فیل خانہ میں سرکار مجاہد ملت علیہ رحمہ کے ایک مرید جناب انور احمد حبیبی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ حضور تاج الشریعہ سے بعض شر پسند لوگوں کی غلط بیانیوں کے سبب میرے دل میں بھی ایک بے چینی تھی، اور میری عقیدت کی شمع ٹمٹماتی جا رہی تھی۔

ایک شب میرا نصیبہ بیدار ہوا، اور خواب میں دیکھا کہ سرکار مجاہد ملت اور حضور ازہری میاں مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں، میں ابھی صحن مسجد میں سوچ ہی رہا تھا کہ سرکار مجاہد ملت نے مجھے ڈانٹ کر فرمایا ان کی خدمت کرو، یہ میرے مخدوم زادے ہیں۔ اس کے بعد حضور ازہری میاں کی طرف میرا دل کھنچتا چلا گیا۔

فیل خانہ ہوڑہ کے سکنڈ لین میں دیوبندیوں کا ایک جلسہ کوئی چار پانچ سال قبل ہوا تھا اس جلسہ میں ایک دیوبندی مقرر نے اعلیحضرت اور مجاہد ملت کی گستاخانہ تقریر کی۔ صبح ہوتے ہی میں نے اس کی تقریر کا کیسٹ بڑی مشکل سے حاصل کیا، اور علاقائی علما سے رابطہ کیا کہ یہ پہلا اتفاق ہے اگر اس کی جم کر تردید نہ کی گئی تو آنے والا وقت ہمیں معاف نہیں کرے گا۔ بہت سے احباب نے کہا یہ فلاں مولوی کی تقریر کا ردعمل ہے، اور چند بالکل خاموش رہے۔ حسن اتفاق سے تیسرے یا چوتھے دن حضور تاج الشریعہ کی آمد ایک مدرسہ کے جلسہ دستار بندی میں ہوئی۔ حضرت ختم بخاری شریف کے وقت تشریف لائے۔ دیوبندی مقرر کے قابل

اعتراض جملوں اور بہتان طرازیوں کو نوٹ کر کے ان کی خدمت میں پہنچا کہ تمام صورت حال سے مطلع کروں۔مگر میں اپنی کوششوں میں ناکام ہوگیا، حضرت سے ملاقات نہ ہو پائی۔ختم بخاری شریف حضور تاج الشریعہ فائقین کو آخری حدیث کا درس دے رہے تھے، اور میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! ان اعتراضات و بہتان کا جواب کون دے گا۔مگر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضور تاج الشریعہ نے دیوبندی خیالات ونظریات کا رد بلیغ اسی آخری حدیث کی تشریح وتعبیر میں فرمانے لگے، اسی طرح میرے سارے سوالات کے جوابات حاصل ہو گئے (تجلیات تاج الشریعہ ص ۲۰۴)

مولانا منصور فریدی سہ ماہی فیض الرضا بلاسپور (چھتیس گڑھ) تحریر کرتے ہیں کہ ۲۰۰۳ میں عرس حضور مفتی اعظم کے موقع پر دھانو روڈ ممبئی میں ایک سرائے کی بنیاد رکھی جانی تھی، جس میں حضور تاج الشریعہ اور مولانا شعیب رضا صاحب مدعو تھے ، بحیثیت سامع راقم الحروف بھی موجود تھا، اچانک دل میں خیال آیا کہ کاش حضور تاج الشریعہ کے ساتھ ایک دسترخان پر بیٹھنے کا موقع مل جاتا تو قسمت سنور جاتی، اسی تصور میں غرق قیام گاہ کے دروازے پر کھڑا تھا میری طرح سینکڑوں مشتاقان دید قلب وجگر فرش راہ کیے ہوئے تھے، اچانک دروازہ کھلا اور ایک صاحب نے آواز لگائی منصور فریدی کون ہیں اندر آیئے۔ مجھے اس وقت اپنی سماعت پر یقین نہیں ہورہا تھا کہ وہ تمہیں ہو جسے آواز دی جارہی ہے، مگر دل کہ رہا تھا کہ ہاں ہاں تمہیں ہو، اور پھر کیا تھا فرط مسرت سے میری آنکھیں بھیگ گئیں، آنسو پوچھتے ہوئے اندر گیا سلام مصافحہ سے سرفراز ہو کر گھنٹوں حضرت کی خدمت میں لگا رہا، آج بھی تصور کرتا ہوں تو اس کیف زار کیفیت سے قلب وروح کو ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے۔میری تمنا کیا پوری ہوئی میرے اعتقاد کی دنیا نے ایک ٹھوس اور مستحکم قلعے کو گویا تسخیر کر لیا تھا، جہاں سے آج بھی تصور شیخ میری رہنمائی کرتا نظر آتا ہے۔(تجلیات تاج الشریعہ، ص:۳۱۴)

مفتی محمد عابد حسین قادری پرنسپل مدرسہ فیض العلوم جمشید پور (جھارکھنڈ) لکھتے ہیں کہ ۲۸ر جون ۲۰۰۸ء حضرت مولانا امتیاز نعمانی صاحب خطیب وامام جامع مسجد بھالوباسا جمشید پور نے اپنی خوش بختی پر ناز کرتے ہوئے راقم الحروف سے ایک مجلس میں فرمایا کہ میں کلکتہ میں کثیر ازدہام کہ وجہ سے چادر پکڑ کر مرید ہوا تھا کہ کاش حضور کی جی بھر کر زیارت کرلوں اور مصافحہ کا موقع مل جاتا کافی دنوں تک یہ مراد بر نہ آئی ۳ر فروری ۲۰۰۳ کو حضرت باری نگر ٹیلکو تشریف لائے تو جلسہ کی صبح مدرسہ فیض العلوم میں تشریف لائے میں مدرسہ کے سامنے کھڑا تھا کہ اتنے میں حضرت کی گاڑی آگئی۔اس کے بعد کیا تھا میں نے حضرت سے مصافحہ کیا ہاتھوں کو بوسہ دیا اور ہاتھ پکڑ کر حضرت علامہ علیہ الرحمہ کی سابق رہائش گاہ میں لے گیا۔میں سمجھتا ہوں کہ حضرت اپنے اس مرید کی دلی کیفیات سے آگاہ ہو گئے اس لئے اس مرتبہ اپنا موقع عنایت فرمایا کہ اس وقت میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اس وقت حضرت کا چہرہ اتنا وجیہ اور خوبصورت تھا کی بیان سے باہر ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص ۲۹۵)

ان کی نگاہ عنایت نے صاحب اولاد بنا دیا:

مفتی عابد حسین رضوی صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم جمشید پور رقمطراز ہیں کہ آج سے تقریباً ۱۸ر سال قبل جب حضور

تاج الشریعہ مدرسہ فیض العلوم تشریف لائے تھے تو اس موقع پر مجھ کو حضرت کی خدمت کا موقع ملا تھا، غسل وغیرہ کرانے کی سعادت ملی تھی، قبل ازیں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں بھی زمانہ طالب علمی میں مجھے ان کے ہاتھ پاؤں دبانے کا شرف ملا تھا اس خدمت کے صلہ میں حضرت نے اپنے دست اقدس سے اپنا شجرہ بھی عطا فرمایا تھا۔

اس موقع سے ایک صاحب حضرت کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضور میری اہلیہ کو اسقاط حمل ہو جاتا ہے، حمل ٹھہرتا ہے لیکن چند دن یا چند ماہ کے بعد گر جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ سات سوئی لے کر آؤ میں سات سوئی لے کر حاضر ہوا۔ حضرت نے تعویذ بنا کر دیا وہ تعویذ اتنا اثر انداز ہوا کہ اسقاط کا مرض زائل ہو گیا اور وہ صاحب اولاد ہو گئے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص ۲۹۲)

بارش ہوگئی

۲۲ رجون ۲۰۰۸ء قاری عبد الجلیل صاحب شعبۂ قرأت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور نے فقیر سے فرمایا کہ پانچ سال قبل حضرت ازہری میاں قبلہ دارالعلوم حنفیہ ضیاء القرآن لکھنؤ کی دستار بندی کی ایک کانفرنس میں خطاب کے لئے مدعو تھے ان دنوں وہاں بارش نہیں ہو رہی تھی سخت قحط سالی کے ایام گزر رہے تھے، لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ حضور بارش کے لئے دعا فرمادیں۔ حضرت نے نماز استسقاء پڑھی اور دعائیں کی ابھی دعا کر ہی رہے تھے کہ وہاں موسلا دھار بارش ہونے لگی اور سارے لوگ بھیگ گئے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص ۲۹۲)

اللہ کی رحمتیں ان کی محافظ تھیں:

مولانا غلام معین الدین امام جامع مسجد گوری پور ضلع شمالی چوبیس پرگنہ (بنگال) تحریر کرتے ہیں کہ حضرت کا فیضان ہندوستان کے دیگر صوبوں میں دیکھا گیا کرناٹک کی سرزمین پر حضرت سرا سے ہاسن کی طرف بذریعہ کار تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک کار الٹ گئی سب لوگ ادھر ادھر ہو گئے مگر جب حضرت کو دیکھا تو الحمد للہ تاج الشریعہ سجدے کی حالت میں پڑے تھے اور کچھ بھی نہ ہوا۔ حضور مفتی اعظم کے مرید و خلیفہ حضرت مفتی عبد الحلیم صاحب قبلہ جنہوں نے تقریباً چالیس سال سے زائد انگس (ضلع ہگلی) کی سرزمین پر امامت کا فریضہ انجام دیا۔ حضرت ان سے بہت محبت فرماتے تھے۔ مگر ایک نعت خوں نے حضور سیدی اعلیٰحضرت کی مشہور نعت ''لم یات نظیرک فی نظر'' میں ہندی الفاظ میں ''مرا تن من دھن سب پھونک دیا'' پڑھا۔ حضرت اسٹیج پر تشریف لے گئے، پھر ایک نعت خواں نے اعلیٰحضرت کی نعت ''واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ'' پڑھ دیا، حضرت نے مائک لے کر اللہ اللہ پورے دو گھنٹے صرف انھیں دو اشعار کی تشریح پر علمی تقریر فرمائی۔

حاجی نگر والوں کا کہنا ہے کہ حضرت، زاہد صاحب کلکتہ کے یہاں سے حاجی نگر تشریف لا رہے تھے کہ اچانک بارک پور موڑ پر کار خراب ہوگئی، اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے۔ ڈرائیور نے کہا گاڑی ایک انچ آگے نہیں جائے گی۔ سبھی حیران و پریشان تھے۔ دوسری گاڑی بھی تلاشی گئی وہ بھی نہیں ملی، تب حضرت نے حکم دیا ''ڈرائیور گاڑی چلاؤ'' وہ پس و پیش میں تھا مگر چونکہ حضرت کا حکم تھا، البتہ یہ بھی کہا کہ گاڑی کہیں روکنا نہیں

آہستہ کرلینا، پھر وہ گاڑی لے کر چلا، حاجی نگر والے سڑک پر استقبال کے لئے کھڑے تھے، انہیں اشارے سے بتادیا گیا گاڑی رکے گی نہیں آہستہ ہوکر اپنے منزل کی طرف رواں ہوگئی، مدرسہ کے پاس گاڑی رکی ،حضرت تشریف لے گئے، ڈرائیور معافی کا طلب گار ہوا، اور اس نے مجمع میں مائک پر برجستہ کہا "بارک پور سے یہ گاڑی یہاں کس طرح آئی یہ مجھے معلوم نہیں۔ دو دن تک ایک انچ آگے بڑھی، گاڑی رکی رہی۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص۲۵۶)

بڑا حادثہ ٹل گیا:

نقیب اہل سنت جناب حلیم حاذق رضوی رقمطراز ہیں کہ ایک موقع پر محمد پور بزرگ ضلع مظفر پور میں صوفی جمیل رضوی قادری نے ایک عالی شان جلسہ کیا جس میں خصوصیت کے ساتھ حضور تاج الشریعہ مدعو کئے گئے تھے۔ یہ شاید اس علاقے کا عظیم جلسہ تھا کہ آس پاس کے سیکڑوں علما محض حضور تاج الشریعہ سے شرف بیعت کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ میں اپنی نقابت کے ذریعہ سلام و دعا تک بخوبی جلسہ کو پہنچا چکا تھا۔ مگر بیعت ارادت کے مشتاق دیوانے اور پروانے قابو سے باہر ہورہے تھے، آخر ایک بڑا اسیلاب اسٹیج میں پہنچ گیا۔ حضور تاج الشریعہ کرسی پر تشریف فرما تھے، اور میں مائک پر بار بار التجا پر التجا کرتا کہ اسٹیج کمزور ہے۔ اللہ کرم کیجئے۔

اسی اثنا میں چرمرانے کی آواز ابھری، اور پورا اسٹیج جو کافی اونچائی پر بنایا گیا تھا۔ سارے لوگ چیخ پڑے۔ حضرت کی کرسی کو میں اور صوفی صاحب پوری قوت سے پکڑے ہوئے تھے۔ مگر ایک بانس کی قینچی میرے پیٹ میں یوں لگی کہ اگر جنبش ہوتو پیٹ میں گھس جائے، مگر اراکین وسامعین کمال ہوش مندی سے اس بانس کی قینچی کو آرے سے کاٹ دیا، اگر میں شیروانی نہ پہنا ہوتا تو بے دریغ بانس کی پھراٹی پیٹ پھاڑ دیتی۔ صبح کے وقت ناشتے پر حضرت نے مجھ سے پوچھا " آپ کو چوٹ تو نہ آئی ہوگی" میں نے عرض کیا "حضور آپ کی موجودگی میں بڑا سانحہ معمولی خراش میں بدل گیا"۔ حضرت نے بے پناہ دعائیں کیں۔ میرا وجدان کہتا ہے کہ یہ برکت حضور تاج الشریعہ کی تھی ورنہ کچھ بھی ہوسکتا تھا۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص۲۰۵)

نماز کے لئے ٹرین کا رکنا:

۱۱/ مارچ ۲۰۱۵ کو حضرت تاج الشریعہ، بنارس کے لئے کاشی وشوناتھ ایکسپریس سے روانہ ہوئے۔ عصر کی نماز بریلی جنکشن پر ادا فرمائی۔ مغرب شاہجہانپور میں ادا کی اور عشا کے وقت ٹرین لکھنؤ پہنچ گئی۔ اسٹیشن پہنچنے سے پہلے حضرت بیت الخلاء گئے، جب حاجت سے فارغ ہوئے، تو ٹرین کے چھوٹنے کا وقت ہوگیا، حضرت جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لائے اس وقت ٹرین روانہ نہیں ہوئی تھی، مگر چند لمحہ میں ٹرین چلنے لگی، حضرت نماز عشاء ادا کرنے کے لئے جائے نماز نکالنے کا حکم دے رہے تھے، برادرم محمد یوسف اختر رضوی نے بیگ سے

جائے نماز نکالی، حضرت نے فرمایا، مصلیٰ بچھا دو تو یوسف رضوی نے کہا کہ حضور ٹرین چلنے لگی ہے، حضرت کے حکم پر مصلیٰ بچھا دیا گیا جیسے ہی مصلے پر حضرت نے قدم رکھا فوراً ٹرین رک گئی، حضرت نماز کے لئے کھڑے ہو گئے، ٹرین میں جگہ تنگ اور حضرت کی نقاہت کو دیکھتے ہوئے، ایک طرف محب محترم مفتی محمد شعیب رضا قادری اور دوسری طرف یہ راقم السطور معمولی سہارا دیتے رہے۔ حضرت نے اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز عشا ادا فرمائی، بس سلام پھیرتے ہی ٹرین چلنے لگی، حضرت نے سلام پھیرا، پھر فرمایا کہ ٹرین کہاں پر ہے، راقم نے عرض کیا حضور ٹرین ابھی پلیٹ فارم پر ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ چلو الحمد للہ نماز اپنے وقت پر ادا کی گئی۔ اس کرامت کے ظہور کے وقت مولانا عاشق حسین کشمیری، الحاج محمد یوسف نوری پور بندر، الحاج شہنواز حسین رضوی (دبئی) موجود تھے۔ (کرامات تاج الشریعہ، ص ۷۵

ڈاکٹر جھوٹا۔ رپورٹ جھوٹی:

حضرت تاج الشریعہ کی تقریباً ایک ماہ کے سفر سے بریلی شریف واپسی ہوئی۔ عید الفطر کی نماز عیدگاہ باقر گنج میں پڑھائی۔ چند ایام گزرے تھے کہ ۲۵ رجولائی ۲۰۱۵ء کو بعد نماز مغرب چار الٹیاں ہوئیں۔ الٹی بالکل کالی تھی، فوراً صاحبزادہ گرامی مولانا عسجد رضا خان صاحب نے ڈاکٹر پرویز نوری صدیقی کو فون کر کے بلایا، انہوں نے چیک اپ کیا خون کے جانچ کی رپورٹ حاصل کرنے کے لئے سینٹر بھیج دی دوا تجویز کی اور دوا کھانے پر الٹیاں بند ہوگئیں۔ بعد نماز عشاء تقریباً رات کے دس بجے ہوں گے کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے، کہنے لگے کہ فکر مندی کی بات یہ ہے کہ حضرت نے صبح صرف آدھی روٹی تناول کی تھی اس کے بعد پورا دن گزر چکا ہے کچھ بھی نہیں کھایا اور کالی الٹی ہوگئی، اس لئے میرا مشورہ ہے کہ آپ دہلی لے جائیے۔ مولانا عسجد میں نے حضرت سے دہلی چلنے کے لئے کہا، فرمایا کہ نماز پڑھوں گا، حضرت نے نماز ادا فرمائی دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کو مرید کیا، ملاقاتیں فرمائیں، پھر اندرون خانہ تشریف لے گئے اور آرام کرنے لگے۔ عسجد میاں پھر حضرت کے پاس پہنچے، دہلی چلنے کے لئے کہا، تو حضرت نے فرمایا میری طبیعت بہتر ہے اور میں اب آرام کروں گا، ڈاکٹر کی رپورٹ جھوٹی ہے۔

مولانا عسجد میاں، برادرم دانش رضا اور راقم السطور رات بھر نہیں سوئے، فکر دامن گیر رہی، رات تقریباً ڈیڑھ بجے ڈاکٹر انیس بیگ اور ڈاکٹر شردا گروال سے مولانا عسجد میاں نے بات کی، انہوں نے دوسرے دن ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرانے کا مشورہ دیا، ۲۶ رجولائی ۲۰۱۵ء صبح ۶ ربجے جانچ کرنے کے لئے رامپور گارڈن سے دو صاحبان آگئے، چیک کرنے کے لئے خون لے گئے۔ دس بجے برادرم دانش رضا رپورٹ لینے کے لئے پہنچے، رپورٹ میں کچھ واضح نہیں ہو رہا تھا، پھر ڈاکٹر انیس بیگ آگئے، اور اپنے ہاسپٹل میں چلنے کا مشورہ دیا، گیارہ بج کر ۴۵ رمنٹ پر حضرت سوداگران سے "بیگ ہاسپٹل" کے لئے روانہ ہوئے، ہاسپٹل میں حضرت کے پہنچنے کی خبر نے شہر میں ہلچل مچا دی، گلی کوچے ہاسپٹل کے درو دیوار انسانی سیلاب سے بھر گئے تھے۔ حضرت کے گرد اکا

اکسرا ہوا۔شوگر، بلڈ پریشر وغیرہ کی جانچیں ہوئیں، ایک دن اور ایک ہاسپٹل میں گزار کر ۲۷ر جولائی کو بارہ بجے گھر واپس تشریف لائے۔ڈاکٹر شردا گروال نے نبض کی تشخیص اور جانچ رپورٹوں کے بعد بتایا کہ حضرت کی طبیعت میں کافی سدھار ہوا ہے اور طبیعت بہت بہتر ہے۔(کرامات تاج الشریعہ،ص ۷۸)

ظاہری حالت میں دورہ کر دیدار اور جنات سے حفاظت:

۲۷ر جولائی ۲۰۱۵ء کو میں اپنی آفس میں بیٹھا ہوا تھا،حضرت سے ملنے والوں کا بے پناہ ہجوم تھا،اسی درمیان تین یا چار شخص کافی لمبے تڑنگے آفس میں داخل ہوئے،سلام ودعا کے بعد کہنے لگے،کہ آپ نے مجھے پہچانا؟ میں نے کہا کہ ہاں چہرہ پہچان رہا ہوں،مگر نام یاد نہیں آرہا ہے،ان میں ایک بزرگ شخصیت تھی،سفید داڑھی تھی،نورانی چہرہ اس پر سفید کپڑا اور سر پر سفید رومال وٹوپی نے چہرہ کو نہایت بارونق بنا دیا تھا۔انہوں نے جیب سے مجلد ایک چھوٹی سی پاکٹ سائز کی کتاب کو میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ دیکھئے یہ کیا ہے؟ میں نے دیکھا تو وہ شجرہ شریف تھا،اندر کھولا تو موصوف کا نام میرے ہاتھوں سے حاجی احمد علی قادری رضوی جموں کشمیر لکھا ہوا تھا،وہ ۲ر فروری ۲۰۰۷ء کو حضرت سے داخل سلسلہ ہوئے تھے۔

حاجی احمد علی رضوی کے ہمراہ مولانا دل محمد رضوی مرحوم کے صاحبزادے محمود احمد رضوی، ایڈوکیٹ ہائی کوٹ جموں کشمیر بھی تھے۔حاجی صاحب نے اپنے صاحبزادے آفتاب احمد کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ ان کو مرید کرانے کے لئے لایا ہوں، بولے کہ واقعہ یہ ہوا کہ اس کے اوپر جنات کے اثرات ہیں،اکثر حاضری ہو جاتی ہے۔

ایک بار جنات اس کے اوپر حملہ آور ہو گئے، میں گھبرا گیا میں کیا کروں، کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ دفعتاً میری زبان سے یہ آواز نکلی کہ ''تم جانتے ہو کہ میری سرپرستی کون کر رہے ہیں اور میں کس بزرگ کا مرید ہوں'' کہ اتنے حضور تاج الشریعہ میری پشت کی طرف کھڑے تھے، کہ آفتاب احمد نے دیکھا اور وہ گھبرا گیا،اس کے اوپر جو جنات کے اثرات تھے،وہ کافور ہوتے نظر آئے،اس کے منہ سے یہ آواز سنائی دیتی رہی کہ اب میں نہیں آوں گا،اب میں نہیں آوں گا،آفتاب احمد کی خواہش ہوئی کہ جس پیر سے آپ مرید ہیں ان کے پاس مجھے لے چلئے، میں بھی انہیں سے مرید ہونا چاہتا ہوں، پہلے میں زیارت کروں گا پھر مرید ہوں گا۔حاجی صاحب حضرت کے نشست گاہ میں گئے،بغیر کچھ کہے آفتاب احمد کہنے لگے کہ یہی شخصیت ہے،جس کو میں نے دیکھا تھا،انہیں کی ہیبت وروحانی فیضان نے جن کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔پھر آفتاب احمد حضرت کے دست حق پرست پر مرید ہو گئے، چار لوگوں کو میں نے شجرہ شریف دیا اور بہت خوش ہو کر جموں کشمیر کے لئے روانہ ہو گئے،اللہ تعالیٰ ان کو اسی طرح پیرو مرشد کا فیضان نصیب فرمائے۔(آمین ثم آمین)(کرامات تاج الشریعہ،ص ۸۱

پلین کا لیٹ ہو جانا:

آوائل ۱۹۹۲ء کی بات ہے کہ راقم السطور حضرت کے ہمراہ بطور خادم پہلی بار لمبے سفر کلکتہ گیا،حضرت کا قیام

جناب محمد ایوب خاں رضوی مرحوم کے دولت کدے پر تھا، دودن کے قیام اور مختلف جگہوں پر اجلاس ودعوت وتبلیغ کے پروگرام میں شرکت کرنے کے بعد، شب ۳ بجے قیام گاہ پر واپسی ہوئی، حضرت نے فرمایا اب مختصر سا وقت بچاہے، نماز فجر پڑھ کر سو یا جائے، ایوب صاحب چائے لے کر حاضر ہوئے، اسی وقفہ میں حضرت نے مجھے کچھ لکھنے کا حکم فرمایا میں نے وہ مراسلہ تیار کیا، اتنے میں فجر کی اذان ہونے لگی۔ نماز جماعت سے پڑھی گئی ، پھر مسلسل سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے نیند فوراً ہی آگئی، ۱۱ر بجے بیدار ہوئے، پھر چلنے کی تیاری ہونے لگی، شام کو چار بجے کی فلائٹ دمدم ایر پورٹ سے دہلی کے لئے تھی، ناشتہ اور کھانا ایک ساتھ کیا، نماز ظہر گھر پر ادا ہوئی ،شب ہی میں فلائٹ کے دوٹکٹ ایوب مرحوم نے لاکر مجھے دیئے تھے، وہ ٹکٹ میں نے حضرت کے تکیہ کے نیچے رکھ دیئے تھے۔ اس خیال سے کہ چلتے وقت ''صدری'' کی جیب میں رکھ لونگا مگر میں بھول گیا۔ ایر پورت چلنے کی تیاری ہونے لگی، حضرت نے اپنی صدری مجھے عنایت فرماتے ہوئے کہا کہ اس کو تم پہن لو میں نے حضرت کی صدری پہن لی، اور اکثر دوران سفر حضرت کی صدری میں پہن لیا کرتا تھا، حضرت بہت کم صدری پہنتے تھے، مگر صدری ساتھ میں ضرور رکھتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس میں ضروری کاغذات، پاسپورت، ٹکٹ قلم اور دوا وغیرہ رکھے جاتے تھے، جب ایر پورٹ کے لئے چلنے لگے تو حضرت نے فرمایا کہ سب سامان رکھ لیا ہے، میں نے عرض کیا کہ حضور سارا سامان رکھ لیا ہے۔ حضرت مطمئن ہوئے، گاڑی میں بیٹھے کچھ ہی دور چلے تھے کہ پھر حضرت نے فرمایا کہ سامان چیک کر لیا ہے، میں نے پھر وہی جواب دیا کہ سب چیک کر لیا ہے۔ جب ایر پو رٹ کے قریب پہنچے تو حضرت نے فرمایا، کہ ایک ایک سامان چیک کیا ہے، میں نے عرض کیا کہ حضور ہاں، پھر حضرت نے فرمایا ٹکٹ کہاں ہے، بس اتنا کہنا تھا کہ فوراً یاد آیا، کہ ٹکٹ تو تکیہ کے نیچے ہی رہ گیا۔ صدری کے چاروں جیب چیک کیے مگر میں نے تو ٹکٹ رکھا ہی نہیں تھا، وہ بھول گیا تھا، دمدم ایر پورٹ بالکل قریب تھا، پلین کا وقت صرف آدھا گھنٹہ بچا تھا، میں فوراً ایوب رضوی کے ساتھ گھر واپس آیا، یہ وقت بہت ٹریفک کے رش کا ہو تا ہے، گھر گیا ایک گھنٹہ لگا، ادھر لوگ حضرت سے پلین کے تاخیر سے اڑنے کے لئے دعا کرانے لگے۔ جب میں ٹکٹ لے کر واپس پہنچا تو معلوم ہوا کہ دو گھنٹہ پلین لیٹ ہے، بہت آرام سے بورڈنگ کرایا۔ تب پتہ چلا کہ حضرت شروع ہی سے یاد دہانی کرا رہے تھے، اور یہ حضرت کی زندہ کرامت ہے کہ میں ٹکٹ بھی لے آیا، پلین لیٹ ہو گیا، بہت سارے لوگ تاخیر کی وجہ سے داخل سلسلہ بھی ہو گئے۔ یہ ہے اولیاء کرام کا مرتبہ، یہ ہے اہل اللہ کی شان۔ (۹ر اگست ر ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ) (کرامت تاج الشریعہ، ص ۸۲)

مسجد میں چندہ:

۱۹۹۷ء یا ۱۹۹۸ء کی بات ہے کہ صوبہ بہار کا راقم السطور نے حضرت کی طرف سے پروگرام دے دیا تھا، یہ تاریخیں

تقریباً دس دن کی تھیں، ہر ایک دن حضرت کے تین سے چار اجلاس ہوا کرتے تھے۔اور ایسا خاکہ تیار کیا تھا کہ جس جگہ سے حضرت چلیں گے اور جہاں تک جانا ہے، تو لب سڑک سے متصل جتنے بھی گاؤں اور قصبے ہوں گے سبھی جگہ ۱۵ منٹ حضرت رک کر بیعت وارشاد فرمائیں گے، اسی طرح ان دنوں میں درجنوں پروگرام ہو گئے۔اور درجنوں گاؤں ودیہات کے علاقوں میں حضرت کے قدوم میمنت لزوم پہنچ گئے، تقریباً آدھا صوبۂ بہار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہما کے فیضان سے مالا مال ہو گیا۔حضرت شہر کشن گنج سے بہادر گنج جاتے ہوئے مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی اور علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی مرحوم کے گاؤں تشریف لے گئے۔راستہ میں ایک صاحب غالباً مولانا مفتی ایوب مظہر قادری کے بھائی یا قریبی رشتہ دار ملے، وہاں سے آگے بڑھے ہوں گے کہ ایک مسجد یا مدرسہ کی تعمیر ہو رہی تھی چندہ کی اپیل کا بینر لگا ہوا تھا، معاً مجھے خیال آیا کہ یہ غریب مسلمانوں کا علاقہ ہے یہاں مدد ہونا چاہئے، میرے پاس اتنے روپئے بھی نہیں ہیں کہ میں فی الحال ان کی مدد کر دوں، میں اپنے خیال میں سوچتا جا رہا تھا، گاڑی تیز رفتاری کے ساتھ بڑھ رہی تھی، آگے ہی کچھ فاصلے پر قیام گاہ تھی۔قیام گاہ پر پہنچے، سامان گاڑی سے لاکر کمرہ میں رکھا، حضرت کچھ دیر آرام کرنے لگے، جب بیدار ہوئے فرمایا کہ تم اس وقت کیا سوچ رہے تھے، بیگ میں فلاں جگہ نذرانہ رکھا ہوگا، اس کو لے لو اور جا کر مسجد یا مدرسہ میں تعاون کر دو، یہ نہایت ہی اچھا عمل ہے۔اللہ ایسے لوگوں کو بہترین جزا دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور میں واقعی یہی سوچ رہا تھا کہ ان کی مدد ہونی چاہئے۔آپ نے کشف کے ذریعے میرے دل کا حال جان لیا ہے۔اب میں وہاں کے جو ذمہ دار ہوں گے، ان سے ملکر آپ کی طرف سے تعمیر مسجد میں چندہ دے دونگا۔پھر آپ نے فرمایا کہ جا کر تعاون کر و مگر نام کے اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔میں نے ایک موٹر سائکل والے کو ساتھ لیا اور اکیلے ہی چلا گیا۔متولی صاحب سے ملاقات ہوئی، میں نے صرف اتنا تعارف کرایا کہ میں بریلی شریف سے حاضر ہوا ہوں، فلاں جلسہ میں آیا ہوں، یہ دس ہزار روپیہ مسجد کی تعمیر میں بطور حاضر تعاون ہیں۔وہ بہت خوش ہوئے۔

حضرت دلوں کا حال جانتے ہیں۔اپنے مریدین وخدام کے جذبات واحساسات کی قدر کرتے ہیں۔یہی اولیائے کرام ومقربان بارگاہ الٰہی کی پہچان ہے۔(۷ر اگست ۲۰۱۵ء)(کرامت تاج الشریعہ، ص ۸۴)

کینسر سے نجات:

عزیزم عبداللہ رضوی ساکن محلّہ ملوکپور بریلی کسی کمپیوٹر کمپنی میں ملازمت کرتے ہیں۔ڈاکٹر نے آپ کو کینسر کا مرض بتا دیا۔بریلی سے دہلی پہنچے، یہاں جانچ کرا کر ٹاٹا کینسر ہاسپٹل میں جانچ کے لئے پہنچے، سبھی نے کینسر جیسے مہلک مرض کے ہونے کی بات کہہ دی۔موصوف فوراً اپنے پیر ومرشد حضور تاج الشریعہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زار وقطار رونے لگے، حضرت نے دریافت کیا کہ کیوں رو رہے ہو، خادم نے کہا کہ حضور ڈاکٹروں نے کینسر بتایا ہے، جانچ رپورٹ میں بھی کینسر کے نمایاں نشانات بتائے ہیں۔حضرت نے ڈاکٹر پر غصہ ہوتے

ہوئے فرمایا کہ ڈاکٹر جھوٹا اور ڈاکٹر کی رپورٹ جھوٹی پھر قریب آنے کا اشارہ فرمایا۔حضرت، بہت دیر تک عبداللہ رضوی پر پڑھ پڑھ کر دم کرتے رہے۔ابھی چند ماہ قبل راقم کو گھر جاتے ہوئے راستے میں مل گئے، میں نے معلوم کیا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے کہنے لگے کہ جس دن حضرت نے دم فرمایا اسی دن سے مجھے بڑی راحت ملی اور کینسر کا مرض کافور ہوگیا ہے۔اب جانچ رپورٹ میں بالکل ہی کینسر کا کہیں نام ونشان نہیں ہے یہ سب پیرومرشد کی دعا کا اثر ہے ورنہ میرے گھر والے یہ سمجھ رہے تھے کہ اب میری زندگی کے چند ہی ایام رہ گئے ہے مگر میرے پیرومرشد کی یہ زندہ کرامت کہ میں آپ کے سامنے صحیح وسالم کھڑا ہوں۔اور کمپنی بھی جوائن کرلی ہے،اور میں بہت اچھی سے کام کررہا ہوں۔(۲۲رستمبر ۲۰۱۵ء)(کرامت تاج الشریعہ،ص ۸۶)

نماز جنازہ کے بعد بارش:

شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں پیلی بھیتی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے مولانا احمد مشہود رضا کا ۱۹رستمبر ۲۰۱۵ءکو انتقال ہوگیا۔انتقال کی اطلاع حضور تاج الشریعہ کو کرائی گئی کہ مولانا مشہود رضا صاحب نے نماز جنازہ پڑھانے کے لئے حضرت کے نام وصیت کی تھی۔موجودہ وقت میں بریلی شہر سے پیلی بھیت کا راستہ وایا نواب گنج بہت خراب ہے،روڈ پر اینٹ پتھر کا کام چل رہا ہے نہایت خراب راستہ ہونے کے باوجود بھی حضرت نے نماز جنازہ پڑھنے کی منظوری عطا فرمادی۔

اسی خانوادہ کے جواں سال برادرم برکات رضا قادری برکاتی بن مولانا محمد میاں رضوی بن ملا لیاقت حسین خاں رضوی مرحوم محلّہ سرحہ بریلی شریف شریک نماز جنازہ تھے۔بریلی واپسی پر بیان کیا کہ میں نے کسی حدیث کی کتاب میں پڑھا تھا کہ نماز جنازہ کے بعد اگر بارش ہوجاتی ہے تو صاحب میت کی بخشش ہوجاتی ہے۔میں نے حضور تاج الشریعہ سے عرض کیا کہ حضور نماز آپ پڑھائیں گے ساتھ ہی بارش کی دعاء بھی فرمادیں تاکہ یہ رحمت کی برکت سے میرے ماموں احمد مشہود رضا صاحب مرحوم کی بخشش کا سامان فراہم ہوجائے۔حضرت نے ۲۵رہزار پر مشتمل افراد کی امامت فرمائی اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر بارش کے آثار نمایاں ہوگئے۔اور فوراً بارش ہونے لگی۔یہ ہے حضرت کے دعا کی مستجابیت اور صاحب میت کی نیکی کی دلیل۔اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت فرمائے آمین۔(۲۲رستمبر ۲۰۱۵ء)(کرامت تاج الشریعہ،ص ۸۷)

ایسی کیفیت کبھی نہیں دیکھی:

غالباً جنوری ۱۹۹۶ءکی بات ہے کہ راقم السطور حضرت تاج الشریعہ کے ہمراہ لدھیانہ (پنجاب) کے تبلیغی سفر پر تھا۔جناب عین الحق رضوی کی دعوت پر لدھیانہ پہلی بار حضرت کا جانا ہوا۔دن میں محلہ غیاث پورہ میں ایک مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا کہ شب میں جلسہ کا اہتمام تھا۔جلسہ میں تقریباً دو لاکھ انسانوں کا ہجوم تھا،ایسا لگتا تھا کہ جیسے پورا صوبہ پنجاب آج لدھیانہ میں جمع ہوگیا ہے۔حضرت تقریباً ایک بج کر کچھ منٹ پر جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔نعروں کے پرہجوم شور نے حضرت کے مزاج کو برہم کردیا،پھر میں نے حضرت کا مزاج بنایا اور عوام کو خاموش کیا۔ہر مقرر وشاعر حضرت کی شان میں منقبت پڑھتا تھا۔حضرت نے منع فرمایا کہ

میری قصیدہ خوانی کے بجائے اسلام وسنیت پر تقریر کریں اور شعراء نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں۔ اختتام اجلاس سے قبل ۷۵ ہزار فرزندان توحید نے حضرت کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ دیکر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی غلامی کا پٹہ ڈالنے کا عہد و پیمان کیا۔

وہیں پر چند وہابی دیوبندی بھی جلسہ سننے اور حضرت کا دیدار کرنے آئے تھے۔ حضرت کو دیکھتے ہی ممبر پر آ گئے۔ کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان کی طرف متوجہ ہوا، کہنے لگے ہم لوگ مولوی قاسم نانوتوی کے قصبہ نانوتہ کے رہنے والے ہیں، یہاں ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں۔ حضرت جیسی نورانی شخصیت آج تک ہم نے نہیں دیکھی ہے۔ اور آج ہم نے سنی و دیوبندی کا فرق سمجھا ہے، اس لئے اب ہم حضرت کے ہاتھ پر توبہ ورجوع الی اللہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں فوراً حضرت کے پاس لے گیا، پورا واقعہ بیان کیا۔ حضرت نے توبہ وتجدید ایمان کرایا۔ داخل اسلام وسنیت فرما کر مرید کیا۔ غالباً پانچ لوگ تھے۔ یہ ہے حضرت کے چہرہ زیبا کی ضوفشانیاں جن کی نورانی شعاؤں سے نظریں خیرہ ہو جاتی ہیں، اور دل دماغ کی سلطنت بدل جایا کرتی ہے۔ (کرامات تاج الشریعہ، ص ۸۸)

بیک وقت دو جگہ موجود ہونا:

۲۰۱۳ء میں حضور تاج الشریعہ کے ہمراہ صاحبزادہ مولانا عسجد رضا قادری مہتمم جامعۃ الرضا بریلی شریف ساؤتھ افریقہ کے علاوہ دار السلام، تنزانیہ، ہرارے، زمبابوے اور ملاوی وغیرہ کے تبلیغی سفر پر تشریف لے گئے تھے۔ واپسی پر ملاوی کا ایک واقعہ جو حضرت کی زندہ وجاوید کرامت سے منسوب ہے، راقم سے بیان کیا۔ کہ جمعہ کا دن تھا محمد اسلم مرزا رضوی میرے پاس بے تابانہ آئے اور بغل گیر ہو گئے، اور کہنے لگے کہ آپ نے نماز کہاں پڑھی، میں نے بتایا کہ فلاں مسجد میں پڑھی، وہاں حضرت نے نماز جمعہ ادا کرائی، اسلم مرزا نے نماز جمعہ کسی دوسری مسجد میں پڑھی تھی، یہاں عین نماز جمعہ حضرت تاج الشریعہ کی زیارت اور مصافحہ ودست بوسی بھی کی تھی، اسلم مرزا صاحب کا اپنی مسجد میں زیارت کرنا اور حضرت کا کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھانا، واقعی کسی عظیم کرامت سے کم نہیں ہے۔ کسی مجلس میں کسی نے کہا کہ حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ بیک وقت ستر جگہ جلوہ نمائی کر سکتے ہیں، تو ان کے جانشین وخلیفہ بیک وقت دو جگہ کیوں نہیں ہو سکتے۔ اسلم مرزا صاحب حضرت کی کرامت دیکھ کر فوراً گھر گئے اور اپنے بیوی و بچوں کو لا کر حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کرا دیا اور انہوں نے یہ اپنا چشم دید واقعہ تمام لوگوں سے بیان کر کے حیرت میں ڈال دیا۔ وہ کہتے ہیں اس دن سے میری عقیدت ومحبت میں ہزار درجہ اضافہ ہو گیا۔ (کرامات تاج الشریعہ، ص ۹۵۔ ۵ ر اکتوبر ۲۰۱۵ء)

حضور تاج الشریعہ کی کرامتیں تو بے شمار ہیں ان کو اکٹھا کرنے میں کافی وقت درکار ہے، وقت کی قلت کی وجہ سے اسی پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فیضان تاج الشریعہ و بزرگان دین سے ہم سب کو مالا مال فرمائے (آمین)

استاذ نور الاسلام ہائی اسکول، گوونڈی ممبئی

مقام تاج الشریعہ اور اکابرین اہل سنت

مولانا شارب ضیا مصباحی

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتیٔ اعظم ہند، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، مفکر اسلام، حضرت علامہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان قادی ازہری علیہ الرحمہ والرضوان علم وعمل فضل وکمال زہد وورع اور طہارت وتقدس میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی، اپنے جد امجد حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خان اور تاجدار اہلسنت مفتی اعظم عالم اسلام رضوان اللہ علیہم کے قائم مقام اور سچے جانشین تھے۔آپ بیک وقت محدث، مفسر، محقق، اصولی، ناقد، مورخ، مصنف، مولف، مترجم، شارح، مدبر، مفکر، شاعر، ادیب، مقرر، نحوی، صرفی، منطقی، مبلغ، اور داعی جیسے کثیر جلیل القدر اوصاف وکمالات سے متصف تھے۔آپ کا مقبول اعاجم واعارب اور مرشد اکابر واصاغر ہونا آپ کے ممتاز ترین اوصاف میں ہیں۔آپ کے مداح پورے عالم اسلام میں موجود ہیں۔دنیا بھر سے متوسلین، مندوبین، اور معتقدین نے آپ کے وصال پر ملال پر غم وتعزیت کا اظہار کیا اور کروڑوں کی تعداد میں شریک جنازہ ہوکر اپنے اعتقاد وانتساب کا اظہار کیا۔اور دانشوران اہلسنت نے آپ کو موجودہ دور کا سب سے بڑا عالم ومفتی تسلیم کیا ہے۔اس لیے سردست ہم نے آپ کی عظمت وشان، زہد وتقویٰ، علم وحکمت اور تبلیغ وارشاد سے متعلق اکابرین کے کہے گئے اور لکھے گئے تاثرات میں سے چند تاثرات نظر قارئین کرنے کی کوشش کی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم فتوی نویسی کے کام کو انجام دو میں دار الافتاء تمہارے سپرد کرتا ہوں اور آپ نے موجودہ لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں'' (حیات تاج الشریعہ ص ۱۷،۱۸)

(۲) حضور احسن العلماء مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے عرس قاسمی ۱۹۸۴ء کی تقریب میں جانشین مفتی اعظم ہند کا استقبال قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندباد کے نعرہ سے کیا مجمع کثیر میں جانشین مفتی اعظم کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی تمام خلافت واجازت عطا فرمائی (ایضا ص ۶۰۰)

(۳) خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ متوطن پاکستان نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہندوپاک میں ہماری مرکزی شخصیت حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

کی ہیں جو نائب مفتی اعظم ہند کے نام سے پہچانے جاتے ہیں۔

(۴) حضرت علامہ سید فخر الدین اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ فرماتے ہیں کہ عظیم روحانی خانوادے کے چشم و چراغ طریقت وشریعت کے علم بردار فقیہ عصر حامل زہد وتقویٰ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ ومولٰنا تاج الشریعہ الحاج اختر رضا خان صاحب قبلہ ملقب بہ ازہری میاں دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات ستودہ صفات ہے جو علم وعمل زہد وتقوی، شرم وحیاء، صبر وقناعت، صداقت واستقامت، وغیرہ عظیم صفات حسنہ سے متصف ہیں۔ یہ عصر حاضر کی وہ عظیم ہستی ہیں جس سے عوام وخواص یکساں طور پر مستفید ہورہے ہیں۔ (تجلیات تاج الشریعہ ص ۲۴۹)

(۵) حضرت مولانا سید اویس مصطفی واسطی بلگرام شریف نے فرمایا کہ فقیر قادری کو جانشین مفتی اعظم ہند علامہ ازہری میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بارہا ملاقات کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے یہ ملاقات وارابطے دیرینہ تعلقات کے باعث ہیں جو خانقاہ بلگرام و بریلی میں ہمیشہ سے رہے ہیں موصوف کو خانقاہ رضویہ میں وہ مقام حاصل ہے کہ تاج الشریعہ اور قاضی القضاۃ جیسے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں (تجلیات تاج الشریعہ ص ۱۰۲)

(۶) حضرت سید شاہ فضل المتین چشتی صاحب قبلہ گدی نشین اجمیر معلیٰ فرماتے ہیں کہ تاج شریعت مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ذات بابرکات علمی، دینی، روحانی، اور سماجی خدمات کے حساب سے ایک مثال ہے۔ یہ اس وقت کی ایک اہم قابل ذکر اور قابل قدر شخصیت ہیں اور ایسے حلقے کے سربراہ ہیں جس کے ذکر کے بغیر ہمارے عہد کی دینی، مسلکی اور فقہی تاریخ مکمل ہو نہیں سکتی۔ یہ بذات خود شخصی اعتبار بلند مرتبت ہیں (ایضاص ۳۵)

(۷) فضیلت الشیخ العلامہ محمد عمر بن سلیم المہدی الدباغ مدظلہ العالی بغداد شریف تاج الشریعہ برکاتہم العالیہ وصدر العلماء کی تعریف وتوصیف بڑی عقیدت مندانہ انداز میں فرماتے تھے۔ شیخ صاحب نے سرکار تاج شریعہ کی شان میں عربی زبان میں منقبت بھی لکھی اور آپ نے حضور تاج شریعہ سے سند الحدیث والافتاء اور اجازت وخلافت لی۔ (ایضاص ۵۹۵)

(۸) (الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارک پور کی عزیز المساجد میں منعقدہ تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سربراہ اعلیٰ حضرت علامہ عبد الحفیظ صاحب قبلہ شہزادۂ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے کہا کہ سرکار تاج الشریعہ خانوادہ اعلیٰ حضرت کے روشن چراغ ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے عاشقوں کے دلوں کی دھڑکن تھے اور آپ کی شخصیت انتہائی متاثر کن تھی جو بھی آپ پر نظر ڈالتا وہ آپ کا دیوانہ ہوجاتا یہی وجہ ہے کہ آج پورے عالم اسلام میں آپ کے کروڑوں عقیدت مند پھیلے ہوئے ہیں

-

(۸) صدر العلما، خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے فرمایا کہ صد حیف! میر کارواں جا تا رہا، تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک شہر یا ایک ملک کا غم نہیں بلکہ آپ کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے۔ جامعہ اشرفیہ کی تاریخ میں کبھی بھی اور کسی بھی ذات کی رحلت پر دو دن کی

تعطیل نہیں ہوئی ،سرکار تاج الشریعہ کی رحلت پر پہلا موقعہ ہے کہ جامعہ میں دو دن کی تعطیل رہی تمام طلبہ،اساتذہ اور جامعہ کے ارباب انتظام وانصرام شریک جنازہ ہوئے کیوں نہ ہوں اس لیے کہ تاج الشریعہ اہل سنت کے میر کارواں تھے۔

(۹) الجامعۃ الاشرفیہ میں منعقدہ تعزیتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صدر المدرسین وصدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور نے کہا کہ آج عالم اسلام کے لیے بڑے ہی قلق اور قلبی اضطراب کی بات ہے کہ ہم سے قاضی القضاۃ فی الہند علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری رخصت ہوگیے۔آپ کی علمی وروحانی شخصیت خانوادہ اعلیٰ حضرت کی معروف ترین ذات تھی ،آپ نے مفتی افضل حسین مونگیری اور مفتی اعظم ہند سے با قاعدہ افتاء کی تربیت لی آپ کی عربی،اردو،انگریزی تصانیف،عربی واردو تراجم،سیمیناروں کے مقالات اور فقہی وعلمی شہ پارے ایک عظیم یادگار ہیں، جو رہتی دنیا تک لوگوں کے لیے مشعل راہ بنی رہیں گی۔

(۱۰) مرکز الثقافۃ السنیہ کے بانی ومہتمم حضرت شیخ ابوبکر مسلیار دامت برکاتھم العالیہ نے درس بخاری منعقدہ ۲۳ جولائی بروز پیر ۲۰۱۸ء کے موقعہ پر وارث علوم اعلیٰ حضرت مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری کی رحلت پر اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ تاج الشریعہ کی رحلت علمی ،ودعوتی خسارہ ہے،آپ کی شخصیت عالم اسلام کے علمائے کرام اور سواد اعظم اہل سنت کے اکابرین کے درمیان قابل احترام تھی ،آپ دنیائے سنیت کے عظیم رہنما اور افکار رضا کے امین وپاسبان تھے،شیخ نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے کہا کہ ازہری میاں ماضی قریب اور موجودہ وقت کے سب سے بڑے عالم ومفتی تھے۔

(۱۱) شیخ الاسلام مفسر قرآن حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ نے فرمایا کہ مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب کی رحلت بلاشبہ علمی وروحانی دنیا میں عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشدوہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں یقیناوہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔اللہ تعالیٰ ازہری صاحب کے ذریعہ دین وسنیت کی راہ میں کی گئی ہر چھوٹی بڑی خدمات قبول فرمائے۔آمین!

(۱۲) خانقاہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین عالمی شہرت یافتہ بزرگ حضرت سید نجیب حیدر میاں نوری صاحب قبلہ نے کہا کہ مفتی اعظم ہند قاضی القضاۃ فی الہند علامہ مفتی اختر رضا خان المعروف ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے،جس سے علم فقہ کا ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا،ازہری میاں ان عظیم شخصیات میں ایک تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے بیشمار محاسن وکمالات سے سرفراز فرمایا،آپ عظیم فقیہ ومحقق اور اعلیٰ حضرت کے علوم کے سچے وارث تھے آپ مارہرہ مطہرہ کے افکار ونظریات کے بے باک ترجمان اور مفتی اعظم ہند کی علمی وروحانی وراثتوں کے سچے امین اور جانشین تھے۔آپ کی فکری وعلمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔عربی اردو زبان میں آپ کی تحریر کردہ متعدد کتابیں ان پر شاہد ہیں۔

(۱۳) انٹرنیشنل داعی، عالمی شہرت یافتہ خطیب مفکر اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی جنرل سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن نے لندن میں حضور تاج الشریعہ کی رحلت پر ایک تعزیتی پروگرام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ وصال عام طور پر کسی کے

جانے کا نام ہوتا ہے مگر تاج الشریعہ کا وصال امت مسلمہ کی حیات کا نام ہے ایک نئی بیداری کا نام ہے ایک نئے انقلاب کا نام ہے آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ ایک شخص کے احترام میں کئی کروڑ افراد جمع ہو سکتے ہیں، یہی افراد اگر کبھی جمع ہو جائیں باطل قوتوں کے خلاف تو باطل کی تمام قوتیں سرخمیدہ ہو جائیں گی، یہ کارنامہ انجام دیا ہے تاج الشریعہ نے اپنے انتقال کے ذریعہ سے۔ میں عہد شباب سے جانتا ہوں میں اس محفل میں کم از کم اس سعادت کا حامل ہوں کہ زمانہ طالب علمی سے لیکر آخری انجام تک میں نے ان کا مشاہدہ کیا ہے ان کا بچپن دیکھا ہے، دورہ طالب علمی دیکھا ہے تین سال مجھ سے بڑے تھے اور علم و ہنر کے تو بہت بڑے تھے کہاں وہ اور کہاں میں، بہت عظیم تھے وہ، وہ تو رخصت ہو گئے مگر ایک زندگی دے گئے اپنی قوم کو اہل سنت کو اور امت مسلمہ کو۔ بہت سے لوگ خانقاہوں کے اعتبار سے مختلف اداروں کے اعتبار سے اختلاف کی بات کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہندوستان کے سنی منتشر ہو گئے ہیں اب متفق نہیں ہو پائیں گے، ان کو متحد کرنا بڑا مشکل کام ہے لیکن متحد کر دیکھا یا حضرت کے جنازے نے، کہ جنازے میں بریلی بھی تھا، مارہرہ بھی تھا، کچھوچھہ مقدسہ بھی تھا، بدایوں بھی حاضر تھا، آج ناگ پور بھی تھا، پیلی بھیت بھی تھا، سبھی تھے، بلکہ پورا عالم اسلام تھا۔ وہ ہمیں متحد کر گئے مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ ان کا بخشا ہوا یہ اتحاد ہمیشہ قائم رہے گا۔

(۱۴) آبروے صحافت حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی نے جامعہ قادریہ دارالقلم دہلی میں اظہار تعزیت اور دعائے مغفرت کی منعقدہ محفل کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کبھی کبھی محاورے بھی بولنے لگتے ہیں جیسے آج طویل علالت کے بعد خانوادۂ رضا بریلی شریف کے دینی و علمی چشم و چراغ اور عالم اسلام کے علمائے کرام، مشائخ طریقت اور سواد اعظم اہلسنت کے دینی پیشوا حضرت علامہ اختر رضا خان ازہری بریلوی کے وصال پر سب کی زبان سے بے ساختہ یہی نکل رہا ہے کہ علم و عمل اور شہرت و مقبولیت کا جہان اٹھ گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ تاج الشریعہ خانوادۂ رضا میں افکار رضا، علوم رضا اور کردار رضا کے امین و پاسبان تھے اس طرح حضرت تاج الشریعہ کا وصال ملک و ملت اور سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے لیے نا قابل تلافی نقصان عظیم ہے۔

(۱۵) خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مفتی سید شاہد علی حسنی محدث رام پوری فرماتے ہیں کہ عصر حاضر میں اعلیٰ حضرت کے علوم و فنون کے سچے وارث، حجۃ الاسلام و مفتی اعظم ہند کے صحیح جانشین، روحانیت کے تاجدار، رضویت کے امین، تاج الشریعہ، فقیہ اسلام، قاضی القضاۃ فی الہند، محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔ جو اہل سنت و جماعت کی عالمی سطح پر علمی، دینی، اعتقادی اور فکری قیادت و رہبری فرما رہے ہیں جن کے آفتاب شہرت و اقبال کی کرنیں سارے عالم کو روشن و منور کر رہے ہیں۔ (حیات تاج الشریعہ جدید اضافہ ص ۱۲)

(۱۶) حضرت ڈاکٹر علامہ مفتی ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی علیگ نے فرمایا کہ "میرے آقا حضرت علامہ شاہ اختر رضا قادری قدس سرہٗ جیسے مرشد برحق چلے گئے، جہان رشد و ہدایت تاریک ہو گیا۔ تاج الشریعہ رخصت ہوئے، شریعت کے ایوان سونے ہو گئے۔ بدر الطریقہ روپوش ہو گئے، طریقت کا آفتاب گہنا گیا۔ ایک عارف باللہ وصال محبوب سے شادکام ہوا، بادۂ

عرفان کی سرمستی جاتی رہی۔ایک قاضی القضاۃ نے رخ موڑ لیا،دار القضا کی رونق چلی گئی۔فخر ازہر نے جہان فانی کو الوداع کہا،جامعات کے ایوانوں میں ماتم بپا ہے۔شیخ الاسلام والمسلمین دنیا سے اٹھ گئے،سارا جہان سنیت سوگوار ہے۔

ع تم کیا گئے کہ رونق دنیا چلی گئی

حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی جامع کمالات ومحاسن شفیق ہستی اپنے ساتھ بہت سی خصوصیات لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئی اور اپنے کروڑوں چاہنے والوں کو روتا بلکتا چھوڑ گئی۔حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کا ایک نادر وجود با مسعود تھا جس کے گرد فرزندان توحید اور عاشقان ماہِ رسالت پروانہ وار نثار ہوا کرتے تھے۔وہ جدھر تشریف لے جاتے،دیوانوں کی بھیڑ لگ جاتی۔جس سمت رخ فرماتے،میکدۂ عرفان ومحبت آباد ہو جاتا۔جس جگہ تشریف رکھتے،ایک خیابان محبت آباد ہو جاتا۔یہ شاعرانہ استعارہ آپ کے مقدس وجود پر پورے طور سے صادق آتا ہے ؎

ان کا سایہ اک تجلی،ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر گزرے،ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

(۱۷) حضرت علامہ سید عرفان مشہدی مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ دور حاضر میں اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام،مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین،افکار رضا کے کھرے وارث قائد ملت حضور تاج الشریعہ مفتی اعظم علامہ الشاہ اختر رضا خان قادری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ ہیں۔(تجلیات تاالشریعہ ص ۴۶)

(۱۸) حضرت علامہ سید شاہ مظفر حسین قادری صاحب قبلہ متوطن پاکستان فرماتے ہیں الحمد للہ میرے شیخ تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ نے اس وقت فتاوی رضویہ کی تین جلدیں مکمل عربی میں کر دی ہے اور عربی بھی وہ جس پر مصری بھی نثار ہو جائیں۔تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کا آج کوئی نظیر نہیں نہ تقویٰ میں کوئی نظیر نہ علم میں کوئی نظیر۔

(۱۹) عالمی شہرت یافتہ اسلامی اسکالر،شوشل میڈیا پر دھوم مچانے والی انٹرنیشنل شخصیت مفکر اسلام حضرت علامہ پیر ثاقب رضا مصطفائی پاکستان نے دار العلوم امجدیہ کراچی میں منعقدہ محفل سوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری میاں عکس اعلیٰ حضرت تھے۔آپ مفتی اعظم ہند کے علوم وتقوی کے وارث اور افتخار روزگار تھے۔آپ کا پاکیزہ وجود امت مسلمہ کے لیے ابر بہار کا درجہ رکھتا تھا۔آپ لاکھوں لوگوں کے لیے صحت عقیدہ کی ضمانت ٹھہرے اور وابستگان سلسلہ کی روحانی تربیت اور فکری تطہیر کی لیے عمر بھر کوشاں رہے۔آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدمت دین متین میں بسر ہوا۔آپ کے سانحہ ارتحال سے پیدا ہونے والے خلا کبھی پر نہیں ہوگا۔آپ کے دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے بلندی درجات کی دعا کرتا ہوں اللہ جل شانہ آپ کی تربت انور پر رحمات اور برکات کا سایہ ہمیشہ ضوفگن رکھے اور ہمیں آپ کے نقوش پا کی برکتیں نصیب کرے۔آمین بحرمت طہٰ ویٰسین۔

(۲۰) مسجد فتح پور دہلی کے شاہی امام حضرت مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی نے کہا کہ حضرت ازہری کے انتقال کی خبریں سن

کر بالکل یقین نہیں ہورہا ہے کہ علم وحکمت کا کوہ ہمالہ ہمارے مابین نہ رہا۔ جب سے یہ خبر کانوں میں پڑی ایک ہی جملہ گردش کر رہا ہے کہ آپ کا انتقال ''موت العالم موت العالم کے مصداق ہے۔

(۲۱) معروف علمی وادبی شخصیت حضرت علامہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن شرر مصباحی نے کہا کہ ہماری نظر میں موجودہ دور میں تاج الشریعہ ہی علوم اعلیٰ حضرت کے سچے اور حقیقی نمائندہ تھے۔ دین وشریعت اور علم وادب اور نعتیہ شاعری میں ان کے واقعی جانشین تھے۔

(۲۲) غیاث ملت حضرت سید غیاث الدین قادری ترمذی صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ کالپی شریف فرماتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتھم العالیہ کی جامع تصوف شخصیت ظاہر وباہر ہے آپ کی علمی، فقہی، مسلکی، ملی، تصنیفی اور روحانی خدمات نے آپ کو عالم اسلام کا آفاقی شخصیت بنادیا ہے جسے کوئی انصاف پسند جھٹلا نہیں سکتا، آج بھی حضور تاج الشریعہ جملہ سنیوں کے آئیڈیل ہیں۔ (تجلیات تاج الشریعہ۔ ص، ۳۳)

(۲۳) الجامعۃ الرضویہ کلیان مہاراشٹر کے مہتمم وسربراہ اعلیٰ حضرت علامہ ومولانا محمد مسعود رضا قادری نے اپنے جامعہ میں منعقدہ عرس چہلم حضور تاج الشریعہ کے موقع سے فرمایا ''حضور تاج الشریعہ کی ذات وہ عظیم ذات تھی کہ جن کے وجود سے زمانے کے بہت سے فتنے دبے رہے اور سر اٹھانے کی جرأت نہ کرسکے، اب نہ جانے جماعت اہلسنت کا نگہبان اور مسلک رضا کا پاسبان کون ہوگا، اس خلا کا پر ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔] منعقدہ 4 نومبر 2018[

اس طرح بے شمار ارباب علم ودانش نے سرکار تاج الشریعہ کی شان وعظمت کی گیت الاپا ہے اور آپ کے علمی جلال کے قصیدے پڑھے ہیں جن میں ترکی صدر طیب اردگان ،شہزادہ غوث اعظم سید ڈاکٹر عبدالعزیز الخطیب الحنی والحسینی بغداد شریف، الشیخ عثمان بن عمر الشافعی الصومالی، مولانا الیاس عطار قادری، مناظر اہلسنت مفتی حنیف قریشی، مفتی اجمل رضا قادری، مفتی اکمل صاحب عطاری، شیخ حسن حسیب الرحمٰن پاکستان۔ مناظر اہل سنت مفتی محمد ذوالفقار علی رشیدی مصباحی بانی جامعۃ الزہرا للبنات اتر دیناج پور بنگال ،مفکر اسلام علامہ مجاہد حسین مصباحی صدر المدرسین دار العلوم غریب نواز ومفتی محمد شعیب عالم نعیمی صدر افتاء دار العلوم یادگار حبیب الہ آباد، رضوی کتاب گھر دہلی کے مالک حافظ قمر الدین صاحب، مفتی شمس الہدیٰ مصباحی، مفتی معراج القادری مصباحی، مفتی صدر الوریٰ قادری مصباحی، مفتی ناظم علی مصباحی، مفتی مسعود احمد مصباحی، مفتی زاہد علی سلامی جامعہ اشرفیہ مبارک پور۔ سید فضل اللہ چشتی چیئرمین فلاح فاونڈیشن دہلی، مفتی محمد عارف حسین قادری مصباحی صدر شعبہ افتاء سراج العلوم جاج مئوکان پور، ماہر رضویات مولانا ابوالحسن علی رضوی حیدرآباد، مولانا ظفر الدین برکاتی مصباحی مدیر اعلیٰ ماہنامہ کنز الایمان دہلی، مولانا ارشاد نعمانی دہلی، مولانا غلام مختار قادری، مولانا نور عالم نوری مصباحی، مفتی غلام سرور مصباحی، مولانا احمد رضا مصباحی، مولانا احمد رضا ثقافی جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم بنگلور خصوصا قابل ذکر ہیں۔ ان جیسے لاکھوں افراد ہیں کہ جنھوں نے سرکار تاج الشریعہ کے مقام ومرتبت کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے آپ کو مداحان تاج الشریعہ میں شمار کرایا ہے۔ ☆☆☆☆☆☆

قادری مدینۃ العلوم، ڈی جے ہلی، بنگلور

تم کیا گئے کہ رونق دنیا چلی گئی

مفتی ڈاکٹر ارشاد احمد رضوی ساحل شہسرامی [علیگ]

سر و سیمینا بصحرا می روی نیک بدعہدی کہ بے ما می روی
اے تماشا گاہ عالم روئے تو تو کجا بہر تماشا می روی

میرے آقا حضرت علامہ شاہ اختر رضا قادری قدس سرہٗ جیسے مرشد برحق چلے گئے، جہان رشد و ہدایت تاریک ہو گیا۔ تاج الشریعہ رخصت ہوئے، شریعت کے ایوان سونے ہو گئے۔ بدر الطریقہ روپوش ہو گئے، طریقت کا آفتاب گہنا گیا۔ ایک عارف باللہ وصال محبوب سے شادکام ہوا، بادۂ عرفان کی سرمستی جاتی رہی۔ ایک قاضی القضاۃ نے رخ موڑ لیا، دار القضا کی رونق چلی گئی۔ فخر ازہر نے جہان فانی کو الوداع کہا، جامعات کے ایوانوں میں ماتم بپا ہے۔ شیخ الاسلام والمسلمین دنیا سے اٹھ گئے، سارا جہان سنیت سوگوار ہے۔ ع تم کیا گئے کہ رونق دنیا چلی گئی

حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کی جامع کمالات و محاسن شفیق ہستی اپنے ساتھ بہت سی خصوصیات لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئی اور اپنے کروڑوں چاہنے والوں کو روتا بلکتا چھوڑ گئی۔ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کا ایک نادر وجود با مسعود تھا جس کے گرد فرزندان توحید اور عاشقان ماہ رسالت پروانہ وار نثار ہوا کرتے تھے۔ وہ جدھر تشریف لے جاتے دیوانوں کی بھیڑ لگ جاتی۔ جس سمت رخ فرماتے میکدۂ عرفان و محبت آباد ہو جاتا۔ جس جگہ تشریف رکھتے ایک دنیا یان محبت آباد ہو جاتا۔ یہ شاعرانہ استعارہ آپ کے مقدس وجود پر پورے طور سے صادق آتا ہے۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ وہ جدھر گذرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

یہ سراپا سعادت وجود ایک گل تازہ تھا جس کی خوشبو سے کروڑوں دلوں کی دنیا مشک بار ہے۔ آپ گلوں کے درمیان خود ہی کھلتا ہوا گلاب لگتے تھے۔ آپ جیسی دلکشی، ایمانی رونق، روحانی بہجت اور بے پناہ مقبولیت نصف صدی کے اندر دیکھنے کو نہ ملی۔ نہ جانے کتنے لوگ صرف آپ کی ایمانی طلعت کو دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہو گئے، بدمذہبی سے تائب ہوئے اور صلاح و تقویٰ کی روش اختیار کی۔

حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کا یہ ناکارہ اسیر ۵؍ فروری ۱۹۸۷ء سے شرف نیازمندی و بیعت رکھتا ہے۔ ویسے آپ سے اور آپ کے خانوادۂ کریمہ سے عقیدتوں کا رشتہ موروثی ہے۔ تیس سال سے زائد عرصہ پر پھیلا ہوا ادب و نیاز کا یہ سلسلہ اپنے

دامن میں یادوں کا ایک جہان رکھتا ہے۔ جلوت وخلوت، سفر وحضر، سیمیناروکانفرنس، مساجد اور ائیر پورٹس، علمی مباحثوں اور نجی مجلسوں میں حضرت تاج الشریعہ کو دیکھنے، سننے اور آپ سے مستفیض ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے ہر جگہ آپ کو مرد خدا پایا جن کا ایک گام بھی طریق مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا سے سر مو بھی انحراف نہیں کرتا۔ دنیا طلبی، جاہ پسندی، ذخیرہ اندوزی، افرادی قوت کا غرور، بغض وحسد، یاوہ گوئی، غیبت پسندی، عصبیت اور گروہ بندی، بخالت واسراف، اضاعت وقت جیسے رذائل نفس سے آپ کو بُرے پایا۔ خلوص وللّٰہیت، سادگی اور صداقت، حق پسندی اور حق نوازی آپ کا وطیرہ تھی۔ آپ کے شب وروز دین مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت کے لئے وقف تھے۔ یادِ حق آپ کا وظیفہ اور عشق رسالت آپ کا سرمایہ تھا۔

مرشد کریم حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کے حوالے سے یادوں کا ایک کارواں ذہن ودماغ کی شاہراہ پر رواں دواں ہے۔ آپ کی مقناطیسی جامع کمالات شخصیت یاد آتی ہے اور دل کی دنیا زیر وزبر ہونے لگتی ہے۔ دل ودماغ قابو میں نہیں رہتے۔ آپ کی حیات اقدس کے کس کس گوشے کو یاد کیا جائے۔ آپ کی شفقتوں کا بادل سب پر جھوم کے برستا تھا۔ آپ کی پدرانہ شفقت ہی تھی کہ آپ کے گرد وپیش رہنے والے زیادہ تر آپ کو "ابا" کے لقب سے یاد کرتے۔ علما آپ کو اپنا مربی سمجھتے، اصحاب دل آپ کو میکدۂ عرفان کا ساقی کہتے اور ارباب علم ودانش کے لئے آپ بے بدل فقیہ اور دانشور تھے۔ آپ کے علم وفضل کے گواہ آپ کے تلامذہ، احباب، اقران اور آپ کی قیمتی تحریریں ہیں۔ آپ بہر طور وارث علوم اعلیٰ حضرت تھے۔ تقریباً تین درجن علوم وفنون کی شاخیں آپ کی دسترس میں تھیں۔ آپ قرب الٰہی ودربار رسالت پناہی کی جو اعلیٰ منزلیں رکھتے تھے، وہ تو اصحاب عرفان وذوق بتائیں گے لیکن اس کے آثار کا مشاہدہ علمائے شریعت اور عامۂ اہل سنت بھی کرتے رہے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت، دین حق پر مضبوطی سے استقامت تھی۔ اس کا مشاہدہ ایک عالم نے کیا ہے کہ شریعت کے معاملے میں آپ کسی کی رعایت نہ فرماتے، مخالفت اور ملامت کا بڑے سے بڑا طوفان آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ پیدا کر سکا۔ لیکن آپ کی حسی کشف وکرامات کا بھی ایک عالم نے مشاہدہ کیا ہے۔

یوں تو ہمارے مشائخ قادریہ رضویہ کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے باطنی احوال اور روحانی مدارج پر خفا کا پردہ ڈالے رہتے تھے۔ سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کرامات کو تعویذوں کے پردے میں چھپائے رکھتے تھے۔ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ بھی اپنے مشائخ کرام کے قدم بہ قدم تھے۔ کم لوگوں نے پہچانا کہ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کیا تھے۔ آپ کی روحانی دستگیری اور باطنی کشف کا بارہا لوگوں نے مشاہدہ کیا ہے۔

ابھی کچھ دنوں پہلے کی بات ہے کہ عرس رضوی شریف کے موقع سے ہم لوگ بلگرام شریف حاضر ہوئے۔ دوران گفتگو مخدوم گرامی حضرت مولانا سید اویس مصطفےٰ قادری واسطی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ چشتیہ صغرویہ محمدیہ، بلگرام شریف نے ارشاد فرمایا کہ "اس وقت عالم ربانی کوئی نظر نہیں آتا۔ اگر واقعی طور سے عالم ربانی کوئی ہے تو اس دور میں حضرت تاج الشریعہ ہیں۔ ان کے سوا کوئی دوسرا نظر نہیں آتا"۔

چند سال پہلے ہم لوگ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کو بنگلور ائیر پورٹ سے رخصت کر کے لوٹ رہے تھے تو جناب محمد

موی رضوی، بنگلور نے مجھ سے بیان کیا کہ مفتی صاحب! اور برج کا یہ موڑ دیکھ رہے ہیں۔ میں حضرت کی ایک کرامت بتاتا ہوں چند سال پہلے کی بات ہے کہ ہم لوگ حضرت تاج الشریعہ کو ائیر پورٹ سے لے کر بنگلور سٹی جا رہے تھے۔ ساتھ میں حضرت مسجد میاں اور مفتی شعیب صاحب بھی تھے۔ اس موڑ پر جب ہم نے گاڑی تیزی سے موڑی تو حضرت کا بریف کیس جو اوپر کیریر پر رکھا ہوا تھا، ہوا کے جھونکے سے نیچے جا پڑا۔ کچھ دیر تک کسی کو علم نہیں ہوا۔ کچھ دیر کے بعد مفتی شعیب صاحب نے جب نظر اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ بریف کیس موجود نہیں ہے۔ ان کے حواس اڑ گئے کیوں کہ اسی میں حضرت کا بلکہ سبھی حضرات کا پاسپورٹ تھا، بیرون ملک کا ٹکٹ تھا کیونکہ بنگلور سے ہی سبھی حضرات کو باہر جانا تھا۔ اس سنسنی کی کیفیت کو حضرت نے محسوس کر لیا، دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ ڈرتے ڈرتے معاملہ گوش گذار کیا گیا۔ حضرت تاج الشریعہ نے خفگی کے انداز میں فرمایا کہ آپ لوگ خیال نہیں رکھتے ہیں۔ پھر گاڑی موڑنے کا حکم فرمایا اور اپنی انگشت شہادت پر کچھ پڑھ کر دم فرمایا۔ گاڑی برج سے نیچے لا کر واپس ایئر پورٹ کو موڑی گئی۔ ابھی کچھ ہی فاصلہ طے ہوا ہوگا کہ ایک صاف شفاف لباس پہنے ایک نوجوان نے ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا۔ گاڑی روکی گئی تو اس کے ہاتھ میں وہی گمشدہ بریف کیس تھا۔ اس نے حضرت کو سلام عرض کیا اور بریف کیس ادب سے حوالے کیا اور رخصت ہو گیا۔ سب لوگوں نے یہی محسوس کیا کہ اجنہ میں سے کوئی حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ کے مرید تھے جنہوں نے یہ خدمت انجام دی، کیونکہ نہ ان کے اوپر کوئی آثار سفر تھے اور نہ حاضرین میں سے انہیں کوئی پہچانتا تھا۔

ہماری چھوٹی بہن نے غالباً ۲۰۰۶ء میں ایک خواب دیکھا جب میں علی گڈھ میں طالب علم تھا۔ ایک ہیبت ناک آدمی ننگی تلوار لئے میری [فقیر قادری رضوی ساحل کی] جانب بڑھتا تا کہ میرا قصہ تمام کر دے۔ اچانک حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ نمودار ہوئے اور اس شخص کو کڑی نگاہ سے دیکھا۔ وہ شخص یہ کہتا ہوا غائب ہو گیا کہ "آج یہ بچ گیا"۔ پھر حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ نے شفقت بھری دعاؤں سے نوازا اور رخصت ہوئے۔ اس طرح کی دستگیری کے واقعات اور بھی ہیں جو پھر کسی موقع پیش کے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ

۲۰۰۵ء میں "فتاویٰ ملک العلما" کی اشاعت کا مرحلہ درپیش تھا۔ میں نے مفتی عبد الرحیم نشتر فاروقی صاحب کے توسط سے اس سلسلے میں حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت نے خندہ پیشانی کے ساتھ عرض داشت قبول فرمائی اور المجمع الرضوی، بریلی شریف سے اس کی اشاعت عمل میں آئی۔ مفتی یونس رضا اویسی صاحب کا بیان ہے کہ "فتاویٰ ملک العلما" کی اشاعت کے بعد ہی حضرت تاج الشریعہ کی خاص توجہ آپ کی جانب ہو گئی۔

مرشد گرامی حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ نے اولاً بتاریخ ۲۲ر شوال المکرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۱ر ستمبر ۲۰۱۱ء بریلی شریف حاضری کے دوران اپنے کاشانہ اقدس پر اس ناچیز کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت و خلافت مرحمت فرمائی۔ پھر جب "اوراد قادریہ" کے جدید اڈیشن کو اضافے کے ساتھ مکمل کر رہا تھا تو اسی دوران فقیر کو حضرت سے شرف تلمذ کے حصول کا شوق بیدار ہوا۔ بریلی شریف کی حاضری کے دوران ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱ر اپریل ۲۰۱۳ء کی شب میں حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ سے حدیث مسلسل بالاولیۃ پڑھ کر حلقۂ تلامذہ میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی اور اسی وقت حضرت نے اس حدیث پاک کی

اجازت کے ساتھ ساتھ جملہ تیرہ سلاسل خاندانی کی اجازت وخلافت پہلے شاہزادہ کریم حضرت مولانا شاہ مسجد رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ کو پھر اس فقیر کو عطا فرمائی جس میں سلسلہ قادریہ منوریہ معمریہ کا ذکر خاص طور سے فرمایا۔

۲۰۱۹ء کی کوئی شام تھی۔ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ سانتا کروز میں جلوہ افروز تھے۔ یہ فقیر قادری رضوی امیر تاج الشریعہ حضرت کی خدمت میں زیارت کی غرض سے حاضر ہوا۔ چند لمحوں کی حاضری ہوئی پھر میں حضرت کی قیام گاہ سے باہر آگیا۔ فوراً کسی نے آواز دی کہ حضرت مجھے یاد فرما رہے ہیں۔ میں الٹے قدم لوٹا۔ حضرت نے ایک لفافے میں کچھ رقم عطا فرمائی۔ یہ خصوصی نوازش دیکھ کر میں آبدیدہ ہوگیا۔ معاملہ رقم کا نہیں، توجہ عالی کا تھا۔

؎ زہے نصیب کہ میں آپ کی نگاہ میں ہوں

حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ کی کن کن شفقتوں کو یاد کیا جائے۔ آپ کا وجود سعادت شفقتوں اور نوازشوں کا بے کراں سمندر تھا جو کبھی سحاب بن کر برسا اور کبھی اپنی موجوں سے سرشار کر گیا۔ ؎ مرے کریم نے موتی سے بھر دیا دامن

حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ کے سانحۂ وصال کی خبر آدھے گھنٹے کے اندر پوری دنیا میں پھیل گئی۔ جس نے سنا دم بخود رہ گیا۔ لوگ پاگلوں کی طرح دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ میں مغرب کی نماز کے بعد اپنے شہر میں آرام فرما جلیل الشان فردوسی بزرگ حضرت شمس الحق دیوان قدس سرہ کے آستانہ مبارکہ پر حاضر تھا۔ وظائف کے بعد جب وہاں سے لوٹ کر گھر آیا تو گھر کا ماحول کچھ بدلا بدلا سا نظر آیا۔ پھر چھوٹی بہن جو خود بھی حضرت سے بیعت ہے، نے روتے ہوئے یہ جانکاہ اطلاع دی کہ جناب ارشد القادری صاحب کا شیر پور دھولیہ سے فون آیا تھا۔ انہوں بلکتے ہوئے یہ اطلاع دی کہ حضور تاج الشریعہ کا وصال فرما گئے۔ یہ سنتے ہی میں بلک اٹھا۔ بھائی بہنوں نے سنبھالا۔ پھر میں نے تصدیق کے لئے ممبئی، بلگرام، بلی گڑھ کئی جگہ فون لگایا۔ جناب ارشد القادری صاحب کی اطلاع درست تھی۔ بوجھل قدموں سے نماز عشا کی ادائیگی کے لئے مسجد گیا اور اس کے فوراً بعد ریلوے اسٹیشن روانہ ہوگیا۔ ساتھ میں عم زاد عزیزم احمد رضا نوری سلمہٗ بھی تھے۔ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ کا جلوس جنازہ کیا تھا ہجوم عاشقاں تھا۔ تا حد نگاہ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ کے چاہنے والوں کا سیلاب تھا۔ محتاط اندازے کے مطابق کم از کم پچاس لاکھ سے زائد لوگوں کا جم غفیر تھا جو اپنے مرشد، مربی، قائد اور دینی و روحانی پیشوا کو الوداع کہنے اور ان کے آخری دیدار کے لئے امنڈ پڑا تھا، ورنہ میڈیا کی رپورٹ ایک کروڑ سے تین کروڑ کے درمیان شرکائے جنازہ کی تعداد بتاتی ہے۔ ایسی بے تاب جمعیت اور اس قدر بے قرار ہجوم چشم فلک نے کم دیکھا ہوگا۔

حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کے وصال پر حضرت سعدی کا یہ قطعہ شعرا کے ورد زبان تھا ؎

سرو سیمینا بصحرا می روی   نیک بد عہدی کہ بے ما می روی
اے تماشا گاہ عالم روئے تو   تو کجا بہر تماشا می روی

یہ قطعہ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ کی رحلت پر جمع ہونے والے جم غفیر پر بخوبی صادق آتا ہے۔ بلاشبہ حضرت تاج الشریعہ قدس سرہ کی ایمانی طلعت، تماشہ گاہ عالم تھی جس کی زیارت کے لئے خلق خدا کا سمندر امنڈ آتا تھا۔ جب آپ کی روما

مبارک جلوۂ محبوب سے بے محابا شاد کام ہونے کے لئے روانہ ہوئی تو بے تابوں کا صبر و قرار جاتا رہا اور ہر سمت سے انسانوں کو سمندر ابل پڑا جس سے بریلی شریف کی وسیع ترین سرزمین تنگ محسوس ہونے لگی۔ اس عالم رحلت میں بھی ایک عالم نے ملاحظہ کیا کہ چہرۂ مبارک کھلتے ہوئے گلاب کی مانند تھا۔ قطرہ سمندر سے جا ملا فنا نے بقا کی گود میں حیات جاودانی پالی۔ صبر ہی ہم بے قراروں کا چارۂ کار ہے، "لِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَ مَا اَخَذَ وَعِنْدَہٗ کُلُّ شَیْءٍ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی" ساری عطائیں اسی وحدہٗ لاشریک کی ہیں وہ جب چاہے عطا فرمائے اور جب چاہے واپس بلا لے، اس کے دربار سے ہر ایک کے لئے ایک خاص متعین مدت مقرر ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ "کائنات کی فطرت ہی فنا پذیر ہے مدر ہے نام اللہ کا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے قادری درویش، مرشد کامل حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کے درجات اپنی بارگاہ قدس میں بلند فرمائے، جنت نعیم میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور خانوادۂ عالیہ رضویہ، بریلی شریف میں آپ کے جانشین جلوہ فرما ہوتے رہیں۔ دل پر حزن وملال کا عالم طاری ہے۔ زندگی رہی تو حضرت تاج الشریعہ قدس سرہٗ کے فضائل وکمالات پر ان شاء اللہ تعالیٰ تفصیل سے لکھا جائے گا۔ ابھی بس حضرت امیر خسرو قدس سرہٗ کے اس شعر پر اپنی روداد غم مکمل کرتا ہوں جو انہوں نے اپنے مرشد برحق حضرت محبوب الٰہی قدس سرہٗ کی رحلت پر فرمایا تھا ؎

گوری سوئے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر آپنے، سانجھ بھئی چو دیس

تاج الشریعہ کی رحلت اہل سنت کا عظیم خسارہ

نبیرہ حضرت سید شاہ غیاث الدین شریفی علیہ الرحمہ جناب ڈاکٹر سید معراج الاسلام غیاثی صاحب، خانقاہ غیاثیہ شریفیہ محلہ دائرہ، سہسرام

وارث علوم اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا قادری ازہری میاں علیہ الرحمہ کے وصال پر پورا عالم سوگوار ہے۔ ان کے انتقال پر ملال پر ساری دنیا سے تعزیتی پیغامات کا سلسلہ جاری ہے۔ میرے جد کریم حضرت مولانا سید شاہ غیاث الدین حسن شریفی اصدقی رضوی علیہ الرحمہ حضور ازہری میاں کے جد کریم حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ اس لئے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت ہم سب کا مشترکہ غم ہے۔ اس لئے یہ ناچیز ڈاکٹر سید معراج الاسلام غیاثی، خانقاہ غیاثیہ شریفیہ، محلہ دائرہ، سہسرام بھی اپنے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے عالم اسلام کی اس عظیم شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے اور آپ کے جانشین اور شاہزادے حضرت مولانا عسجد رضا قادری مدظلہ کی خدمت میں کلمات تعزیت پیش کرتے ہوئے انہیں صبر کی تلقین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پورے خانوادے اور ہم بھی اہل سنت کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

حضرت علامہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کی آفاقی شخصیت سے ملک ہندوستان اور ملت اسلامیہ کو بہت فیض حاصل ہوا ہے۔ آپ ہمارے وطن سہسرام میں بھی غالباً ۱۹۹۷ء میں تشریف لائے تھے اور بہت سے لوگ حضرت سے مرید ہوئے تھے۔ حضرت کی مقبول عام شخصیت اور ان کے دینی وعلمی کارنامے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کئے جاسکتے۔ ایسی بزرگ شخصیت کا ہمارے درمیان سے چلا جانا انتہائی رنج والم کا باعث اور لمحۂ فکریہ ہے۔ آپ کے جنازے میں عاشقان رسول اور فرزندان توحید کا سیلاب دیکھ کر لوگ حیرت زدہ ہیں۔ کئی کلومیٹر تک لوگ صف لگائے ہوئے تھے جن میں ملک وبیرون ملک سے کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی جس سے آپ کی عظیم شخصیت اور مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ حضرت علامہ ازہری میاں علیہ الرحمہ کی علمی ودینی خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عنایت فرمائے اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ان کے جانشین وفرزند علامہ عسجد رضا قادری مدظلہ کو آپ کا سچا جانشین اور آپ کی علمی وراثتوں کا واقعی امین بنائے، آمین!

تاج الشریعہ کی رحلت ناقابل تلافی نقصان

نبیرۂ ملک العلماء ڈاکٹر طارق مختار

حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری معروف بہ تاج الشریعہ ۲۰ رجولائی ۲۰۱۸ء جمعہ کی شام کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پس ماندگان اور وابستگان سلسلہ کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین!

ہمارے جد حضرت مولانا محمد ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ جنہیں "ملک العلماء" کے لقب سے شہرت حاصل ہے، یہ لقب بھی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے پردادا حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ معروف بہ "اعلیٰ حضرت" کا دیا ہوا ہے۔ ہمارے جد حضرت ملک العلماء، اعلیٰ حضرت ہی کے شاگرد، مرید اور چہیتے خلیفہ تھے۔ ہمارے والد ماجد کا نام بھی اعلیٰ حضرت نے ہی تجویز فرمایا تھا۔ اس نسبت سے اعلیٰ حضرت کے نبیرہ حضرت مولانا اختر رضا قادری معروف بہ تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہمارے مخدوم زادے ہوئے۔ ان کی رحلت کا غم ہم سب کا مشترکہ غم ہے۔ ہم خانوادۂ رضویہ کے اس الم ناک موقع پر ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ میں ان کے جانشین حضرت مولانا عسجد رضا خان قادری زید مجدہٗ کی خدمت بابرکت میں تعزیت پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا کرے اور انہیں اپنے والد ماجد کا کماحقہٗ جانشین اور عکس جمیل بنائے۔ آمین!

میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ماحول میں گھرا رہا، اس لئے حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے بارے میں زیادہ واقفیت نہ رہی۔ کئی بار ملاقات کی خاطر بریلی شریف حاضر ہونے کے لئے بھی سوچا لیکن یہ سعادت حاصل نہ ہو سکی، یہاں تک کہ حضرت رحلت فرما گئے۔ مجھے قلق ہے کہ ایسی عبقری اور فیض بار شخصیت سے فیض نہ اٹھا سکا۔ ابھی تو میں گھٹنے اور کمر کے درد سے پریشان رہتا ہوں، بے تکلف چلنے پھرنے سے معذور ہوں لیکن اخبارات اور میڈیا کے ذریعہ حضرت کے سانحۂ رحلت کے موقع سے جو باتیں معلوم ہوئیں تو میں دنگ رہ گیا کہ آپ کو فخر ازہر ایوارڈ بھی ملا، خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کی دعوت بھی موصول ہوئی، آپ کے کئی کروڑ مریدین اور سیکڑوں خلفا پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور پچاس سے زائد کتابیں اور ہزاروں فتاویٰ آپ کی علمی یادگار ہیں۔ میں کف افسوس ملتا رہا کہ اتنا پاس رہ کر بھی حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی فیض مآب شخصیت سے مستفیض نہ ہو سکا۔ میڈیا کی رپورٹ کے مطابق آپ کے جنازے میں ایک کروڑ سے زیادہ افراد شریک تھے۔ اللہ اکبر! اس قدر مقبول

مرجع انام اور مقتدر شخصیت تھی حضرت کی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت آپ کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے خانوادے میں ہمیشہ ایسے جلیل القدر افراد پیدا فرماتا رہے اور ان سے دین وملت کی خوب نمایاں خدمات لیتا رہے، آمین!

B-1، ناز ریزیڈینسی، نزد قدیم ترین ہال، علی گڑھ

۸۶

آہ! میرے مرشد برحق!

مولانا ارشد القادری

۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء جمعہ کی شام کو عزیزی فیضان سلمہ متعلم جامعۃ الرضا، بریلی شریف نے یہ روح فرسا اطلاع دی کہ میرے مرشد برحق حضور تاج الشریعہ وصال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ یہ سنتے ہی میں حواس باختہ ہوکر پلنگ پر آ پڑا اور دیر رات تک بے سدھ رہا۔ پھر خود کو سنبھالا اور سامان سفر یکجا کر کے فلائٹ کے ذریعہ ممبئی سے دہلی پہنچا اور وہاں سے بذریعہ کار اتوار کی صبح بریلی شریف پہنچا۔ ایر پورٹ سے نکلنے کے بعد معلوم ہوا کہ سیکڑوں گاڑیوں کا رخ ایر پورٹ سے بریلی شریف کی جانب تھا۔ گیارہ بجے دن میں نماز جنازہ ادا ہوئی اور میرے مرشد برحق قدس سرہٗ ہم سب کی نگاہوں سے جا چھپے۔ میرے مرشد برحق دنیا سے کیا تشریف لے گئے، لگا کہ پوری دنیا تاریک ہو گئی۔ ابھی تک مکمل صبر وقرار نصیب نہیں۔

میرے مرشد پاک کی عظمت کوئی کیا بیان کر سکتا ہے۔ آپ ہر اعتبار سے عظیم تھے۔ آپ کا علمی قد بھی بلند تھا اور روحانی پایہ بھی بہت عالی تھا۔ آپ کے ہزاروں فتاویٰ ہیں، آپ کی پچاسوں کتابیں ہیں، آپ کی بے شمار تقریریں ہیں، آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ لکھنے والے میرے مرشد برحق کے فضائل لکھتے رہیں گے، آپ کے علمی فضائل کا گن گاتے رہیں گے، آپ کی مداحی کا حق ادا کرتے رہیں گے۔ آپ کی شاعرانہ اور ادیبانہ حیثیت آپ کے شعروں سے ظاہر ہے۔ آپ کا عشق رسول آپ کی مقبول نعتوں سے جھلکتا ہے۔ آپ کا سوز وگداز، آپ کا ملی درد سب پر عیاں ہے۔ میں کیا لکھوں، میں کیا بتاؤں؟ نہ طبیعت میں قرار ہے اور نہ میرے پاس ایسا علم ہے۔

آپ کا روحانی مرتبہ تو اولیائے کرام اور اللہ والے جانیں لیکن آپ کی روحانی مدد مجھے بھی بارہا ملی ہے۔ اس کے متعدد واقعات میرے ذہن ودماغ میں محفوظ ہیں۔ میں عملیات کی دنیا سے قدرے تعلق رکھتا ہوں۔ متعدد بار نازک موڑ پر میرے مرشد نے میری دستگیری فرمائی ہے۔ ایک خاص عمل میں شروع کرنے جا رہا تھا تو میرے مرشد میرے خواب میں تشریف لائے

حکم فرمایا کہ ابھی اس عمل کے کرنے کا وقت نہیں آیا۔ میں نے حضرت کی ہدایت کے مطابق اس کا خیال ترک کر دیا۔

ایک مرتبہ میں شیر پور کے جلسے کے لئے حضرت کی تاریخ لینے کی نیت سے بریلی شریف روانہ ہوا۔ بزرگوں سے سنا ہے کہ جب کسی بزرگ کے آستانے پر کسی خاص مقصد کے لئے جانا ہو تو گھر سے نکلتے ہی کھانا پینا چھوڑ دو۔ جب وہاں پہنچ کر فریاد کر لو اور عرض پیش کر دو پھر کھانا پینا شروع کرو۔ مجھے بھی سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضری اسی غرض سے دینی تھی کہ میرے مرشد کی تاریخ مل جائے۔ میں نے شیر پور سے نکلتے ہی کھانا پینا چھوڑ دیا۔ موسم نہایت گرم تھا۔ راستے میں شدت کی پیاس محسوس ہوئی لیکن میں اپنے ارادے پر اٹل تھا۔ بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ اسی دوران مجھ پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ میرے مرشد پاک تشریف لائے اور خفگی کے عالم میں فرمایا کہ: "پانی پی لو ورنہ میں تاریخ نہیں دوں گا۔" پھر میں نے حواس بحال ہونے کے بعد حضرت کے حکم کے مطابق کھانا پینا شروع کر دیا۔ بریلی شریف پہنچ کر حضرت کی خدمت میں حاضری دی۔ حضرت نے تبسم فرمایا اور حضرت عسجد میاں کو حکم فرمایا کہ انہیں جلسہ کے لئے کوئی تاریخ دیدو۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ میرے مرشد پاک کس قدر روشن ضمیر تھے اور اپنے چاہنے والوں کے حالات اور کیفیات سے کس قدر باخبر تھے۔ ہم غم کے ماروں کو اب کہاں آپ کا دیدار میسر ہوگا۔ میرا ماننا ہے کہ میرے پیر و مرشد کے لاکھوں جنات مرید تھے۔ آپ کے جنازۂ مبارکہ میں جہاں انسانوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا، وہیں جنات اور فرشتوں کی بھی خاصی تعداد شریک تھی۔

اللہ تعالیٰ میرے مرشد پاک کے درجات بلند فرمائے اور ہم غم کے ماروں کو خاص کر حضرت عسجد میاں صاحب قبلہ کو صبر و قرار عطا فرمائے اور آپ کے روحانی، علمی اور دینی فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بانی و مہتمم جامعہ غوثیہ فیض رضا، شیر پور دھولیہ، مہاراشٹر

تاج الشریعہ کی تابشیں

ازقلم: مولانا ابن ارقم نور القمر مصباحی

اھل نقد ونظر کا کسی شخصیت کو تنقید وتحقیق ،تبصرہ وتجزیہ کی میز پر لے آنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ شخصیت کوئی غیر معمولی ہے۔سمندر کے کنارے رنگ برنگ پتھروں کے انبار میں جوہری کی نگاہ کسی پتھر پر رک گئی اور پھر اس کو اٹھالیا تو ضرور اس میں کچھ بات ہے۔

عنایت ازلی کی ناز برداری کا بھی یہی انداز ہے، جب کسی پر نظر انتخاب مچلنا چاہتی ہے تو اسے پہلے اہل نقد ونظر کے حوالے کر دیتی ہے، لیکن ہاں !ان کے رحم وکرم پر بھی نہیں چھوڑتی ،ایسی ہی مرحلے سے کامیاب گزر کر وہ شخصیت منزل پالیتی ہے جسے عام طور پر لوگ ''مقبولیت عامہ'' مستند، معتمد، حجت، برھان اور ولایت جیسے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہ منزل وہ ہوتی ہے جہاں مخلوق خدا کے دل مٹھی میں ہوجاتے ہیں، ہر خاص وعام کی زبان پر ولی اللہ کے چرچے ہوتے ہیں، اس منزل پر جب کوئی شخصیت پہنچتی ہیں اس کا نورانی چہرہ دیکھنا عبادت ٹھہر جاتا ہے، اس مقام پر ممدوح کا جلوہ اتنا پر کشش ہوجاتا ہے کہ بس دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے اور انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم کا علم یقین ترقی کر کے حق الیقین کا درجہ پالیتا ہے۔

میرے ممدوح گرامی تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان بلاشبہ آج اس منزل کو پا چکے ہیں آپ کا شب وروز دیکھ کر، پڑھ کر جانا کہ جو خوبصورت نقشہ ذہن کے پردے پر ابھرا ہے اسے ہم ''ولی اللہ'' سے کم رتبے کا کوئی نام قلم سے دینا بھی چاہے تب بھی ضمیر کا انصاف اس پر راضی نہیں ہوگا۔

سورج ہو تم اور یہ تیری تابشیں:

اللہ تعالٰی نے اپنے محبوب بندوں کی نشانیاں قرآن شریف میں بیان کی ہیں ایک جگہ فرمایا کہ جب کوئی بندہ میرا محبوب بن جاتا ہے عام مخلوق کے دلوں میں بھی اس کی محبت ڈال دیتا ہے، فرماتا ہے۔

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا (سورہ مریم) بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے رحمن اس کی محبت ہر مخلوق کے دل میں ڈال دے گا۔

امام ترمذی نے حضرت ابوھریرہ سے حدیث روایت کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اذا احب اللہ عبدا نادی جبریل انی قد احببت فلانا فاحبہ قال فینا

دی فی السماء ثم تنزل له المحبه فی اهل الارض فذالک قول اللہ تعالیٰ ان الذین آمنوا وعملو االصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا (ابی آخر الآیت) یعنی جب اللہ کسی کو محبوب بنالیتا ہے تو جبریل کو حکم ہوتا ہے کہ وہ فوراً اس سے بھی محبت کرے اور آسمان والوں کو بھی محبت کرنے کا حکم دے دے دے پھر زمین والوں کو بھی حکم دے دیا جاتا ہے پھر پیارے نبی نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۴۵ کتاب التفسیر سورہ مریم)

حدیث مذکور کو امام بخاری نے کتاب بدء الخلق، کتاب التوحید اور کتاب الادب میں ذکر کیا ہے اور متفق علیہ ہے دنیا کے اکثر براعظم میں آپ کا نام "ذکر خیر" سمجھ کے لیا جاتا ہے، عرب وعجم میں آپ کی سیجاب صفت شخصیت قابل توجہ بنی ہوئی ہے، جدھر رخ کرتے ہیں ایک جہاں امنڈ آتا ہے۔

یہاں ہندوستان میں چند ایسے جیسے جہاں آپ کی شرکت متوقع تھی فقیر بقصد زیارت شریک ہوا یقین نہیں آتا تھا کہ ایک شخصیت کے نام پر اتنی بڑی بھیڑ کیونکر جمع ہوسکتی ہے، ہر جگہ میں نے لوگوں کو سونامی کی شکل میں دیکھا، صرف آپ کی زیارت کے لئے اتنا بڑا ریلتا پیلتا مجھے یقیناً اس بات کی دلیل ہے کہ آپ اللہ کے محبوب بندے ہیں،

نظر ٹھرتی نہیں عارضی منور پر:

جس کی نظر بھی آپ کے چہرے پر پڑی زبان سے بے ساختہ نکلا سبحان اللہ، حدیث کی روشنی میں یہ بات ولایت کی نشانی ہے نصرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

الا انبئکم بخیارکم قالوا بلیٰ یارسول اللہ

قال خیارکم الذین اذا ردوا اذکر اللہ

کیا میں تم میں سب سے بہتر لوگوں کی پہچان نہ بتادو! صحابہ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ضرور بتائیں فرمایا تم میں سب سے بہتر اور محبوب بندہ وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ (ابن ماجہ باب سنی لایوبہ لہ ص ۳۰۳)

حدیث مذکور کو امام بخاری نے الادب المفرد میں، طبرانی معجم کبیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں بھی تحریر کیا البتہ بیہقی میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے "ان من الناس مفاتیح لذکر اللہ اذا ردوا اذکر اللہ" ایک موقع سے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ضرور اللہ کا محبوب بندہ ہے، جس کا بولنا علم میں اضافہ کرے، جس کی زیارت خدا کی یاد دلائے اور جس کا عمل آخرت کی یاد تازہ کردے۔

دریا بھی تم، موتی بھی تم، اور صدف بھی تم ہو:

بڑپن کبھی وراثت میں ملتا ہے، فرد کی ذاتی کوشش کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا جیسا کہ آج کل اکثر بڑے باپ کی اولاد کا یہی حال ہے، کبھی کبھی وقت اور غیر متوقع صورت حال کسی کو بڑا بنا دیتی ہے۔ مثلاً اکابرین جو جائز طور پر ہر طرح کے آداب والقاب کے مستحق تھے ان کی جگہ خالی ہونے کے بعد امت کی بھیڑ خود بخود اصاغرین کی جھول میں آگئی یا یہ ناخلف سازش اور

پیروپیگنڈہ سے ان عیدوں وخطابوں پر خود ہی قابض ہو گئے۔

زاغوں کے تصرف میں ہے عقابوں کا نشیمن

کسی کی مقبولیت عامہ میں حرف فرد کی ذاتی کوشش، شخصی کشتی کا دخل ہوتا ہے مثلا ہم نہیں جانتے کہ امام غزالی امام رازی ،حافظ ملت ، ملک العلماء بہاری ،صدر الشریعہ ،صدالا فاضل کسی پیر صاحب ، کسی لیڈر یا کسی بادشاہ کے بیٹے ہیں ، ہاں یہ ضرور جانتے ہیں کہ قوم نے ان کو جن آداب والقاب سے یاد کیا ہے وہ بالکل صحیح و بجا ہے،

میراث میں آگئی ہے انہیں سند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن

اور کبھی کبھی کسی کو عزت وشہرت وراثت میں ملنے کے ساتھ خود اسکی ذاتی کشتی وکمالات کی وجہ سے اس کی ایک الگ پہچان ہوتی ہے، ممدوح گرامی تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری کی ذات بابرکت اس کی تازہ مثال ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا پر پوتا ہو کر مفتی اعظم ہند کا جانشین ہونا بجائے خود ایک بڑی بات ہے لیکن محشی بخاری ہونا، فکری آوارگی، تقلید بیزاری کی آندھی رہی تصلب فی الدین کی دولت بانٹنا، یہ عصر تمام محققین کی مجلہ تحقیقات اوران کے آراء نظریات کا تجزیہ کر کے درست کو خطا سے ممتاز کرنا آپ کی شخصی کشش کی دوسری نمایا جہت ہے۔

تین چار کروڑ مریدین ومتوسلین کی بھیڑ بھاڑ میں رہنے والے کسی باکرامت شخص کے متعلق یہ وہم بھی نہیں ہوتا کہ ایسا فرد کبھی درسیات کی منتہی کتابوں کا درس بھی دیتا ہوگا، مغلق عربی کتابوں کا بامحاورہ اردو زبان میں ترجمہ بھی کرتا ہوگا، اردو زبان میں لکھی گئی مغلق فنی کتابوں کا عربی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہوگا، پوری دنیا سے آئے ہوئے ہزاروں دینی مسائل کا مدلل ومفصل جواب بھی دیتا ہوگا اور دنیا بھر کے مختلف علمی وفقہی سمیناروں ، کانفرنسوں میں شرکت بھی کرتا ہوگا ، میں سچ کہتا ہوں اگر ان تمام کمالات کو یکجا کہیں دیکھنا ہوتو آپ تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان بریلوی کو دیکھئے۔

خانوادہ اعلیٰ حضرت کی آبرو” تاج الشریعہ“

غائرنظر خانوادہ اعلیٰ حضرت کی تاریخ پر نظر ڈالئے پہلی فرصت میں آپ کا جو تاثر قائم ہوگا وہ یہ کہ تمام جدید فروعی واصولی مسائل میں انھوں نے اپنی تحقیقات، ترجیحات اور اپنی فکری رجحانات کا مدار رخصت کی جگہ عزیمت پر رکھا ہے، میرا مطلب ہے کہیں بھی، کسی بھی وقت، کسی صورت میں خانوادۂ رضا اللہ ورسول اور اسلام کی عظمت کا سودا کرتے نظر نہیں آتے ،تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں جن جدید فقہی مسائل نے امت کو عملی میدان میں حیران و پریشان کر دیا تھا مثلا

(۱) جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ھلال

(۲) ٹی وی مووی، ویڈیو گرافی

(۳) ٹائی کا استعمال

(۴) نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

(۵) چین والی گھڑی کا استعمال

(۶) مختلف انداز اور ذرائع سے تصویر کشی وغیرہ وغیرہ

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے ان مسائل پر داد تحقیق دیتے وقت اپنے خانوادے کے بزرگوں کی اور خاص طور اعلیٰ حضرت کی فکری ترجیحات کی لاج رکھی اور مصالح دنیا کی رعایت کرتے ہوئے امت کے عقبی کی سلامتی پر اپنی تحقیق کی بنیاد رکھی، ایک فقیہ کیلئے یہ مرحلہ بڑا اہم ہوتا۔

حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں ابن المنکدر کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

ان العالم يدخل فيما بين الله و بين

عباده فليطلب لنفسه المخرج

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۴۸)

یعنی مفتی یا مجتہد جب اللہ اور بندے کے بیچ کسی مسئلہ میں حیران ہوجائے کہ آیا اللہ کو راضی رکھنے کی صورت ترجیح دے یا رخصت کی صورت تلاش کر کے بندے کے لئے آسان فراہم کرے تو ایسے وقت اپنی نجات جس پہلو پر نظر آئے اس پر فتویٰ دے۔

تمام معاصر اختلافی مسائل میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے بھی الحمدللہ ہر مسئلہ میں تمام پہلوؤں پر سیر حاصل گفتگو اور تحقیق کے بالآخر فتوی اسے پر دیا جس صورت میں آپ کی اور ساری امت کی بہتری تھی۔

مقالہ لکھنے کی دعوت تاخیر سے موصول ہوئی ورنہ میرا ارادہ تھا کہ تمام اختلافی مسائل میں تاج الشریعہ اور دوسرے اہل علم کے آراء وتحقیقات میں اپنا تجرباتی وتقابلی مطالعہ پیش کرتا اس سے بہت دور تک تاج الشریعہ موقف کی صداقت واضح ہوجاتی۔

☆☆☆

مدرس جامعہ اہلسنت فیض الرسول سا کی نا کہ

تاج الشریعہ: چند یادیں

مفتی محمد شاہنواز نوری شفق مصباحی

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی میں ہر سال جماعت سابعہ کے زیر اہتمام ایک تحریری وتقریری انعامی مقابلہ منعقد کیا جاتا ہے جس میں منتخب موضوعات سے متعلق تحریر وتقریر کے ذریعے اشرفیہ اور اطراف کے دیگر بہت سارے اسلامی مدارس کے طلبہ شرکت کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ۲۰۰۱ء میں جب کہ میں درجہ ثانیہ میں تھا اس سال درجۂ ثانیہ اور درجہ ثالثہ کیلئے مشترکہ طور پر کئی عنوانات متعین ہوئے جن میں ایک عنوان غالباً، حافظ ملت، حیات وخدمات، کا بھی تھا چنانچہ میں نے ہمت کرکے اسی عنوان کو اپنے لئے منتخب کیا اور مقالہ لکھنے کا پکا ارادہ کرلیا اور ادھر حال یہ تھا کہ اشرفیہ میں میرا یہ پہلا تعلیمی سال اور زندگی کا یہ پہلا مقالہ تھا اس لئے اسی شش وپنج میں تھا کہ کیا لکھوں اور کیسے لکھوں؟ مقالہ جمع کرنے کی تاریخ بہت قریب آ گئی اور اضطراب بڑھ گیا کہ اب تو سوچنے کا وقت بھی جاتا رہا خیر اللہ کا نام لے کر لکھنے کیلئے بیٹھ گیا سامنے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی شان میں لکھے گئے کئی کتابچے اور رسالے موجود تھے جن کی مدد سے مقالہ تیار کرنا تھا مگر جب قلم لیکر بیٹھا تو یہ دشواری درپیش آئی کہ مقدمہ میں کیا لکھا جائے مقالہ کو کن باتوں سے شروع کیا جائے کیونکہ ذہن میں یہ بات کہیں نہ کہیں ضرور تھی کہ تمہید شاندار ہونی چاہیئے لیکن سوال یہ تھا کہ درجۂ ثانیہ کا کوئی طالب علم شاندار تمہید کیسے باندھ سکتا ہے۔

چنانچہ میں سامنے رکھا ایک رسالہ اٹھایا اور ایک ایک کرکے اس میں مندرج مضامین کے مقدمے اور تمہیدی کلمات پڑھنا شروع کردیا ہوسکتا ہو سارے ہی مقدمے شاندار رہے ہوں کیونکہ اس وقت میری حیثیت مقدمے کی شان پہچاننے کی نہیں تھی لیکن جس مقدمے نے کچے ذہن طالب علم کے ذہن کو اپنی طرف راغب ومائل کیا وہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے مضمون کا مقدمہ تھا اور اس کشش کا سب سے اہم سبب مقدمہ میں موجود یہ جملہ تھا ''کثرت روشنی بھی آنکھوں کیلئے حجاب بن جایا کرتی ہے'' الغرض اس حسین جملے کے حسن وجمال نے مجھے ایسا فریفتہ کیا کہ میں نے علامہ موصوف علیہ الرحمہ کے مضمون کے مقدمہ کچھ تقدیم وتاخیر کے ساتھ اپنے مقالے کا مقدمہ بناڈالا مگر جس جملے کے حسن پر میں فریفتہ تھا۔سچائی یہ ہے کہ اس وقت تک اس کا صحیح مطلب ومعنیٰ میری سمجھ سے گریختہ تھا جس کو ایک بڑی جماعت کے طالبعلم کی مدد سے میں نے بعد میں سمجھا تھا۔لیکن آج جب کہ میں نے حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ کی حیات جمیلہ اور خدمات جلیلہ سے روشنی حاصل کرنا چاہا تو اس جملے کو گویا کہ میں نے مجسم صورت میں محسوس کیا یعنی علم وفضل، زہد وورع، تقویٰ وطہارت، فکر وتدبر، خوف خداوندی اور عشق نبوی کے اس عظیم آفتاب کی کثرت روشنی میری نگاہ فکر وخیال کیلئے واقعی حجاب بن گئی اور نوک قلم کا روئے قرطاس پر نقاشی کرنا دشوار سے دشوار ہوگیا، اور کافی

دیر تک خیالوں میں گم رہا آخر کار میری فکر نے ایک انگڑائی لی اور اچانک ذہن میں یہ خیال کود پڑا کہ اس عظیم بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ذہن کے نہاں خانہ میں محفوظ پرانی یادوں کو تحریری شکل دے دی جائے کیا خبر کہ وہ یادیں اسی دن کیلئے محفوظ ہوں بہرکیف اس طرح سے میں نے اپنی یادوں کی کڑیوں کو ایک سلسلہ میں جوڑنا شروع کردیا۔

تقریباً ۱۹۹۵ء میں جب کہ میری عمر دس سال رہی ہوگی گویا کہ معاملات کی گہرائیوں میں جانے کی صلاحیت نہ تھی لیکن جو کچھ دیکھتا یا سنتا فضل مولا سے حافظہ میں محفوظ ہوجاتا چنانچہ اس سال سرزمین بائسی پورنیہ بہار میں (جس کی حیثیت اس وقت ایک قصبہ سے زیادہ نہ تھی الحمدللہ آج ایک اچھا خاصا شہر بن چکا ہے) قدیم پورنیہ (پورنیہ، کٹیہار اور کشن گنج) سے تعلق رکھنے والے جامعہ نعیمیہ مرادآباد کے نو فارغین اور اولوالعزم علماء وفضلا کی متحرک جماعت نے ایک عظیم الشان جلسہ بنام ''نعیمی کانفرنس'' کا انعقاد کیا تھا جس میں شرکت کیلئے ان عالی ہمت علماء نے فخر ازہر تاج الشریعہ حضور اختر رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کو بھی مدعو کیا۔

یہاں پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور فخر ازہر علیہ الرحمہ کا میری زندگی میں یوں تو یہ پہلا دورہ سیمانچل (پورنیہ، کٹیہار، کشن گنج، اتر دیناجپور) تھا۔لیکن حقیقت میں یہ آپ کا آخری دورہ سیمانچل تھا۔اس سے پہلے ۱۹۸۱ء میں آپ سرکار مفتئ اعظم علیہ الرحمہ کے ہمراہ سیمانچل تشریف لے کر گئے تھے جیسا کہ حضرت مفتی مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ نے اپنے ایک مضمون میں تحریر کیا ہے غرضیکہ آپ نے سرزمین سیمانچل کو صرف دوبار ہی اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشا جو ہم اہلیان سیمانچل کیلئے یقینا مقام افسوس ہے ہاں مگر اتنا ضرور ہے کہ اس عظمت وعزت، چاہت والفت، ہمت اور عقیدت آج بھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کیلئے ان کے معاصرین میں سے کوئی اسکے عشر عشیر کو بھی نہیں پہونچ سکا (ھٰذا من فضل ربی)

بہرکیف میں ذکر کررہا تھا نعیمی کانفرنس کا چنانچہ کانفرنس کی تیاریاں زوروں پر تھی اور ہر طرف یہ شور تھا کہ حضور ازہری میاں آرہے ہیں اس وقت آپ کے القابات میں سے یہ لقب بریلی شریف (ازہری میاں) زیادہ رائج تھا بلکہ سیمانچل کے علاقوں میں آج بھی آپ زیادہ اسی لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔اس کے بعد تو پھر'' والآخرۃ خیر الک من الاولی'' آپ پر ایسا فیضان جاری ہوا کہ اپنے حیران اور بیگانے پریشان آنے لگے لیکن سچائی تو یہ کہ (وتعز من تشاء وتذل من تشاء)

آخر کار وہ دن آہی گیا کہ مشتاق دلوں کو جس کا انتظار تھا وہ حسرت بھری نگاہیں جس کے لئے بیقرار تھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے درجنوں گاڑیاں، سینکڑوں موٹر سائکلیں اور ہزاروں انسان کشن گنج ریلوے اسٹیشن پر جمع ہوگئے۔ٹرین پلیٹ فارم پر آکر رکی اور فلک شگاف نعروں کی گونج میں حضور فخر ازہر علیہ الرحمہ کا ٹرین سے نزول ہوا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ریلوے اسٹیشن پر جتنے لوگ استقبال کیلئے آپہونچے تھے ان میں فقیہ النفس مفتی مطیع الرحمٰن مضطر مدظلہ العالی ناشر مسلک اعلیٰ حضرت علامہ رحمت حسین کلیمی صاحب (علیہ الرحمہ) بانی وسابق مہتمم دارالعلوم تنظیم المسلمین بائسی اور میرے والد وماجد حضرت علامہ ومولانا مفتی نظام الدین انظر دام ظلہ العالی رضوی ناظم اعلیٰ دارالعلوم حنفیہ کھگڑا کشن گنج بہار خاص طور پر موجود تھے۔

پروگرام چونکہ پہلے ہی سے طے تھا لہٰذا طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت کا نورانی قافلہ دارالعلوم حنفیہ کھگڑا کشن کیلئے روانہ ہوا اور عین مغرب کی آذان کے وقت یہ قافلہ حنفی مسجد کے سامنے پہونچا یہاں پر یہ یاد نہ رہا کہ آپ نے پہونچ کر وضو بنایا یا

پہلے سے باوضو تھے۔

بہر کیف چونکہ اذان مکمل ہو چکی تھی اور جماعت قائم کرنی تھی لہٰذا حضور تاج الشریعہ مسجد کے اندر داخل ہوئے اور پھر کیا تھا مسجد کے اندر جگہ ملنا دشوار ہو گیا۔

یہاں ایک بہت ہی اہم واقعہ پیش آیا کہ جب حضور فخر ازہر علیہ الرحمہ مسجد کے اندر جانے لگے تو وہاں اس وقت موجود کثیر افراد نے دیکھا کہ فقیہ النفس مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطر دام ظلہ العالی نے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے جوتوں کو اٹھایا اور یہ کہتے ہوئے کہ یہ میرے سر کا تاج ہے اپنے سر پر رکھ لیا۔یقیناً یہ منظر بڑا ہی قابل دید تھا۔

بہر کیف اقامت کہی گئی اور ہم گناہ گاروں کی خوش قسمتی تھی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امامت فرمائی اور اس طرح دوسرے بہت سارے دیوانوں کے ساتھ مجھے بھی آپ کی اقتداء میں ایک وقت کی نماز پڑھنے کا موقع ملا۔

اور پھر سنن ونوافل کے ادائیگی کے بعد مسجد کے اندر ہی بیعت وارادت کا سلسلہ شروع ہوا اور بہت سارے غلاموں کو شرف بیعت حاصل ہوا اس طرح ہماری غلامی کو ایک خاص پہچان مل گئی۔اور پھر بعد مغرب یہ قافلہ نعیمی کانفرنس میں شرکت کیلئے بائسی روانہ ہوا۔

اس کے کئی سال بعد جب میں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی میں زیر تعلیم تھا اور ۲۰۰۲ء میں جب کہ طلبہ سالانہ امتحان کی تیاریوں میں مصروف تھے میں بھی عزیزی ہاسٹل کی چھت پر مصروف حفظ ومطالعہ تھا کہ اچانک ایک شور بلند ہوا ''حضور ازہری میاں آرہے ہیں'' اتنا سننا تھا کہ مجھ فقیر سمیت جتنے طلبہ وہاں موجود تھے سب کے سب بھاگتے ہوئے آئے اور چھت کی جنوبی جانب کھڑی پانچ فٹ کی دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے اور ہر ایک کی نگاہ بس جامعہ کے مین گیٹ کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور اس بات کی تصدیق کی جارہی تھی کہ کیا یہ خبر درست ہے!ابھی ہم اسی شش وپنج میں تھے کہ اچانک ہمارے کانوں نے نعروں کی آواز سنی اور آنکھوں نے چودھویں کے چاند کو دیکھا ہاں ہاں اس چاند کو دیکھا جو زمین پر چل رہا تھا اور اپنی پرضیاؤں سے ماحول کو نوری بنا رہا تھا اس کے بعد کیا تھا بس یوں کہیئے کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہم اس سڑک پر تھے جس پر سے حضور تاج الشریعہ کا گزر ہو رہا تھا اب وہ علم وفضل اور ولایت وکرامت کی شمع بن کر آئے تھے اور ہم پروانے والہانہ طور پر قدم بوسی کی تمنا لئے ہوئے نثار ہونے کو بیقرار تھے یہاں تک کہ حضور سیدی سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مبارک روضہ میں داخل ہوئے اور فاتحہ ودعا خوانی میں مشغول ہو گئے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے دل میں بزرگان دین اور اپنے اسلاف سے کس قدر عقیدت ومحبت تھی اس واقعہ سے بخوبی واضح ہو گیا جامعہ اشرفیہ کے احاطہ میں داخل ہونے کے بعد آپ نے نہ تو کہیں قیام فرمایا نہ کچھ آرام کیا بلکہ سب سے پہلے روضۂ حافظ ملت پر حاضری دی اور نذرانہ محبت پیش فرمایا اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا صدقہ عطا فرمائے۔

یہ دوسری بار مجھے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی زیارت کا موقع ملا لیکن اس دیدار کے بعد کافی سالوں تک محرومی رہی حالانکہ اس درمیان کئی بار بریلی شریف کی حاضری کا شرف ملا لیکن حرمان نصیبی یہ رہی کہ میں جب بھی پہونچا حضور شہر بریلی میں نہ ملے یہاں تک کہ ۲۰۱۳ء میں جب کہ میں جونپور میں تھا اطلاع ملی کہ بنارس میں ایک عظیم الشان جلسہ ہو رہا ہے جس میں وارث

علوم اعلیٰ حضرت جلوہ گاہ حجۃ الاسلام جانشین حضور مفتیٔ اعظم ہند سیدی اختر رضا ازہری تشریف لارہے ہیں، حضور کی آمد کا سنتے ہی ہم کئی لوگ ایک قافلہ کی شکل میں بنارس کیلئے روانہ ہو گئے جلسہ گاہ پہونچنے کے بعد میں نے اپنے دل میں یہ اعتراف کیا کہ میں نے اپنی زندگی میں اس جیسی بھیڑ والا جلسہ نہیں دیکھا ہے۔ خیر جلسہ اپنے پورے شباب پر تھا نعتیں پڑھی جارہی تھیں تقریر بھی ہورہی تھی یہاں تک کہ نقیب جلسہ نے ممتاز الفقہاء محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ مدظلہ العالی کے نام کا اعلان کیا چنانچہ حضور محدث کبیر مدظلہ العالی کا خطاب شروع ہوا علامہ صاحب کی مدللانہ تقریر اور مناظرانہ بیان کا کون قائل نہیں لیکن ابھی مشکل سے پندرہ منٹ ہی گزرے ہونگے کہ جلسہ گاہ تک کسی طرح یہ خبر پہونچ گئی کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اسٹیج پر تشریف لارہے ہیں اس کے بعد تو پھر استقبال کا وہ ماحول بنا کہ علامہ جیسی شخصیت کو اپنی تقریر موقوف کرنی پڑی اس منظر کو دیکھنے کے بعد نائب مفتیٔ اعظم شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ کی یہ بات ''حضور مفتیٔ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو مقبولیت آخر کے ۲۵ رسالوں میں ملی تھی اللہ تعالیٰ نے وہ مقبولیت علامہ ازہری کو شروع ہی میں عطا فرمادی ہے'' ذہن ودماغ میں گشت کرنے لگی اور میرے دل نے شارح بخاری علیہ الرحمہ کی اس بات کی صدفی صد تصدیق کردی اور ایک تجربہ یہ بھی ہوا کہ جس جلسے میں حضور فخر ازہر مدعو ہوتے وہاں لوگ مقررین کی تقریریں سننے نہیں بلکہ صرف آپ کی زیارت کیلئے جاتے تھے بیشک یہ صدقہ تھا ''واللہ انی لاجد نور اللہ فی ھٰذا الجبیس'' کا الحمد للہ کچھ دیر کے بعد حضرت کی تشریف آوری ہوئی اور دیدار سے دلوں کو سرور اور نگاہوں کو نور حاصل ہوا۔ ۲۰۱۴ء میں جب دارالعلوم اعلیٰ حضرت کلمنا ناگپور کے زیر اہتمام شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کا بارھواں سیمینار منعقد ہوا کہ جس میں فقیر بھی بحیثیت مقالہ نگار شریک تھا۔

حضرت ناگپور تشریف لائے اور کئی نششتوں میں حاضر ہوکر اصاغر نوازی کا خوب خوب ثبوت دیا علماء کرام کو اپنی مخصوص دعاؤں سے نوازا اور ہم گداؤں کو دیدار کا بھرپور موقع عنایت فرمایا۔ اس کے بعد ۲۰۱۶ء میں آخری بار دیدار کا شرف ملا جب کہ دارالعلوم اہل سنت بغدادیہ شطرنجی پورہ ناگپور کے سالانہ جلسۂ دستار بندی کے موقع پر آپ پھر سے ناگپور تشریف لے کر آئے یہاں پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ آپ کے خانوادہ سے جو عقیدت ومحبت مجھے اہلیان ناگپور کے دلوں میں نظر آئی وہ کہیں اور نظر نہ آئی بلکہ یہ اسی عشق والفت کا ثبوت تھا کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے جس جلسے میں شرکت فرمایا تھا اس جلسے کا نام بھی آپ کے نام پر ''فخر ازہر کانفرنس'' رکھا گیا تھا بلکہ اس سے پہلے بھی ۲۰۱۲ء میں اسی دارالعلوم اہل سنت بغدادیہ شطرنجی پورہ ناگپور کے زیر اہتمام ایک اور عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس کا نام تاج الشریعہ کانفرنس رکھا گیا تھا۔

بہر کیف یہ جلسۂ دستار بندی بنام فخر ازہر کانفرس میرے لئے کئی طرح سے یادگار تھا کیوں کہ یہ میرے لئے بھی اور ناگپور کے بہت سارے دوسرے لوگوں کیلئے بھی اپنے پیرومرشد کا آخری دیدار تھا اور شاید اسی لئے آپ تقریباً ڈھائی گھنٹے تک اسٹیج پر جلوہ گر رہے اور میرے لئے خاص اس وجہ سے بھی یادگار تھا کہ تقریباً آدھا گھنٹہ فقیر کو کچھ بولنے کا موقع ملا تھا (الحمد للہ علیٰ ذالک)

☆☆☆☆☆☆☆

صدر المدرسین دارالعلوم فیضان رضا ممبرا تھانے

تاج الشریعہ
سیدنا غوثِ اعظم کے نقش قدم پر

مولانا جہانگیر اشرف رضوی

ہر سلاسل میں ترے فیض کا دریا ہے رواں
ہر طرف تیرے ہی انوار ہیں خالص یا غوث
غوثِ اعظم کی عطا سے اعلیٰ حضرت کے طفیل
حق کے پیرِ کارواں تھے سیّدی اختر رضا

سلسلۂ قادریہ کے بانی سیّدنا غوث اعظم محبوب سبحانی علیہ الرحمہ نے تفسیر وحدیث اور فقہ وفلاسفہ اور علوم عربیہ کی تعلیم عظیم المرتبت اساتذہ سے حاصل کرنے کے بعد شیخ ابوسعید علیہ الرحمہ کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ریاضت ومجاہدہ کے بعد خلافت واجازت سے نوازے گئے علمِ سینہ وعلمِ سفینہ کے تاجدار ہوئے تو ربِّ کائنات نے قطب الاقطاب کے مقام پر فائز کردیا۔خود ارشاد فرماتے ہیں:

درست العلم شیئی ضربت قطباً   وثلث السعد من مولیٰ الموالی

بلاشبہ اولیاء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہو گئے۔خود ارشاد فرماتے ہیں:

لکل ولی لہٗ قدم وانّی   علیٰ قدم النبیّ بدر الکمالِ

ہر ولی کسی نبی کے نقشِ قدم پر ہوتا ہے۔اور میں بدر الدجیٰ ،نور الھدیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر ہوں۔قطبیت وغوثیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے بعد مدرسہ قادریہ کو قائم کیا اور تدریس وتصنیف اور وعظ وتقریر میں نمایاں کردار ادا کیا! آپ کا سلسلہ تمامی سلاسل پر فائز ہے۔اور آپ کا فیضان عام وتام ہے۔مزرعِ چشت و بخارا وعراق واجمیر

کون سے کشت میں برسا نہیں جھالا تیرا

سلسلۂ قادریہ کی عظمتیں مسلم ہیں لہٰذا ہر دور میں اس کا نمائندہ ممتاز و بے مثال ہونا چاہئے۔دور حاضر میں بارگاہِ غوثیت سے حضور تاج الشریعہ کا انتخاب عمل میں آیا۔

دیوانگیٔ عشق بڑی چیز ہے سیماب   یہ ان کا کرم ہے جسے دیوانہ بنالیں

حضور تاج الشریعہ سیّدنا غوثِ اعظم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے۔علومِ عربیہ میں مہارت کے بعد حدیث وتفسیر اور فقہ وکلام میں کامل ومکمل ہونے کے بعد پرتوِ غوثِ اعظم سرکار مفتیٔ اعظم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور ریاضت ومجاہدہ کے بعد خلافت واجازت

سے نوازے گئے۔ تدریس وتصنیف اور دعوت وتبلیغ میں نمایاں خدمات ادا کرنے کے باعث مقبول امام رہے۔

تدریس وافتاء:۔ ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم منظر اسلام میں صدر المدرسین اور رضوی دارالافتاء میں صدارت کے عہدہ پر رہتے ہوئے مکمل بارہ سال اپنے فرائضِ منصبی کو انجام دیتے رہے بعدہٗ مرکزی دارالافتاء قائم کیا اور عینِ حیات اہم سوالوں کے جوابات رقم فرماتے رہے مختلف فیہ مسائل میں آپ کے فتاوے اہلِ دانش کے نزدیک فیصل کا درجہ رکھتے۔ اور جب جامعۃ الرضا کو قائم کیا تو تخصص کے طلبہ کو درس دیتے، خصوصاً بخاری شریف، رسم المنتہیٰ، اجل العلام کا درس مجتہدانہ شان سے دیتے۔ گویا کہ پوری زندگی افتاء وتدریس میں گزری ہاں دارالعلوم منظر اسلام کی خدمات میں تسلسل رہا۔ بعد میں سفر کے باعث وہ تسلسل نہ رہا مگر جب موقع ملتا تو طلبہ کی علمی تشنگی بجھانے میں مصروف ہوجاتے اور اہم فتاویٰ صادر فرما کر اہلِ علم کو شادکام فرمادیتے۔

(۱) ازہر الفتاویٰ (دوحصّے اردو میں) (۲) ازہر الفتاویٰ (دوحصّے انگلش میں) کو دیکھنے کے بعد آپ کی عبقریت کو تسلیم کئے بغیر چارۂ کار نہیں۔

تصنیف:۔ بوقتِ ضرورت قلم فرسائی، خاندانی مشن کو برقرار رکھتے ہوئے عربی، اُردو، انگلش میں تصنیف وتعریب وترجمہ کی تعداد تیس ۳۰ر سے زائد ہے۔ بعض کے اسماء ملاحظہ فرمائیں:

(۱) صیانۃ القبور (عربی) (۲) الصحابۃ نجوم الاھتداء (عربی) (۳) تحقیق انّ ابا ابراہیم تارخ الآزر (۴) الحق المبین (عربی) (۵) نغماتِ اختر (عربی) (۶) مرأۃ النجدیت (عربی) (۷) الفردۃ شرح قصیدہ بردہ (عربی) (۸) سد المشارع علیٰ من یقول انّ الدین یستغنی عن الشارع (عربی) (۹) تعلیقاتِ زاہرہ (اردو) (۱۰) تین طلاقوں کا شرعی حکم۔ عشرۃ کاملہ کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ حضور تاج الشریعہ ضرورت کے باعث قلم اٹھاتے اور سیّدنا امام احمد رضا کے طرز پر سیّدنا غوثِ اعظم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے شادکام ہوجاتے۔

دعوت وتبلیغ:۔ علم وعمل اور اخلاص وتقویٰ کے خوگر کی تقریر موثر ہوتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ مخلص فی الدین ہونے کے ساتھ خشیّتِ رَبّانی کے باعث اپنی زبانِ حق ترجمان سے جو ارشاد فرماتے سامعین کے قلب وجگر میں جاں گزیں ہوجاتی۔ آپ کی زندگی روحانیت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ آپ کی صورتِ زیبا کو دیکھ کر سیکڑوں افراد دامنِ اسلام سے وابستہ ہوگئے۔ دنیا کے جن خطہ میں تشریف لے جاتے روحانیت کی جلوہ گری کے باعث ہزاروں افراد توبہ واستغفار کے بعد قادری میکدہ سے نوش فرما کر مست الست ہوجاتے سنگلاخ علاقوں میں بھی روحانیت کی موسلا دھار بارش ہوتی۔ یہ فیضان تھا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کا اس لئے کہ جو بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتا ہے وہ غم واندوہ سے بے گانہ ہوجاتا ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

مریدی حب وطن واشطح وغنّ   وافعل وامتشاء فالاسم عالی

حضور تاج الشریعہ تدریس وتصنیف، وعظ وافتاء اور دعوت وتبلیغ میں سیّدنا غوث اعظم کے نقشِ قدم پر رہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی حیات کا ہر ہر گوشہ نورانی وعرفانی رہا، ذٰلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

☆☆☆   ناظم اعلیٰ الجامعۃ الرضویہ کلیان، تھانہ، مہاراشٹر

تاج الشریعہ کا زہد وتقوی

مولانا محب الرحمن رضوی

تخلیق آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک بنی نوع انسان کی آمد ورفت کا تسلسل برقرار ہے اور مشیت الٰہی کے مطابق ابھی تک یہ سلسلہ موت وزیست تا قیام قیامت جاری رہے گا۔ نا معلوم کتنی شخصیات منصہ شہود پر جلوہ بار ہوئیں اور اور حیات مستعار کے کچھ قیمتی لمحات گزار کر اس دنیا فانی سے رخصت ہوتے ہوئے پیام اجل کو لبیک کہا۔

ان کی یادوں کے نقوش اذہان وقلوب سے مٹتے چلے گئے۔ مگر اسی جہان رنگ وبو میں کچھ ایسی قد آور اور ہمہ جہت عبقری شخصیات شمس وقمر بنکر ضوفگن ہوئیں۔ جنہوں نے اپنے اخلاق وکردار، تبلیغ وارشاد علم وعمل، عبادت وریاضت، خوف وخشیت، زہد وتقوی اور عفو درگزاری جیسی بے پناہ صلاحیتوں، خوبیوں اور انوار وتجلیات سے عالم کو مستفیض ومستنیر کیا۔

انہیں پاکیزہ نفوس میں ایک انتہائی عبقری، دل آویز اور پر کشش شخصیت مرشد گرامی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی بھی تھی۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت کا جب ہم تجزیہ کرتے ہیں تو آپ کی عبقری شخصیت تمام اوصاف وکمالات اور محاسن ومحامد کی جامع نظر آتی ہے۔ ان ہجوم اوصاف میں صرف آپ کا زہد وتقوی کے کچھ تذکرے اس مختصر مضمون میں رقم کرنے کی سعی کر رہا ہوں۔

حضور تاج الشریعہ تقوی کے کس منصب پر فائز تھے اس کا اندازہ لگانے کیلئے تقوی کی قسموں کا جاننا ضروری ہے۔

عموما تقوی کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں:۔(۱) تقوی عوام (۲) تقوی خاص (۳) تقوی اخص الخواص۔

تقوی عوام کا مطلب یہ ہے کہ انسان کفر وشرک سے بچ جائے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور یوم آخرت پر اور جملہ ضروریات دین پر ایمان کے ذریعہ۔

''تقوی خواص'' کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اوامر کو بجالائے اور نواہی سے اجتناب کرے۔ ''تقوی اخص الخواص'' کا معنی یہ ہے کہ انسان ان تمام چیزوں سے بچے جو اللہ تعالی کی یاد سے غافل کردے۔

قارئین کرام! تقوی کے اقسام کی مذکورہ بالا تعریف کی روشنی میں جب ہم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی پر کشش اور علمی وفقہی بصیرت کی حامل شخصیت کے شب وروز کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمیں اپنے ممدوح کی متبع شریعت وسنت زندگی میں متذکرہ بالا اوصاف کی مکمل طور پر جلوہ آرائیاں دکھائی دیتی ہوئیں محسوس ہوتیں ہیں۔ اور آپ اتباع شریعت، زہد وتقوی کے امین ومحافظ نظر آتے ہیں۔

اس دور پر فتن میں اپنی ذات کو مکروہات ومنہیات شرعیہ اور افعال قبیحہ وخبیثہ کے قرب وصحبت سے بچا لینا بڑے زہد وکمال کی بات ہے۔ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا زہد وتقوی کیسا تھا اس کا بخوبی اندازہ حضرت کے تعلیمی دور کے ایک وا قعہ سے لگا سکتے ہیں۔

جس کے راوی خطیب اعظم موریشس حضرت علامہ شمیم ازہری ہیں۔حضور تاج الشریعہ اور علامہ موصوف جامعہ ازہر قاہرہ، میں ساتھ ساتھ رہے اور تعلیم حاصل فرمائی۔علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ:

''مصر میں جشن جمہوریہ منایا جارہا تھا اور وہاں کا طریقہ یہ تھا کہ جامعہ ازہر کے تمام طلبہ قطار میں کھڑے ہوجاتے اور مصری حکومت کا نمائندہ ان سے ہاتھ ملاتا اور طلبہ اس کو مبارک باد دیتے۔تاج الشریعہ اور علامہ شمیم ازہری دونوں ایک قطار میں کھڑے تھے۔ اور اس وقت جو ملک کا نمائندہ بن کر آرہا تھا وہ ایک خاتون تھی اور وہ قطار میں کھڑے تمام طلبہ سے یکے بعد دیگر ہاتھ ملا رہی تھی، جب وہ میرے(علامہ شمیم ازہری) کے پاس پہونچی تو میں حضرت کو کنکھیوں سے دیکھ رہا تھا، پھر میں اس خاتون سے ہاتھ ملالیا، اس کے بعد وہ حضور تاج الشریعہ کے پاس آئی تو حضور تاج الشریعہ پیچھے ہٹ گئے اور ہاتھ نہیں ملایا۔

علامہ شمیم ازہری کا بیان ہے کہ حضرت نے مجھ سے بات بند کردی، یہاں تک کہ سلام کا جواب بھی نہیں دیتے، اسی طرح کئی دن گزر گئے میں گھبرا گیا کہ امام اہل سنت کی یادگار مجھ سے ناراض رہیں اور میں انہیں راضی نہ کروں؟ لہذا میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور حضرت کے قدموں میں گر گیا اور رونے لگا تو حضرت نے اپنا دست شفقت میرے سر پر پھیرا اور کہا ''شمیم! میں تم سے اپنے نفس کیلئے ناراض نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کیلئے ناراض ہوا تھا۔ کیونکہ وہ خاتون جس سے تم نے ہاتھ ملایا تھا وہ تمہارے لئے محرم نہیں تھی بلکہ وہ تمہارے لئے غیر محرم تھی اور تم نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا؟'' اس طرح انہوں نے حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ کے سامنے توبہ کی اور معافی مانگی تو حضرت نے انہیں معاف کیا''

(بحوالہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ نمبر)

آپ تصور کریں کے اس وقت جب کہ شباب کا عالم تھا اور آپ طالب علم تھے، عموماً طالب علموں کی زندگی ان باتوں کا خیال نہیں رکھتی، مگر اس وقت بھی آپ شریعت مطہرہ کے کس قدر پابند تھے۔

اسی طرح علامہ شہاب الدین رضوی صاحب ''حیات تاج الشریعہ میں رقم طراز ہیں کہ

'' ۱۴۰۶ھ کی بات ہے کہ زنان خانہ میں عورتیں زیارت اور بیعت کیلئے حاضر تھیں، جب آپ زنان خانہ میں تشریف لے گئے تو چند عورتوں کے نقاب الٹے اور منہ کھلے ہوئے تھے، آپ نے فوراً اپنی آنکھیں دوسری جانب پھیر لیں اور فرمایا'' پردہ کرو! بے حجابانہ گھومنا پھرنا سخت منع ہے، نقاب ڈالو! لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم'' سب عورتوں نے نقاب ڈال لیں پھر بیعت فرمایا''

قدم بوسی کرنے والوں پر غضبناک: راقم الحروف نے متعدد بار یہ مشاہدہ کیا ہے کہ جب بھی کسی عقیدت کیش نے آپ کی قدم بوسی کی تو آپ خفا ہوگئے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم آپ کی زبان مبارک پر جاری ہوجاتا۔ جبکہ فی زمانناجس کی قدم بوسی کی جائے وہ پھول کر غبارہ بن جاتا ہے اور اپنے لئے بڑی عزت افزائی سمجھتا ہے، حالانکہ اس عمل سے نفس موٹا ہوجاتا ہے اور نفس کا موٹا ہونا تقوی کے منافی ہے

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ زہد وتقوی کے اس درجہ عظمٰی پر فائز تھے کہ نظریں اٹھا کر دیکھنے والے وقت کے زاہدان کج کلاہ کی ٹوپیاں سر سے گرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ سچ ہے:

☆☆☆☆☆☆

تاج الشریعہ
کی مقبولیت قبل وصال و بعد وصال

محمد اظہار مصباحی پورنوی

مقبولیت منجانب اللہ محبوبان بارگاہ کو بطور انعام عطا ہوتی ہے۔ رب کا فرمان ہے

''ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودّا'' ترجمہ:۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کیلئے رحمٰن محبت کر دیگا۔ یعنی وہ اپنا محبوب بنا لے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دیگا۔

اور حدیث پاک میں آیا ہے رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب بنا لیتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبرئیل علیہ السلا آسمانوں میں ندا کرنے لگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو محبوب رکھتا ہے، سب اس کو محبوب رکھیں، تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت عام کر دی جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ مومنین صالحین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے، ایسے مقبولان بارگاہ جب تک حیات ظاہری میں ہوتے ہیں مثل شمع انجمن رہتے ہیں اور پروانے اپنی جانثاری کیلئے بے تاب رہتے ہیں، اخروی دنیا کو آباد کرتے ہیں۔

ماضی کے مختلف ادوار میں ایسے افراد کا ورود مسعود ہوتا رہا اور مقبولیت ومحبوبیت کے انمٹ نقوش چھوڑ کر رخصت ہوتے گئے، انہیں شخصیات کی فہرست میں ایک نام حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ کا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور تاج الشریعہ کو وہ مقبولیت عطا فرمائی کہ کسی اعلان واشتہار کے بغیر کسی بھی خطے میں تشریف فرما ہوتے وہاں نہ جانے کہاں سے اور کیسے لوگوں کو اطلاع ہو جاتی تھی کہ لوگوں کا ہجوم اُمڈ آتا تھا ان مستانوں کے ازدھام کو قابو کرنا دشوار ہو جاتا تھا۔ بعد وصال حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ جس شہر میں دیکھو انہیں کا چرچہ ہے، جس ملک میں جاؤ انہیں کی عبقریت کی دھوم مچی ہوئی ہے، گلی گلی میں ان کی خوبیوں کا ڈنکا بج رہا ہے آپ کی محبت کی صدائے بازگزشت سنائی دیتی رہی ہے۔

بعد وصال آپ کی نماز جنازہ میں دنیا بھر سے آئے ہوئے کروڑوں لوگوں کا شرکت کرنا بریلی واطراف بریلی میں انسانی سروں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر بریلی کے ہر چہار جانب کئی کیلومیٹر دور تک گاڑیوں کی قطاریں آپ کی مقبولیت، محبوبیت اور قبول

فی الخلق پر شاہد عدل ہیں۔

آپ کی مقبولیت پر ارباب علم ودانش کے تاثرات ذیل میں پیش ہیں۔

صاحب سجادہ آستانہ عالیہ رضویہ حضرت علامہ سبحان رضا خان سبحانی میاں فرماتے ہیں" چچا جان کا وصال بلاشبہ پوری دنیائے سنیت کا عظیم خسارہ ہے اور عالم سنیت کے درد وکرب اور غم واضطراب کو الفاظ کا جامہ پہنانا بہت مشکل ہے کیونکہ وہ سنیت کے آبرو تھے۔ حضرت علامہ احسن رضا خان صاحب ولی عہد خانقاہ رضویہ فرماتے ہیں کہ فقہ وافتاء اور رشد وہدایت کے میدان میں مرکز اہل سنت کو جو اختصاصات اور امتیازات قدرت کی جانب سے عطا ہوئے ان کو محفوظ رکھنے میں آپ کا بہت اہم کردار رہا ہے اور آپ کی مقبولیت کے احتساب کیلئے محض وصال پر ملال پر ملک وبیرون ملک میں تواتر کیساتھ محافل ومجالس کا منعقد ہونا اس پر شاہد عدل ہے۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حضور ازہری میاں کو زبردست مقبولیت دی ہے، ایسی مقبولیت دیکھنے میں نہ آئی۔ ایک بار حضرت کو رانچی آنا تھا، حضرت رانچی ائرپورٹ پر اترے پھر رانچی سے بذریعہ کار وہاں جانا تھا جہاں آپ کا پروگرام طئے تھا، رانچی ائرپورٹ پر اترنے سے قبل ہی رانچی میں ان سے ملنے کیلئے ہزاروں مئے کشوں کی بھیڑ جمع ہو گئی تھی جبکہ رانچی میں رکنا نہ تھا صرف وہاں سے گزرنا تھا مگر آناً فاناً اتنے لوگوں کا جمع ہو جانا بڑی بات ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسری مخلوق لوگوں کے کانوں تک بات پہونچا دیتی ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ)

علامہ یٰسین اختر مصباحی تعزیتی تحریر میں رقمطراز ہیں:

> "حضور مفتی اعظم ہند کو اپنی زندگی کے آخری پچیس سالوں میں جو مقبولیت وہر دلعزیزی حاصل ہوئی، وہ آپ کے وصال کے بعد ازہری میاں کو بڑی تیزی کے ساتھ ابتدائی سالوں ہی میں حاصل ہوگئی، اور بہت جلد لوگوں کے دلوں میں ازہری میاں نے اپنی جگہ بنالی"۔

حضور تاج الشریعہ علیہ کو حیات ظاہری میں جو مقبولیت حاصل ہوئی، شاید ہی کسی اور کو حاصل ہوئی دور حاضر میں آپ کا مقام ومنصب وہی تھا جو کسی پیر کامل، امام برحق اور امیر المومنین کا ہوتا ہے۔ سبب یہ تھا کہ سیکڑوں افراد میں جتنی خوبیاں ہوتی ہیں وہ تنہا آپ کی ذات میں موجود تھیں۔

آپ جامع الصفات شخصیت ہی نہیں بلکہ شخصیت ساز تھے۔ علماء ومشائخ زمانہ میں جتنی پزیرائی آپ کی ہوئی ہے شاید ہی کسی اور کی ہوئی ہو۔ آپ کی مقبولیت قبل وصال وبعد وصال لوگوں کو مسلم ہے۔ البتہ جن آنکھوں میں بغض وحسد کا غبار ہوا نہیں آپ کی شان وشوکت، علومرتبت، جاہ وحشمت کیا نظر آئے۔ مولی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہم غلامان تاج الشریعہ پر فیضان تاج الشریعہ ہمیشہ ہمیش کیلئے جاری فرما (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆☆☆ استاذ دار العلوم البنات القادریہ، کلیان، تھانہ ☆☆☆

تاج الشریعہ بحیثیت عربی مصنف ومترجم

ازقلم: محمد طلحہ حسین السعدی الثقافی

ولادت باسعادت: کرۂ ارض وسماء ان گنت مخلوقات، عجائبات، انوارات وتجلیات پر محیط ہیں کہیں فلک پر بے شمار نجوم وکواکب کے روشن قمقمے تو کہیں فرش زمین پر بہتی ندیاں اور گیت گاتے آبشاروں کے جھرنے گلشن چمن کے لہلہاتے کلیاں اور پہاڑوں کے ناتمام سلسلۂ ضوفشاں گلکاریوں کے ناطق مجسمے اسرار ورموز کے زبردست گنجینے زمینِ نشیب وفراز کے دلکش و پرجازیب نظارے بطن زمین کو چاک کر کے نکلتے ننھے پودے اور تناور درختوں پر متنوع پھلوں کے لدے گچھے یہ سارے نظارے و بہاریں قدرت الٰہی کی کرشمہ سازی کی بین ثبوت ہیں اور کیوں نہ ہووہ تو قادر مطلق ہے جو پانی کے ایک قطرہ پر مصوری تو دوسرے قطرہ سے موتی پیدا فرماتا ہے۔

قدیمے نکوکار نیکی پسند   بکلک قضا در رحم نقشبند
ازاں قطرہ لولوئے لالا کند   وزین صورتے سرو بالا کند

ترجمہ:۔اس قطرہ سے چمک دار موتی پیدا فرماتا ہے اور اس نطفہ سے سرو جیسے قد کی صورت بناتا ہے۔اس کی ذات قدیم ہے اچھے کام کرنے والا نیکی پسند کرنے والا ہے حکم کے قلم سے رحم مادر میں بچے کے نقوش پیدا فرماتا ہے۔

ان سارے بہار ونظارے کے باوجود منشاء الٰہی ابھی ناتمام ہے اور منشاء الٰہی کی تکمیل تو ''انی جاعل فی الارض خلیفة'' میں ہے اللہ عزوجل کا یہ خطاب خوش بخت مخلوق حضرت انسان کے لئے ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب بہار آتی ہے تو گلشن میں پھولوں کے چراغ جل اٹھتے ہیں اور خزاں کا جھونکا لگتا ہے تو سارے چراغ بجھ جاتے ہیں حتیٰ کے گلشن کی ہری بھری شاخ بھی پتیوں سے عاری ہوجاتی ہے اسی گردش ایام اور انقلاب روز وشب سے عروج وزوال، تعمیر وتخریب، اور وجود وعدم کی داستان وابستہ ہے۔

ماوشما بھلا کس گنتی میں ہیں؟ انسان تو روز جنم لیتے ہیں اور راہیٔ ملک عدم ہوجاتے ہیں مگر ایسے انسانی افراد ونفوسِ قدسیہ جو تاریخ ساز ہوا کرتے ہیں اور جن پر شرف وبزرگی کو ناز ہوا کرتا ہے ماہ وسال کی سینکڑوں گردش، صدیوں کے ہزاروں انقلاب، اور قرنوں کی لاکھوں کروٹ کے بعد کائنات ہستی میں رونما ہوتے ہیں۔

جیسے سیدنا اویس قرنی یمنی، سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی، سیدنا سعد الدین تفتازانی، سیدنا بایزید بسطامی، سیدنا احمد بن علوی الرفاعی، سیدنا احمد البدوی، سیدنا ابوالحسن شاذلی، سیدنا خواجہ معین الدین اجمیری، سیدنا جنید بغدادی، سیدنا شہاب الدین سہروردی، سیدنا محی الدین ابن عربی، سیدنا محمد بن علی باعلوی، سیدنا ابراہیم الدسوقی، سیدنا بہاء الدین نقشبندی، سیدنا جلال الدین رومی، سیدنا ابوحامد محمد

غزالی، سیدنا امام احمد رضا بریلوی، سیدنا شرف الدین بوصیری۔

یہ وہ ہستیاں ہیں کہ جنھوں نے راہ حق پر ثبات و استقامت اور صلابت ایمانی کے ایسے انمٹ نقوش ثبت کئے ہیں جسے دنیا فراموش نہیں کر سکتی ان فرید الدہر کے ارشادات و بیانات عقل وخرد کو لذت جستجو بخشتا ہے اور قلب وروح کو شوق فراواں سے بھی مالا مال کرتا ہے، اور ان معظم دینی کی تعلیم ورشد وہدایت انسان کو خود شناس بناتا ہے اور خدا شناس بھی۔ نیز انانیت وغرور، تمرد وسرکشی کی بیخ کنی کر کے انسان کو اپنے مالک حقیقی کی اطاعت و انقیاد کا خوگر کرتا ہے جن کے گھنے اور خنک سائے میں گم گشتہ وستم رسیدہ اور اپنی قسمت برگشتہ پر آہ وفغاں کرنے والے انسانوں کو یہ باور کراتے ہیں کہ امانت و دیانت اور صداقت تمہاری متاع گم گشتہ وگم شدہ کنجی ہے کیونکہ جن کے دلوں میں صداقت ویقین کے چراغ ضوفشاں ہوں انہیں باطل کے تیز تند باد صرصر سے قطعاً کوئی پریشانی اور تذبذب نہیں اور نہ ہی دشمنان اسلام کی ہرزہ سرائی اور غوغہ آرائی سے متأثر ہوتے ہیں۔

انھیں پاکیزہ نفوس میں سے وحید العصر حضور تاج الشریعہ مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خاں ازہری قادری نور اللہ مرقدہ بھی ہیں جو ۲۳ر نومبر ۱۹۴۳ء کو محلہ سوداگراں بریلی شریف میں پیدا ہوئے آپ کی آمد سے انسانی حیات سرسبز ہوگئی اور ویران دل آباد ہوگئے اندھیروں کو روشنی مل گئی اور خشک دھرتی باران رحمت سے نم ہوگئی۔

ایں سعادت بزور باز ونیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بالآخر اپنے کارہائے نمایاں وگرامایہ اور اختر علوم سے سارے عالم کو منور کرتے ہوئے ۷ر ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء کی شام موت کی آغوش میں روپوش ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

تسمیہ خوانی: تسمیہ خوانی تعلیمی سلسلۃ الذہب کی ابتدائی کڑی ہے جس پر ہمارے اسلاف عمل پیراں رہے ہیں اور ہمارے لئے یہ طریقۂ خیر نمونۂ حیات اور مشعل راہ ہیں خدا جانے چار سال، چار ماہ، چار دن کے ان مخصوص دہلیز عمر میں کیا راز پنہاں ہے جن کی افشاں سے میں قاصر ہوں بس در اعلیٰ حضرت پر سر رکھ کر فکر رضا کو تسلیم کر رہا ہوں۔

اے رضا ہر کام کا ایک وقت ہے — دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

بلاشبہ ہمارے اسلاف دور اندیش وفطرت شناس تھے اور گلستان حیات کے ننھے پودے کو تناور درخت بنانے میں کمال مہارت رکھتے تھے اور مراحل نشو ونما اور اصلاحِ جسم وروح کے لئے صحیح دوا تجویز کرنے پر طبیب حاذق تھے اور زرع حیات کو سیراب کرنے کے لئے بہترین باغبانی ومالی تھے اور یہ بھی واضح ہے کہ ایک باغبان ہی صحیح باغبانی، وشجر کار ہی صحیح شجر کاری اور مرد مومن ہی فن مردم شناسی سے آراستہ وپیراستہ ہو سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے اسلاف ان مذکورہ مخصوص ایام میں رسم بسم اللہ خوانی کی اہتمام کرتے آئے ہیں کیونکہ

یہ ایام بچوں کے نشوونما اور عقل وپختگی کی خشت اول ہے یہی وجہ کہ رسم بسم اللہ خوانی کا رواج نسلاً بعد نسل چلا آرہا ہے۔

اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے فقید المثال حضور تاج الشریعہ کی عمر شریف جب چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت علامہ محمد ابراہیم رضا جیلانی نے بڑی تزک واحتشام کے ساتھ تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی اور اس میں دار العلوم منظر اسلام کے جملہ طلبہ کو مدعو کئے حضور مفتیٔ اعظم کی زبان فیض ترجمان سے رسم بسم اللہ ادا کرائی۔

حصول علوم اسلام: حضور تاج الشریعہ نے گھر پر والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ ختم کیا اسی دوران والد ماجد سے اردو کتابیں پڑھیں گھر پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ کرادیا، نحو میر، میزان منشعب وغیرہ سے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دار العلوم منظر اسلام کے ماہر اساتذۂ کرام سے پڑھیں پھر تاج الشریعہ ۱۹۶۳ میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے وہاں آپ نے کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور مسلسل تین سال جامعہ ازہر کے فن تفسیر وحدیث کے ماہر و کہنہ مشق اساتذہ سے اکتساب علم کیا مذکورہ مدت مدیدہ بڑی محنت شاقہ کے ساتھ کتب بینی میں منہمک و مستعدرہ کر گزارا اور عالم میں منارۂ نور بن کر چمکا اور ثابت کر دیا۔

طلب العلا سحر الليالی

بقدر الکد تکتسب المعالی

تاج الشریعہ اور عربی ادب: عربی زبان عالم اسلام کی مشترکہ علمی وادبی وثقافتی زبان ہونے کے ساتھ فی زمانہ ابلاغی وسفارتی زبان کا درجہ بھی پا چکی ہے اگر کسی زبان کے اندر عالمی زبان بننے کی صلاحیت ہے تو وہ فقط عربی زبان ہی ہے۔ اسلامی دنیا کا سب سے زیادہ علمی ورثہ اور بنیادی مراجع ومصادر بھی عربی زبان میں ہی ہیں عربی زبان کی تدریسی وتحقیقی اہمیت اور موجودہ دور میں اس کی ابلاغی و سفارتی اہمیت سے بھی انکار کرنا محال ہے۔

علمی، تحقیقی، ادبی، سفارتی، ابلاغی اور صحافتی وقانونی، تجارتی اور عوامی اعتبار سے دنیا بھر کے زبانوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس حقیقت کا اعتراف کرنے کے علاوہ چارہ نہیں کہ سوائے عربی زبان کے کسی زبان کو یہ مرکزیت حاصل نہیں کہ وہ "ام الالسنہ" بن جائے۔

عربی زبان اپنے قواعد وضوابط اور اپنی وسعت وبلندیت کے اعتبار سے اس اعلیٰ مقام پر فائز ہے جہاں سے بقیہ ساری زبانیں کوتاہ قد اور بونے نظر آتے ہیں، جو تعبیرات، مترادفات، استعارات وکنایات اور مشترکات عربی زبان میں ہیں کسی اور زبان میں اس کے عشر عشیر بھی نہیں پائی جاتی جیسے لفظ عین عربی زبان میں ستر معنی میں مستعمل ہے لفظ عجوز کے ساٹھ سے زیادہ معنی ہیں اسی طرح ایک ایک معنی کے لئے کئی کئی الفاظ ہیں شہد کو لے لیجئے کہ اس کے لئے عربی کے خزانے میں ۸۰ الفاظ ملتے ہیں اسی طرح سانپ کے لئے دوسو اونٹ اور تلوار کے لئے ایک ہزار اور مصیبت کے لئے چار ہزار الفاظ ہیں اسی طرح شیر کے پانچ سو نام ہیں اور یہ بھی مذکور ہے کہ کب کس نام سے بولا جائے مثلاً ببر شیر کچھار میں اگلی ٹانگیں پسارے بیٹھا ہو تو اسد جب اسد کچھار سے نکل کر چل دے تو ضرغام جب ضرغام چلتے ہوئے کسی چیز پر کڑی نظر ڈالے تو غضنفر جب غضنفر چلتے ہوئے دھاڑے تو ضیغم جب ضیغم شکار پر جھپٹے تو حمزہ جب حمزہ شکار کو دبوچ کے بے بس کر دے تو عباس جب عباس کیے گئے شکار کی بوٹی بوٹی کر دے تو حیدر کہلاتا ہے۔

اسی طرح صبح تا شام کے اوقات کے لئے الگ الگ نام ہیں جیسے صبح ، بکور، غداۃ، ضحیٰ ، اشراق ،ضحائی ،شروق ، زوال ، ہاجرہ ، ظہیرہ ،رواح ،اصیل ،مسائی ،عصر ،طفل ،عشیہ ، شفق ،عشا ،عتمۃ ،سحرۃ ،قلنس ،بلجۃ ،تنویر ،صباح

ایسے ہی دانتوں کے الگ الگ نام ہیں جو پیسنے کا کام آتا ہے اس کا الگ نام اور جو ہنسنے کا کام آتا ہے اس کا نام الگ ہے جیسے طاحنہ ،ضاحکہ ،ثنایا علیا ،ثنایا سفلیٰ ، ناجذ ، انیاب ، رباعیہ ، اضراس ڈاڑھیں وغیرہ وغیرہ یہ سب وسعتیں صرف اور صرف عربی زبان میں ہی ہیں جو کسی اور زبان میں نہیں پائی جاتی ہے۔

عربی زبان اپنی وسعت وعموقیت کے بناء پر بحر لطافت وسلاست سے لبریز ہے اور ساتھ ہی دشوار کن بھی ہے یہی وجہ ہے کہ لوگ اس بحر ناپیدا کنار میں غوطہ زنی سے گھبراتے ہیں لیکن میں قربان تاج الشریعہ کی ذات پر کہ آپ اس بحر کے ماہر غواص تھے اور عربی زبان وادب میں کافی دسترس اور نظم ونثر دونوں اوصاف کے ماہر تھے آپ کا کلام عرب العرباء کی یاد دلاتا ہے آپ کی تحریر میں سلاست ،روانی اور زور بیاں کے ساتھ حقائق وواقعات کی صحیح منظر کشی کا عنصر پوری آب وتاب کے ساتھ پائی جاتی ہے جو آپ کی عربی تصانیف وتراجم اور تعاریب سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے آپ کی عربی تصانیف وتراجیم اور تعاریب تو درجنوں ہیں اختصاراً یہاں چند کے اسماء سپرد قرطاس کر رہا ہوں

۔

عربی تصانیف: الحق المبین★ الصحابۃ نجوم الاھتدیٰ★شرح حدیث الاخلاص★نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا★ سدالمشارع★حاشیۃ عصیدۃ الشھد شرح قصیدۃ البردۃ★ تعلیقات زاہرہ علی صحیح البخاری★تحقیق ان ابا سیدنا ابراہیم تارخ یا آذر★ مرآۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ★ نھایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لھب یوم الاثنین★الفردۃ فی شرح قصیدۃ البردۃ۔

تراجم: انوارا لمنان فی توحید القرآن★ المعتقد والمنتقد مع المعتمد المستمد★ الزلال النقی من بحر سبقۃ الاتقی۔

تعاریب: برکات الامداد لاھل الاستمداد★ فقہ شہنشاہ، عطایا القدیر فی حکم التصویر★اہلاک ابوہابین علی توہین القبور المسلمین★ تسیر الماعون سکون فی الطاعون★ شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام★ قوارع القھار فی رد المجسمۃ الفجار★ الھاد الکاف فی حکم الضعاف★ الامن و العلیٰ لنا عیتی المصطفیٰ بدافع البلاء★ سبحان السبوح عن عیب کذب المقبوح★حاجز البحرین الوافی عن جمع الصلاتین۔

بالخصوص آپ کی لکھی قصیدہ بردہ شریف کی شرح "الفردہ فی شرح البردہ" عربی زبان وادب کا ایسا شہرہ آفاق شاہکار ہے جس کی کوئی نظیر نہیں ،نہایت انوکھے انداز میں ہر شعر کا پچھلے شعر سے رابطہ بتایا ہے۔حل لغات میں بعض لفظوں کے کئی کئی معنی بتا کر شعر سے متعلق معنوں کی نشاندہی کی ہے ،لفظوں کے اعرابی احتمالات بیان کرتے ہوئے ہر اعرابی حالت کے مطابق معانی پر روشنی ڈالی ہے قصیدہ کے لفظوں کے قرآنی وحدیثی ماخذ بتائے ہیں اور ان میں مندرج واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دلچسپ اور قابل ضرورت

واقعات کا ذکر بھی کر دیا ہے۔

شرح مبارک میں علم لغت، علم صرف، علم نحو، علم منطق، علم فلسفہ، علم ریاضی، علم قرأت، علم معانی، علم بیان اور علم بدیع ایسے علوم کو استعمال فرمایا ہے، اور یوں قصیدۂ مبارکہ قابل پذیرائی بننے کا راز بیان کیا ہے چنانچہ یہ شرح ٹھوس اہل علم، مدرسین، طلباء مدارس دینیہ اور عام اہل محبت مومنین کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ بن گئی ہے۔ زیر نظر مقالہ میں میرا محور ہی حضور تاج الشریعہ کی انشا پردازی قصیدہ بردہ کی روسے اجاگر کرنا ہے تو اس بابت میں مناسب و لازمی سمجھتا ہوں کہ صاحب قصیدہ کے کچھ احوال و کوائف قلمبند کر دوں پھر اپنے موقع پر حضور تاج الشریعہ کا مذکورہ قصیدہ پر خامہ فرسائی کی نکات وحوالا جات بیان کروں گا۔

صاحب قصیدہ بردہ: محمد بن سعید یکم شوال ۶۰۸ھ بمطابق ۷ر مارچ ۱۲۱۳ء کو مصر کے قصبہ دلاص میں پیدا ہوئے، ان کی کنیت عبداللہ اور خاندان کی نسبت سے صنہاجی، مقام ولایت کی نسبت سے دلاص اور مقام سکونت کی نسبت سے بوصیری کہلاتے ہیں۔

آپ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، فلک شعراء میں جہاں ان گنت کواکب و نجوم ہیں وہیں آپ کی ذات قمر منیر کی حیثیت رکھتی ہیں اپنے زمانے کے متبحر عالم دین، استاذ الشعراء اور شہرۂ آفاق ادیب اور خداداد صلاحیت و ذہانت کے مالک تھے اور عقل و خرد درایت و فراست زائد الوصف تعریف سے سوار کھتے تھے، کریم النفس، و شریف الطبع جیسی صفات حمیدہ سے متصف و مرصع تھے اگر یہ کہا جائے کہ خالق کائنات کے خزانۂ رحمت سے وافر حصہ پائے تھے تو حق بجانب ہوگا آپ کی علمی گہرائی و گیرائی، حلم و بردباری، شرافت و پاکیزگی محنت و مستعدی اور سخن گوئی و شعر سازی کے معترف بڑے بڑے فضلاء، فصحاء و بلغاء حتی کہ شاہان زمانہ بھی تھے، ایام طفولیت سے ہی آپ کی پیشانی پر نیک بختی کے آثار ہویدا تھے بنا بریں صغر سنی میں ہی حافظ قرآن ہو گئے، گویہ کہنا مناسب ہے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ سر بلندی

پھر دیگر علوم متداولہ کی طرف توجہ مبذول کر کے مہارت تامہ حاصل کی بالخصوص فن سخن گوئی میں ید طولیٰ رکھتے تھے ان کی مہارت و قابلیت ان کی مجموعہ اشعار جو دیوان بوصیری سے معروف ہے شاہد عدل ہے۔

آپ کے قصائد تو بہت ہیں لیکن ان میں دو قصیدے کافی نمایاں اور بڑی اہمیت کے حامل ہیں قصیدہ ہمزیہ اور قصیدہ بردہ قصیدہ ہمزیہ جس کا دوسرا نام ''ام القری فی مدح خیر الوریٰ'' ہے جو ۴۵۷ اشعار پر مشتمل ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

کیف ترقی رقیک الانبیاء
یا سماء ما طاولتها سماء

پیشہ: امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ غریب اور روزگار نا مساعد اور مفلوک الحال کے بناء پر قبل از عنفوان شباب فکر معاش دامن گیر ہوئی اور کسب مال کے لئے گھاٹ گھاٹ پانی پیئے لیکن طلب بسیار کے باوجود کوئی مناسب کام نہ ملا تو چار و ناچار اپنی انشا پرداری کی بدولت قبروں کی شناختی و علامتی تختوں پر کتابت کی حرفت اپنائے نیز جلب منفعت و مال وافر کے کسب کے لئے بارگاہ خداوندان نعمت، و صاحبان

جاہ وحشمت، ارکان دولت اور سلاطین وقت کے مدح وثنا خوانی بھی کرتے تھے جب کہ اس پیشہ کے حلت وجواز میں کوئی کلام نہیں اس کے باوجود اس سے برأت وندامت ظاہر کرتے ہوئے بذات خود یوں گویا ہیں۔

خدمتہ بمدیح استقیل بہ ذنوب عمر مضیٰ فی الشعر والخدم
اذ قلدانی ما تخشیٰ عواقبہ کاننی بھاھدی من النعم
اطعت غی الصبا فی الحالتین وما حصلت الا علی الآثام و الندم
فیا خسارۃ نفسی فی تجارتھا لم تشتر الدین بالدنیا ولم تسم

ترجمہ:۔(۱) میں نے حضور کی مدحت کرکے اس ذریعہ سے اس عمر کے گناہوں کی مافی طلب کی ہے جو شعر گوئی اور اہل دنیا کی خدمتوں میں ضائع ہوئی۔

(۲) ان دونوں باتوں میں یعنی شعر گوئی اور خدمت اہل دنیا میری گردن میں ایسی پٹی ڈالی جس کے انجام سے خوف زدہ ہوا اور سمجھتا ہوں ان گناہوں کا ہار ڈال کر میں اس صدقہ کے جانور کے مشابہ ہوں جو پٹہ ڈال کر ذبح کو لے جایا جاتا ہے۔

(۳) میں شعر گوئی اور خدمت سلاطین دونوں حالتوں میں طفلانہ گمراہی کی اطاعت کی اور بجز گناہ یا ندامت کے حاصل نہ ہوا۔

(۴) افسوس میری جان خسارہ میں گئی کہ اس نے دنیا چھوڑ کر دین نہ خریدا اور نہ خریدنے پر غور کیا۔

شارحین قصیدہ بردہ: قصیدہ بردہ شریف ایک ایسا مقبول اور محمود اور مشہور زمانہ قصیدہ ہے کہ جس کی شہرت پورے عالم اسلام میں ہے یوں تو ان گنت قصائد موجود ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں لکھی گئی ہیں لیکن جو شہرت ومقبولیت قصیدہ بردہ کو ملی وہ کسی اور کے حصہ میں نہیں آئی اور اس کی شرح کی طرف ایک دو شارح ملتفت نہ ہوئے اور معمولی شراح نے اس کی شرح پر خامہ فرسائی نہ کی۔ بلکہ محمد بن احمد العجیسی المعروف بابن المرزوق المتوفی ۷۸۱ھ، شیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی، جلال الدین المحلی، شیخ نور بخش توکلی الھندی، ابن حجر ھیتمی، حافظ احمد بن ابی بکر القسطلانی، شیخ زادہ اور عمر بن احمد آفندی الخرپوتی مفتی مدینہ خرپوت جیسے متبحر اس کی شرح فرما چکے ہیں۔

یوں تو قصیدہ بردہ شریف کے شروحات وتخمیسات ان گنت ہیں البتہ ابن مرزوق، المودۃ فی شرح قصیدہ البردۃ میں قریباً ۲۷۵ شارحین کا ذکر فرمایا ہے جن کی تفصیل یہاں ناممکن ہے چند شارحین کے اسماء سپرد قرطاس کر رہا ہوں۔

(۱)عصیدۃ الشھدۃ فی شرح البردۃ (للامام العلامۃ عمر بن احمد أفندی الخرپوتی الحنفی مفتی مدینہ خرپوت رحمۃ اللہ تعالیٰ

(۲)النفخات اللطیفۃ علی البردۃ الشریفۃ (للشیخ علی عثمان جرادی الصیداوی الحنفی)

(۳)الزبدۃ الرائقۃ فی شرح البردہ الفائقۃ (للقاضی شیخ الاسلام ذکریا الانصاریٰ الشافعی الاشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ

(۴)نحت حدید الابطال وبردۃ بأدلۃ الحق الذابۃ عن صاحب البردۃ (للشیخ العارف داودین سلیمان النقشبندی البغدادی رحمہ اللہ تعالی

(۵)اظھار صدق المودۃ فی شرح البردۃ (ابی عبداللہ ابن مرزوق الفید التلمسانی)

(۶)الشرح الفرید فی بردۃ النبی الحبیب (الشیخ العلامۃ محمد عبداللہ یعقوب الحسینی)

(۷)مشارق الانوار المضیۃ فی شرح الکواکب الدریۃ (للحافظ احمد بن محمد ابی بکر القسطلانی

(۸)البلسم المریح من شفا القلب الجریح بشرح بردہ المدیح (الشیخ عمر عبداللہ کامل)

(۱۰)شرح بردۃ المدیح (للعلامۃ الشیخ یوسف ابن اسماعیل النبہانی۔وغیرہ وغیرہ

ان میں شیخ ابراہیم الباجوری کی شرح جو کافی عمدہ ہے جس کو راقم الحروف ،جامعہ مرکز الثقافتہ السنیہ ، میں دوران تعلیم شیخ عبدالغفور ازہری سے بالاستعاب پڑھا ہے

فردہ کے حوالا جات: حضور تاج الشریعہ کی یہ بھی ایک خصوصیت تھی کہ انہوں نے امانت علمی کے تحت ہر حوالہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے ذیل میں ہم ان مآخذ کے حوالے لکھ رہے ہیں۔

تفسیر وحواشی: حضور تاج الشریعہ نے کتب تفسیر وحواشی میں جن سے استفادہ کیا ان میں سے چند کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) الاتقان فی علوم القرآن (امام سیوطی)(۲) لطائف الاشارات (امام قشیری)(۳) معالم التنزیل (امام البغوی)(۴) فتح العزیز (شاہ محدث عبدالعزیز)(۵) تفسیر روح البیان (اسماعیل حقی)(۶) افضل القری(ابن حجر المکی)(۷)تفسیر قرطبی (امام قرطبی)(۸) تفسیر الخازن(۹) تفسیر الطبری

کتب لغات:

اسی طرح حضور تاج الشریعہ نے مشکل الفاظ کی تشریح کے لئے مشہور زمانہ کتب لغات اور معاجم سے بھی استفادہ کیا جن میں یاقوت حموی کی معجم البلدان ،علامہ فیومی کی المصباح، المعجم البسیط ،القاموس، المعجم الوسیط ،لسان العرب اور علامہ راغب اصفہانی کی ''مفردات'' بہت نمایاں ہیں۔

کتب سیرت، فقہ وحدیث اور تاریخ وعقائد میں:

قاضی عیاض کی کتاب الشفاء ، ابن ہشام کی روض الانف، صاحب حلبی کی سیرت الحلبیہ، دلائل النبوۃ، مسند البزار، الفقہ الاکبر، مسند الفردوس، الملل والنحل، حیاۃ الحیوان، کنز الفوائد، شرح بحر العقائد، انوار المنان فی توحید القرآن، عقیدۃ الطحاوی، الدولۃ المکیہ فی المادۃ الغیبیۃ علاوہ ازیں بہت سارے کتب کے حوالہ جات ہیں جیسے امام غزالی کی بیان علم الدنی، الذیل، الانساب وغیرہ وغیرہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

استاذ الجامعۃ الرضویہ،کلیان،تھانہ،مہاراشٹر

كلمة تعريفية عن تاج الشريعة

السيد محمد عتيق عالم الازهرى

من المعلوم لدى الناس عامة وخاصة أن الشخصية التى فذّت عن نظرائه وتركت بصمة فى جميع جوانب الحياة العلمية والروحية والخلقية الدعوة الربانية فى الأونة الأخيرة هى تاج الشريعة عليه الرحمة والرضوان، انه ودّع الدنيا الفانية قبل عدة أشهر والعالم الاسلامى كاد أن لا يتحمل هٰذا الأمر الفاجع والمتوجع لفقده وتجلّت الحقيقة حينما تهافت اليه الخلائق من مشارق الارض ومغاربها للمشاركة فى تشييع جثمانه، حقا انه كان من العظماء الذين أثّروا فى نهضة الامة الاسلامية روحيا وغيروا مجرى التاريخ وانقذوا الانسانية من ظلام دامس وصحّحوا مسارها وكانوا حلقة الوصل فى اضاءة الارض بنور السماء الصافية، انى بصدد سرد سيرته الذاتية وان كان من الصعب فى هذه الصفحات المحددة مساحة أن نلم كافة جوانب العظمة وللجاه الذى يتمتع به فى اوساط المجتمع العلمى والثقافى والدينى۔

مولده: ولد قاضى قضاة الهند الشيخ تاج الشريعه اختر رضا خان القادرى الازهرى يوم الاثنين فى السادس وعشرين من شهر محرم الحرام لعام ۱۳۶۲ ھ الموافق الثانى من شهر فبراير لعام ۱۹۴۳ م بمدينة بريلى الشريفه فى شمال الهند

اسمه: من دأب عائلته العريقة ان تختار اسم كل مولود ذكرٍ تيمناً با لنبى صلى الله عليه وسلم "محمد" ولذالك سمّى "محمد اسماعيل رضا" ولكن كان يدعىٰ باسم "اختر رضا" ودرج الناس علىٰ هذه التسمية الىٰ أخر عمره وتكنى لنفسه "اختر" واشتهر بالألقاب العديدة منها "تاج الشريعة" "قاضى القضاة" "ازهرى مياں" والاول كان أشهر لشغفه بالفقه والفتاوىٰ الدينية۔

نسبه: محمد اختر رضا خان بن محمد ابراهيم رضا خان جيلانى مياں بن حجة الاسلام محمد حامد رضا خان بن احمد رضا خان القادرى رضوان الله تعالىٰ عنهم اجمعين

بيعته: انه كان بايع علىٰ يد المفتى الأعظم فى الطريقة القادرية منذ نعومة اظفاره وكتب عن نفسه

"انی التحقت بطریقة الشیخ المفتی الاعظم منذ طفولتی"

نشأته وتعلیمه : ترعرع فی أسرة علمیة متدینة کانت تعتبر النموذج الأمثل والقدوة المثلیٰ فی العلم والاخلاق والسلوک وکان یشرف علیٰ تربیته والده العلامه ابراهیم رضاخان وجده من والدته الشیخ مصطفیٰ رضا خان وتلقیٰ مبادئ العلوم والدروس الابتدائیه فی بیته ثم دخل الکلیة العصریة المسمیٰ (اسلامیه انتر کالج بریلی) فی السن العاشر من عمره الشریف للحصول علی العلوم الحدیثة وغیرها من اللغة الهندیة والانجلیزیة والریاضیة ، بعده التحق بالمدرسة المشهورة" دارالعلوم منظراسلام" واخذ العلوم الدینیة والعقلیة عن جهابذة العلماء والأکابر المعروفین وفق المنهج النظامی حینذاک ونال منها شهادة خریج العلوم الدینیة ولکنه لم یتوقف علیٰ هٰذا الحد بل ارتوی نفسه من عطش العلم والمعرفة بالتوجه الی أعرق منابع العلوم الدینیة الا وهی جامعة الازهر الشریف بالقاهرة وواصل تعلیمه فی الفترة مابین ۱۹۶۳م الیٰ ۱۹۶۶م ودرس فیها العلوم المتداولة من التفسیر والحدیث، اللغة العربیة والفلسفة الاسلامیة وغیرها من العلوم وتخصص فی الحدیث الشریف وتخرج من کلیة اصول الدین بارعا فی الاحادیث ومستوعبا علومها وخیردلیل علی تضلّعه فی هذ الفن "تعلیقات زاهره علی صحیح البخاری"

صفاته: انه کان متوقد الذهن سریع الفطنة مضطرم الشعور متواضع النفس رحب الصدر مرهف الحس،کریم الخلق، عذوبة الروح و شدید الاتکاء علیٰ نفسه وصحة الدین والرغبة فی الاصلاح بینما کانت الامة السلامیة فی الهند واقفة الأمل منتظرة من ذالک الراحل العظیم والشیخ الحکیم ان یصلح مافرط منها نحو الشریعة الاسلامیة الغراء حینا بعد حین وبماکان من سعة فی العلم عمق فی المعرفة وولع بمطالعة الکتب ماجعله من احدکبار رجال الدین ومثقفی عصره۔

اساتذته: استفادالشیخ الراحل من عباقرة الاساتذة الاجلة الذین کانوا فی قمة العلم والخلق، اصطف حولهم ولم یتوان لحظة فی اکتمال حاجته العلمیة وهم کالاتی"

المفتی الاعظم محمد مصطفیٰ رضا خان قادری

بحر العلوم مفتی سید محمد افضل حسین

المفسر الاعظم محمد ابراهیم رضا خان قادری

فضیلة الشیخ محمد سماحی مصری

فضیلة الشیخ محمود عبد الغفار مصری

فضیلة الشیخ عبد التواب مصری

مسیرته العلمیة والعملیة: بعد عودته من القاهرة اقترح مسئولوا مدرسة دار العلوم منظر اسلام لانضمامه الیٰ هذه المدرسه لغرض التدریس، فقبل فضیلته هذا الاقتراح من طیب خاطره وکرّس جهوده فی التدریس والاقراء حتیٰ حاز علیٰ مسئولیة رئیس المعلمین فی تلک المدرسة، وأسس بعد فترة وجیزة لارشاد العوام فی المسائل الشرعیة "رضوی دار الافتاء" عقب نیل الاجازة من مرشده ومعلمه الربانی المفتی الاعظم بالهند فی هذا الامر، وقد استخلف المفتی الاعظم الشیخ محمد مصطفیٰ رضا خان قبل وفاته الشیخ الراحل تاج الشریعه خلیفة فی حیاته، قد حنّک الشیخ المذکور فی اصدار الفتاویٰ الموثّقة وحل المسائل الغامضة المرتبطة بالشریعة والفقه الحنفی بحیث تکون الدلائل والبراهین واضحة بینة ولا مشاحة فی ذلک انه ادرک المنهج من استاذه عن جده الشیخ احمد رضا خان وهو کان وریث مسلکه المروّج، کان الشیخ ساهم فی نشر منهج الطرق الصوفیة فی اخذ البیعة فی کل عصر وفتح باب التوبة علیٰ مصراعیه یدخل فیه المسلمون من کل ناحیة من نواحی العالم الاسلامی یجددون العهد مع اللّٰه ویعاهدون علی ان لا یتناسوا الاٰخرة، ظل یحاسبهم ویربیهم علیٰ خصال الخیر- وقد کان له الاثر البالغ فی الاصلاح والتزکیة والتربیة، ولذلک کان الشیخ دائم الترحال لنشر الدین القویم والفکر السلیم وانطلقت هذه المسیرة العملیة بتأسیس "جامعة الرضا" التی تحمل فی ثنایاها رسالة تربویة وفکرا اصیلاً یواکب مستجدات العصر الراهن ویسعیٰ لاثبات غرس طیب مثمر، وبالاضافة الی تأسیس "المجلس الشرعی للهند" لتیسیر الحلول ومتابعة مشاکل الامة الاسلامیة فی الامور الدینیة بنخب الشخصیات الفقهیة کانت محاولة جادة ومخلصة من قبل تاج الشریعة وهذه هی خلاصة انجازاته العلمیة والعملیة

أهم مؤلفاته: اشتغل بالتالیف والتصنیف الیٰ جانب التدریس والاقراء والخطابة والدعوة والارشاد والافتاء، ولم یکن همه الا اداء الأمانة التی حملها عن شیوخه وتمتاز مؤلفاته فی الدقة والعمق والعرض المیسر النافع حیث وصلت تألیفاته لمایقارب ۶۱-کان یعدّ من أهم کتّاب عصره یذخر التراث الاسلامی باعماله البارزة القیمة وتشمل مؤلفاته باللغات الثلاثة من الاردیة والعربیة والانجلیزیة

المؤلفات الاردیة: (۱) هجرت رسول (۲) آثار قیامت (۳) ٹائی کا مسئله (۴) حضرت ابراهیم کے والد تارخ/تارح یا آزر (۵) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت (۷) سنوں چپ رهو (۸) دفاع کنز الایمان (دو جلد) (۹) الحق المبین (۱۰) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۱) کیا دین کی مهم پوری هو چکی (۱۲) جشن عید میلاد النبی (۱۳) سفینۂ بخشش (نعتیه دیوان) (۱۴) فضیلت نسب (۱۵) تصویر

کا مسئلہ (۱۶) اسمائے سورۂ فاتحہ کی وجہ تسمیہ (۱۷) القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق (۱۸) سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (۱۹) العطایا الرضویہ فی فتاویٰ الازہریہ المعروف فتاویٰ تاج الشریعہ۔

المؤلفات العربية: (۱) الحق المبين(۲) الصحابة نجوم الاهتداء(۳) نبذة حياة الامام احمد رضا(۴)سدالمشارع (۵)حاشيه عصيدة الشهدة شرح قصيدة البردة (۶) تعليقات زاهره على صحيح بخارى(۷)مرأة النجديه بجواب البريلويه(۲ جلد)(۸)نهاية الزين فى التخفيف عن ابى لهب يوم الاثنين (۹) الفردة فى شرح قصيدة البردة۔

المؤلفات الانجليزية:

☆Azharul Fatawa (Few English Fatwawa)

☆A Just Answer To The Blased Author

☆Fatwa On Wearing Of The Tie

وفاته: فقد وافته المنية عن عمر يناهز ۷۵۔ شهد الجنازة الجم الغفير من أقصىٰ الارض وادناها وقلّصت الدنيا فى جوف بريلى الشريفة يومئذ حيث اكتظت الشوارع والطرقات والدروب والاسطح والسوح بالناس، ودفن بمضيفته الازهرية فى مسقط رأسه۔جزاه الله عن العلم والعطاء والانجاز خير الجزاء فى الاٰخرة۔

عميد: جامعه حضرت نظام الدين اولياء نيو دهلى

منقبت درشانِ تاج الشریعہ

نتیجۂ فکر: حضرت علامہ حافظ وقاری سید معین الحق ارشد القادری

گُلستانِ رضویت کی بوستاں اختر رضا — سُنیت کی تازگی کی داستاں اختر رضا
مفتیِ اعظم کی نگہِ کیمیا کا اِنتخاب — اِس صدی کے دانشِ دانشوراں اختر رضا
عالِمِ شریعت پیشوائے طرقِ دیں — کہتا ہے تاج الشریعہ کل جہاں اختر رضا
کیا سفر ہو کیا حضر چھوڑا نہیں ہرگز نماز — اِستقامت کے ہو تم کوہِ گراں اختر رضا
اب مُداہن کی ہے کثرت الامان والحفیظ — پرعزیمت آپ کی اعلیٰ نشاں اختر رضا
مُنکرانِ دینِ حق نے تیری عظمت کے طفیل — کفر توڑا ہو گئے صاحب دلاں اختر رضا
مومنوں پر تھے لٹاتے شفقت والفت کے پھول — نجدیوں کے واسطے برقِ تپاں اختر رضا
بوئے احمد سے مہکتا آپ کا ہر شعر ہے — عشق سے لبریز ہے جلوہ کناں اختر رضا
دیکھ کے کثرت، جنازہ میں عیاں جب حق ہوا — مہر برلب ہو گئے سب دشمناں اختر رضا
سُنیت کی ناؤ ساحل سے لگانے کے لیے — دے گئے عسجد رضا کو بے گماں اختر رضا
ارشدِ عاجز تُو لے لے صدقۂ جودِ رضا — ہیں رضا کے بحر کا فیضِ رواں اختر رضا

(استاذ: دار العلوم شاہ عالم احمد باد گجرات)

مقام تاج شریعت

نتیجہ فکر: حضرت علامہ ومولانا مبارک حسین رضوی پورنوی

برنگے عشق محمد ترے وجود کی ہو — ہمیشہ آتی تھی لب سے ترے درود کی ہو
ترے قیام کی نکہت ترے قعود کی ہو — زمیں پہ بکھری ہوئی ہے ترے سجود کی ہو
بشکل تاج شریعت رضا کا علم چلا — رضا کے علم پہ چھائی نہیں جمود کی ہو
ورق ورق سے کتابوں کے آج آتی ہے — ترے قلم سے جو نکلی ہے اس نمود کی ہو
ہے تیری ذات معطر رضا کی خوشبو سے — مرے وجود میں بھی ہو ترے وجود کی ہو
مقام تاج شریعت پہ وجد یوں کیجئے — کہیں ہو رقص کی خوشبو کہیں سرور کی ہو
ترے فراق کے شعلوں میں جل گیا ہوں میں — کباب دل سے مرے آرہی ہے عود کی ہو
میں ان سے ملتا ہوں تیغ دودم کی صورت میں — کہیں جو ملتی ہے مجھ کو ترے حسود کی ہو
رضا کے گھر میں مبارکؔ جو بچے پلتے ہیں — کسی میں رنگ کرم ہے کسی میں جود کی ہو

(بائسی، پورنیہ، بہار)